شریف التواریخ

جلد سوم حصہ دوازدہم

سید شریف احمد شرافت نوشاہی

ادارۂ معارف نوشاہیہ

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



Marfat.com

Marfat.com

تذکرۂ مشائخِ قادریّہ نوشاہیّہ

شریف التواریخ

سیدی

جلد سوم

الموسوم بہ

تذکرۃ النوشاہیہ

حصہ دوازدھم ملقب بہ

طوالع الانظفار

تالیف

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

پ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء ◎ ف ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء

ادارۂ معارفِ نوشاہیّہ ○ ساہن پال شریف / گجرات۔ پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب — شریف التواریخ جلد سوم موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ
حصہ دوازدہم ملقب بہ طوالع الانظار

مصنّف — سیّد شریف احمد شرآفت نوشاہی سجّادہ نشین دربار نوشاہی ساہنپال شریف

سالِ تصنیف — ۱۳۹۶ھ ہجری ، ۱۹۷۶ء عیسوی

ناشر — ادارہ معارف نوشاہیہ۔ ساہن پال شریف

مطبع — مطبعۃ المکتبہ العلمیۃ لاہور

تعداد — ۵۰۰ باراوّل

130506

تقطیع — ۱۸ X ۲۳ / ۸

خطّاط — خطِ مصنّف

تاریخ طبع ونشر — محرم الحرام ۱۴۰۵ھ / اکتوبر ۱۹۸۴

صفحات — ۴۰۰

قیمت — ۵۰/- روپے

ملنے کے پتے

ادارہ معارفِ نوشاہیہ ، ساہن پال شریف ، ضلع گجرات
ادارہ معارفِ نوشاہیہ ، مکان نمبر ۱ مری سٹریٹ نمبر ۶ شالامار ٹاؤن لاہور
ادارہ معارفِ نوشاہیہ ، نوشاہی منزل محمدی پارک ، راجگڑھ لاہور
رضا پبلی کیشنز ، بازار داتا صاحب لاہور
قاری محمد اسلم سلیم ، نوشاہی منزل بازار نوشہ پیر پیراں منڈی مریدکے ضلع شیخوپورہ
حکیم قدرت اللہ اقبال ، نوشاہی منزل ۸۹ بی غلام محمد آباد فیصل آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تشکر

اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی رحمت بے بہا اور نوازشات بیکراں کا شکریہ ادا کرنے کیلئے کونسے الفاظ استعمال کروں اور کہاں سے ڈھونڈ کے لاؤں جو اس مہربان و کریم غفور و رحیم نے اپنے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک رحمتِ مجسم تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے الطاف و اکرام کے طفیل ہمارے حالِ زار پر فرمائی ہیں اور ہم ناقص و بیمیز انسانوں کو اپنی رحمتِ تامہ کے زیرِ لوا اور محبوبِ پاک عالیجناب سیدِ ولدِ آدم علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ شفقت کے پرتو میں اتنے بڑے عظیم اور اہم بلکہ مشکل اور دشوار کام سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ کتاب شریف التواریخ کی ضخامت سے کون واقف نہیں اور پھر طباعت اور اشاعت کے کاموں کی دشواریاں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور صرف ایک جلد سوم کے بارہ حصوں کی طباعت کوئی معمولی کام نہ تھا اور جس وقت ہم نے سال ۱۹۸۴ کے شروع میں دوسرے حصہ کی طباعت کے وقت یہ عہد کیا تھا کہ ہم بفضلہٖ سرماہ ایک حصہ منظر پر لانے کی کوشش کریں گے اور اس طرح ادھر سال رواں ۱۹۸۴ اپنی آخری دھوپ چھاؤں سے گذر رہا ہوگا اور ادھر شریف التواریخ طباعت کے تمام مراحل طے کر کے اپنی منزل پا چکی ہوگی اور قارئین کرام حضرت شرافت مرحوم کے اس شہپارہ عظیم سے اپنی آنکھوں کو روشن اور تشنگی کو دور کر رہے ہوں گے لیکن اس سارے کام کا دارومدار رحمتِ رحمان اور فیضِ نظر سلطانِ دو جہان پر مبنی تھا اور ہمیں معلوم تھا کہ بجز تائیدِ صمدی اور بے مدد جنابِ احمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ مشکل حل نہیں ہو سکتی اور روئے امید آئینہ تمنا میں جلوہ گر نہیں ہو سکتا پس اللہ تعالیٰ جلّ و علیٰ نے اپنے محبوبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فیضانِ کرم سے ہم بے بضاعتوں کو تقویت عطا فرمائی اور فی الحقیقت اپنے خزانۂ غیب سے ہی ایسے سامان مہیا فرمائے کہ ہمیں کسی مقام پر کوئی بھی مرحلہ دشوار نظر نہ آیا۔ اس کام میں سب سے بڑی رکاوٹ رقم کی فراہمی میں واقع ہو سکتی تھی لیکن ربِ کریم نے اس کام کیلئے سارا بندوبست اپنے پاس سے فرما دیا اور کچھ ایسے اسباب بن گئے اور کچھ ایسے احباب مل گئے جنہوں نے دل کھول کر رقوم عطا فرمائیں اور ان کے ہاتھوں میں ذرا بھر جنبش نہ آئی اور نہ ان کے چہروں پر ذرا سی شکن واقع ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے انکے ہاتھوں کو وہ وسعت اور دلوں کو وہ فراخی عطا فرمائی کہ انہوں نے ہماری امیدوں سے بڑھ کر اس کام میں حصہ لیا۔ ان سب احباب کا ذکر میں وقتاً فوقتاً کتاب کے مختلف حصص میں کرتا رہا ہوں یہاں میں بطور سپاسِ بخششِ صمدی صرف اتنا تذکرہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ رب کریم نے اپنے فضل سے میرے عزیز القدر دوست حکیم قدرت اللہ اقبال نوشاہی غلام محمد آباد فیصل آباد کو یوں میرا دل دیا کہ اس نے اس کتاب کیلئے مبلغ چھتیس ہزار (۳۶۰۰۰) روپے اپنی گرہ سے دئے اور انکی معرفت انکے دوست حکیم محمد اعظم فیصل آباد نے مبلغ دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپے دئے۔ اس کے علاوہ ربِ کریم نے اپنے فضلِ خاص سے حضرت مؤلفِ کتاب مرحوم جناب سید شریف احمد شرافت نوشاہی صاحب کے بعد آپکے خاندانِ عالی سے نوشاہی سلسلۃ الذہب کا دُرِ مکنون آپکے برادرزادہ سید رضا اللہ شاہ عارف نوشاہی ہمیں ایک ایسا مینارِ نور عطا کر دیا کہ میرے خیال کے مطابق یہ نوشاہی خانوادہ کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ انہیں اس صاحبزادہ کی شکل و صورت میں ایک عظیم نوشاہی مفکر چلتا پھرتا نظر آ رہا ہے۔ دو دن دور نہیں جب یہ عالی قدر صاحبزادہ

Marfat.com

پسہرِ نوشاہت کو اپنی خاندانی وجاہت روایات اور آفتابِ علوم کی روشنی سے منور کردیگا صاحبزادہ عالی قدر نے کتاب کی تزئین و آرائش میں گہری دلچسپی لی اور ہزاروں روپے کی مالی امداد اپنی جیب خاص سے دی اور کتاب کے نکاس میں بہت ہی دلچسپی لی جس سے کتاب کی کافی مالی معاونت ہوئی اور حضرتِ شرافت مرحوم کے صاحبزادگانِ عالی منزلت سید ریاض الحسن نوشاہی اور سید سعید الظفر نوشاہی ہر دو نے بڑی دلجمعی سے کتاب کی سرپرستی فرمائی اور چھوٹے صاحبزادہ عالی مقام سید سعید الظفر نوشاہی نے تو ہزار ہا روپیہ اپنی جیب خاص سے کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں خرچ کیا ان کے علاوہ حضرتِ مؤلف مرحوم کے خواہرزادہ سید خضر حیات عباسی نوشاہی نے کتاب کے تقریباً ہر حصہ کی خوبصورت اور رنگین تاریخیں نکال کر کتاب کے حسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اب جبکہ کتاب شریف التواریخ اپنی تمام و کمال خوبیوں کے ساتھ ہر سہ مجلدات کے مکمل حصص میں قارئین کرام کے پیشِ نظر ہے اور ۱۹۸۴ء کو ابھی اپنے اڑھائی ماہ کے صبح و شام دیکھنے باقی ہیں یہ درحقیقت سید شرافت مرحوم کی کرامت اور فضلِ کردگار کارساز ہے اور ادارہ معارف نوشاہیہ ان انعاماتِ الٰہیہ کے سامنے شکرانہ میں سربسجود ہے اور محبوبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انعامات و نوازشات کے سامنے جبینِ عقیدت جھکائے ہوئے ہے اور درج بالا اور باقی تمام معطی حضرات اور معاونین کا شکرگذار ہے۔ ربِّ کریم ان لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے ہاتھوں کو فراخی اور دلوں کو عالی حوصلگی عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرتِ خضر نوشاہی صاحب جن کا ذکر اوپر آچکا ہے نے تکمیلِ کتاب پر درج ذیل تاریخیں نکالی ہیں۔

بسمہ تعالیٰ

حضرت علامہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی کی معرکۃ الآرا تصنیف شریف التواریخ

کو جو بالفاظِ دگر کتابِ شرافت ہے اگر زار کے دل کی گہرائی سے دیکھا جائے تو یہ ایک درسِ مغفرت ہے

۱۴۰۴+۱ھ ۱۹۸۴ء

الحمد للہ کہ تکمیلِ طباعتِ کتاب کے تمام مراحل بہ کوششِ جناب عارف نوشاہی و سعیٔ بلیغ محمد لطیف

۱۴۰۵ھ ۱۹۸۴ء

بلکہ سعیٔ بلیغ محمد لطیف زار نوشہی و بتعاون حکیم قدرت اللہ اقبال نوشاہی صاحب و دعا اخلاص محمد موسیٰ حکیم امرتسر

۱۹۸۴ء ۱۹۸۴ء

بحسن و خوبی طے ہو گئے اور یہ سفینہ اپنی منزلِ مقصود کو پہنچا اور یہ بلاشبہ ظہورِ کرامت پیر نوشاہِ عالیجاہ پیرِ بے نظیر ہے

۱۹۸۴ء

سید خضر نوشاہی نے دو عدد پنجابی تاریخیں بھی نکالی ہیں جو میں نے نظم کر لی ہیں۔

۱۴۰۵ھ ۱۴۰۵ھ

احوال اذکار نوشاہیاں دے مرے پیر شرافت پیر لکھے
نوشاہیاں خاک رلیندیاں نوں چا عرش دی چوٹی تے رکھیا
اسیں زار خداوند عالم دے دربار تے ادبوں جھک جائیے

کیا روشن سورج چن ورگے کیا سوہنے بدر منیر لکھے
اینہاں گنج بخش دے خادماں دے حالات ایوں پرتاثیر لکھے
جس کرم تھیں ساڈی قسمت وچ ایہ عالم فاضل پیر لکھے

محمد لطیف زار نوشاہی
خطیب جامعہ غوثیہ راجگڑھ۔ لاہور نمبر ۱

نوشاہی منزل محمدی پارک راجگڑھ لاہور
دوشنبہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۵ یکم اکتوبر ۱۹۸۴ء

Marfat.com

ا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ آخر

شریف التواریخ کی تصنیف وتالیف کا کام ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں شروع ہوا اور ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں ختم ہوا۔ اس کی طباعت واشاعت کی ابتداء ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء میں ہوئی اور آج ماہ محرم ۱۴۰۵ھ/ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ اس طرح کتاب کی تصنیف وتالیف پر تینتالیس سال لگے اور اس کی طباعت کا کام محض پانچ سال میں مکمل ہوگیا۔ یہ تفاوت ایک طرف انسانی مغز کی تحقیق کی دھیمی رفتار اور احتیاط کا مظہر ہے اور دوسری طرف انہی بشری تحقیقات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی ٹیکنالوجی کی برق رفتاری کا ترجمان ہے۔ سائنسی تخلیق وتحقیق کا یہ پہلو بے شک قابل ستائش ہے جس نے انسان (جن میں مصنفین اور ناشرین بھی شامل ہیں) کے لئے اتنی سہولتیں فراہم کردی ہیں۔

شریف التواریخ کی تصنیف وتالیف کے ۴۳ سال اور طباعت کے ۵ سال اپنی اپنی جگہ پر خود تاریخ کا ایک باب ہیں۔ ضلع گجرات کے ایک دور افتادہ گاؤں (ساہن پال شریف) سے ایک تیس سالہ جوان اپنے خاندان (نوشاہیہ) کی صدیوں پر محیط تاریخ مرتب کرنے اٹھتا ہے۔ نہ اس کے پاس وسائل ہیں۔ نہ اس کی معاونت کے لئے کوئی اکیڈمی ہے۔ وہ گھر سے نکلتا ہے سفر کی تمام سمتیں گجرات شہر سے کھلتی ہیں اور وہاں تک پہنچنے کے لئے پہلے وہ بارہ پندرہ میل پیدل چل کر سنگھوال قصبہ تک پہنچتے ہیں اور وہاں سے تانگہ پر سوار ہوکر گجرات تک پہنچتے ہیں اور وہاں سے اگلی منزل کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ زیادہ تر دیہات ہی ان کی منزل مقصود ہوتے اور وہاں تک پہنچنے کے لئے کوسوں پیدل چلنا پڑتا۔ واپسی کے سفر پر کتابوں کی گٹھریوں کا بوجھ الگ ہوتا۔ اس راہ پیمائی اور آبلہ پائی کی تفصیل شریف التواریخ کے مصنف کے روزنامچوں اور سفرناموں میں رقم ہوئی ہے۔ بعض لوگوں نے کتابیں دکھائیں، بعض نے چھپائیں۔ جنہوں نے دکھائیں ان کے

Marfat.com

آباد اجداد کے چہرے شریف التواریخ کے آئینے میں نظر آتے ہیں جنہوں نے چھپائیں ان کے اسلاف کے چہروں پر گمنامی کا غبار پڑ گیا۔

شریف التواریخ کی تصنیف و تالیف کے ۴۳ سال دراصل مصنف کے ۴۳ سالوں میں ایک قریہ سے دوسرے قریہ، ایک خانقاہ سے دوسری خانقاہ، ایک کتب خانہ سے دوسرے کتب خانہ اور ایک خرابہ سے دوسرے خرابہ تک سفر کے حاصل کی متشکل داستان ہے۔ انہوں نے سجادہ نشینوں، پروفیسروں اور اعلیٰ پائے کے دانشوروں سے لے کر دیہاتوں کے بڑے بوڑھوں، نسابوں اور میراثیوں تک سے مطلوبہ مواد حاصل کیا کہ تاریخ کے منتشر اوراق اسی طرح جمع کئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنوں سے چھوٹوں سے اخذ و اکتساب کے لئے کبھی اپنی خاندانی بزرگی کے "احساس برتری" کو رکاوٹ بننے نہیں دیا اور نہ کالج اور یونیورسٹی کے کتب خانوں میں جاتے ہوئے یا "جدت زدہ دانشوروں" سے معلومات حاصل کرتے ہوئے اپنی دیہاتی وضع قطع اور سادہ لباس سے "احساسِ کمتری" کا شکار ہوئے۔ وہ جیسے عام زندگی میں تھے ویسے ہی ان اداروں میں لوگوں کے پاس جاتے اور وہی سادگی اُن کی کتابوں میں بھی جھلکتی ہے۔

انہوں نے اپنی تصنیفی سرگرمیوں کیلئے لاہور کو اپنا مستقر بہت بعد میں بنایا یعنی ۱۹۶۵ء میں۔ لیکن یہ اس لئے نہیں تھا کہ ان کے رہن سہن میں کوئی تبدیلی آگئی تھی بلکہ اس لئے تھا کہ اس دوران میں انہیں لاہور کے کتب خانوں میں سلسلۂ نوشاہیہ کے متعلق ایسا مواد دستیاب ہوا تھا جس پر تحقیق کے لئے ان کا لاہور کو اپنا مرکز بنانا ضروری تھا۔ لیکن لاہور میں بھی ان کا وہی رہن سہن تھا جو ساہن پال میں تھا۔ وہ اسی طرزِ زندگی کے ساتھ ملنے کیلئے آنیوالے امریکی، ایرانی اور پاکستانی دانشمندوں کے ساتھ نشست رکھتے اور وہ اس سے متاثر ہوتے۔ امریکی مشرق شناس رچرڈ ایم ایٹن نے ہندوستان، پاکستان اور ایران میں خانقاہوں کا قریب سے مطالعہ کیا ہے (بیجاپور کے صوفیہ پر اُن کی کتاب معرکے کی چیز ہے) اور انہیں معلوم ہے کہ اب خانقاہوں میں کیا ہو رہا ہے اور سجادہ نشینوں کا مطمع نظر کیا رہ گیا ہے۔ شریف التواریخ کے مصنف کے بارے میں اس امریکی کا یہ تجزیہ دیگر سجادہ نشینوں کے لئے گو تلخ ہے مگر ہمارے مصنفِ ممدوح کے بارے میں حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

"برصغیر کے دوسرے سجادہ نشینوں کے برعکس جو امیر اور زمینوں کے مالک بن گئے ہیں اور روحانی اور عرفانی اقدار کو نظر انداز کر بیٹھے ہیں، سید شرافت نے پنجاب کی اسلامی اور عرفانی روائت کی نشوونما کی ہے"

(تعارف اعجاز التواریخ مطبوعہ ۱۹۷۶ء)

شریف التواریخ کے لئے مواد کی فراہمی کا ۴۳ سالہ دور متعدد مطلوبہ کتب و رسائل کی اوّل تا آخر ہاتھ سے نقل کرنے کی مشقت کا دور ہے۔ اس دور میں ایک موقع ایسا بھی آیا کہ مصنف کو بیس گھنٹے تک مسلسل ایک جگہ پر بیٹھ کر مستعار لی گئی کتاب کی نقل تیار کرنا پڑی (یہ واقعہ "چہار بہار" مرتبہ شیخ محمد ہاشم تھرپالوی کی نقل نویسی کے سلسلے میں پیش آیا)

شریف التواریخ کی تیاری کا ۴۳ سالہ دور روزگار کی دھول میں پٹے ہوئے اور کیڑوں کے کھائے ہوئے قلمی نسخوں کا لفظ لفظ پڑھنے اور منتشر اوراق کو احتیاط کے ساتھ ترتیب وار رکھنے کا دور ہے۔ اس دیدہ ریزی کا رفتہ رفتہ اثر یہ ہوا کہ مصنف کی زندگی کے آخری دو تین سال بینائی کمزوری میں گذرے۔ وہ عام لوگوں کو مشکل (اور نزدیک سے) پہچان پاتے۔ ایسے تمام لوگوں کی پہچان کے لئے وہ اُن کا نام اور ولدیت پوچھتے اور ساتھ ہی کہہ دیتے کہ اس استفسار سے وہ برا نہ منائیں۔ ان آخری سالوں میں کتاب پڑھنے کا طریقہ یہ رہا کہ عینک تو وہ پہلے ہی لگاتے تھے۔ اب کتاب کے اوپر محدب شیشہ بھی رکھ لیتے۔ لکھنے کا طریقہ یہ ہو گیا کہ خود کہا کرتے تھے کہ ساری عمر لکھنے کا جو تجربہ رہا ہے اسی کے بل بوتے پر لکھ دیتا ہوں ورنہ کاغذ پر اپنے حروف نہیں دیکھتا۔ بینائی کے ضعف کی اس صورت حال پر وہ ناخوش اور قدرے مایوس تھے۔ دسمبر ۱۹۸۲ء میں مجھ سے افسردگی کے ساتھ کہا "نظر پچھا دے گئی اے" یعنی بینائی ساتھ چھوڑتی جا رہی ہے۔

شریف التواریخ کی تالیف و تصنیف کے ۴۳ سال مصنف کی ساتھ مختلف زمان و مکان کے لوگوں کی بہترین معاونت و معاشرت اور بدترین معاندت اور معارضت کی تاریخ ہے۔ شرفاء اور خیر خواہوں نے کتاب کی تصنیف میں مدد دینے کے لئے اپنے سینے بھی کھولے اور کتب خانوں کے دروازے بھی۔ مصنف کی مہمان داری بھی کی اور خاطر داری بھی۔ مگر بدخواہوں اور حاسدوں نے کتاب کی تالیف میں روڑے اٹکانے کے لئے نہ صرف کتابیں نہ دکھائیں اور ہونے والے

Marfat.com

کام کی زبانی اور تحریری مخالفت کی بلکہ ایک گروہ نے ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ میں مصنف کی حقیقت نویسی پر اُن کو جان سے ختم کر دینے کا سوء قصد بھی کیا۔ یہ محض خدا تعالیٰ کی پناہ تھی کہ مصنف کسی قسم کی جسمانی گزند کھائے بغیر ان علم دشمنوں کے نرغے سے سلامت نکل آئے۔ میں جو زندگی کے اس سیاہ ترین دن میں مصنف کے ساتھ (بلکہ عملہ کی زد میں) تھا سوچتا ہوں کہ کیا انسان ابھی اتنا متمدّن اور متحمّل مزاج نہیں ہوا کہ وہ اپنے کسی منفی عمل کے بارے میں دوسروں کی زبان سے سچ سُن سکے۔ کیا حقیقت گوئی کی سزا روشنی کے اس دور میں بھی جان لینا ہے؟؟؟ جب مصنف سے اس روح فرسا سانحہ کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کہا گیا تو اُن کی زبان پر قرآن مجید کی یہ آیت تھی۔

واذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما۔ جب جاہل لوگ اُن سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو (خدا کے بندے) سلام کہتے ہیں۔

شریف التواریخ کی طباعت کی ۵ سالہ مدت کا اہم ترین واقعہ بلکہ سانحہ پہلی اور دوسری جلد کی طباعت کے بعد مصنف کا وفات پا جانا ہے (۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ/۴ جولائی ۱۹۸۳ء) یہ سانحہ ہم سب کے لئے ذہنی طور پر متاثر کن ضرور تھا اور نہایت غم انگیز تھا مگر شریف التواریخ کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرنے والوں نے اس المیہ کو اپنی ہمت اور عزم پر اثر انداز ہونے نہیں دیا۔ مصنف کی وفات کے بعد پندرہ مہینوں کے اندر اندر شریف التواریخ کی تیسری جلد کے بارہ حصوں کی طباعت اسی عزم راسخ کا نتیجہ ہے۔ اگر یہی کام مصنف کی زندگی میں ہو چکا ہوتا تو خوشی کے باعث ان کی زندگی میں مزید اضافہ ہو جاتا مگر کاتب تقدیر نے ایسے ہی لکھا تھا۔

اسی مقام پر شریف التواریخ کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرنے والوں کا شکریہ ادا کرنا بھی واجب ہے۔

۱۔ محترم مولانا محمد لطیف زار نوشاہی زید عزہ (لاہور) جو اس کتاب کی طباعت میں ہمیں بھی ساتھ لئے پھرتے رہے۔ باقی لوگ کتاب کے ایک حصہ کی طباعت کی منصوبہ بندی کر رہے ہوتے تھے تو وہ دو حصوں کو بیک وقت چھاپ کر سب کے سامنے رکھ دیتے۔ اب ان کی عمر ۷۷ سال کے قریب ہے مگر سلسلۂ نوشاہیہ کی روحانیت نے انہیں جوانوں سے زیادہ متحرک اور فعال بنا رکھا ہے۔ تیسری جلد کے پانچ حصے چھپ چکے تھے کہ مصنفِ مرحوم کے پرانے معاند رُوپ بدل

Marfat.com

کر آئے اور مولانا زار صاحب کو مالی تحریص و ترغیب دے کر کتاب کی اشاعت سے الگ رہنے کا مشورہ دیا مگر مولانا زار صاحب کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی ـــــ میں یہ جزئیات اس لئے لکھ رہا ہوں کہ لوگوں کو ان مشکلات کا اندازہ ہو سکے جو اس کتاب کی تصنیف اور اشاعت کے دوران میں درپیش رہی ہیں۔

۲۔ محترم صاحبزادہ سید سعید الظفر نوشاہی خلف الرشید حضرت شرافت مرحوم (لاہور) جو کتاب کے مسودات فراہم کرنے، اشاعت کا انتظام کرنے والوں کے درمیان رابطہ قائم کرنے اور مالی معاونت میں سرگرم رہے۔

۳۔ محترم حکیم قدرت اللہ اقبال نوشاہی (فیصل آباد) جن کا اس کتاب کی اشاعت میں سب سے زیادہ مالی حصہ ہے اور اُن کا یہ حسنِ عمل دوسروں کے لئے بھی نمونہ بنا رہا اور لوگ مالی اعانت کے لئے آگے بڑھتے رہے۔

۴۔ محترم قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی (مریدکے) جن کی اخلاص مندی کا ذکر مصنف مرحوم نے اپنے وصیت نامہ میں بھی فرمایا ہے۔ قاری صاحب نہ صرف کتاب کی طباعت کے فنی امور نمٹانے میں ہاتھ بٹاتے رہے بلکہ اس کے لئے سرمایہ بھی فراہم کرتے رہے۔

۵۔ وہ تمام حضرات بھی شکریے کے مستحق ہیں جو کتاب کے ہر حصہ کی طباعت کے وقت برضا و رغبت زرِ نقد دیتے رہے۔ ان تمام احباب کے نام متعلقہ حصوں میں اسی وقت شکریے کے ساتھ درج کئے جاتے رہے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس ضخیم کتاب کی اتنی سرعت کے ساتھ طباعت روحانی، مالی اور جدید ٹیکنالوجی کے مشترکہ تصرفات کا نتیجہ ہے۔

زیرِ نظر حصہ

محال ہے کہ شریف التواریخ کے اس آخری حصہ کے بارے میں کچھ کہے بغیر آگے گذر جائیں۔

یہ حصہ دو ابواب پر مشتمل ہے؛

پہلا باب نوشاہی بزرگوں کے حالات پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

دوسرا باب مصنف کے غیر نوشاہی احباب کا تذکرہ ہے اور ان کے ساتھ مصنف کے تعلقات کی نوعیت کا پتہ دیتا ہے۔ یہ باب جتنا آج اہم ہے اس سے کہیں زیادہ افادیت اس کی مستقبل میں ہوگی۔ یہ حصہ مصنف کے علمی اور روحانی تعلقات اور مشرب کی وسعت کا پتہ دیتا ہے۔ مصنف خود حنفی المذہب مسلمان تھے مگر ان کے روابط دیگر مذاہب اسلام کے لوگوں سے بھی قائم تھے اور وہ ان لوگوں کے پاس جاتے تھے یا وہ لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ اس سعہ صدر اور روشن فکری کے بغیر اکتسابِ علم و فضل ممکن نہیں اور اس کتاب کی تصنیف میں مصنف کے مشرب کی وسعت کا بہت دخل ہے۔

مستقبل کا منصوبہ

حضرت شرافت نوشاہی کی زندگی میں ان کی کتب کی اشاعت کی جو تحریک شروع ہوئی تھی وہ صرف شریف التواریخ کی طباعت و اشاعت تک محدود نہیں ہے۔ البتہ شریف التواریخ کی طباعت ترجیحی بنیادوں پر ہوئی۔ ادارۂ معارفِ نوشاہیہ مصنف مرحوم کی دیگر تصانیف کی اشاعت کا اہتمام بھی کرے گا۔ شریف التواریخ کے ساتھ ساتھ ادارہ نے یہ کتابیں بھی شائع کر دی ہیں:

۱۔ بہ یاد شرافت نوشاہی: یعنی حضرت شرافت نوشاہی کی یاد میں ان کے احوال و آثار پر فارسی کتابچہ۔

۲۔ چہار بہار مع خزائن الاسرار۔ چہار بہار حضرت نوشہ گنج بخش کے ملفوظات ہیں جن کا اردو ترجمہ حضرت شرافت نوشاہی نے کیا تھا۔

اب مستقبل قریب میں ان کتب کی اشاعت پیش نظر ہے:

۱۔ تاریخ عباسی تصنیف حضرت شرافت نوشاہی

۲۔ شریف التواریخ کی تینوں جلدوں میں مذکور افراد کا طبقاتی اشاریہ۔ جو حضرت مصنف کے بھانجے صاحبزادہ سید شفیق الرحمان نوشاہی مرتب کر رہے ہیں۔ ان جلدوں میں مذکور کتب اور اماکن کا بھی اشاریہ مرتب کرنے کی ضرورت ہے جس سے کتاب کی افادیت بڑھ جائے گی۔ خدا ہمارے مقاصد کی تکمیل کرے اور مصنف مرحوم کی روح کو شاد کرے۔

سید عارف نوشاہی

Marfat.com

فہرست مضامین

کتاب ھوالع الانظار۔ حصہ دوازدہم از تذکرۃ النوشاہیہ کہ جلد سوئم
است از کتاب شریف التواریخ

تصنیف

سید ابو الظفر شریف احمد شرافت نوشاہی سابنیالوی عفی عنہ۔

مقدمہ ۲

الف

۱	سید احمد شاہ۔ سری نگر	۳
	اولاد	″
	یار طریقت	•
۲	سائیں احمد دین۔ گکھڑ چیمہ	″
	گکھڑ کی آبادی کا ذکر	•
۳	میاں ارشد علی قریشی۔ خان پوری	″
	دستخط	۴
۴	سید اکبر شاہ خولدزی۔ کوٹ میر	•
	نسب نامہ	•
	مادری نسب نامہ	″
	اخلاق و عادات	۵
	اولاد	″
		″

Marfat.com

	تاریخ وفات	۶
	قطعہ تاریخ	〃
	ضمنہ	〃
۵	میاں اللہ بخش۔ بچیکے	۷
	مدفن	〃
۶	میاں اللہ دتا۔ اوجلہ والہ	۰
	دستخط	۰
۷	شیخ اللہ دین مجذوب	۸
۸	میاں امام الدین درزی لاہوری	〃
	ب	۹
۹	سید برکت علی شاہ بجوڑی	〃
	تقریظ رسالہ طریق السالکین	۰
۱۰	سید بہادر شاہ حسینی بھاگھری	۱۰
	اجازت قصیدہ در زیارت غوثیہ	〃
	تصنیف	۱۱
	پ	۶
۱۱	بابا پیر شاہ فیروز پوری	〃
	ث	۱۲
۱۲	بابا ثابت شاہ	۰
۱۳	بابا ثابت شاہ مجذوب کوٹ نکہ	〃
	کرامات	۱۳

Marfat.com

	مَلّا واہگہ کو دُعا	۱۳
	اجرائے لنگر	"
	فقر کے متعلق مقولہ	۱۴
	یارانِ طریقت	"
	وفات	"
	ج	"
۱۴	مولوی جان محمد رُکھانوالہ	"
	شعر خوانی	۱۵
	کمالات	"
	مکتوب مولانا تحسین	"
	غزل	۱۷
	اولاد	"
	وفات	"
۱۵	میاں جیوا۔ بھڑیوالہ	"
	چ	۱۹
۱۶	سائیں چُپ شاہ جھبرانوالہ	"
	وفات	"
	رسم چہلم	"
۱۷	سائیں چُپ شاہ کوٹلہ والہ	۲۰
	وفات	"
۱۸	پنڈت چندر بھان لاہوری	"

Marfat.com

	تصنیف	۲۰
	وفات	"
۱۹	چوہڑمل	۲۱
	مکتوب	"
	ح	"
۲۰	سائیں حاکم علی کھرل ۔ راہ والی	"
	وفات	"
۲۱	حجرہ والے شاہ صاحب ترقپوری	۲۲
۲۲	بابا حضوری شاہ ۔ گھمن کلاں	"
	خ	۲۳
۲۳	خانقاہ شاہراہ	"
۲۴	فقیر خدا بخش پتاوری	"
	وفات	۲۵
۲۵	شاہ خرم سیدنگری	"
	ذکر آبادی سیدنگر	"
۲۶	میاں خسران شاہ ۔ جھنگی گلاب شاہ والا	۲۶
	د	۲۷
۲۷	میاں دانا گنجاہی	"
	ملمع	"
۲۸	دربار نوری	۲۸
۲۹	خلیفہ دسوندھی	"

Marfat.com

	کتابت	۲۸
۳۰	بابا دسوندھی شاہ لدھیانوی	۳۰
	شجرۂ فقرائے دسوندھی شاہ	"
۳۱	بابا دینے شاہ مجذوب جالندھری	"
	یارانِ طریقت	۳۱
	وفات	"
	قطعہ تاریخ وفات	"
	ر	"
۳۲	میاں روشن دین غوث پوری	"
	انتباہ	۳۲
	ز	"
۳۳	سائیں زمان شاہ نوشہروی	"
	وفات	"
	س	"
۳۴	بابا سدو فقیر ۔ بچیکے والہ	"
۳۵	حکیم سردار علی رحسن چوہنگی	۳۳
۳۶	شیخ سعد اللہ	"
۳۷	مولانا سکندر شاہ کاتب ٹھیکے	"
۳۸	میاں سلطان محمود فاضلکا والہ	۳۴
	واقعہ بیعت	"

Marfat.com

ش ۳۵

۳۹ میاں شرف الدین فاروقی "

قطعہ تاریخ وفات "

۴۰ سائیں شوکت علی بابکزائی "

ص ۳۶

۴۱ حافظ صادق پشاوری "

شاگردانِ رشید ۳۷

وفات "

ع "

۴۲ عائشہ بی بی نوشہرویہ "

تاریخ وفات "

قطعہ تاریخ "

۴۳ پیر عبد الامر شاہ دُولا قصوری ۳۸

ارشادات "

یارانِ طریقت ۳۹

وفات ۴۰

مدفن "

تعمیر روضہ "

تحریرات روضہ "

عرس ۴۱

۴۴ میاں عبد الکریم پشاوری "

Marfat.com

دستخط ۴۱

انتباہ "

۴۵ سید علاؤالدین شاہ قادری حیدرآبادی ۴۲

مکتوب "

غ

۴۶ مرزا غلام حسین گجراتی ۴۳

نسب نامہ "

گجرات میں سکونت "

تحریری یادگار ۴۴

اولاد "

تاریخ وفات "

ف

۴۷ فاطمہ بی بی منیجریہ "

اولاد ۴۵

وفات "

قطعہ تاریخ "

۴۸ سائیں فضل دین رحمانی ۔ راہ والی "

وفات "

ق

۴۹ چوہدری قادر بخش بھٹی تلونڈی والہ "

سکونت و تعمیر روضہ نوشہ "

Marfat.com

	وکالتِ سرکار	۴۶
۵۰	میاں قربان علی نابھوی	"
۵۱	بابا خطب شاہ ماڑی والا	"
	ک	۴۷
۵۲	مُلاّ کالے شاہ	"
	مکتوب	"
	انتباہ	"
۵۳	پیر کمال شاہ لاہوری	۴۸
	تکیہ لالو سائیں	"
	گ	"
۵۴	بابا گلاب شاہ مجذوب رسولنگری	"
	رسول نگر میں تشریف لانا	"
	غوثِ وقت کی ملاقات	۴۹
	بابا صاحب کا ڈیرہ	"
	رسول نگر کی آبادی کا تذکرہ	۵۰
	عادات و اطوار	۵۴
	علمیت	"
	ترکِ دنیا	"
	ایک مرید کو صاف کرنا	۵۵
	ایک مرید کا فیض سلب کرنا	"
	ایک مجرم کی رہائی کی خبر دینا	"

Marfat.com

کھانے کا معمول	۵۵
تبرکات	۵۶
یارانِ طریقت	"
تاریخِ وفات	"
میلہ گلاب شاہ	"
قطعہ تاریخ	۵۷
مِنہُ	"
مِنہُ	۵۸
۵۵ بابا گوراندتا مجذوب۔ ٹھٹھہ عالیہ والہ	"
ابتدائی حالات	"
شہرت پانا	"
اسلامی نام	"
اسلامی ثبوت	۵۹
کرامات	"
کشف	"
جذامی کا تندرست ہونا	۶۰
بابا فتح محمد کو دعا	"
ایک کمہار کو دعا	"
مقدمہ میں فتح حاصل ہونا	"
سید شرافت کو دعا	"
معترفینِ کمال	۶۱

Marfat.com

	اعلیٰ حضرت نوشاہی کا ارشاد	۶۱
	بارانِ طریقت	۶۲
	تاریخِ وفات	"
	ل	"
۵۶	سید لال شاہ	"
۵۷	لالہ معتم لاہوری	۶۳
	م	۶۴
۵۸	سید محبت علی شاہ دیپالپوری	"
	وفات	"
	بارِ طریقت	"
۵۹	حافظ مولوی محمد بخش جالندہری	"
۶۰	میاں محمد سلیم گجراتی	۶۵
	ولادت	"
	اولاد	"
	وفات	"
۶۱	بابا محمد شاہ بیرس والہ	"
۶۲	سید حافظ محمد شاہ ہمدانی خیرپوری	"
	ولادت	۶۶
	تعلیم	"
	عبادت	"
	خیرپور جانا	"

Marfat.com

	اراضی خریدنا	۶۶
	قصور آنا	"
	خواجہ خدا بخش سے تعلقات	"
	مخدوم صاحب بخاری کا مسخر ہونا	۶۷
	تحریرات	"
	شادی	"
	اولاد	"
	وفات	۶۸
۶۳	مرزا محمد علی گجراتی	"
	اولاد	"
	وفات	"
۶۴	سید محمود شاہ عرف بلاق شاہ ہمدانی خیرپوری	"
	ولادت	۶۹
	بھائیوں میں محبت	"
	ادب	"
	عبادت	"
	اخلاق	"
	ممبر کمیٹی ہونا	۷۰
	مسلمان کی مدد کرنا	"
	شادی	۷۱
	اولاد	"

Marfat.com

	یارانِ طریقت	۷۱
	وفات	〃
	قطعہ تاریخ	〃
	قطعہ دیگر	۷۲
	دیگر	۵
	دیگر	〃
	دیگر	۷۳
	منشیٔ	〃
۶۵	میاں مراد بخش بھٹروالہ	〃
	بیعنامہ زمین	〃
	اقرارنامہ	۷۴
	مکتوب	۷۵
	اولاد	〃
۶۶	میاں نقیم گجراتی	〃
	ولادت	〃
	وفات	〃
۶۷	مہر شاہ فقیر لاہوری	۷۶
	ن	۷۷
۶۸	میاں نصیر احمد پشاوری	〃
	والد	۷۸
	ولادت۔ تعلیم	〃

Marfat.com

	تدریس	۷۸
	تعمیرِ مسجد	"
	تصانیف	۷۹
	کتب خانہ	"
	نوشاہی ہونا	"
	تحقیقِ حق کا جذبہ	۸۰
	فتوائے نویسی	۸۱
	شعر گوئی	"
	اولاد	"
	شاگردانِ رشید	۸۲
	وفات	۸۳
	قطعہ تاریخ	۸۴
	مادہ ہائے تاریخ	"
۷۹	میاں نور جمال گجراتی	"
	ولادت	"
	عبادت	"
	اولاد	"
	وفات	"
۸۰	مرزا نور علی گجراتی	۸۵
	اولاد	"
	وفات	"

Marfat.com

۷۱	میاں نور محمد گجراتی	۸۵
	ولادت	"
	اولاد	"
	وفات	"
۷۲	نوشاہی بزرگ غوث پوری	۸۶
۷۳	نوشاہی جماعت	"
۷۴	نوشاہی لوگ	۸۷
	و	
۷۵	والدہ مولوی محمد دین فاروقی رسول نگری	"
	اولاد	"
	وفات	"
	خطوط تاریخ	"
۷۶	میاں ودھایا کنگ والہ	۸۸
۷۷	وچھ ب شاہ لودھرانی	۸۹
۷۸	میاں ولی محمد خوادی خیرپوری	۹۰
	زیارت نبوی	"
	ھ	
۷۹	مولانا سید محمد ہاشم شاہ ہمدانی خیرپوری	"
	نسب نامہ	"
	ولادت	۹۱
	تعلیم	"

Marfat.com

بیعت	۹۱
عبادت	〃
خیر پور میں ورود	〃
والد صاحب کی مراسلت	〃
فیضانِ کثیر	۹۲
مرشد صاحب کی نصیحت	〃
کرامات	〃
ایک مرید کو زیارتِ نبوی کرانا	〃
ایک شخص کو مقدمہ سے رہا کرنا	〃
کتابوں کا شوق	۹۳
مشائخ کی آپ سے عقیدت	〃
تحریرات	۹۴
دستخط	〃
تبرکات	〃
اولاد	۹۵
یارانِ طریقت	۰
وفات	〃
ی	۹۶
یادگار تحریر	۸۰
انتساب	۹۷

Marfat.com

الف

۱	ابراہیم	میاں ابراہیم نقشبندیؒ امام مسجد دوٹیالوالی۔ شیخوپورہ	۹۷
۲	ابراہیم	مولانا محمد ابراہیم حافظؒ امام مسجد دوشہرہ شریف۔ گجرات	"
۳	احسان	مولانا احسان الحق المعروف احسان دانش۔ لاہور	۹۹
۴	احسن	باباجی سائیں محمد احسن نقشبندی۔ سنگرانہ۔ گجرات	۱۰۰
۵	احمد	تاریخ وفات مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری۔ لاہور	۱۱۲ ۱۱۳
۶	احمد بخش	خلیفہ احمد بخش خلیفہ دربار گیلانیہ لوح شریف بہاولپور	"
۷	احمد حسین	مولوی احمد حسین خوشنویس عادلگڑھی۔ وسن پورہ۔ لاہور	۱۱۴
۸	احمد حسین	مولوی احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری پروفیسر۔ گجرات	"
۹	احمد حسین	مولانا احمد حسین قاری	۱۱۵
۱۰	احمد دین	مولوی حافظ احمد دین اہلحدیث گکھڑ چیمہ۔ گوجرانوالہ	"
۱۱	احمد سعید	مولانا سید احمد سعید کاظمی امروہوی ملتانی	"
۱۲	احمد شاہ	سید احمد شاہ خوارزمی معین الدین پوری۔ طارق آباد بہاولپور	۱۱۶
۱۳	احمد شاہ	سید احمد شاہ مشہدی۔ خونی بھٹیاں شیخوپورہ	"
۱۴	احمد علی	مولوی احمد علی قادری (دیوبندی) خطیب جامع شیرانوالہ لاہور	"
۱۵	احمد کمال	شیخ احمد کمال مدنی	"
۱۶	احمد نواز	ملک احمد نواز۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری۔ لاہور	۱۱۷
۱۷	احمد یار	مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ گجرات	"
۱۸	ادریس	محمد ادریس	۱۱۸
۱۹	اسلم	مولوی سید محمد اسلم خطیب جامع مسجد شرقی گکھڑ۔ گوجرانوالہ	"
۲۰	اسمٰعیل	مولوی محمد اسمٰعیل واعظ۔ چکوال۔ جہلم	"

Marfat.com

۲۱	اسمٰعیل شاہ	سید اسمٰعیل شاہ بخاری چشتی صابری۔ بھسین۔ لاہور	۱۱۸
۲۲	اسمٰعیل شاہ	سید اسمٰعیل شاہ نقشبندی۔ کرمانوالہ۔ ساہی وال	۱۱۹
۲۳	اشفاق احمد	اشفاق احمد خاں (تلقین شاہ) ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ۔ گلبرگ۔ لاہور	"
۲۴	اقبال	علامہ اقبال احمد فاروقی۔ ایم۔ اے۔ لاہور	"
۲۵	اقبال	حکیم سید اقبال حسین۔ پسرور۔ سیالکوٹ	۱۲۱
۲۶	اقبال	خان محمد اقبال جاوید ایم۔ اے چک ۴۰۴ گ ب۔ لائل پور	"
۲۷	اقبال	مولانا محمد اقبال مجددی۔ پروفیسر شاہ حسین کالج لاہور	"
		پیدائش	"
		والدین	"
		تعلیم	۱۲۲
		بیعت	"
		اساتذہ	"
		ملازمت	۱۲۳
		شغل	"
		دارالمورخین	۱۲۴
		تالیفات	"
۲۸	اقبال	پروفیسر محمد اقبال ملک ایم۔ اے۔ گورنمنٹ کالج راولپنڈی	۱۲۶
		تصانیف	"
۲۹	[illegible]	[illegible] اکبر شاہ بخاری نقشبندی۔ سانگلا ہل شیخوپورہ	۱۲۷
۳۰	[illegible]	[illegible] اکبر علی ذیلدار۔ چک مانو کلاں۔ گجرات	"

Marfat.com

۳۱	اکبر علی شاہ	سید اکبر علی شاہ [ذاکر شیعہ]	سوک کلاں - گجرات	۱۲۷
۳۲	اکرام	شیخ محمد اکرام - نگران ماہنامہ المعارف لاہور		〃
۳۳	اکرم	حاجی شیخ محمد اکرم مینجر نیشنل بینک قصور		〃
۳۴	اکرم	مولوی محمد اکرم یکو آنہ - چرنڈ - گجرات		۱۲۸
۳۵	اکرم	مولوی قاضی محمد اکرم قطبی سہروردی ملتان		〃
۳۶	النجا	مولوی حاجی محمد النجا خطیب جامع مسجد ڈنیدوالہ - گوجرانوالہ		۱۲۹
۳۷	الطاف	رانا محمد الطاف - لاہور		〃
۳۸	اللہ بخش	مولانا حکیم اللہ بخش اسد نظامی - کھیکے والہ - ملتان		〃
۳۹	الہ داد	میاں الہ داد نقشبندی - کوہلو والہ - گوجرانوالہ		۱۳۰
۴۰	الہ داد	میاں الہ داد عرف ملاں نقشبندی - چک ۵۴ - گجرات		〃
۴۱	امام الدین	مولانا امام الدین قادری - کوٹلی لوہاراں - سیالکوٹ		〃
۴۲	امام شاہ	سید امام شاہ خوارزمی - چک حمو با - لائل پور		۱۳۱
۴۳	امان اللہ	مولوی امان اللہ - جھیورانوالی - گجرات		〃
۴۴	امیر حسین	سید امیر حسین - ڈیرہ غازیخاں		〃
۴۵	امیر حسین	سید امیر حسین (شیعہ) دھوک شہانی - گجرات		〃
۴۶	امیر شاہ	مولوی سید امیر شاہ گیلانی قادری پشاور		〃
۴۷	امیر علی	سید امیر علی چشتی نظامی		۱۳۲
۴۸	امین	مولانا قاضی محمد امین فاروقی خطیب جامع مسجد شیخوپورہ		〃
۴۹	انور	مولانا انور حسین نفیس رقم - لاہور		۱۳۳
۵۰	ایوب	محمد ایوب خاں - پیامزہ روڈ - لاہور		〃
۵۱	ایوب	پروفیسر محمد ایوب قادری - اردو کالج کراچی		〃

Marfat.com

تصنیفات ۱۳۵

مترجمات "

مرتبات و محشیات "

ب ۱۳۶

۵۲ بچایا — خلیفہ اللہ بچایا خاں مجاور دربار گیلانیہ اوچ شریف "

۵۳ بختیار — میاں بختیار رنگریز۔ ونوئیانوالی چک ۳۹ شیخوپورہ "

۵۴ برکت علی — ملاں برکت علی راجپوت۔ بھیانوالہ کلاں۔ شیخوپورہ "

۵۵ بشیر — سائیں بشیر احمد المعروف سادھو مداری گھئے والہ۔ گوجرانوالہ ۱۳۷

۵۶ بشیر — سید بشیر حسین گیلانی۔ مزنگ۔ لاہور "

تصانیف "

۵۷ بشیر — الحاج بشیر حسین ناظم ایم۔ اے۔ شرقپور۔ شیخوپورہ ۱۳۸

تصانیف "

۵۸ بنی — سائیں بنی فقیر مجذوب۔ اوچ شریف۔ بہاولپور "

۵۹ بوٹا — میاں محمد بوٹا شاعر۔ گجرات ۱۳۹

۶۰ بوستان — میاں بوستان قادری۔ میانہ موہڑہ۔ راولپنڈی "

۶۱ بہار شاہ — سید بہار شاہ بخاری چشتی۔ چک ۶۹۶/۳۸ گ ب۔ لائل پور ۱۴۰

پ "

۶۲ پروین — مس پروین ایم۔ اے۔ لاہور "

ت "

۶۳ تجمل حسین — پروفیسر تجمل حسین مزمیندار کالج گجرات "

Marfat.com

ش ۱۴۱

۶۴ ثناء اللہ — مولانا ثناء اللہ (اہلحدیث) امرتسری۔ سرگودھا — "

ج ۱۴۳

۶۵ جلال — میاں جلال اویسی۔ میاں رحیاں۔ گوجرانوالہ — "

۶۶ جلال — میاں جلال گوندل چشتی نظامی شماری۔ گجرات ۱۴۴

۶۷ جلال دین — میاں جلال دین اویسی۔ بھالیہ۔ گجرات — "

۶۸ جلال شاہ — سید جلال شاہ (شیعہ) ڈھوک نہانی۔ گجرات ۱۴۵

۶۹ جلال شاہ — مولانا سید جلال شاہ مشہدی نقشبندی بھکھی۔ گجرات — "

۷۰ جماعت علی شاہ۔ مولانا سید حافظ جماعت علی شاہ شیرازی نقشبندی محدث۔ علی پور سیداں۔ سیالکوٹ — "

۷۱ جمیل احمد — صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی۔ شرقپور۔ شیخوپورہ ۱۴۶

۷۲ جندوڈہ شاہ — سید جندوڈہ شاہ مدنی۔ احمد پور شرقیہ۔ بہاول پور ۱۴۷

۷۳ جوت علی — سائیں جوت علی قادری۔ قلعہ دیدار سنگھ۔ گوجرانوالہ — "

چ

۷۴ چراغ — مولوی محمد چراغ (دیوبندی) گوجرانوالہ —

۷۵ چراغ — مولوی حکیم محمد چراغ خوشنویس (اہلحدیث) لاہور ۱۴۸

ح

۷۶ حاجی احمد — مولوی حاجی احمد چشتی نظامی امام مسجد۔ مانگٹ۔ گجرات "

۷۷ حاجی احمد — مولوی حاجی احمد امام مسجد چک ۸۴۔ ملتان "

۷۸ حاکم شاہ — مولوی حافظ سید حاکم شاہ خوارزمی۔ ٹوپہ عثمان۔ گجرات ۱۴۹

۷۹ حامد حسین — پروفیسر سید حامد حسین۔ گجرات "

Marfat.com

۸۰	حسن	مولوی محمد حسن قرشی - لاہور	۱۴۹
۸۱	حسن علی	ملک حسن علی بی۔ اے (علیگ) شریف منزل شیخوپورہ	"
۸۲	حسن علی	سید حسن علی شاہ گیلانی چشتی صابری	۱۵۰
۸۳	حسین	مولوی محمد حسین امام مسجد رام گڑھ۔ گوجرانوالہ	"
۸۴	حسین	آقائی محمد حسین تسلیمی ایرانی - مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی - اسلام آباد	"
		تسلیم	۱۵۶
		اساتذہ کے نام	۱۵۷
		مختلف زبانوں سے واقفیت	۱۵۸
		شادی و اولاد	"
		حلقہ احباب	"
		مشاغل	"
		سکونت	۱۵۹
		تصنیفات	"
		مقالات	۱۶۰
		طباعت کے موجود کتب	۱۶۱
		جن سیمناروں میں شرکت کی	"
		مکتوب	۱۶۲
۸۵	حسین	مولوی محمد حسین چشتی صابری - امین آباد۔ گوجرانوالہ	۱۶۳
۸۶	حسین	مسٹر حسین شہید سہروردی	۱۶۴

Marfat.com

۸۷	حسین	مولوی حکیم محمد حسین کھوکھر۔ قصور پورہ۔ لاہور	۱۶۴
۸۸	حسین	مولانا محمد حسین خوشنویس مبارک نگر۔ عادل گڑھ۔ گوجرانوالہ	"
۸۹	حسین	ڈاکٹر سید محمد حسین	۱۶۵
۹۰	حسین	مولانا سید حافظ محمد حسین شیرازی نقشبندی۔ علی پور سیداں	"
۹۱	حسین	سائیں حسین علی۔ سوہاوہ۔ گوجرانوالہ	۱۶۶
۹۲	حسین	حکیم سید حسین علی شاہ چشتی نظامی چھینی چوہڑاں۔ گوجرانوالہ	"
۹۳	حشمت علی	مولانا حشمت علی بریلوی	"
۹۴	حضور بخش	سید حضور بخش شاہ۔ کنجی سکرانی بہاول پور	"
۹۵	حضور بخش	پیر حضور بخش شاہ قریشی چشتی نظامی۔ قریشی والا سلطان	"
۹۶	حفیظ	حفیظ جالندھری	۱۶۷
۹۷	حکم دین	سائیں حکم دین قادری۔ رحمان پورہ۔ لاہور	۱۶۸
۹۸	حیدر شاہ	پیر حیدر شاہ گیلانی۔ جھیورانوالی۔ گجرات	"
۹۹	حیدر شاہ	پیر حیدر شاہ نقشبندی کرتوپیڈوری۔ شیخوپورہ	"

خ

۱۰۰	خادم حسین	سید خادم حسین ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ۔ جیل روڈ۔ لاہور	"
۱۰۱	خادم حسین	سید پیر خادم حسین کرمانی قادری شیر گڑھ۔ لاہور	"
۱۰۲	خالد	مولانا خالد نرمی پروفیسر اسلامیہ کالج۔ لاہور	۱۷۱
۱۰۳	خدا بخش	مولوی خدا بخش چشتی صابری۔ امین آباد۔ گوجرانوالہ	"

د

۱۰۴	دایا	سائیں دایا چشتی صابری۔ دنوٹیانوالی چک ۴۹ شیخوپورہ	"
۱۰۵	دائم	میاں دائم اقبال دائم قادری۔ واسو۔ گجرات	۱۷۲

130586

Marfat.com

۱۰۶	درویش علی	مولوی سید حافظ درویش علی - خونی بھٹیاں - شیخوپورہ	۱۷۴
۱۰۷	دلبر حسین	پیر دلبر حسین نقشبندی - چورہ - کیمبل پور	۱۷۳
۱۰۸	دلیپ سنگھ	بابا دلیپ سنگھ درویش قادری	"
۱۰۹	دوست علی	حکیم میاں دوست علی (اہلحدیث) امام مسجد حاتم پور - گوجرانوالہ	۱۷۵
۱۱۰	دیدار علی	مولانا سید دیدار علی شاہ مشہدی الوری قادری - لاہور	"
		ذ	۱۷۶
۱۱۱	ذوالفقار	مولوی سید حافظ ذوالفقار علی شاہ بخاری (شیعہ) جلالپور بھٹیاں	"
		ر	۱۷۷
۱۱۲	رچرڈ	ڈاکٹر رچرڈ - ایم - ایٹن - پروفیسر اوبزرونا - امریکہ	"
۱۱۳	رحمت بی بی	رحمت بی بی نقشبندی بھلیسر انوالہ - گجرات	۱۸۵
۱۱۴	رحمت علی	صوفی رحمت علی ادرائیں نقشبندی - چک صوبا - لائل پور	"
۱۱۵	رحیم بخش	میاں رحیم بخش قادری - پانڈوکے نو - گوجرانوالہ	۱۸۶
۱۱۶	رکن الدین	میاں رکن الدین امام مسجد دایانوالی چک ۲۷ - شیخوپورہ	"
۱۱۷	رکھی	بی بی اللہ رکھی مجذوبہ - کپورور - سیالکوٹ	"
۱۱۸	رمضان	مرزا محمد رمضان پروفیسر گورنمنٹ کالج - لاہور	۱۸۷
۱۱۹	رمضان	میاں محمد رمضان قادری - مکی اصحابانوالی چک ۴۰ ہم شیخوپورہ	"
		ز	
۱۲۰	زبیر احمد	صاحبزادہ میاں زبیر احمد قادری سجادہ نشین دانا صاحب لاہور	"
		سیاسی سرگرمیاں	"
		دینی سرگرمیاں	۱۸۸
۱۲۱	زمان	چوہدری محمد زمان قوم بھوبین - کوٹ سلیم - گوجرانوالہ	۱۹۰

Marfat.com

۱۲۲	زین العابدین	سید زین العابدین۔ مکی۔	۱۹۰
۱۲۳	زین العابدین	سید غلام زین العابدین شاہ مدار المہام دربار گیلانیہ قادریہ اوچ شریف بہاولپور	۱۹۱

س

۱۲۴	سبط الحسن	سید سبط الحسن ضیغم۔ کرشن نگر لاہور۔ الوہار۔	"
		اخبارات کی ادارت	۱۹۲
		تصنیفات	"
۱۲۵	سبط حسن	ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی پروفیسر گورنمنٹ کالج راولپنڈی	۱۹۳
۱۲۶	ستاں	بی بی ست بھرائی المعروف ستاں۔ ونوٹیانوالی شیخوپورہ	"
۱۲۷	سراج دین	مولوی سراج دین امام مسجد سویہ۔ گجرات	۱۹۴
۱۲۸	سردار احمد	مولانا سردار احمد چشتی قادری محدث۔ لائل پور	"
		تصانیف	۱۹۵
۱۲۹	سردار شاہ	سید سردار شاہ۔ ڈھوک شہانی۔ گجرات	"
۱۳۰	سردار علی	ڈاکٹر سردار علی لودھرا۔ چک صوبا۔ لائل پور	"
۱۳۱	سردار محمد	مسٹر سردار محمد پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور	"
۱۳۲	سرور	مسٹر غلام سرور پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور	"
۱۳۳	سرور	ڈاکٹر راجہ غلام سرور پی۔ ایچ۔ ڈی۔ نالس۔ جہلم	۱۹۶
		تصنیفات	۱۹۷
۱۳۴	سرور	شیخ محمد سرور مدیر ماہنامہ المعارف لاہور	۱۹۸
۱۳۵	سرور	سید سرور حسین شاہ مصری۔ بھیانوالہ خورد۔ شیخوپورہ	"
۱۳۶	سعید	قاضی محمد سعید نقشبندی۔ پیر کوٹ متصل گکھڑ۔ گوجرانوالہ	"

Marfat.com

۱۳۷	سعید	مولوی محمد سعید نقشبندی خطیب جامع مسجد داتا صاحب۔ لاہور	۱۹۸
۱۳۸	سفیر اختر	سفیر اختر راہی ایم۔اے پروفیسر شعبہ تاریخ گورنمنٹ کالج مری	"
		تصنیفات	۱۹۹
۱۳۹	سلام اللہ	مولانا محمد سلام اللہ شائق۔ چک عمر۔ گجرات	"
		شعر گوئی	۲۰۰
		فی البدیہہ گوئی	"
		تاریخ گوئی	۲۰۱
۱۴۰	سلطان احمد	میاں سلطان احمد امام مسجد حاجو وال۔ گجرات	"
۱۴۱	سلیم	پروفیسر محمد سلیم۔ لاہور	"
۱۴۲	سلیمان	مولانا سید سلیمان ندوی	"
		تصنیفات	۲۰۲
۱۴۳	سوہنا خرا	حکیم محمد سوہنا خرا۔ اوچ شریف۔ بہاول پور	۲۰۳
۱۴۴	سید احمد	مولانا سید احمد حنفی۔ چوکالیاں۔ گجرات	"
۱۴۵	سید احمد	پیر سید احمد نقشبندی۔ چورہ۔ کیمبل پور	۲۰۴
۱۴۶	سید محمد	میاں سید محمد قادری۔ محلہ احمد پورہ۔ گوجرانوالہ	"
		ش	۲۰۵
۱۴۷	شاہ پیر	سید شاہ پیر۔ کولو تارڑ۔ گوجرانوالہ	"
۱۴۸	شبیر	مولانا سید شبیر حسین شاہ بخاری نقشبندی۔ چک سوہا بہلول پور	"
۱۴۹	شبیر	ماسٹر سید شبیر شاہ ترمذی۔ داؤ۔ گجرات	"
۱۵۰	شجاع الدین	شجاع الدین پروفیسر دیال سنگھ کالج۔ لاہور	۲۰۶
۱۵۱	شریف	میاں محمد شریف امام مسجد ڈھل متصل بھالیہ۔ گجرات	"

Marfat.com

۱۵۲	شریف	مولانا محمد شریف نقشبندی رضوی۔ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ	۲۰۶
		تصانیف	۲۰۷
۱۵۳	شریف	الحاج مولوی محمد شریف نوری قادری چکوڑی۔ راوی روڈ لاہور	"
		تصنیفات	۲۰۸
۱۵۴	شریف	مولوی محمد شریف خطیب جامع مسجد مرڑ چک ۲۴ شیخوپورہ	"
۱۵۵	شریف	میاں محمد شریف خوشنویس کھریال درکاں۔ گوجرانوالہ	"
۱۵۶	شفیق	ڈاکٹر محمد شفیق۔ میانوالی	"
۱۵۷	شمس الدین	مولوی شمس الدین تاجر کتب نادرہ۔ زیر مسلم مسجد۔ لاہور	"
۱۵۸	شمس الدین	مخدوم سید شمس الدین ثامن گیلانی۔ اوچ شریف۔ بہاولپور	۲۰۹
۱۵۹	شوکت حسین	مخدوم سید شوکت حسین گیلانی سجادہ نشین ملتان	۲۱۰
۱۶۰	شہباز	پروفیسر شہباز ملک۔ سلطان پورہ روڈ۔ لاہور چیئرمین شعبہ پنجابی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور	"
۱۶۱	شہسوار	پیر شہسوار چشتی نظامی۔ جگنہ۔ گوجرانوالہ	"
۱۶۲	شیر محمد	میاں شیر محمد نقشبندی۔ مرتقپور۔ شیخوپورہ	۲۱۱
		ص	۲۱۳
۱۶۳	صابر علی	سید صابر علی بخاری۔ رتودال۔ گجرات	"
۱۶۴	صادق	مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری سابق خطیب مسجد گوجرانوالہ	"
		تصنیفات	۲۱۳
۱۶۵	صادق	صوفی میر محمد صادق قادری شاہین مٹیلرنگ ہاؤس۔ گجرات	"
۱۶۶	صادق	مولوی محمد صادق کاتب امام مسجد پیر کوٹ۔ مکھڑہ۔ گوجرانوالہ	"
۱۶۷	صالح	صوفی صالح محمد نقشبندی قصور پورہ۔ لاہور	"

Marfat.com

۱۶۸	صالح	پیر صالح محمد۔ میترانوالی۔ سیالکوٹ	۲۱۳
۱۶۹	صدیق	مولوی حکیم محمد صدیق فاروقی نقشبندی۔ کوٹ رہاڑ۔ گوجرانوالہ	"
		تصنیفات	۲۱۴
۱۷۰	صدیق	میاں محمد صدیق نعت خوان۔ پیر محل۔ لائل پور	"
۱۷۱	صفدر	مولوی سید صفدر شاہ [مودودی مشرب] چنڈالہ۔ گجرات	"
		ض	۲۱۵
۱۷۲	ضیاء الدین	مولانا ضیاء الدین صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدرآباد	"
۱۷۳	ضیاء الدین	شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدینہ طیبہ	"
۱۷۴	ضیاء اللہ	مولوی ضیاء اللہ۔ جھیورانوالی۔ گجرات	"
۱۷۵	ضیاء اللہ	حکیم ضیاء اللہ۔ گڑھی شاہ دولہ۔ گجرات	۲۱۶
		ط	"
۱۷۶	طفیل محمد	مولانا طفیل محمد گوہر ملسیانی۔ صادق آباد۔ رحیم یار خاں	"
		ظ	۲۱۷
۱۷۷	ظریف	مولوی محمد ظریف۔ روچ شریف گیلانی۔ بہاول پور	"
۱۷۸	ظریف	مولانا حکیم محمد ظریف انصاری۔ خوشاب شریف	"
۱۷۹	ظہور الدین	مولوی ظہور الدین حنفی سیہرے۔ گجرات	۲۱۸
۱۸۰	ظہور الدین	ڈاکٹر ظہور الدین احمد۔ لاہور	"
۱۸۱	ظہور شاہ	مولانا پیر ظہور شاہ قادری۔ جلالپور جٹاں۔ گجرات	۲۱۹
		تصنیفات	"
		ع	۲۲۰
۱۸۲	عاشق	پیر عاشق حسین نقشبندی سرہندی۔ مرڑ چک ۴۲ شیخوپورہ	"

Marfat.com

۱۸۳	عاشق	سائیں عاشق حسین سرخپوش۔ بدوکے گوسایاں۔ گوجرانوالہ	۲۲۰
۱۸۴	عالم شاہ	سید عالم شاہ تصور ہاشمی نعت خوان	"
۱۸۵	عبدالحق	مولانا حکیم عبدالحق عبد چشتی نظامی ہرلانوالی۔ گوجرانوالہ	"
		ارشادات	۲۲۱
		تصانیف	۲۲۳
		مکاتیب	"
۱۸۶	عبدالحکیم	ماسٹر عبدالحکیم۔ چورنڈہ۔ گجرات	۲۲۴
۱۸۷	عبدالحکیم	مولانا عبدالحکیم شرف قادری مرزاپوری۔ لاہور	۲۲۵
		تصنیفات	۲۲۶
۱۸۸	عبدالحکیم	مولوی عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری۔ لاہور	"
۱۸۹	عبدالرحمٰن	میاں حکیم عبدالرحمٰن چشتی چنیجل۔ شیخوپورہ	"
۱۹۰	عبدالرحمٰن	مولوی عبدالرحمٰن فیروزپوری	"
۱۹۱	عبدالرحمٰن	مولوی عبدالرحمٰن امام مسجد گکھڑ چیمہ۔ گوجرانوالہ	۲۲۷
۱۹۲	عبدالرشید	خواجہ عبدالرشید کرنل کراچی والے۔ انچارج میو ہسپتال لاہور	"
۱۹۳	عبدالرشید	مولانا عبدالرشید خوشنویس محبوب برقم عادلگڑھ۔ گوجرانوالہ	"
۱۹۴	عبدالرشید	میاں عبدالرشید بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پھالیہ۔ گجرات	۲۲۸
۱۹۵	عبدالعزیز	قاضی عبدالعزیز متبسم قریشی۔ رتی۔ گجرات	"
۱۹۶	عبدالعزیز	مولوی عبدالعزیز چشتی نظامی۔ ہرلانوالی۔ گوجرانوالہ	۲۲۹
۱۹۷	عبدالغفار	مولوی عبدالغفار خلیفہ پیران گیلانی۔ ملتان	۲۳۰
۱۹۸	عبدالغفار	سید پیر عبدالغفار شاہ کشمیری۔ تکیہ سادھواں۔ لاہور	"
۱۹۹	عبدالغفور	میاں عبدالغفور کاتب۔ گکھڑ۔ گوجرانوالہ	"

Marfat.com

۲۰۰	عبدالغفور	مولانا عبدالغفور چشتی نظامی ہزاروی ۔ وزیرآباد گوجرانوالہ	۲۳۱
۲۰۱	عبدالغنی	مولوی عبدالغنی ناظم نقشبندی امام مسجد جھیوانوالی ۔ گجرات	۲۳۲
۲۰۲	عبدالغنی	مولوی عبدالغنی نائچ ۔ جہنڈ بستی یار محمد قیس ۔ بہاول پور	〃
۲۰۳	عبدالکریم	مولوی عبدالکریم کاتب نقشبندی ۔ عادلگڑھ ۔ گوجرانوالہ	۲۳۳
۲۰۴	عبداللہ	میاں عبداللہ امام مسجد غربی بھیانوالہ کلاں ۔ شیخوپورہ	۲۳۴
۲۰۵	عبداللہ	میاں عبداللہ امام مسجد غربی ۔ خانقپور ۔ گوجرانوالہ	〃
۲۰۶	عبداللہ	میاں عبداللہ امام مسجد خونی بھٹیاں ۔ شیخوپورہ	〃
۲۰۷	عبداللہ	مولوی عبداللہ مدرس ۔ بھالیہ ۔ گجرات	〃
۲۰۸	عبداللہ	منشی محمد عبداللہ اسلم قریشی سمبڑیالوی پوسٹ ماسٹر اوچ شریف ۔ بہاول پور	〃
۲۰۹	عبداللہ	مولوی حافظ عبداللہ چشتی نظامی امام مسجد عادلگڑھ ۔ شیخوپورہ	۲۳۵
۲۱۰	عبداللہ	مولانا محمد عبداللہ سلیمانی خطیب جامع مسجد کنجاہ ۔ گجرات	۲۳۶
۲۱۱	عبداللہ	مولانا محمد عبداللہ عبدی خوشنویس کوٹ دارث ۔ گوجرانوالہ	〃
۲۱۲	عبداللہ	مولانا سید عبداللہ شاہ خوارزمی امام مسجد جھلم والہ ۔ گوجرانوالہ	۲۳۷
		مذاکرہ علمیہ	〃
۲۱۳	عبدالمالک	علامہ ابوالبرکات عبدالمالک عرف علامہ صادقی رئیس اعظم کھوڑی ۔ ضلع گجرات مشیر مال ریاست بہاول پور	۲۳۸
		تصنیفات	۲۳۹
۲۱۴	عبدالمجید	چوہدری عبدالمجید تارڑ ۔ کوٹ ستار ۔ گجرات	
۲۱۵	عبدالمنان	مولانا حافظ عبدالمنان محدث (اہلحدیث) وزیرآباد ۔ گوجرانوالہ	〃

Marfat.com

۲۱۶ عبدالنبی — مولانا قاضی عبدالنبی کوکب گجراتی۔ لاہور — ۲۴۰

تالیفات — ۲۴۱

وفات — ۲۴۳

۲۱۷ عبدالواحد — مولوی عبدالواحد (اہلحدیث) گوجرانوالہ — ۲۴۳

۲۱۸ عطاءاللہ — ڈاکٹر عطاء اللہ پروفیسر طبیہ کالج لاہور — 〃

۲۱۹ عطاءاللہ — مولوی سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ ناگرپاں۔ گجرات — 〃

۲۲۰ عطاءالٰہی — میاں عطاء الٰہی امام مسجد دھب چیمہ۔ گوجرانوالہ — 〃

۲۲۱ عطاءالٰہی — مولوی عطاء الٰہی قریشی امام مسجد ابوالفتح والی گوجرانوالہ — ۲۴۴

۲۲۲ عطامحمد — مولوی عطا محمد۔ الرٹ۔ سیالکوٹ — 〃

۲۲۳ علم الدین — پروفیسر علم الدین سالک۔ وائس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور — ۲۴۵

۲۲۴ علم الدین — حافظ علم الدین قادری۔ رسول نگر۔ گوجرانوالہ — 〃

۲۲۵ علی اکبر — ڈاکٹر سید علی اکبر جعفری ایرانی۔ مدیر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی — 〃

تصانیف — ۲۴۶

۲۲۶ علی — مولوی علی الحائری [شیعہ مجتہد پنجاب] دشمن پورہ۔ لاہور — 〃

۲۲۷ علی محمد — میاں علی محمد جمان چشتی نظامی لیسی والے۔ پاک پتن — 〃

تصانیف — ۲۴۷

۲۲۸ عمر — حکیم میاں عمر الدین چشتی نظامی۔ دنوشیانوالی ۲۹ شیخوپورہ — 〃

۲۲۹ عمر — سید عمر شاہ [شیعہ] لودھر۔ گجرات — 〃

۲۳۰ عمر — مولانا محمد عمر نقشبندی۔ اچھرہ۔ لاہور — ۲۴۸

تصنیفات — ۲۴۹

Marfat.com

۲۳۱ عمر صاحبزادہ پیر محمد عمر نقشبندی ۔ پیر بل ۔ سرگودھا ۲۴۹

۲۳۲ عنایت اللہ مولوی حافظ عنایت اللہ اثری صدر انجمن اہلحدیث گجرات ۲۵۰

تصنیفات ۲۵۱

۲۳۳ عنایت اللہ مولانا محمد عنایت اللہ ۔ کوٹ وارث ۔ گوجرانوالہ ۲۵۳

۲۳۴ عین الحق مسٹر عین الحق فرید کوٹی ۔ گنج مغلپورہ ۔ لاہور "

غ

۲۵۴

۲۳۵ غلام احمد حافظ غلام احمد سوہاوہ ۔ گجرات "

۲۳۶ غلام احمد میاں غلام احمد وڑائچ امام مسجد پاسڑو کے نو ۔ گوجرانوالہ "

۲۳۷ غلام احمد مولوی غلام احمد امام مسجد سوہدیہ ۔ گجرات "

۲۳۸ غلام احمد خان غلام احمد خاں پٹھان "

۲۳۹ غلام احمد مولوی غلام احمد اختر (مرزائی) لوح شریف بہاولپور ۲۵۵

۲۴۰ غلام اللہ میاں غلام اللہ نقشبندی ۔ شرقپور ۔ شیخوپورہ ۲۵۶

۲۴۱ غلام جیلانی مخدوم غلام جیلانی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور "

۲۴۲ غلام حسن حاجی میاں غلام حسن چشتی نظامی پکہ ڈلہ ۔ شیخوپورہ ۲۵۷

۲۴۳ غلام حسین میاں غلام حسین شاعر کیلیانوالہ ۔ گوجرانوالہ "

۲۴۴ غلام حسین مولانا غلام حسین نقشبندی سیتھل ۔ گجرات "

۲۴۵ غلام حیدر سائیں غلام حیدر مجاور دربار مستان شاہ سوہدرہ ۔ گوجرانوالہ ۲۵۸

۲۴۶ غلام دستگیر مولانا پیر غلام دستگیر نامی قریشی لاہوری "

تصنیفات ۲۵۹

۲۴۷ غلام دین مولانا غلام دین چکوڑوی خطیب جامع مسجد انجمن شیدا لاہور "

۲۴۸ غلام رسول مولانا غلام رسول مدرس دارالعلوم اثریہ ۔ گجرات "

Marfat.com

۲۴۹	غلام رسول	مولانا غلام رسول بہاولپوری خطیب جامع مسجد گیلانی اوچ شریف	۲۶۰	
۲۵۰	غلام رسول	مولوی غلام رسول مخدوم چشتی نظامی امام مسجد چھنی لک۔ گوجرانوالہ		〃
۲۵۱	غلام عباس	مولوی غلام عباس امام مسجد نور پور جاپلاں۔ گوجرانوالہ	۲۶۱	
۲۵۲	غلام غوث	سائیں غلام غوث چشتی	۲۶۲	
۲۵۳	غلام فرید	مسٹر غلام فرید انجینئر۔ اوچ شریف۔ بہاول پور		〃
۲۵۴	غلام فرید	میاں غلام فرید دتو۔ امام مسجد پانڈوکے نو۔ گوجرانوالہ		〃
۲۵۵	غلام قادر	مولوی غلام قادر امام مسجد گوجر پور۔ گجرات		〃
۲۵۶	غلام قادر	میاں غلام قادر نقشبندی امام مسجد سادو چک۔ گوجرانوالہ	۲۶۳	
۲۵۷	غلام قادر	علامہ مرزا غلام قادر لاہور۔		〃
۲۵۸	غلام محمد	سائیں غلام محمد نقشبندی پھتے کے۔ گوجرانوالہ		〃
۲۵۹	غلام محی الدین	سید غلام محی الدین شاہ۔ اوچ شریف۔ بہاول پور	۲۶۴	
۲۶۰	غلام مرشد	مولانا غلام مرشد۔ خطیب شاہی مسجد۔ لاہور		〃
۲۶۱	غلام نبی	مسٹر غلام نبی ایم۔ اے۔ ایم۔ ایل۔ اے		〃
۲۶۲	غلام نبی	مولوی غلام نبی امام مسجد نور پور جاپلاں۔ گوجرانوالہ		〃
۲۶۳	غوث	مولوی محمد غوث قریشی امام مسجد چھتیانہ۔ گجرات		〃

ف ۲۶۵

۲۶۴	فاروق	مولانا سید محمد فاروق قادری ڈبل ایم۔ اے۔ شاہ آباد سندھ		〃
۲۶۵	فاضل	میاں محمد فاضل۔ بچالیہ۔ گجرات		〃
۲۶۶	فاضل	مولوی محمد فاضل۔ جڑانوالہ۔ لائل پور		〃
۲۶۷	فتح الاکرام	سیٹھ فتح الاکرام بی۔ اے گجرات		〃
۲۶۸	فتح الدین	مولانا فتح الدین اذہر انصاری قادری خوشاب شریف		〃

Marfat.com

		تصنیفات	۲۶۶
۲۶۹	فتح محمد	مولوی فتح محمد	"
۲۷۰	فدا حسین	ابوالطاہر فدا حسین فدا مدیر اعلیٰ ماہنامہ مہر و ماہ لاہور	۲۶۷
		تصنیفات	"
۲۷۱	فرزند علی	سید فرزند علی شاہ قادری ۔ رسول نگر ۔ گوجرانوالہ	"
۲۷۲	فضل احمد	میاں فضل احمد نقشبندی امام مسجد سیدیوالی ۔ گوجرانوالہ	"
۲۷۳	فضل الدین	مولانا حافظ فضل الدین قاری ۔ رائکے ۔ گجرات	"
۲۷۴	فضل الرحمٰن	مولانا فضل الرحمٰن قادری ۔ مدینہ طیبہ	۲۶۸
۲۷۵	فضل الٰہی	میاں فضل الٰہی جنجوہا امام مسجد دھنویہ خورد گوجرانوالہ	"
۲۷۶	فضل حسین	پیر فضل حسین نقشبندی ۔ آلو مہار ۔ سیالکوٹ	"
۲۷۷	فضل حسین	مولوی فضل حسین قریشی نقشبندی امام مسجد چک ۴۵ ۔ گجرات	"
۲۷۸	فضل حق	قاضی فضل حق پروفیسر گورنمنٹ کالج ۔ لاہور	۲۶۹
۲۷۹	فضل شاہ	مولانا سید ابوالبرکات فضل شاہ چشتی نظامی ۔ جلالپور ۔ جہلم	"
۲۸۰	فضل شاہ	سید فضل شاہ خوارزمی معین الدین پوری ۔ طارق آباد ۔ لائل پور	"
۲۸۱	فضل کریم	مولوی حاجی فضل کریم سولنگری ۔ واہ ۔ راولپنڈی	۲۷۰
۲۸۲	فقیر اللہ	مولوی فقیر اللہ (دیوبندی) خطیب مسجد بخاری اوچ شریف بہاولپور	"
۲۸۳	فقیر اللہ	حاجی فقیر اللہ اویسی خطیب مسجد سٹیشن علی پور چٹھہ ۔ گوجرانوالہ	"
۲۸۴	فقیر شاہ	سید فقیر شاہ مشہدی ۔ راولپنڈی	۲۷۱
۲۸۵	فقیر محمد	مسٹر فقیر محمد انجم رحمانی ۔ جتی شاہ رحمان ۔ گوجرانوالہ	"
		تصنیفات	۲۷۲
۲۸۶	فیض احمد	میاں فیض احمد مخدوم امام مسجد اگرویہ ۔ گجرات	۲۷۴

Marfat.com

۲۸۷ فیض الحسن — ڈاکٹر سید فیض الحسن - دھدو لبرا - سیالکوٹ — ۲۷۴
۲۸۸ فیض الحسن — پیر فیض الحسن نقشبندی - آلو مہار - سیالکوٹ — "
۲۸۹ فیض محمد — مولوی فیض محمد خلیفہ دربار بخاری اوچ شریف - بہاولپور — "

ق

۲۷۵
۲۹۰ قدوسی — مولوی قدوسی کیباریہ - انارکلی - لاہور — "
۲۹۱ قطب الدین — مولوی قطب الدین اگرآبادی مدرس دارالعلوم قادریہ اوچ شریف — "
۲۹۲ قطب الدین — مولانا غلام قطب الدین برہمچاری — "
۲۹۳ قمر الدین — مولانا قمر الدین کاتب - وزیرآباد - گوجرانوالہ — "

ک

۲۷۶
۲۹۴ کامل — کامل - لاہور — "
۲۹۵ کانشی رام — ڈاکٹر کانشی رام بھائیہ ساہوکار - رن مل - گجرات — "
۲۹۶ کرم الٰہی — میاں کرم الٰہی امام مسجد گھنٹے والہ - گوجرانوالہ — "
۲۹۷ کرم الٰہی — ساہیں کرم الٰہی مجذوب المعروف بابا کانوانوالہ - گجرہ - گجرات — "
۲۹۸ کرم شاہ — مولانا پیر کرم شاہ قریشی - بھیرہ - سرگودھا — ۲۷۷

تصانیف

۲۷۸
۲۹۹ کفایت حسین — مولوی حافظ کفایت حسین (شیعہ) — "

گ

۳۰۰ گنڈا سنگھ — سردار گنڈا سنگھ دکاندار - ابوالفتح والی - گوجرانوالہ — "

ل

۲۷۹
۳۰۱ لال شاہ — سید لال شاہ بخاری (شیعہ) ڈھل - چھالیہ - گجرات — "
۳۰۲ لال شاہ — سید لال شاہ کاظمی - ڈھوک شہانی - گجرات — "

Marfat.com

۳۰۳	لطیف	میاں عبداللطیف ۔ بھدر ۔ گوجرانوالہ	۲۷۹
۳۰۴	لطیف	حکیم عبداللطیف عارف ۔ محلہ قاسم پورہ ۔ گجرات	"
۳۰۵	لطیف	مولوی محمد لطیف ماسٹر سکول پھالیہ ۔ گجرات	"
۳۰۶	لکھن شاہ	سید لکھن شاہ خوارزمی ۔ مگھووال ۔ گجرات	۲۸۰

م

۳۰۷	محبوب عالم	قاضی محبوب عالم قادری اعوانی ۔ محمدہ ۔ گجرات	"
۳۰۸	محمد	مولانا ابوالمحامد سید محمد محدث اشرفی کچھوچھہ شریف	"
۳۰۹	محمد	حافظ محمد گوجر ۔ جھنڈیوالی ۔ گجرات	۲۸۱
۳۱۰	محمد	شیخ محمد ۔ نائب معلم حجاج ۔ مکہ مکرمہ	"
۳۱۱	محمد احمد	مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد الوری قادری ۔ لاہور	"
		تصنیفات	"
۳۱۲	محمد بخش	میاں محمد بخش چشتی ۔ لاہور	۲۸۲
۳۱۳	محمد بخش	مولانا محمد بخش مسلم ۔ بی ۔ اے خطیب مسلم مسجد ۔ لاہور	"
۳۱۴	محمد دین	مولوی محمد دین ۔ بھمبر ۔ میرپور	"
۳۱۵	محمد دین	میاں محمد دین امام مسجد ٹھٹھہ کدھی والہ ۔ گجرات	"
۳۱۶	محمد دین	مولوی محمد دین الموسوم بہ محمد عنایت چشتی نظامی خطیب جامع مسجد انوار مدینہ ۔ محلہ شفقت آباد منڈی بہاوالدین ۔ گجرات ۔	۲۸۳
۳۱۷	محمد دین	مولوی حاجی محمد دین قادری سروری ۔ گڑھی شاہ دولہ گجرات	"
۳۱۸	محمد دین	میاں محمد دین کلیم بی ۔ اے ۔ گڑھی شاہو ۔ لاہور	۲۸۴
		تصنیفات	۲۸۵

Marfat.com

۳۱۹	محمد عالم	مولوی محمد عالم امام مسجد۔ جوکالیاں۔ گجرات	۲۸۸
۳۲۰	محمد عالم	حکیم محمد عالم حفظانہ۔ رسول نگر۔ گوجرانوالہ	"
۳۲۱	محمد عالم	مولانا محمد عالم مختار حق۔ مچھگیاں شہاب الدین۔ لاہور	"
۳۲۲	محمد علی	میاں محمد علی قادری قلندری۔ مانگٹ۔ گجرات	۲۸۹
۳۲۳	محمد یار	مولانا خواجہ محمد یار بہاولپوری چشتی نظامی گڑھی اختیار خاں	"
۳۲۴	محمود	محمود احمد۔ میوہ منڈی۔ لاہور	۲۹۰
۳۲۵	محمود	محمد محمود مغل۔ دل محمد روڈ۔ لاہور	"
۳۲۶	مراتب علی	سید مراتب علی شاہ گیلانی۔ اکبر پورہ میدان شیخوپورہ	"
۳۲۷	مرتضےٰ	مولوی حافظ غلام مرتضےٰ۔ دھریکاں۔ گجرات	۲۹۱
۳۲۸	مسعود	مولوی مسعود احمد ثاقب۔ دتو چوہڑ۔ گجرات	"
۳۲۹	مسعود	مولانا سید مسعود حسن شہاب دہلوی۔ بہاول پور	۲۹۳
۳۳۰	مسعود	مولانا محمد مسعود حنفی۔ الڑ۔ چونڈہ۔ سیالکوٹ	۲۹۶
۳۳۱	مسعودہ	حاجن مسعودہ بیگم۔ لاہور	"
۳۳۲	مشاہد رضا	ڈاکٹر مشاہد رضا۔ گجرات	۲۹۷
۳۳۳	مشتاق احمد	ماسٹر مشتاق احمد قریشی ہاشمی نوشہروی۔ گجرات	"
۳۳۴	مشرف شاہ	حاجی سید مشرف شاہ۔ اکبر پورہ۔ پشاور	"
۳۳۵	مطیع اللہ	سید محمد مطیع اللہ خوارزمی چشتی۔ مگھووال۔ گجرات	"
۳۳۶	مظفر حسین	حکیم میاں مظفر حسین فاروقی نقشبندی اجنگے۔ گوجرانوالہ	"
۳۳۷	معوان حسین	مولانا سید معوان حسین وہیوی خطیب شاہی مسجد لاہور	۲۹۸
۳۳۸	مغیث الدین	کرنل فقیر سید مغیث الدین بخاری۔ فقیر خانہ۔ لاہور	"
۳۳۹	مقبول الرسول	مولانا خواجہ مقبول الرسول نقشبندی۔ للہ۔ جہلم	۲۹۹

Marfat.com

۳۴۰ ممتاز بیگم ڈاکٹر ممتاز بیگم چوہدری پروفیسر ہیری کوئن کالج سنت نگر لاہور ۲۹۹

۳۴۱ منشا مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری - مرید کے شیخوپورہ ۳۰۰

نام
مولد و مسکن
خاندان
تعلیم و تربیت
میٹرک
دینی تعلیم کے لئے
اساتذہ کرام
پاکستان ۳۰۱
انڈیا
ترتیب و تصانیف
اہل علم سے مراسم ۳۰۲

۳۴۲ منظور پیر منظور شاہ قادری فاضلی - کوٹ لودا - گوجرانوالہ ۳۰۳

۳۴۳ منظور عالم مولوی منظور عالم خطیب جامع مسجد دنوشیانوالی - شیخوپورہ "

۳۴۴ موسے مولانا الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری ۵۵ ریلوے روڈ لاہور ۳۰۴

۳۴۵ مولاداد میاں حکیم مولاداد سہروردی روڈ شاہی - چک کھپا - سیالکوٹ ۳۰۷

۳۴۶ منتاب شاہ سید منتاب شاہ بخاری چشتی صابری - دنوشیانوالی ۲۹ شیخوپورہ ۳۰۸

۳۴۷ میانخاں مولوی میانخاں امام مسجد دایانوالی کلہنہ - گوجرانوالہ "

۳۴۸ میراں بخش میاں میراں بخش امام مسجد سودھرہ - گوجرانوالہ "

۳۴۹ میراں بخش مولوی میراں بخش چشتی نظامی امام مسجد لوہاراں - گجرات "

Marfat.com

ن

۳۰۸

۳۵۰ ناصر — ناصر کتابدار۔ مسلم بازار۔ گجرات — ″

۳۵۱ ناظر حسین — سید ناظر حسین پٹواری۔ سعد اللہ پور۔ گوجرانوالہ — ۳۰۹

۳۵۲ نبی بخش — ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ سابق وائس چانسلرز صدر شعبہ تالیف سندھ یونیورسٹی حیدرآباد — ″

۳۵۳ نذیر احمد — صوفی نذیر احمد قادری۔ گجرات — ″

۳۵۴ نذیر حسین — سید نذیر حسین نقشبندی۔ دولت نگر۔ گجرات — ″

۳۵۵ نظام الدین — مولانا نظام الدین قادری سروری ملتانی۔ وزیرآباد — ″

۳۱۱ تصنیفات

۳۵۶ نوازش علی — پیر نوازش علی چشتی صابری۔ گڑھی شاہو۔ لاہور — ۳۱۲

۳۵۷ نور احمد — مولانا نور احمد خاں فریدی قصر الادب جگووالہ۔ ملتان — ″

۳۵۸ نور اللہ — بابو نور اللہ اعوان بھامیاں والہ۔ ہنوں کا چھجہ۔ ملتان — ″

۳۵۹ نور حسن — پیر نور حسن شاہ نقشبندی۔ کیلیانوالہ۔ گوجرانوالہ — ″

۳۶۰ نور حسین — میاں نور حسین جنجوہا چشتی نظامی ڈھابال چکوال جہلم — ۳۱۳

۳۶۱ نور محمد — مولوی نور محمد زرگر ایمن آباد۔ گوجرانوالہ — ″

۳۶۲ نور محمد — مولوی قاضی نور محمد دیوبندی خطیب مسجد قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ — ″

۳۶۳ نور محمد — مولوی نور محمد خطیب جامع مسجد غربی۔ سیویہ۔ گجرات — ۳۱۴

۳۶۴ نور محمد — بابو نور محمد ناز۔ وٹوئیانوالی چک ۳۹۔ شیخوپورہ — ″

۳۶۵ نورنگ — حافظ نورنگ قادری۔ چک ۱۹۴۔ ملتان — ″

۳۶۶ نہالا — بابا نہالا کھتری ہندو مذہب علی پور چٹھہ۔ گوجرانوالہ — ″

Marfat.com

و ۳۰۵

۳۶۷ واحد بخش — مولوی واحد بخش محب صادق - اوچ شریف - بہاول پور — "

۳۶۸ وحید — ڈاکٹر وحید قریشی - سمن آباد - لاہور — "

۳۶۹ ولایت شاہ — سید ولایت شاہ ترمذی امام مسجد داؤد - گجرات — "

۳۷۰ ولایت شاہ — پیر ولایت شاہ ترمذی نقشبندی - گجرات — "

۳۷۱ ولی محمد — میاں ولی محمد امام مسجد چک جانو کلاں - گجرات ۳۱۲

ی — "

۳۷۲ یعقوب — مولانا محمد یعقوب فراہی - افغانستان — "

تصنیفات ۳۱۷

۳۷۳ یعقوب — مولانا سید یعقوب شاہ خوارزمی خطیب جامع مسجد کیرانوالہ گجرات ۳۱۸

۳۷۴ یعقوب — مولوی سید یعقوب شاہ مشہدی خطیب جامع مسجد پھالیہ - گجرات "

۳۷۵ یوسف — مولانا حافظ محمد یوسف سدیدی رئیس القلم روزنامہ امروز لاہور "

اسمائے احباب ۳۲۰

الف والے نام ۱۰ عدد "

ب والے نام ۴ عدد "

ت والے نام ۲ عدد ۳۲۱

ح والے نام ۶ عدد "

خ والے نام ۴ عدد "

د والے نام ۱ عدد "

ر والے نام ۸ عدد "

Marfat.com

س	والے نام	۷ عدد	۳۲۲
ش	والے نام	۴ عدد	〃
ص	والے نام	۴ عدد	۳۲۳
ط	والے نام	۲ عدد	〃
ع	والے نام	۱۴ عدد	〃
غ	والے نام	۲ عدد	۳۲۴
ف	والے نام	۸ عدد	〃
ق	والے نام	۳ عدد	۳۲۵
ک	والے نام	۳ عدد	〃
ہ	والے نام	۱۲ عدد	〃
ن	والے نام	۵ عدد	۳۲۶
و	والدنام	۱ عدد	〃
ی	والدنام	۱ عدد	〃

Marfat.com

شریف التواریخ

جلد سوم ۳ بوسوم

تذکرۃ النوشاھیہ

کا بارہواں ۱۲ حصہ

لھوالع الانظفار

اس میں

اُن نوشاھی بزرگوں کے حالات لکھے گئے ہیں جن کا
شجرہ طریقت نہیں مل سکا۔ اور یہ نہیں متعین
ہو سکا کہ ان کو اس کتاب کے کس حصہ میں درج
کرنا چاہیے تھا۔ لہذا ان کے لئے یہ حصہ علیحدہ لکھا گیا ہے،
اس کے بعد غیر نوشاہی احباب کا بھی مختصر تذکرہ کیا گیا ہے۔

تصنیف

خادم اہل اللہ فقیر سید شریف احمد شرافت علوی قادری
نوشاہی برخورداری عفا اللہ عنہ۔ ساہن پال شریف۔ گجرات

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہٖ سیّدنا محمّد
وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

اَمّا بَعْدُ

اِس سے پہلے کتاب شریف التواریخ کی دو جلدیں مکمل ہو چکی ہیں۔ اور تیسری جلد موسوم بہ تذکرۃ النوشاھیہ کے بھی گیارہ حصے تالیف ہو چکے ہیں۔ اب یہ بارہواں حصہ بنام طوالع الاظفار لکھا جاتا ہے۔ اِس میں اُن حضرات کا تذکرہ ہے۔ جن کے متعلق یہ یقین ہے کہ وہ نوشاہی سلسلہ میں منسلک تھے۔ مگر اُن کا شجرہ طریقت معلوم نہیں ہو سکا۔ اگر شجرہ معلوم ہو جاتا تو پشت کے لحاظ سے کتاب کے کسی حصہ میں درج کئے جاتے اب بیان اُن کے حالات بترتیب حروف تہجی لکھے جاتے ہیں۔

چند کس ایسے بھی اِس میں آئے ہیں جن کے حالات پچھلی جلدوں میں گذر چکے ہیں۔ ان کے کچھ مزید تحریری آثار بعد میں ملے ہیں تو ان کو محفوظ کرنے کے لئے یہاں پھر ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس کے بعد بطور تکملہ اپنے اُن خواص احباب کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو نوشاہی خاندان کے علاوہ ہیں۔ ان میں ہر طبقہ کے حضرات ہیں۔ مشائخ و علما۔ محدثین و فقہا۔ مصنفین و ادبا۔ اور مورخین و شعرا وغیرہ۔ منعہم اللہ بفیوضہٖ وبرکاتہٖ۔

ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات
سوموار - ۲ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۹۷ھ
۲۵ر اپریل سنہ ۱۹۷۷ء ۱۳ر بیساکھ سمت ۲۰۳۴ء

سید شریف احمد شرافت نوشاہی
غفر اللہ لہٗ
ولوالدیہ

Marfat.com

الف

(۱)

احمد شاہ سید۔ محلہ فتح کدل سری نگر کشمیر

آپ شیخ گل محمد کنگال کی اولاد سے تھے۔ آپ کچھ عرصہ گجرات میں رہے پھر پشاور سے ہوتے ہوئے کشمیر میں چلے گئے۔ محلہ فتح کدل سری نگر میں ایک کوٹھڑی میں بائیس ۲۲ سال چلہ نشین رہے۔ سو ۱۰۰ سال سے زیادہ عمر پائی۔ سلسلہ نوشاہی کے اکابر مشائخ سے تھے۔

اولاد آپ کے تین ۳ بیٹے تھے۔ ۱ سید حسن ۲ سید یٰسین ۳ سید حسین۔

یار طریقت آپ کا ایک مرید سید مقبول شاہ ولد سید غنی شاہ ساکن لتر آغا لڑ۔ ڈاکخانہ بجبراڑہ۔ ضلع اسلام آباد۔ کشمیر۔ سیر کرتا ہوا میرے (شرافت کے) والد بزرگوار اعلیٰحضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی رح کو شوال ۱۳۵۳ھ میں ملا تھا۔ اور حالات مذکورہ اس نے لکھوائے تھے۔ [ف ج ۳ ص ۱۹۶]

(۲)

احمد دین سائیں بافندہ۔ گکھڑ چیمہ۔ گوجرانوالہ

یہ حضرت شاہ عبدالرحمٰن پاک صاحبؒ کی اولاد میں سے کسی صاحبزادہ کا مرید تھا۔ درویشی خیال تھا۔ میرے (شرافت کے) والد صاحبؒ جب کبھی گکھڑ میں تشریف فرما ہوتے۔ تو احمد دین ضرور خدمت میں حاضر ہو کر استفاضہ کیا کرتا۔ نوشاہی خاندان کے بزرگوں سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ صاحب عبادت و ریاضت تھا۔ گکھڑ میں سکونت رکھتا۔

گکھڑ کی آبادی کا ذکر مخزن پنجاب ص ۲۸۳ میں ہے۔

"موضع گکھڑ پہلے بعہد بابر بادشاہ کے مسمی جوگی جاٹ گوت چیمہ نے یہ گاؤں آباد کر کے نام اس کا اپنے بیٹے گکھڑ کے نام پر گکھڑ رکھا۔ کسی قدر مدت کے بعد

Marfat.com

یہ بباعث نااتفاقی زمینداروں کے ویران ہوگیا۔ اور پہلی آبادی کے متصل دوسری آبادی قائم ہوئی۔ عہدِ سلاطینِ چغتائی میں یہ پرگنہ مشہور تھا۔ پھر نور محمد و پیر محمد قوم چیچہ ابن پر قابض رہے۔ جب سردار مہان سنگھ سکرچکیہ اُن پر غالب آیا تو اس پر بھی قبضہ مہان سنگھ کا ہوگیا۔ مالک اس کے اب زمینداران جاٹ چیمہ ہیں۔ اور یہ قصبہ سڑک پشاور کے کنارے پر آباد ہے۔ لشکر کے مقام کے لئے ایک پڑاؤ بھی یہاں بنا ہوا ہے۔ عمارت اس کی اکثر خام ہے چار سو دو ۴۰۲ گھر اور پچپن ۵۵ دکانیں موجود ہیں۔ ان میں سے پچیس ۲۵ گھر اور دو ۲ دکانیں پختہ ہیں اور دو ہزار نو سو تین ۲۹۰۳ مردم شماری ہے۔ محمد خاں نمبردار اس گاؤں کا ذیلدار مقرر ہے۔ اور زمیندار آسودہ حال ہیں "

(۳)

ارشد علی قریشی میاں۔ خان پور۔ شیخوپورہ

آپ صاحب علم خط نسخ و نستعلیق کے کاتب بھی تھے۔ اکثر درگاہ عالیہ حضرت نوشہ گنج بخش پر حاضری دیا کرتے۔

دستخط | آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قصیدہ غوثیہ ملا ہے جس پر بالفاظ ذیل دستخط کیا ہے

" تمت تمام شد قصیدہ غوثیہ بدست خط فقیر حقیر بندہ محمد ارشد علی ولد قطب الدین ولد محکم الدین قریشی سکنہ خان پور درکاں ضلع لاہور تحصیل شرقپور۔ ڈاکخانہ خود۔ تھانہ مریدکے۔ بتاریخ ۱۶ ماہ مسیح بمقام دربار شریف حضرت نوشاہ صاحبؒ تحریر یافت "

(۴)

اکبر شاہ خوارزمی سید۔ کوٹ میر۔ گوجرانوالہ

آپ سادات خوارزمیہ سے تھے۔ موضع کوٹ میر متصل وزیرآباد میں رہتے تھے۔

نسب نامہ | آپ کے والد صاحب کا نام سید حسین شاہ تھا۔ بن سید مسعود شاہ بن فضل شاہ بن میر عصمت اللہ بن مسعود بن محمد صالح شاہ شاہ بن رفیع الدین بن عبدالرحمٰن بن جلال

Marfat.com

بن عبد اللہ بن شہر اللہ بن منور بن مبارک بن نظام کبیر بن فیض اللہ سوہدروی بن جلال الدین تلنبی بن ضیاء الدین تلنبی بن جلال الدین عرف ضیاء الدین ملتانی بن حمید الدین ملتانی بن محمد صدر اجل ملتانی بن احمد ملتانی بن عبد اللہ ملتانی بن محمد خوارزمی بن سید علی مستانہ خدا بن محمد خوارزمی بن عبد اللہ مصری بن حسن بغدادی بن محمد بغدادی بن سید علی العریضی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین بن امام ابوالحسن علی المرتضیٰ ۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔

مادری نسب نامہ | آپ کی والدہ ماجدہ میاں سلطان ملک نوشہروی کی بیٹی تھیں ۔ ابن میاں سلطان محمد بن میاں محمد اکرم بن میاں عبد الجلیل بن شیخ پیر محمد سیہار نوشہروی ۔

اخلاق و عادات | آپ بڑے بارعب و اقبال اور خلیق و حلیم تھے ۔ حضرت نوشہ صاحب کی اولاد کے مودب اور خادم تھے ۔ عرس نوشہرہ شریف پر ہمیشہ حاضر ہوا کرتے ۔ اور اپنے ہاتھوں اُس کے کاروبار میں حصہ لیتے ۔ میرے (شرافت کے) ساتھ بھی بڑے خلوص و اعتقاد سے پیش آتے ۔ معمر تھے ۔ سماعت کم ہو گئی تھی ۔ بمشکل اونچا سنتے تھے ۔

اولاد | آپ کے دو بیٹے تھے ۔

۱ ۔ سید فیروز شاہ یہ لاولد فوت ہو چکے ہیں ۔

۲ ۔ سید ولایت شاہ ۔ ۱۳۷۰ھ میں میری ان سے ملاقات ہوئی ۔ اس کے بعد کا علم نہیں ۔ ضلع سرگودھا میں بعہدہ چک ۱۱۰ نمبرداری کے عہدہ پر تھے ۔ انہوں نے سید مراد علی شاہ بخاری کو حکم دیا تو انہوں نے کتاب تاریخ سادات المعروف بہ نسب نامہ سادات تصنیف کی چنانچہ وہ خود سبب تالیف لکھتے ہیں ۔

"کہتا ہے بندہ مسکین سید محمد مراد علی شاہ ابن سید حسین شاہ ابن سید اکرم شاہ مرحوم و مغفور بخاری النسب متوطن گنیانوالہ چیمیاں تحصیل و زیر آباد ضلع گوجرانوالہ خدمت برادران دینی عرض کرتا ہے کہ یہ چند سطور بگفتہ سید ولایت شاہ نمبردار چک نمبر ۱۱۰ تحصیل سرگودھا

Marfat.com

حوالہ قلم کرتا ہے" اس کتاب کے ۷۰ صفحات ہیں۔ بڑے سائز کی ہے۔ سطور فی صفحہ ۳۰ کہیں ۳۱۔ کہیں ۳۲ ہیں۔ یہ وقف شرافت کے کتبخانہ میں ہے۔

سید ولایت شاہ کے بیٹے کا نام احسان اللہ۔ اور پوتے کا نام نثار احمد ہے۔

تاریخ وفات سید اکبر شاہ کی وفات اتوار۔ ۱۵ رمضان ۱۳۵۸ھ کو ہوئی۔ مزار کوٹ میر متصل وزیر آباد۔ ضلع گوجرانوالہ میں ہے

قطعہ تاریخ

از نتیجہ فکر مولانا محمد ابراہیم قادری فاضلی نوشہروی

آہ شد فوت سید الاشراف — سید پاک جامع الاوصاف

نام نامیش سید اکبر شاہ — رضی اللہ عنہ تمرا رضاہ

روح پاکش بریدہ از دنیا — کرد بر شاخسار جنت جا

روز یکشنبہ در مہ رمضان — قرب حق یافت آن سخی زمان

خیر خواہ فیض بخش و نیض رسان — محسن و خیر خواہ خورد و کلان

در ہمہ صفت بود او موصوف — در امورات صلح بد موصوف

گوئد اکنوں بصد نیاز سلام — بر وے و آل وے رساد مدام

فضل حق بر وے و بر اسلافش — برکات خدا بر اخلافش

رحمت حق بروح باد قریں — رحمۃ اللہ من یقول امین

سال فوتش بہ بائے تسمیہ اللہ

۱۳۵۸ھ

شاہ اکبر علی بستی۔ خواہ

منہ

شاہ غفراں پناہ اکبر شاہ — خلف شاہ حسین ولی اللہ

دار دنیا بہشت و شد بہ بہشت — رضی اللہ عنہ تمرا رضاہ

Marfat.com

در دل و بر زبانش جاری بود — کلمۂ لا الٰہ الا اللہ

روز یکشنبہ پانزدہ رمضان — سیزدہ صد بجمع ہشت و پنجاہ

شاہ اکبر علی بہشتی بود — گفت ہاتف بہ بائے بسم اللہ

خلف الصدق باد ہر دم شاد

نامور بادشاہ ولایت شاہ

حرف ب کے دو عدد ملانے سے تاریخ پوری ہوتی ہے۔

(۵)

اللہ بخش میاں۔ بچے کے۔ شیخوپورہ

آپ کے مرشد کا نام میاں محبوب شاہ نوشاہی رح تھا۔ آپ صاحب کرامت تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا عہد تھا۔ مشہور ہے کہ دیناں حجام کے ہاتھ سے برہمنوں کا بچھڑا مر گیا۔ وہ آپ کے آگے ملتجی ہوا۔ آپ کے چھڑی لگانے سے بچھڑا زندہ ہو گیا۔ دیناں سزائے موت سے بچ گیا۔

مدفن آپ کا مزار موضع بچے کے۔ ضلع شیخوپورہ میں گاؤں سے مغرب کی جانب پختہ بنا ہوا ہے۔ ۴ محرم ۱۲۹۳ھ کو میں نے (شرافت نے) زیارت کی۔ سالانہ عرس ۲۵ پوہ کو ہوتا ہے۔ اس وقت متولی مزار میاں رمضان ہے ابن نظام دین بن رحمت بن بیگ حجام۔

(۶)

اللہ دتا۔ میاں۔ اوجلہ والہ

آپ صاحب علم تھے۔ کتابت کا فن بھی جانتے تھے۔ اوجلہ خورد۔ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے تھے۔

دستخط آپ کے مکتوبہ ایک رسالہ سے دستخط نقل کیا جاتا ہے۔

"تمام شد مجموعہ کتاب بوٹا ولد فیض بخش فقیر۔ کاتب حروف فقیر اللہ دتا ولد میاں غلام محمد بن میاں صاحب میاں محمد بخش عرف چوہان ساکن اوجلہ خورد۔ بروز دوشنبہ بوقت [illegible] تحریر یافت [illegible] ماہ ساون سمت ۱۹۴۵ ب ۴ ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ"

Marfat.com

(۷)

شیخ ۔ الہ دین مجذوب

آپ نوشاہی سلسلہ کے مجاذیب سے تھے۔ مولوی محبوب عالم سیدوی رح نے آپ کے متعلق لکھا ہے۔

" حضرت توکل شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی پرورش حضور کے نانا صاحب میاں الہ دین شاہ مست نے کی ہے جو نوشاہی طریق کے بڑے باخدا اور صاحب نسبت درویش تھے۔ اور حضور کے والدین نہایت خورد سالی میں جان بحق تسلیم کر چکے تھے "

(ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب ص۱۸)

- مولانا نور بخش توکلی لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رح کا کوئی اور حقیقی بھائی نہ تھا۔ آپ کے نانا صاحب میاں الہ دین شاہ مست نے جو نوشاہی طریق کے ایک صاحب نسبت درویش تھے۔ اس یتیم کی پرورش کی۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص۳۵۲)

(۸)

میاں ۔ امام الدین درزی لاہوری رح

یہ خاندان نوشاہی روشن شاہی کا مرید تھا۔ سید چراغ علی شاہ سبزواری نے بھی متعدد میاں دولا بخش ضیا لاہوری رح نے ان کے متعلق لکھا ہے۔

" میاں امام الدین برادر کوچک میاں الہ بخش درزی معروف تنبو نہایت عقیدتمند تھے اور ارادت آئین بالیقین تھے۔ عارف باللہ حضرت سائیں بوٹے شاہ صاحب سے جو خاندان ذیشان نوشاہی سخی روشندین صاحب کے سلسلہ عالیہ میں مشرف بہ بیعت اور اپنے پیر کی تواضع و تکریم نہایت دلی اشتیاق سے بجا لاتے تھے۔ "

(سوانحی سید چراغ علی شاہ سبزواری چشتی صابری لاہوری رح ص۱۵۲)

Marfat.com

ب

(۹)

سید - برکت علی شاہ بجوڑی

آپ کے آباؤ اجداد بجوڑہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب کے رہنے والے تھے آپ صاحب علم وفضل بزرگ تھے۔ خاندان نوشاہی کے علاوہ چشتیہ اور نقشبندیہ طریقوں سے بھی مستفیض ہوئے تھے۔

تقریظ رسالہ طریق السالکین | مولانا مولوی محمود چشتی نظامی ساکن گنجہ علاقہ کھاریاں ضلع گجرات نے تصور شیخ کے جواز میں ایک رسالہ طریق السالکین تالیف کیا۔ جس پر ۹۹ سے زیادہ علماء کی تصدیقات ہیں۔ اور ننانوے کتابیں اس کے ماخذ ہیں۔ اس رسالہ پر سید برکت علی شاہ کی تقریظ ہے۔ جو یہاں بلفظہٖ نقل کی جاتی ہے۔

تقریظ

جناب مستطاب صاحب ارشاداتِ رشیدہ وآیاتِ حمیدہ سیادت پناہ نجابت دستگاہ مظہر الطافِ رحمانی مطلع انوارِ سبحانی۔ مخزن اسرارِ ربانی۔ کشافِ معارفِ صمدانی۔ مراجِ عوارفِ حقانی۔ قاموسِ مدارجِ سامی۔ خیاثِ معارجِ نامی۔ زبدۂ واصلین مرادِ عاشقین۔ مرامِ مشتاقین۔ جامعِ فنونِ عقلی ونقلی۔ حاویِ علومِ ظاہری وباطنی موصوف الاوصاف۔ معروف الاطراف۔ شہیر الاکناف۔ ناصرِ ملتِ اسلام۔ قامعِ بدعاتِ مبتدعین ناکام۔ معینِ شریعت وطریقت۔ حامیِ طرقِ معارفِ حقیقت مزینِ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ معصومیہ مظہریہ عثمانیہ۔ مجاز خاندانِ قادریہ وچشتیہ نظامیہ وابوالعلائیہ ونوشاہیہ۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ مقبولِ باری جناب مولانا سید ابو محمد برکت علی شاہ صاحب کان اللہ لہٗ بجوڑی بارک اللہ فی اولادہٖ واحبابہٖ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور
انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا
ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ونشھد ان محمدا
عبدہٗ ورسولہٗ۔ اما بعد افقر عباد اللہ الی رحمۃ اللہ عاجز ابو محمد برکت علی شاہ
کان اللہ لہٗ کہتا ہے کہ مولف رسالہ موسومہ بہ طریق السالکین جناب مولانا محمود حنفی
چشتی نظامی گنجوی نے اپنے رسالہ شریفہ کے مطالعہ سے فقیر کی نظر کو مشرف فرما کر ثبت فقر
کے واسطے مامور کیا۔ ہر چند فقیر اس لائق نہیں تھا کہ اس معنی کا مسئول جانے لاکن جناب
مولف کو شاید حسن ظن بالمومنین نے اس معنی پر عائد کیا ہوگا۔ سبحان اللہ! کیا عجیب
رسالہ ہے جامعہ ادلہ صحیحہ مشحونہ بتحریرات علمائے ربانی ومملوہ بتقریرات اولیائے حقانی
المحق پیران سلاسل فقر ومرشدان طرق حقیر کا یہی مسلک اور معتقد چلا آیا ہے۔ اور اصحاب
واحباب جو ہمیشہ اس مسئلہ میں فقیر سے استفتا کیا کرتے تھے۔ اُن کو لازم وواجب ہے
کہ اس رسالہ شریفہ کو نقد جان سے خرید کر قلب وروح کے خزانہ میں محفوظ رکھیں۔ اور
دستور العمل بنائیں۔ ..... واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

(۱۰)

سید۔ بہادر شاہ حسینی بھاکھری

والد کا نام سید نور محمد سادات حسینی بھاکھری سے تھے۔ صاحب علم ظاہر وباطن
آپ کا وطن جھنگ حضرت سید بہاء الدین تھا۔ خاندان قادری میں مرید تھے۔

اجازت قصیدہ وزیارت غوثیہ ایک مرتبہ آپ نوشہرہ شریف میں حاضر ہوئے۔ حضرت
سچیار صاحب رح کے روضہ شریف میں نوشاہی سلسلہ کے درویشوں سے ملاقات ہوئی
اُن سے قصیدہ غوثیہ کی اجازت حاصل کی۔ اور اپنے وطن میں آکر اس کی زکوٰۃ ادا کی

Marfat.com

اور خواب میں حضرت غوث اعظم رح کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

تصنیف آپ کی تصنیف سے کتاب مجمع الاسرار ہے جو ۱۲۲۹ھ میں لکھی اس میں اپنے فیضیاب ہونے کا واقعہ اس طرح لکھتے ہیں۔

"قول حاجی نوشہ گنج بخش قدس سرہ ؎

اَللّٰہ اَللّٰہ اتنا کہو اَللّٰہ رہے اور آپ نہ رہو

اے عزیز از نوشاہیہ قادریہ نیز فیض بسیار رسیدہ از درویشاں کہ از طرف سہروردیہ[1] آمدہ بودند و در موضع بلند بہرہ حضرت نوشہرہ در مقبرہ حضرت پیر محمد سچیار باوشاں ملاقات شد ارشاد قصیدہ غوثیہ عنایت کردند در مکان بزرگان خود جھنگ حضرت سید بہاءالدین قدس سرہ آمدہ زکوٰۃ قصیدہ عالیہ بجا آوردم و عنایت بے نہایت از جناب عالی صفات یافتم و بروئیت شیخ الجن والانس مشرف شدم و عرس جناب عالی اختیار کردم"[2]

پ

(۱۱)

بابا پیر شاہ فیروزپوری

خاندان نوشاہی کا درویش تھا شہر فیروزپور میں رہتا تھا۔ اس کا سلسلہ فقرا جاری ہے اس کے متعلق انگریز مورخوں نے لکھا ہے۔

"پیر شاہ۔ جس کا تکیہ زیرہ نامی دروازہ فیروزپور شہر میں واقع ہے۔ نوشاہی سلسلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے پیروکاروں میں سے ایک مقبرے کا منتظم (انچارج) ہے۔ بھادوں کے مہینہ میں ایک میلہ منعقد کیا جاتا ہے اور لنگر خیرات تقسیم کیا جاتا ہے۔"[3]

---

[1] صحیح لفظ سوہدرہ ہے۔ نہ کہ سہروردیہ۔ [2] بیاض گنجینہ شرافت خطی ص ۲۴۷۔ [3] براؤن کی کتاب درویشز ص ۵۷۔ الوڈڈ حصہ ۳۔ ص ۱۷۴۔ برداؤن ص ۱۲۶۔ گورداسپور۔ گزٹیئر ۱۹۱۴ء ۱۳۳۲ھ ص ۳۱۔ حصہ ۳ ص ۱۶۶۔

Marfat.com

ث

(۱۲)

بابا ثابت شاہ رح

یہ نوشاہی درویش بعہد حکومت رنجیت سنگھ۔ بمقام ڈیرہ نوشہرہ راجہ جواہر سنگھ رہتا تھا۔ اس کا ایک مکتوب قلمی میرے کتب خانہ میں ہے۔ جو اس نے صاحبزادگان اولاد حضرت نوشہ گنج بخش رح کے نام لکھا تھا۔ وہ یہ ہے۔

"مرشد حقیقی و کعبہ تحقیقی حضرت مرشد قطب الدین و گوہر شاہ و گلاب الدین و فضل دین و میاں الٰہی بخش جیو۔

کمترین عقیدت گزین ثابت شاہ ادائے آداب و لوازم تسلیمات بجا آوردہ معروض میدارد در این جائے تا وقت حال خیر و خیریت است و صحت تندرستی آں صاحبان عالی شان از درگاہ پاکذات نیکو مطلوب است۔ چوں دریں ولا صورت این است کہ دیندار فقیر (بحی خوردہ) یک نیلک و یک سلاری دزدی کردہ رفت بنابراں بخدمت (بحی خوردہ) افزائے گردیدہ ام۔ مہربانی نمودہ اسباب مذکور از مشار الیہ باید گرفت سزا و پند بدہند۔ مکرر آنکہ جواب این عریضہ نیاز قلمی فرمانند۔ زیادہ از حد ادب است۔ تحریر بتاریخ ۱۹ ربیساکھ سمت ۱۹۰۶ ب" [۱۸ جمادی الاخرے ۱۲۶۶ھ]

(۱۳)

بابا ثابت شاہ مجذوب کوٹ نکہ والہ

آپ ہندوستان سے تشریف لائے خاندان سادات سے تھے۔ نوشاہی خاندان میں مرید تھے۔ موضع کوٹ نکہ تحصیل حافظ آباد میں سکونت رکھتے تھے۔

باغ اولیائے ہند صفحہ ۱۰۶ میں ہے ؎

ایہ بزرگ خدا دا ہویا نوشاہیاں وچ بھائی ۔۔۔ نکے والے کوٹ اندر ہے اس نے دھوم دھمائی

Marfat.com

کرامات

آپ پر اکثر حالت جذب و سکر طاری رہتی تھی۔ جو کچھ منہ سے فرماتے پورا ہو جاتا مولوی محمد دین نے لکھا ہے۔

؎

اپنے وچ زمانے ایہ اک ہویا مرد یگانہ
جو کجھ آکھے ایہ زبانوں وجدا تیر نشانہ [1]

ملا واہگہ کو دعا منقول ہے کہ موضع کڑکن (ضلع شیخوپورہ) کے قوم واہگہ زمینداروں نے جنگل میں چرتی ہوئیں آپ کی گائیں چورالیں آپ نے مانگیں تو انہوں نے انکار کر دیا آپ مجذوبانہ حالت میں باہر دوڑنے لگے۔ جنگل میں اگر کوئی گوبر کی پھوسی دیکھتے تو اس کو لاٹھی سے توڑ دیتے اور کہتے وہ مر گیا۔ اسی طرح کئی پھوسیوں کو توڑا تو ادھر قوم واہگہ میں سے اتنے ہی افراد ہلاک ہو گئے۔ تو پھر وہ لوگ ڈرے مسمی ملا واہگہ اس وقت شیر خوار بچہ تھا۔ اس کا والد اسی واقعہ میں ہلاک ہو گیا تھا۔ تو اس کی والدہ نے اس بچہ کو بابا ثابت شاہ کی گود میں ڈال دیا کہ یہ آپ کا بچہ ہے خواہ مارو یا رکھو۔ آپ نے اس وقت اس کا نام لے کر دعا دی "مل ایہدا وجدا رہے ٹل" پھر فرمایا کہ سات پشت تک اس کا اقبال تازہ رہے گا۔ چنانچہ مل قوم واہگہ میں بڑا با اقبال شخص ہوا۔

میں نے (شرافت نے) مل کا بیٹا محبت۔ اور اس کا بیٹا خان آگے اس کا بیٹا غلام علی دیکھے ہیں۔ ان کا کام تا حال دنیاوی اعتبار سے ترقی پر ہے۔

اجرائے لنگر بابا ثابت شاہ کے ڈیرہ پر لنگر جاری تھا۔ مولوی محمد دین لکھتے ہیں

؎ کوٹ نگہ وچ ایس مرد بھی لنگر خانہ لایا
دور دور توں ایس مرد نے لوکاں تیک بوایا [2]

سید محمد سعید زنجانی بھرتھوی اپنے پیر خانہ سیال شریف جاتے ہوئے کئی مرتبہ آپ کے ڈیرہ پر ٹھہرے اور شب باش ہوئے۔ [3]

---

[1] [2] باغ اولیائے ہند چمن ہفتم ص ۱۰۶۔ [3] مرآۃ العاشقین ص ۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵۔ شرافت

Marfat.com

فقر کے متعلق حقولہ | مولانا سید محمد سعید چشتی نظامی ساکن بھرتھ متصل لاہور اپنی کتاب مرآۃ العاشقین یعنی ملفوظاتِ خواجہ شمس الدین سیالوی میں لکھتے ہیں کہ میں چند مرتبہ بابا ثابت شاہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ایک بار خواجہ سلیمان تونسوی کا وہاں تذکرہ ہوا تو بابا صاحب نے کہا۔ خیر! مرد بود کہ عالماں و فاضلاں را بیعت میکرد۔ یعنی وہ ایک شخص تھا۔ جو مولویوں کو بیعت کیا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا جو شخص مولویوں کو تلقین کرے وہ مرد کامل نہیں ہوتا۔ بابا صاحب نے فرمایا۔ "خیر۔ فقر امر دیگر است" یعنی فقر اور چیز ہے۔ (مرآۃ العاشقین ص ۱۳۶)

بعض لوگ بابا ثابت شاہ کو میاں میر لاہوری کے سلسلہ میں منسلک سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اُس سلسلہ سے بھی آپ کو فیض ہوا ہو۔

یارانِ طریقت | آپ کے خواص مریدین تھے۔

۱ سائیں شمس الدین جیٹھہ، سہارن جیٹھہ والا المعروف بابا چپ شاہ۔ مدفون کوٹلہ کابلوں شیخوپورہ

۲ سائیں شیر علی افغان خیبری۔ مدفون کوٹلہ کابلوں۔

۳ ملک مل خاں واہگہ۔ کرکن واہگیاں شیخوپورہ

وفات | بابا ثابت شاہ کی وفات ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ مزار کوٹ ننکہ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔ باغ اولیائے ہند ص ۱۰۶ میں ہے ؎

۱۲۹۰
وچ عبادت رب سچے دی ساری عمر گذاری — باراں سوتے نوّے دے وچ کیتی مرد تیاری

ج

(۱۴)

مولوی۔ جان محمد۔ وکھانوالہ

آپ حضرت شیخ صدر الدین المعروف شاہ صدر دیوان نوشاہی وکھانوالہ کی اولاد امجاد سے تھے۔ آپ عالم باعمل اور فاضل اجل تھے۔ علوم معقول و منقول

Marfat.com

کے جیّد عالم تھے۔ اپنے خاندان میں لاثانی فرد تھے۔ طریقہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ کے فقرائے کبار سے تھے۔ موضع رُکھ چھٹہ ضلع گوجرانوالہ میں سکونت تھی۔ جو قصبہ رسول نگر سے دو میل مشرق کی طرف ہے۔

شعر خوانی آپ کبھی کبھی یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ ؎

دُور دستاں را باحساں یاد کردن ہمت است ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمرے افگند

؎

دو چشمانش دو آہوئے خطائی دو عالم پُر ز شہر آشنائی

کمالات مولانا تحسین جب بارادۂ بیعت آپ کے حضور میں حاضر ہوئے تو یہ عریضہ لکھکر خدمت میں پیش کیا۔ اور اپنی التماس عرض کی۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ذات میں کسقدر فضائل و کمالات تھے۔ جن کا علمائے کرام کو بھی اعتراف تھا۔ اور وہ کس طرح آپ کے آگے سر نیاز خم کرتے تھے۔

مکتوب مولانا تحسین ؎

"شانِ ما شوکتِ ما رتبۂ ما افسرِ ما

سرِ ما بر قدمت یا قدمت بر سرِ ما

اشراقاتِ انوارِ خاطرِ قُدسی مظاہر نخلبندِ بوستانِ شریعت چمن پیرائے گلشنِ طریقت مربع نشینِ چار بالشِ حقیقت، اوج گزینِ مسندِ معرفت، کریم الاخلاق، عمیم الاشفاق مولوی صاحب فیاضِ زمان قبلہ عالم و عالمیان حضرت مولوی صاحب مولوی جان محمد جیو دام افضالہٗ۔

ظلمت زدائے قلوبِ ارادت کیشان جبینِ عبودیت را بسجداتِ بندگیات بفروغ رسانیدہ معروضِ رائے بیضائے ضیائے میگرداند کہ از استماعِ اوصافِ حمیدہ و اخلاقِ گزیدہ لطف و مہربانی و فیض بخشی و فیض رسانی ذاتِ ملکی صفات کہ از آلائے فضائل

Marfat.com

علم و عمل و نعمائے فواضل حلم و حکم بسانِ خوانِ یغمائے بہر خاص و عام صلائے عام در دادہ۔ اکثرے را از ساکنانِ این مکانِ مینو نشان کہ باغوائے نفسِ خبیث و ابلیسِ خسیس بادۂ پیمائے جادۂ ضلالت و بطالت بودند بتوجہ موجہ اقدس براہِ راست و ہدایت آوردہ بفوائدِ صوری و معنوی و عوائدِ ظاہری و باطنی رسانیدہ۔ از دلِ مستہام مدام میخواست کہ بالِ استعجال از کبوترِ تیز پروام ستدہ بیک پرواز مستفیضِ مستفیضانِ حضورِ لامع النور گردیدہ فرقِ نیاز بسجداتِ آستانہ فیض آشیانہ بذروۂ علیین برافرازد۔ و احوالِ سراپا اختلالِ افسردگیِ طبع و پژمردگیِ دل کہ از کثرتِ افعالِ ذمائم و اقوالِ نا ملائم روئے دادہ معروضِ باریافتگانِ بزمِ آں عیسیٰ دم حضر قدم ساختہ استعانت و استمداد نمائد۔ امّا از سببِ قصورِ قسمت و فتورِ ہمت بُعدِ مسافت را سدِّ راہ تصور یدہ و سفرِ یک میل را صورتِ سقر فہمیدہ از حصولِ این نعمتِ عظمیٰ و عطیہ کبریٰ مقصر مے ماند۔ الحال کہ جذبۂ اشتیاقِ زیارتِ کیمیا خاصیتِ حضرت بسانِ مقناطیس این آہن دل خسیس ہمت را از جائے برد و از افکارِ جمیع کاربار معطل و بیکار ساخت۔ بنابراں الفت مادری و شفقت پدری را از نظر انداختہ و لذائذِ جسمانی و حظوظِ نفسانی را از دل برداشتہ روانۂ عتبۂ فلک رتبہ گردید۔ اکنوں از یاوریِ بخت و رہبری طالع اگر اتفاقے دست دہد و سببے میسر آید نفسے چند کہ از حیاتِ مستعارہ باقی ست در جبین سائی و جبہ فرسائیِ آستانِ ہدایت نشان بسر برد و بفوائدِ صوری و معنوی فائز گردد ؎

یارب این آرزوئے من چہ خوش است
تو بدیں آرزو مرا برساں

زیادہ ظلکم ممدود بحق رب الودود۔

و ہنگامِ تسطیرِ غزلے کہ از سرِ خامہ سر برزد این است۔

Marfat.com

غزل

وَہ کہ در فضل و بلاغت چوں امامِ اعظمی — ختم شد بر ذاتِ والائے تو حرفِ مُکرمی
گرچہ در چشمانِ مردم جملہ انسانند و نیک — در میانِ مردمِ انساں تو عینِ مردمی
نیست در فضل و فواضل چوں تو مخدومے دگر — ہست جُودت مایۂ اقبالِ ہر بیدستگاہ
ہر کہ در شوقت نمیرد زندگی بروے حرام — سایۂ فیضِ کفت ظلِ ہمائے مُنعمی
بر درت تحسین بصد امید آمد رستہ — وانکہ در یادت زید باد انصیبش بیغمی

تا بخدا مان ایں درگاہ سازد بمدمی "

اولاد آپ کے پانچ بیٹے تھے۔

۱۔ میاں امام بخش، ۲۔ میاں پیر بخش، ۳۔ میاں قطب الدین، ۴۔ میاں عبداللہ، ۵۔ میاں کلیم اللہ، ۔ موخر الذکر چاروں بے اولاد فوت ہوئے۔

سنہ ۱۳۶۰ھ میں میں (شرافت) موضع رکھ چشمہ میں گیا تھا۔ اُسوقت آپ کی اولاد میں سے میاں رسول بخش ولد میاں خدا بخش بن میاں امام بخش بن مولوی جان محمد موصوف زندہ موجود تھے۔ اور درگاہ حضرت شاہ صدر دیوان، کے مجاور و متولی تھے۔

وفات مولوی جان محمد کی وفات بعہد حکومت خالصہ ہوئی۔ رکھ چشمہ میں دفن ہوئے۔

(۱۵)

میاں جیوا۔ بھڑیوالہ"

آپ کا نام جیوا۔ مشہور جیوے شاہ۔ آپ میاں ابرہیم المعروف عبدالرحیم ولد جانی کے چھوٹے صاحبزادہ تھے۔ حضرت شاہ عبدالرحمٰن پاک بھڑیوالہ کے نواسہ تھے۔ یعنی اُن کی بیٹی حسین خاتوں کے بطن سے تھے۔ آپ کا ذکر شریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات الاولیاء کے پانچویں طبقہ۔ دوسری قسم۔ پہلے باب کی تیسری فصل میں

Marfat.com

لکھا جا چکا ہے۔ اس کے بعد ایک پورانی دستاویز ملی جو ۱۱۵۳ھ کی لکھی ہوئی ہے اُس پر آپ کا نام گواہوں میں درج ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ اس سال میں موجود تھے۔ صرف آپ کے نام کے لئے اس دستاویز کو یہاں بلفظہ درج کیا گیا ہے تاکہ محفوظ ہو جائے۔

مُہر

محمد ۱۱۴۴
خادم شرع
احمد
قاضی محل

اقرار کرد و اعتراف معتبر صحیح شرعی آورد طایعاً و راغباً بلا اکراہ و بلا اجبار بصحت عقل و ثبات نفس فی حال بصحت اقرار نمود شرعاً حسماۃ سلمہ بنت عبدالنبی زوجہ میاں سعداللہ مرحوم ساکن موضع بھٹری دھوتھڑ علمہ پرگنہ حافظ آباد بریں وجہ کہ میاں سعداللہ زوج من موازی دو قطعہ زمین آئمہ مشتمل بر بیست و شش بیگہ ملک و مورو ثی خود در موضع چک بہلول واد رنگ شاہ پور دلا و یک غرقان شریف .... بلا شریک و سہیم دیگر در ملک خود داشتہ عوض مہر دین مغلظا (کذا) بمن ہبہ و تملیک نمودہ نوشتہ داد چنانچہ در حیات و بعد ممات زوج مذکور تا زمان حال در ید تصرف خود میدارم دریں دو قطعہ زمین آئمہ مذکور چہار حصہ بہ پسر صلبی مسمی محمد سعید مع شکر اللہ و حبیب اللہ و رحمت اللہ و امان اللہ و مردان و پنجم حصہ ..... تعویذ ت بہ نبیرہ مسمی جان عالم پسر محمد اسلم پسر خود علیحدہ قسمت نمودہ ہبہ و تملیک نمودم۔ چنانچہ در مجلس ہبہ و تملیک از واہب مُقرّہ ہر یک سہامہار مرقومہ موہوبہ را قبول نمودہ در قبض و تصرف ہر یک خود داخل آوردند فتم الھبۃ بالقبض۔ اگر من بعد ہذا الیوم احدے از واثان در حیات و یا بعد ممات من بسبب ورثہ من یکے با دیگرے دعوے و مخاصمہ نماند عند الشرع دروغی و کاذب است۔ بنابراں این چند کلمہ بطریق سند شرعی تحریر یافت کہ عند الحاجت حجت باشد۔ تحریر بتاریخ ۱۲ شہر ربیع الثانی سنہ ۲۳ جلوس و ۱۱۵۳ ہجری۔ [مُہر پڑھی نہیں گئی]

Marfat.com

گواہ شد۔ حافظ مہروان۔ گواہ شد۔ نواسہ شاہ عبدالرحمٰن مرحوم جی وا۔ (جیوا)
گواہ شد۔ طیب۔ گواہ شد محمد صالح۔ شہد بمافیہ مُہر (زلطف اللہ و رحمٰن حافظ درگاہی)
گواہ شد۔ خدا بخش دھوتھڑ۔ ۲۶۷ ۲۶۶۔
گواہ شد۔ درگاہی بن جہانخاں و نانک بن ہیرا۔ چک بہلول
گواہ شد۔ نانک و رحمان دھوتھڑ۔ و محمد پناہ دھوتھڑ و درگاہی فقیر داریدار۔
منکہ محمد سعید ابن شیخ سعد اللہ ام تمام پسران در ورثہ این ..... دیگر شکر اللہ
و حبیب اللہ و رحمت اللہ و امان اللہ ہر یک را نوشتہ پدر خود ..... کردہ است۔

مہر کلاں

(سید شرع متین خادم سعید الدین احمد)

چ

(۱۶)

سائیں چُپ شاہ۔ جھبرانوالہ

نوشاہی خاندان کے درویش تھے۔

وفات | ان کا انتقال ماہ رمضان ۱۳۸۸ھ کو لاہور میں ہوا۔ جھبر ورکاں ضلع شیخوپورہ میں دفن ہوئے۔

رسم چہلم | روزنامہ مشرق لاہور ۲ جنوری ۱۹۶۹ء میں خبر شائع ہوئی۔

"امروز کے نامہ نگار سے۔ سائیں چُپ شاہ کا چہلم۔ ہڑپہ یکم جنوری۔ خاندان عالیہ قادریہ نوشاہیہ کے بزرگ بابا رحمت علی شاہ المعروف سائیں چُپ شاہ جن کا انتقال گذشتہ ماہ لاہور میں ہوا تھا کا چہلم ۴ جنوری (۱۹۶۹ء ۱۴ شوال ۱۳۸۸ھ) کو موضع جھبراں ضلع شیخوپورہ میں انکے مزار پر ہو رہا ہے"

---

* جہاں جہاں نقطے ڈالے گئے ہیں یہاں سے کاغذ کرم خوردہ یا پھٹا ہوا ہے۔ ۱۲ شرافت

Marfat.com

(۱۷)

سائیں چُپ شاہ۔ کوٹلہ والا

آپ کا اصلی نام شمس الدین تھا قوم چٹھہ سے تھے۔ آبائی وطن سہارن چٹھہ۔ ضلع گوجرانوالہ تھا۔ سید ثابت شاہ نوشاہی کوٹ نکا والہ کے مرید تھے۔ بارہ سال چُپ کا روزہ رکھا۔ تو لوگوں نے آپ کا نام چُپ شاہ مشہور کر دیا۔ زاہد، عابد متورع پابند شریعت اور حاجی الحرمین الشریفین تھے۔ روزانہ بلاناغہ پانچ روپے کی گیارہویں دیا کرتے تھے۔ عہ نماز روزہ کے پابند تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت روزانہ بلاناغہ کیا کرتے اعلےٰ حضرت نوشاہی رح نے ایک مرتبہ فرمایا کہ سائیں کرم الٰہی عُرف کانو انوالہ مجذوب گجراتی رح اور سائیں گورا ندتا مجذوب ٹھٹھوی رح دونوں سے سائیں چُپ شاہ قادری اعلےٰ درجہ رکھتے تھے۔ عہ

وفات بابا چُپ شاہ کا انتقال ۱۳۲۵ھ میں ہوا۔ مزار کوٹلہ کا ہلواں۔ ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ آپ کے پیر بھائی اور تربیت یافتہ سائیں شیر علی افغان نے گنبد شریف تیار کرایا اور متولی و مختار رہے۔ عہ

(۱۸)

پنڈت۔ چندر بھان۔ لاہوری

والد کا نام دھرم داس قوم برہمن لاہور کے باشندہ تھے۔ ابتدائی تعلیم حضرت مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی آفتاب پنجاب رح سے حاصل کی۔ الخ یعنی نوشاہیوں کے شاگرد تھے۔ بڑے ادیب تھے۔

تصنیف آپ کی تصنیف سے کتاب منشآت برہمن، فن انشا میں بہترین کتاب ہے۔

وفات پنڈت چندر بھان کی وفات ۱۰۷۳ھ میں شہر جہانگیر میں ہوئی۔ عہ

عہ حدائق الانوار خطی ص ۱۰ عہ گزار المعرفت جلد اول باب ۱۰۔ ۱۳۵۸ھ۔ ص ۳۴۹۔

عہ حدائق الانوار خطی ص ۱۰ الخ ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ مع بحوالہ نشتر عشق قلمی ج ۱ ورق ۹۔

عہ تحریر شرافت ص ۲۷۳۔ شرافت

Marfat.com

(۱۹)

چوہڑ مل

یہ شخص بعہد حکومت سنگھاں ضلع گجرات میں اس علاقہ کا افسر تھا۔ اس کا ایک مکتوب موجود ہے جو اس نے صاحبزادگان نوشاہیہ کی حمایت میں زمینداروں کو لکھا تھا۔

مکتوب

"زمینداران موضع فتح پور دساہن پال بدانند۔

ازجانب چوہڑ مل دریں ولا نبیرہ پیر نوشاہ شاہ در اثنائے آمدہ اظہار ساختہ کہ مبلغ مارا ترنی (کذا) زمینداراں مے طلبند لہذا نوشتہ کہ مبلغ تا درد ترلی مزاحم نبیرہ شاہ نوشاہ نشوند۔ دریں باب تاکید اکید دانستہ بعمل آرند واگر فرق گردیدہ بہبودی ایشاں نخواہد شد۔ واگر مبلغ یک روپیہ از فقیراں خواہند گرفت از شما دو چند گرفتہ خواہد شد"

ح

(۳۰)

سائیں حاکم علی کھرل۔ تلونڈی راہ والی

یہ درویش سلسلہ پاک رحمانی میں کسی بزرگ کا مرید تھا۔ طبیعت سادہ تھی۔ ہر وقت دعائے گنج العرش کا وظیفہ کیا کرتا۔ زیارت درگاہ نوشاہ عالیجاہ رح سے بھی مشرف ہوا۔ میرے (شرافت) کے جد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہ رح اور میرے والد اکرم حضرت سید غلام مصطفےٰ نوشاہی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوا کرتا تھا۔

اپنے والد سائیں فضل دین ولد صمداد کے مزار پر اس نے گنبد تعمیر کرایا۔

وفات سائیں حاکم علی ۱۳۸۰ھ میں فوت ہو کر اپنے والد کے روضہ میں مقام راہ والی دفن ہوا۔

سلہ فیض محمد شاہی خطی جلد ششم ص ۱۰۱۔ شرافت

Marfat.com

(۲۱)

حجرہ والے صاحب شرقپوریؒ

مولوی محمد امین شرقپوری کتاب اولیائے نقشبند المعروف شیر ربانی صفحہ ۱۹۶ میں لکھتے ہیں،

"ان کے مزار شریف سے آگے بڑھئے تو حضرت شاہ ہاشم سندھی کے آستانہ کے قرب میں ایک اور بزرگ جو نوشاہی قادری سلسلہ کے ہیں اور حجرہ والے کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی آرام گاہ ہے۔ یہ بھی بہت بافیض بزرگ ہیں۔ راقم الحروف کے والد بزرگوار بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی عمر میں جب وہ سکول میں تعلیم پاتے تھے۔ اکثر وہاں حاضری دیتے۔ جو امید کاشتکاری کرتے تھے۔ ان کی تعلیم کے اخراجات جب برداشت نہ کر سکے۔ تو انہیں بھی کھیتی باڑی کے کام کی طرف راغب کرنا چاہا۔ مگر یہ بوجہ نازک تنی زراعت کے مشقت طلب کام سے گھبراتے تھے۔ چنانچہ حضرت کے مزار پاک پر جا کر روتے کہ حضرت رب العالمین ان طفیل کوئی لکھنے پڑھنے کا سہل کام دلا دیں تاکہ کاشتکاری کی مشقت نہ اٹھانی پڑے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے بحرمت حضرت حجرہ والے صاحب کے میری سن لی اور کام ہو گیا۔"

(۲۲)

بابا حضوری شاہؒ

نوشاہی خاندان کے اکابر درویشوں سے گھمن کلاں ضلع گورداسپور میں رہتا تھا۔ اس کا ایک درویش بابا مانے شاہ وہیں رہتا تھا۔ بابا مانے شاہ ۔ گھمن کلاں

بابا عبداللہ شاہ درویش

سائیں محمد شاہ ۔ مہاجر

یہ یوسف والہ متصل سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ ۱۳۸۱ھ میں موجود تھا۔

Marfat.com

خ

(۲۳)

خانقاہ شاہراہ

تاریخ سیالکوٹ ص ۴۰۰ میں لکھا ہے۔

"خانقاہ شاہراہ۔ یہ خانقاہ موضع بھٹی کا بوں تحصیل ظفروال آبادی سے جانب گوشہ غرب و جنوب ساڑھے کروڑ کے فاصلہ پر واقع ہے ہمرو عرصہ دو سو برس یہ فقیر طریقہ چشتی نوشاہی میں گزرا ہے۔ کسی مغل ملازم شاہی نے اس خانقاہ کو بنا دیا۔ ماہِ اساڑھ ہر سال میلہ ہوتا ہے۔ تخمیناً چار ہزار مرد عورت جمع ہو جاتے ہیں"

(۲۴)

فقیر خدا بخش پشاوری

آپ کا اسم شریف خدا بخش صاحب۔ والد کا نام میاں عبدالغفور صاحب اور "فقیر صاحب" کے نام سے مشہور تھے۔ آپ آنکھوں سے معذور تھے۔

آپ کے والد میاں عبدالغفور صاحب کوچہ گل بادشاہ جی صاحب علاقہ جہانگیر پشاور کے رہنے والے تھے۔ اور مشہور و معروف چرم کے سوداگر تھے۔

آپ کی پیدائش دہلی ۱۲۷۵ھ میں ہوئی۔ بقول جناب پیر بخش خان صاحب ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ابتدائے عمر سے ہی عشق الٰہی کا جذبہ آپ کو ودیعت ہو چکا تھا جس کے آثار بچپن ہی میں نمودار تھے۔ [1]

---

[1] مصباح السالکین ص ۲۵۔ شرافت

Marfat.com

آپ تلاش معرفتِ الٰہی میں خوب پھرے۔ اور جس جگہ بھی کسی فقیر، درویش اور اللہ والے کا پتہ چلا۔ وہاں پہنچے اور کسبِ فیض کیا۔ بالآخر کامیاب و کامگار ہوئے صاحب مصباح السالکین لکھتے ہیں "عہدِ شباب میں وہ فقرا اور اہل اللہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ دنیوی کاروبار سے رغبت قطعاً نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے ہر جگہ سے قلبی فیض حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے"

آپ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ میں جناب حضرت عباس علی شاہ صاحب نوشاہی کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور صاحب مجاز ہو کر سلسلہ کی اشاعت و ترویج میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے مرشد نے آپ کا نام غلام علی شاہ رکھا تھا۔

ساری زندگی زہد و ریاضت، عبادتِ خداوندی۔ اور ذکرِ الٰہی میں بسر کی۔ اپنے طریقہ کے معمولات اور وظائف کے انتہائی پابند تھے۔ اور جو کچھ خود کرتے اسی کی تلقین بھی کرتے۔ آپ کے مریدین اور عقیدتمندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا دُور دُور سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے اور آپ کی توجہ کاملہ سے استفادہ حاصل کرتے۔ جناب پیر بخش خاں صاحب ایم اے ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ لکھتے ہیں۔

"شب و روز ذکرِ الٰہی میں معروف رہتے۔ آپ کے اردگرد ہمیشہ طالبانِ حق کا مجمع جمع رہتا تھا۔ اور ان کو احکامِ خداوندی کی پابندی کی تلقین کرتے ہوئے قلوب کو آلائش سے پاک رکھنے کی ہدایت کرتے۔ آپ کے مریدانِ خاص کا حلقہ صرف پشاور شہر یا اس کے مضافات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ دُور دراز مقامات تک لوگ ان سے روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔ قرآنی احکام اور سنت کے مطابق توحیدِ خالص کی تبلیغ فرماتے۔ سختی کے ساتھ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرتے۔ اور کرواتے تھے۔ آپ کی زندگی اس تعلیم کا اعلیٰ نمونہ تھی"

Marfat.com

رضائے خداوندی، زندگی کے آلام ومصائب پر صبر واستقامت، خوفِ الٰہی سے قلب پر خشیت کا عالم طاری، بلند خیالی اور عزتِ نفس پر حد درجہ مُصر، ہر کام پر انتہائی محنت اور کوشش کرنے والے تھے۔

آپ کی زندگی کا نقشہ صاحب مصباح السالکین نے بہت ہی عمدہ الفاظ میں کھینچا ہے۔ صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"صاحب حال تھے۔ قلب جاری رکھتے تھے۔ اور صاحب توجہ تھے۔ ہمیشہ یہ افسوس کرتے تھے۔ کہ کاش نوجوان جوان پاکیزہ سیرت میسر ہو جائیں جو مجھ سے صرف ذاتِ خداوندی کے طالب ہوں تاکہ میں ان کو پوری روحانی توجہ سے صاحب حال بنا دوں۔ اپنی تمام عمر انتہائی صبر۔ استقلال اور پامردی کے ساتھ گذاری۔ غایت درجہ خوددار اور غیور تھے۔ بنی نوع انسان کی خدمت ان کا نصب العین تھا۔ آپ صاحب کشف وکرامات تھے۔ تمام زندگی یادِ الٰہی میں گذری اور عشقِ الٰہی میں تڑپ تڑپ کر آخر اپنی جان اس جہان آفریں کے حوالے کر دی"

وفات آپ کا انتقال بروز سہ شنبہ بتاریخ ۷ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ ہجری مطابق ۶ اگست ۱۹۴۶ء بوقت ظہر ہوا دوسرے روز انہیں میرے باغ نزد وزیر باغ میں دفن کیا گیا۔ [۲]

(۲۵)

شاہ خرم شہید نگری

آپ کا مزار شہید نگر ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

ذکر آبادی شہید نگر مفتی غلام سرور لاہوری، تاریخ مخزن پنجاب میں لکھتے ہیں

---

[۲] تذکرہ علماء ومشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۳۱ تا صفحہ ۲۳۳۔ شرافت

Marfat.com

• موضع سیدنگر۔ پہلے بعہد سلطنت اکبر بادشاہ کے مسمی چاہڑ جاٹ گوت چٹھہ نے یہ گاؤں بپاس خاطر مسمی میگا زمیندار بھولر داماد اپنے کے آباد کیا۔ اور نام اس کا بھولرانوالہ رکھا۔ اور میگا بھولر نے ملکیت اس موضع کی مسمی پٹھان زمیندار بھنڈر اپنے داماد کو ہبہ کر دی۔ اور نام وہی مشہور رہا۔ بعد اس کے سید لطف شاہ چکلہ دار نے بزور حکومت اس پر قبضہ کر لیا۔ اور آبادی اس کی بڑھائی اور سیدنگر نام اس کا رکھا۔ زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں نور محمد چٹھہ اس پر حاکم ہوا۔ اس سے سردار مہان سنگھ سکرچکیہ نے چھین لیا۔ اور اس گاؤں کو لوٹ کر ویران کر دیا۔ بہت سے لوگ اس گاؤں سے اٹھ کر گوجرانوالہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ چنانچہ ابتک ایک محلہ سیدنگریوں کا گوجرانوالہ میں مشہور ہے۔ کسی قدر مدت کے بعد پھر یہ گاؤں آباد ہوا۔ اب ملکیت اس گاؤں کی بقبضہ زمینداران قوم بھنڈر اور سید کے ہے ایک خانقاہ شیخ خورم نوشاہی اور ایک مزار رحیم اللہ شاہ قریشی کی اس قصبہ میں موجود ہیں۔ عمارت خام ہے۔ ایک سو چوالیس ۱۴۴ گھر اور آٹھ ۸ دکانیں اور چھ سو ستر ۶۷۰ مردم شماری ہے۔ عہ

(۲۶)

میاں۔ خزان شاہ۔ جھنگی گلاب شاہ

آپ قوم ارائیں سے تھے۔ جھنگی گلاب شاہ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں مزار ہے۔ صوفی اکبر علی جالندہری رح آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

دو سائیں خزان شاہ عابد زاہد تھے۔ جس جگہ آکر بیٹھے تھے ٹبہ تھا۔ درخت بعد میں لگائے گئے۔ یہ صاحب قادری نوشاہی تھے۔ اپنے علاقہ میں مشہور اور باعزت تھے۔ ان کی جگہ سائیں گلاب شاہ گدی نشین ہے۔ عہ

عہ تاریخ مخزن پنجاب ص۲۸۶۔ عہ سلیم التواریخ ص۴۶۶۔ شرافت

Marfat.com

د

(۲۷)

میاں دانا کنجاہی

قاضی فضل حق ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور لکھتے ہیں۔

"خوشی محمد نور [جو کہ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کے ایک مشہور بزرگ ہیں۔ اور جن کا ذکر فرحت الناظرین میں "محمد خویش کنجاہی" کے عنوان کے تحت میں دیا ہے] کا بیٹا تھا۔ باپ کی طرح فارسی اور پنجابی کا شاعر تھا۔"[1]

قاضی فضل حق صاحب کا یہ لکھنا کہ میاں دانا قاضی خوشی محمد کا بیٹا تھا۔ صاف غلط ہے۔ کیونکہ علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہی نے تواقب المناقب میں اُن کے دو فرزند لکھے ہیں۔ جن کے نام میاں سرخرو اور میاں ماہرو تھے۔ اُن کا کوئی بیٹا دانا نام نہیں تھا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میاں دانا۔ قاضی خوشی محمد کا شاگرد یا مرید ہو۔

میاں دانا کا یہ مخلوط یا ملمع کلام ملا ہے جو یہ ہے

ملمع

چہ بندی دل بریں ہستی کہ دم میں جان جانا ہے
نخواہی ماند در عالم جگت پر کیا بھانا ہے

بدنیا ساختی منزل تو کر کچھ کوچ کا ساماں
ازیں دار فنا آخر ترا اک دن چلانا ہے

چو بینی نقش مردم را فلانے ہاں سمجھ مَن میں
کساں تابوت تو دیدہ کہیں گے یہ فلانا ہے

اگر فرش تو شہ مخمل نہیں کچھ اعتبار اُس کا
تو در خاک لحد خوابی کہ اصلی یہ بچھانا ہے

بسر بر تاج بہرامی کہا دیں خان خاناں توں
کفن در بر بگور آنی کہ خاناں کا یہ خانا ہے

---

[1] اورینٹل کالج میگزین لاہور بابت فروری ۱۹۳۳ء (شوال ۱۳۵۱ھ) صفحہ شرافت

Marfat.com

سریرت شد سر کیواں نہ جانو پائدار اس کوں
بپائے دیگراں روزے لحد میں تم نے جانا ہے

بگیرد پاش در ایں راہ سمجھ کر بھار کوں بھارا
بجز تو بار عصیانت کہو کس نے اٹھانا ہے

ہزاراں گنج در داری نہ دیویں گے درم تجھ کوں
بماند یک بیک از تو تیرا گر لک خزانا ہے

چہ کردی ریشخند آخر تو پھر بھی ہس ہس ہس کر
بحال خویش گریاں شو جگت کوں کیا ہسانا ہے

گدائے درگہ حق شو نہ کیجے شان شاہی کا
گلیم فقر در بر کش یہی تیرا شہانا ہے

مشو دیوانہ اے دانا تجھے گر ہوش ہے باقی
نمے باقی اگر دانا تو دنیا کا دیوانا ہے

(۲۸)

دربار نوریؒ

یہ نوشاہی درویش تھے۔ ان کی قبر ریاست پٹیالہ کے شہر سامانہ سنوری دروازہ میں ہے۔ چار دیواری پختہ ہے۔ اس میں نیم کا درخت ہے۔ ان کے سجادہ نشین بابا دسوندھی شاہ تھے۔ ان کے بعد ان کا مرید بابا کرم دین گدی پر بیٹھا۔ عہ

(۲۹)

خلیفہ دسوندھیؒ

آپ کا نام میاں امام بخش مشہور نام خلیفہ دسوندھی تھا۔ والد کا نام معزالدین تھا جیسا کہ آپ کے دستخط سے ظاہر ہے۔ نوشاہی خاندان کے مشہور درویشوں سے تھے۔

کتابت آپ فن کتابت کے ماہر تھے۔ خط نسخ و نستعلیق بہت اچھا تھا۔ آپ کے ہاتھ

عہ تحریر شرافت قلمی بیاض ص ۳۳۹۔ شرافت

Marfat.com

لکھی ہوئی تین کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہیں۔ اُن کے دستخط یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) کتاب تذکرہ نوشاہی مصنفہ حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی نمبر کتاب ۲۱۶۰ - ذخیرہ مخطوطات شیرانی - کُل اوراق ۱۴۳۔

لیکن خلیفہ دسوندھی نے غلطی سے اس کا نام ثواقب المناقب مصنفہ میاں محمد ماہ کنجاہی رح لکھ دیا ہے۔ چنانچہ دستخط کی عبارت یہ ہے۔

"تمام شد خاتمہ۔ ثواقب المناقب مقامات حاجی بادشاہ کہ صاحب طبع عالی میاں محمد ماہ برادر زادۂ غنیمت کنجاہی رح تصنیف کردہ و دستخط فقیر حقیر پُر تقصیر فائز منش امام بخش معروف بخلیفہ دسوندھی ولد معز الدین مرحوم غفر اللہ ذنبہم بپاسخاطر حضرت حاجی حرمین الشریفین شیخ باصفا و درویش بے ریا۔ ہادی سبیل اللہ و عارف طریق باللہ مقبول درگاہ الٰہ میاں حاجی شیر شاہ سلمہ اللہ۔ بتاریخ ہفدہم شہر رمضان المبارک المعظم بوقت چاشت تحریر یافت ۱۲۳۳ ہجری المقدس۔

؎ قاریا بر من مکن قہر و عتاب — گر خطائے رفتہ باشد در کتاب
آں خطائے رفتہ را تصحیح کن — از کرم واللہ اعلم بالصواب

؎ الٰہی بیامرز ایں ہر سہ را — مصنف نویسندہ خوانندہ را

؎ من نوشتم آنچہ دیدم در کتاب — عاقبت واللہ اعلم بالصواب

؎ من نوشتم حرف کردم روزگار — من نمانم ایں بماند یادگار

؎ ہر کہ خواند دعا طمع دارم — زانکہ من بندۂ گنہگارم"

(۲) رسالہ قاضی قطب مصنفہ قاضی قطب الدین محمد بن غیاث الدین علی۔ نمبر کتاب ۳۸۹۰ - ۸۵۷ - ذخیرہ شیرانی - اوراق ۱۱ - دستخط یہ ہے۔

"تمام شد نسخہ متبرکہ قاضی قطب الدین در علم فقہ بدست خط سرآمد غلط نویسان

Marfat.com

طالب نیازمندی خلیفہ محمد دسوہندی ولد میاں معز الدین مرحوم غفر اللہ ذنبھما بکومہ وفضلہ بیاسنخاط میاں پیر محمد بتاریخ ہفدہم ماہ جمادی الاول ۱۲۳۴ھ ہجری المقدس تحریر یافت "

(۳) کتاب ستر مکنون مصنفہ شاہ فقیر اللہ نوشاہی برقندازی ؒ

نمبر کتاب ۱۴ ۱۸ - دستخط یہ ہے۔

" تمام شد نسخہ ستر مکنون بدست خط خلیفہ محمد دسوندھی بیاسنخاط عزیز القدر میاں عبد اللہ شاہ بتاریخ بیست و چہارم ماہ جمادی الاول ۱۲۵۸ھ ہجری مطابق بیست یکم ماہ ۷ سنہ ۱۹۹۹ بکرماجیت ارقام یافت "

(۳۰)

بابا دسوندھی شاہ لدھیانویؒ

آپ قوم بیاریہ سے تھے۔ جھنگی ماہی شاہ والوں کے سلسلہ میں مرید تھے۔

شجرہ فقرائے دسوندھی شاہ

——— سائیں جاکم شاہ گوجر۔ ساکن چوہڑپورہ متصل لدھیانہ

——— مولوی ولایت شاہ۔ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ پشمینہ کی چادریں بناتے تھے۔ ایک چادر کی قیمت پانسو روپیہ تک ہوتی تھی۔

یہ مولوی محمد رمضان شاہ نوشاہی برقندازی لائل پوری کے والد ماجد تھے۔

(۳۱)

بابا دینے شاہ مجذوب جالندھریؒ

آپ قوم بافندہ سے موضع بھلانہ ریاست کپورتھلہ کے رہنے والے تھے۔ نوشاہی چشمانی سلسلہ میں بابا قاسم شاہ رائیں ساکن بہاریپور ریاست کپورتھلہ کے مرید تھے۔ وہ مرید حاجی سید نور محمد بہاریپوری کے۔ وہ مرید سید محمد ابراہیم بہاریپوری کے

Marfat.com

آپ پیر روشن ضمیر کی توجہ سے مست و مجذوب ہو گئے۔ پھرتے پھراتے جالندھر بستی شیخ درویش میں آ گئے۔ بہت لوگوں نے آپ کی دعا سے ظاہری باطنی فیوض حاصل کئے۔[عہ]

یارانِ طریقت آپ کے خواص مریدیہ تھے۔

(۱) میاں غلام حیدر شاہ خلف اکبر حکیم پیر غلام قادر شاہ اثر انصاری جالندھری رح۔ یہ پہلے تحصیلدار تھے۔ بابا صاحب کی نظر سے متاثر ہو کر مجذوب ہو گئے۔

۲۔ بابا علی بخش جالندہری ایم اے۔ متولد ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء تعلیم یافتہ خوش اخلاق تھے۔ ہجرت کے سلسلہ میں شہر ملتان چلے آئے۔ قلندرانہ مذاق رکھتے تھے۔ رباعیات عمر خیام، رباعیات سرمد۔ غزلیات حافظ ان کو بہت یاد تھیں۔ جب میں (شرافت) کبھی ملتان جاتا۔ تو بڑے شوق سے میری ملاقات کو آیا کرتے۔ صوفیانہ گفتگو میں ان کا خاصہ مقام تھا۔ ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں وفات پائی۔

وفات بابا دینے شاہ کی وفات ۱۳۳۹ھ میں ہوئی۔ بستی شیخ جالندہر میں دفن ہوئے۔

قطعہ تاریخ وفات

از حضرت پیر غلام قادر شاہ اثر جالندھری

سائیں دینے شاہ سرمست الست — چوں ز دنیا رفت سوئے آرام گاہ
مادۂ تاریخ وصلش گفت اثر — سالک و مجذوب کامل دینے شاہ

۱۳۳۹ھ

(۳۲)

میاں روشن دین غوث پوری

موضع غوث پور۔ علاقہ منچن آباد میں آپ کا مزار ہے۔ چودہویں چیت کو

عہ گنجینہ شرافت خطی ص ۴۳۱۔ شرافت

Marfat.com

میلہ ہوتا ہے۔ پیر خالص کے میلہ سے فارغ ہو کر لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں۔ دو تین ہزار آدمی کا مجمع ہوتا ہے۔ بزرگ کی نسبت طرح طرح کے خوارق زبان زد عوام ہیں۔ عہ

انتباہ یہ روشن دین نوشاہی رح، سخی روشن دین کے علاوہ ہیں۔ اُن کا مزار۔ ابھر پرے ضلع بہاول نگر میں ہے۔ اور ان کا غوث پور ہیں۔ طرفہ یہ کہ عُرس کی تاریخیں دونوں کی چودہ ۱۴ چیت ہے۔ اور نام بھی ایک ہے۔ اس لئے اشتباہ ہو سکتا ہے۔

ز

(۳۳)

سائیں زمان شاہ نوشہروی

یہ حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی رح کے دربار کا مجاور و جاروب کش تھا۔

وفات ۲۶ رشوال ۱۳۵۳ھ کو فوت ہوا۔ قبر نوشہرہ شریف میں بنی۔

س

(۳۴)

بابا سَدُّو فقیر بچیکی والہ

اس کے مرشد کا نام بابا محبوب شاہ درویش نوشاہی تھا۔ اس کا مزار موضع بچے کے ضلع شیخوپورہ میں صابری مسجد کے جنوب کی طرف ہے۔ بچی چار دیواری میں کچا مزار ہے۔ پاس بوہڑ کا درخت ہے۔ ۴ ربیع کو عرس ہوتا ہے ۴ محرم ۱۳۹۳ھ کو میں نے قبر کی زیارت کی اسوقت میاں محمد نام سجادہ نشین تھا۔

عہ ذکر کرام ص ۲۱ شرافت

Marfat.com

(۳۵)

حکیم سردار علی رحمٰن چوہنگی

کتاب طبی دنیا میں لکھا ہے۔

"حکیم سردار علی صاحب رحمٰن نوشاہی دواخانہ چوہنگ پنج گرائیں ضلع لاہور۔ جھنجھوٹی ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کے والد گرامی حکیم شاہ محمد صاحب معروف طبیب ہیں۔ والد صاحب سے علم طب پڑھا۔ علاقہ کے ماہر فن اور شریف طبیب ہیں"[۵]

(۳۶)

شیخ سعد اللہ رح

کتاب تیمور شاہ درانی جلد اول میں ہے۔ مکتوب بجانب تیمور شاہ بادشاہ میں ہے۔

"و مانند مشایخ فخام والاحتشام اعنی جناب شاہ محمود اورنگ آبادی مرید شاہ صافر و شاہ کمال و شاہ سعد الدین ثابت قدم بن سید عبد الرزاق و شاہ عبد الرزاق گیلانی بن شاہ محمد ہاشم و سید شاہ حسین لاہوری و خواجہ محمد اعظم بن خیر الزمان و شیخ سعد اللہ نوشاہی و شیخ محمد احسان و شاہ عبد اللہ بن سید عبد اللطیف و شیخ بہلول شاہ افغان و مولانا فخر جہان برفراش مبرق و استبراق انجمن حضور باہم سامی نور العین و عین النور مسرور دیرانے صرف معیشتش رصد و مواجب متناسب بقدر کفاف منظور و از شدائد مشقت و ظیفہ ہمہ سالہ معمور خواہیم داشت"[۶]

(۳۷)

مولانا سکندر شاہ کاتبؒ

آپ کے والد کا نام میاں رحیم شاہ موضع بھیمکے ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔

---

[۵] طبی دنیا المعروف بہ بیسویں صدی کے نامور اطبائے پاکستان ص ۱۵۵ [۶] تیمور شاہ درانی ج ۱ ص ۹۶ تحریر ۲ ذیقعدہ ۱۱۷۰ھ شرافت

Marfat.com

صاحب علم وفضل تھے۔ فن کتابت نسخ ونستعلیق کے ماہر تھے۔ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دو کتابیں کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی میں موجود ہیں۔ ان کے متعلق آقای محمد حسین نسیبی ایرانی لکھتے ہیں

۱۔ فرہاد دین شفائی۔ شمارۂ مخطوطہ ۳۵

کاتب۔ سکندر شاہ ولد میاں رحیم شاہ نوشاہی۔ تاریخ کتابت معلوم نشد در صفحہ ۱۸۳ آوردہ است۔

تمام شد بوقت پیشین بہ دستخط فقیر حقیر احقر العباد سکندر شاہ ولد میاں رحیم شاہ نوشاہی قصبہ کھیکے باسخاطر خود نوشتہ شدہ است۔ نسخہ شفائی ست۔

مصنف محمد مظفر بن الحسین الشفائی م ۹۶۳ھ۔ [1]

۲۔ لغات الادویہ۔ شمارۂ مخطوطہ ۲۳

کاتب۔ میاں سکندر شاہ بن میاں رحیم شاہ نام داشتہ در پایان صفحہ ۵۳ اینگونہ آوردہ

تمت تمام شد بدستخط فقیر میاں سکندر شاہ بن میاں رحیم شاہ قصبہ کھیکے۔ و تاریخ کتابت ناشناختہ است [2]

میاں سلطان محمود فاضلکا والے

آپ قوم گورچانی سے تھے۔ سید ہاشم شاہ بخاری خیرپوری کے مرید و خلیفہ تھے۔

واقعہ بیعت آپ مرشد کی تلاش میں سید ہاشم شاہ کے پاس خیرپور ضلع بہاول پور میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا کہ تم ملتان، فلاں جگہ پر جاؤ۔ وہاں ایک درویش مرد ہیں۔ ان کو میرا اسلام پہنچانا اور جو کام وہ بتائیں اس کی انجام دہی کے بعد میرے پاس آنا۔ چنانچہ آپ ملتان پہنچے وہ بزرگ بڑے خوش ہوئے اور شاہ صاحب کا شکریہ ادا کرکے فرمایا کہ کل میں اس دنیا سے کوچ کرنے والا ہوں۔ آپ میری تجہیز و تدفین کے بعد حضرت کی خدمت میں چلے جائیں۔ چنانچہ آپ

---

[1] فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانہ گنج بخش ص ۳۴۵ ج ۱۔ [2] ایضاً ص ۳۸۹۔ شرافت قومی عجائب گھر کراچی میں "مفتاح حکمت" کا مخطوطہ شمارہ ۱۲۰۔ ۱۹۷۱ اسی کاتب کا ہے۔ عارف

Marfat.com

تعمیل کے بعد واپس خیرپور پہنچ گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے آپ کو بیعت کیا۔ اور کچھ عرصہ اپنے پاس ٹھیرایا۔ اور ظاہر و باطن کی تلقین و تکمیل کے بعد وطن کو رخصت کیا۔ آپ کی گدی ضلع فیروزپور میں بڑی مشہور تھی عہ

تقسیم ہند سے پہلے دور دراز سے لوگ عرس پر آتے تھے۔ اسوقت سجادہ نشین میاں بدرالدین تھے۔ ان کا پوتا فلک شیر ڈاکٹر پاک پتن میں چلا آیا عہ

ش

(۳۹)

میاں شرف الدین فاروقیؒ

نوشاہی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی۔

قطعہ تاریخ وفات

از مولانا غلام قادر شائق فاروقی نوشاہی رسولنگریؒ

فوت شد افسوس میاں شرف دین — شرّفہ اللہ بانعامہ

بہر وفاتش ز خدا خواستم — فضّلہ اللہ باکرامہ سہ

۱۲۵۰ھ

(۴۰)

سائیں شوکت علی بابکوالی

روزنامہ امروز لاہور ۲۳ مئی ۱۹۷۵ء میں لکھا ہے۔

"لاہور۔ ۲۳ مئی دو روزہ قادری نوشاہی عرس ۲۴ مئی [۱۹۷۵ء ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ] سے ڈیرہ سائیں شوکت علی قادری نوشاہی ریلوے سٹیشن بابکوال میں شروع ہو رہا ہے۔"

عہ ہم اور ہمارے اسلاف ص ۲۱۶۔ عہ ایضاً ص ۲۱۷ سہ بیاض درۃ البیضا ص ۱۴۷ بحوالہ بیاض شائقؒ شرافت

Marfat.com

ص

(۴۱)

صادق

حافظ محمد صادق امام مسجد مچھی ہیٹہ پشاور

آپ پشاور شہر کے نامی گرامی حافظ تھے۔ آپ نے حافظ عبداللطیف صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ مچھی ہیٹہ کی مسجد کے امام تھے۔ اور اسی مسجد میں پچپن برس تک ناظرہ قرآن پاک پڑھایا اور حفظ کروایا۔ آپ سلسلہ قادریہ کی ایک شاخ نوشاہی خانوادہ میں منسلک تھے۔ تمام عمر قرآن مجید پڑھاتے گذار دی۔ انتہائی مستغنی، قانع، صابر اور منکسر المزاج تھے۔ شریعت مطہرہ پر جان فدا کرنے والے، ہر وقت یاد الٰہی میں مستغرق، سنت نبوی کے پابند۔ اپنے مشائخ کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے والے اور عقائد حقہ اہل سنت و جماعت کے داعی تھے۔ آپ کا درس بڑا وسیع تھا۔ دن رات تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے ناظرہ پڑھا اور بیسیوں نے آپ سے قرآن مجید حفظ کیا۔ یہ بات مشہور تھی کہ آپ جنات کے عامل تھے۔ اور جن آپ سے قرآن شریف کا سبق پڑھتے۔ دیر نہ جنوں کے بیمار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے دم و تعویذات سے شفا حاصل کرتے۔ آپ بہت ہی وسیع القلب اور وسیع النظر تھے۔ سلسلہ نوشاہیہ قادریہ کی ترویج و اشاعت میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ شاگردوں پر انتہائی مہربان اور حد سے زیادہ شفیق تھے۔ آپ کے ان ہی اخلاق حمیدہ کی وجہ سے ہر ایک شہری آپ کی قدر کرتا تھا۔ اور اب تک احترام و ادب کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا ہے۔ آپ نے پشاور میں ساٹھ برس تک قرآن مجید کی خدمت بے غرض بے لوث بغیر کسی طمع و لالچ کے کی۔ [1]

---

[1] تذکرہ حفاظ پشاور ص ۲۵۷ شرافت

Marfat.com

شاگردانِ رشید

۱ ۔ حافظ غلام احمد متوفی ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء بعمر ۳۰ سال۔

۲ ۔ حافظ مسیتی ولد رجب دین چشتی بازار کلان پشاور متوفی ۱۳۴۳ھ بعمر ۵۰ سال۔

۳ ۔ حافظ غلام حسین ولد رجب دین چشتی نظامی امام مسجد محلہ مچھی پشہ پشاور متوفی ۱۳۵۷ھ بعمر ۶۵ سال۔

۴ ۔ حافظ غلام سرور صدیقی چشتی نظامی متوفی ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء ۔ بعمر ۷۵ سال۔

۵ ۔ حافظ آقا سید یعقوب شاہ۔ محلہ باقر شاہ پشاور۔ متوفی ۱۳۸۰ھ بعمر ۷۲ سال۔

۶ ۔ حافظ مولانا مولوی گل فقیر احمد قصہ خوانی پشاور شیخ الحدیث والتفسیر علامہ عصر ہیں۔[۲]

وفات | حافظ محمد صادق نے ۱۳۳۸ھ وانتقال کیا۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضرت قطب الاقطاب ابوالبرکات سید حسن بادشاہ قادری رح کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔[۳]

ع

(۴۲)

عائشہ بی بی نوشہرویہؒ

آپ میاں وزیر علی ولد میاں حشمت علی بچیاری نوشہروی رح کی اہلیہ تھیں۔ نیک اوصاف حمیدہ صفات تھیں۔

تاریخ وفات | پنجشنبہ، ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ قبر نوشہرہ شریف میں ہے۔

قطعہ تاریخ

از مولوی محمد ابراہیم قادری فاضلی امام مسجد نوشہرہ

چو سوئے ارم رفت بست عائشہ — با طفال خوردان زدہ تیر غم

---

[۲] [۳] تذکرہ حفاظ پشاور ص ۲۵۶ شرافت۔

Marfat.com

بخصلت شریف و بخو فاطمہ — باقبالِ فرمانِ حق سر بخم
بذوالحجہ پنجشنبہ کرد انتقال — بدل توبہ و بر زباں کلمہ تم
دو اطفال و دختر چو دُرِّ یتیم — بحُبِ پدر چوں صدف پُر اَلم
الٰہی بحقِ بنی فاطمہ — بایماں کنش خاتمہ در اِرم
وزیر شہِ غم کہ بُد مالکش، — شدہ بندۂ بیکسے یک قلم
امیر و غریب و صغیر و کبیر — بہجرش خروشاں شدہ دمبدم
خدایا بہ پسماندگاں بیکساں — بدہ صبر و شو دستگیر از کرم
دعائیہ سال از سرِ جود گفت — اَبد جائے آں باد باغِ اِرم عہ

۲۶ ۱۳ھ

(۴۳)

پیر عبدالامر شاہ دُولا قصوری رح

آپ پہلے سکھ تھے۔ پھر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور پیر عبدالکریم شاہ کے ہاتھ پر بیعت کی جو سلسلہ نوشاہی کے ایک مشہور درویش تھے۔ اور فتحپور ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اپنی رہائش بستی کھٹیکاں۔ قصور میں رکھی۔

ارشادات آپ نے اپنے مریدوں کے واسطے چند ہدایات لکھوا رکھی تھیں۔

۱۔ مرشد اُس کو بناؤ جس کا چہرہ پرنور ہو جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے۔

۲۔ مرشد نمازی ہو اور شریعت کی خاص باتوں کو جانتا ہو۔

۳۔ پیر اپنی روزی خود کماتا ہو کیونکہ رزق حلال کھانے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

۴۔ پیر ہاتھ کا سخی ہو تاکہ بوقت ضرورت کسی اور کو بھی روٹی کھلا سکے۔

عہ افکارِ شرافت قلمی (بیاض) ص ۵۸۱۔ شرافت۔

Marfat.com

۵ - پیر گھر میں تنگدست نہ ہو۔ پیٹ بھر کر کھانے کو اُس کے پاس ہو تاکہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔

۶ - پیر ہرگز لالچی نہ ہو کیونکہ لالچ محبت کو کاٹ دیتا ہے۔

۷ - پیر کی طبیعت میں سنجیدگی ہو۔ مخول ٹھٹھا سے پرہیز کرتا ہو۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ نوجوانوں کی مجلس میں بیٹھ کر ہنسی مخول کرے۔

۸ - پیر کی طبیعت میں یکسانیت ہو جو باتیں وہ منبر پر کہے وہی اُس کے قول و فعل اور کردار سے ظاہر ہوتی ہوں۔

۹ - پیر کا اپنے گھر میں بیوی بچوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک ہو۔

۱۰ - پیر ایسا ہونا چاہیئے جو ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آتا ہو۔

۱۱ - کسی شخص کو پیر ماننے سے پہلے سال چھ مہینے تک اُسے پرکھنا چاہیئے اور چھپ کر اُسے دیکھنا چاہیئے کہ وہ گھر میں بال بچوں سے کیسا سلوک کرتا ہے۔

۱۲ - بیعت کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ دیکھنا چاہیے کہ پیر کے قریب بیٹھنے والے لوگوں کا اخلاق اور کردار کس قسم کا ہے؟ وہ جھوٹ نہ بولتے ہوں۔

جس شخص میں یہ صفات ہوں گی وہ شخص یقیناً پیر ماننے کے قابل ہے۔ خواہ وہ کسی بھی ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ ایسا پیر اپنے مریدوں کو دھوکا نہیں دے گا۔

۱۳ - پیر میں یہ صفت بھی لازمی ہونی چاہیے کہ وہ سفر میں نکلتے وقت یا مریدوں کے پاس جاتے وقت اپنا خرچ ساتھ لے جائے اور اگر مرید ضرورتمند ہو تو اُس کی مدد کرے۔

بار بار تاکید کی جاتی ہے کہ پیر کے ہاتھ پر بیعت ہونے پر جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔[1]

یارانِ طریقت آپ کے مرید تو بہت تھے۔ چند خواص یہ تھے۔

۱ - میاں کرم بخش کمہار قصور ۲ - میاں مہر دین کمہار قصور

---

[1] مکتوب بنام محمد اسلم سلیم نوشاہی مرید کی والدہ۔ شرافت

Marfat.com

۳ - میاں اسمٰعیل قصور قوم کمہار ۴ - میاں رحمت علی - قصور - قوم کمہار

وفات | بابا عبدالامر شاہ کی وفات اتوار ۲۵ ذیقعد ۱۳۷۹ھ ۲۲ مئی ۱۹۶۰ء کو ۹ بجے صبح ۲۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

مدفن | آپ کا مزار شہر قصور - کوٹ غلام محمد سے شرقی جانب قبرستان میں جنوبی کنارہ پر برلب سڑک واقع ہے۔

تعمیر روضہ | آپ کے مزار پر مریدان مقدم الذکر نے عمدہ روضہ تعمیر کرایا ہے ہشت پہلو ہے۔ اردگرد برآمدہ ہے۔ دروازہ جنوب کی طرف ہے۔ سات دروں میں جالیاں ہیں۔ اندر شیشے سے گلکاری ہوئی ہے۔ روضہ بڑا مزین و منقش ہے۔ اس کی تکمیل ۱۴ رمضان ۱۳۸۹ ہجری ۲۵ نومبر ۱۹۶۹ء کو ہوئی ہے۔

تحریرات روضہ | مزار کا کتبہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ دربار عالیہ یا محمد

حضرت عبدالامر شاہ دولا رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ

قادری نوشاہی

گنبد کے اندر بسم اللہ شریف گول لکھی ہے۔ یا اللہ

ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی حسن۔ حسین۔ فاطمہ۔ علی

۲ ھوالحبیب الذی ترجی شفاعتہ لکل ھولٍ من الاھوال مقتحم

۳ یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم

۱ اَمِن تذکر جیران بذی سلم مزجت دمعاً جری من مقلۃ بدم

۵ یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بیریا

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

Marfat.com

سے بھلا منظور ہو اپنا نوکر خدمت فقیروں کی — قضا کو روک دیتی ہے دعا درد شنضیروں کی

سے طوافِ کوچۂ جاناں میں حسن شرط نہیں — نہ ہو درست جو نیت تو پھر نماز نہیں

پکارتا ہے یہ اس کی گلی کا ہر ذرہ — ہوا نہ خاک میاں جو وہ سرفراز نہیں

سے اے عشق کاش سُن لے فریاد ناتواں کی — مٹی مجھے بنا دے ساقی کے آستاں کی

کعبے کا ذکر کیا ہے خود عرش جھک رہا ہے — اس درجہ شان دیکھی ساقی کے آستاں کی

میں نے (شرافت نے) ایک مرتبہ اس روضے کو دیکھا ہے۔

عرس ایک مرتبہ آپ کے عرس کا اشتہار روزنامہ نوائے وقت لاہور - ۲۱ مئی ۱۹۷۵ء [۹ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ] میں اس طرح شائع ہوا۔

"حضرت عبدالامر شاہ دولا نوشاہی کا عرس"

"قصور - ۲۰ مئی - نومسلم حضرت عبدالامر شاہ دولا قادری نوشاہی کا پندرھواں سالانہ عرس دربار عالیہ بڑا قبرستان کچہری روڈ قصور میں ۲۳ اور ۲۴ مئی کو منعقد ہوگا۔ عرس میں نعت خوانی، وعظ، اور محفل سماع بھی منعقد ہوگی۔"

(۴۴)

میاں عبدالکریم پشاوری

نوشاہی خاندان کے مرید تھے۔ کتابت کرتے تھے۔ متوسط درجہ کے خوش نویس تھے۔

دستخط رسالہ احمد بیگ نقل کیا ہے۔ جس کا دستخط یہ ہے۔

"تمت تمام شد کتاب مناقب خدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت نوشہ حاجی صاحب در روز چہار شنبہ در تاریخ ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۹۴ ہجری نبوی تمام شد۔ دستخط عبدالکریم پشاوری بخاطر سید ملک شاہ ولد سید پیر گیلانی شاہ از مقام پشاور علاقہ گنج محلہ کوٹلہ سلطان خاں" اس کتاب صفحات ۲۷۰ - سطور فی صفحہ ۱۱

انتباہ - اس کتاب میں کسی ہاشمی صاحبزادہ ورن مل والے نے کاتب صاحب سے کسی جگہ

Marfat.com

تحریف کرائی ہے۔ اور کئی عبارتیں نکلوادی ہیں۔

اس کتاب کے بعد حفاظتی ورق پر یہ شعر بھی لکھا ہے ؎

داں تولد حاجی فرخندہ گنج بخش تو با صدق و صفا

سنہ نہصد و شصت آمد اے فرخ لقا

یہ شعر اس طرح موزوں ہو سکتا ہے۔ ؎

داں تولد حاجی نوشہ تو با صدق و صفا

سنہ ہجری نہصد و شصت آمد اے فرخ لقا ؎

(۴۵)

سید علاء الدین شاہ قادری حیدرآبادی

نوشاہی سلسلہ کے درویش تھے۔ آپ کا ایک مکتوب یہاں درج کیا جاتا ہے

مکتوب — محب صادق خادم مزاج الاعتقاد محمد اعظم بعافیت باشند۔

دریں ولا خطے متضمن خیریت خود اسمی برادران عزیزان سید فضل و سید قطب الدین سلامے نوشتہ مصحوب مسمات رابعہ سیدانی نزد ایشاں میفرستند باید کہ خط مرقوم را ضروری نزد برادران رسانند دریں باب کوتاہی نمایند کردہ۔ قرآن شما برائے صحافت نیز عنقریب رسانیدہ شود ازاں مطمئن خواہند شد۔ ایشاں را لازم است کہ خط موسوم برادرم ..... صحن پال (ساہن پال) کہ متصل رسول نگر است مکان حاجی نوشہ گنج بخش قدس سرہ سازند اگر از حال سکونت و مکان ایشاں را اطلاع است۔ مگر احتیاطاً نشان و پتہ موضع و مکان نگارش رفت۔ مرقومہ دوم شہر شوال المکرم ۱۲۳۶ ہجری از حیدرآباد۔

مہر [علاء الدین شاہ قادری] عہ

عہ بیاض خزینۃ العلوم ص ۲۲۶ عہ بیاض سفینہ شرافت ص ۲۲۸۔ شرافت

Marfat.com

غ

(۴۶)

مرزا غلام حسین گجراتی رح

آپ قریشی ہاشمی خاندان سے تھے۔ نوشاہی سلسلہ میں مرید تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کابل میں رہتے تھے۔

نسب نامہ مرزا غلام حسین بن عثمان بن محمد بن عبداللہ بن محمد صالح بن احمد بن عمر بن عبداللہ بن محمد بن احمد بن جعفر بن سلیمان بن ابوبکر بن علی بن عمر بن محمد عثمان بن عبدالرحمٰن بن حسن بن صادق بن حسین بن جعفر بن مصطفےٰ بن محمد بن سلم بن عوص بن صالح بن سلیم بن ابراہیم[1] بن عبدالقادر بن عبداللہ جواد بن جعفر طیار بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی۔[2]

گجرات میں سکونت آپ کے والد صاحب کا کابل میں انتقال ہوگیا۔ اس لئے آپ بحالت غربت اُس وطن کو خیرباد کہہ کر اس ملک میں تشریف لے آئے۔ کرسی نامہ عرب میں ہے۔

"غلام حسین کہ دل پر بحالت غریب الوطنی یتیمی اور بے برادری کا صدمہ متواتر پہنچنے سے ایسا اثر ہوا کہ وہ گھبرا کر کابل سے نکل آیا۔ اور یہ ارادہ تھا کہ عرب سرائے دہلی میں پہنچ کر ملاقات اقارب سے رفع ملال کرے۔ جب گجرات پنجاب میں وارد ہوا ناگاہ عالمگیر کا واقعہ ہوگیا۔ اور شورش افراط تفریط اور تزلزل تذبذب انتظام ملک و اختلاف امور سلطنت جو بعد واقعہ اورنگ زیب عالمگیر کے ظہور میں آئے۔ کابل کو واپس ہونا بھی مشکل ہوگیا اور دہلی پہنچنا بھی محال ہوگیا۔ لاچار گجرات پنجاب میں متوقف ہوگئے "نہ رائے رفتن نہ پائے ماندن" اس تحیر اور تذبذب میں کچھ عرصہ گذر گیا اور آخر گجرات واپگیر

---

[1] کتب انساب میں عبداللہ جواد کا کوئی بیٹا عبدالقادر نام تحریر نہیں [2] کرسی نامہ عرب۔ شرافت

Marfat.com

ہوگئی۔ قید الماء اشد من قید الحدید۔ اُس وقت گجرات میں شیخ عبدالحکیم[۳] ولد شیخ محمد امین ولد شیخ سری قریشی صدیقی مرید خاص حضرت شاہ سلیمان نوری صاحب فضل و کمال میں مشہور تھے۔ ان کے پاس فروکش ہوئے۔ انہوں نے فراست اور روشنضمیری سے مرزا غلام حسین کے کشرہ اور قیافہ اور حالت حیثیت ظاہری و باطنی سے شرافت خاندانی دریافت کرکے لوازم مہمانداری اور میزبانی کے بجا لائے۔ اور اعلیٰ کفو پاکر اپنی دختر نیک اختر مسمات نور اعظم سے کردی جو حسن و جمال اور عفیفہ نیک حافظہ قرآن چراغ خاندان تھی۔ نکاح کردیا۔ اور خانہ داماد کرلیا۔"

تحریری یادگار کرسی نامہ عرب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خوشنویس بھی تھے۔ اسناد شش فضل آپ کے مکتوبہ اولاد کے پاس موجود ہیں۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ مرزا محمد علی ۲۔ مرزا نور علی

تاریخ وفات مرزا غلام حسین کی وفات ۱۱۲۱ھ میں ہوئی اور گجرات میں دفن ہوئے۔ مادۂ تاریخ ہے "متکاثر"

ف

(۴۷)

فاطمہ بی بی منیجری

آپ حضرت مولانا محمد اشرف فاروقی منیجری رح کی اہلیہ تھیں۔ نہایت نیک طینت پاکباز

---

[۳] شیخ عبدالحکیم رح سال وفات اورنگ زیب عالمگیر ۱۱۱۸ھ میں موجود تھے۔ اور حضرت شاہ سلیمان نوری رح ۱۱۲۰ھ میں وفات پا چکے تھے۔ اس لئے ایک سو چھ سال بعد اُن کا مرید ہونا قرین عقل نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اُن کی اولاد میں سے کسی صاحب کے مرید ہوں۔ شرافت

Marfat.com

عورت تھیں۔ اپنے شوہر کی طرح حضرت نوشہ صاحب رح کے سلسلہ میں وابستہ تھیں۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔ میاں فضل احمد، ۲۔ میاں محمد رح

وفات آپ کا انتقال بدھوار۔ ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ کو ہوا۔

قطعہ تاریخ

فاطمہ بی بی زیں جہاں بر باد — پائے در سفر عاقبت بنہاد
ماہ ذی الحجہ چار شنبہ روز — مرغ روحش بعرش بال کشاد
سال تاریخ از خرد جستم — رفت در پردہ زیں جہاں با داد عہ

۱۲ ۳۳

(۴۸)

سائیں فضل دین رحمانی۔ راہ والی۔

اس کے والد کا نام مہر داد قوم کھرل تھا۔ سلسلہ نوشاہی رحمانی میں مرید تھا۔

وفات ۱۳۵۱ھ عمر تلونڈی راہ والی ضلع گوجرانوالہ میں دفن ہے اس کے بیٹے سائیں حاکم علی نے قبر پر گنبد بنوایا۔

ق

(۴۹)

چوہدری قادر بخش بھٹی تلونڈی والے؟

یہ بابا شادی بھٹی راجپوت کی اولاد سے تھا۔ جو حضرت شاہ شریف خلیفہ حضرت پیار صاحب رح کا مرید تھا۔ چوہدری قادر بخش ریاست کپورتھلہ کے راجہ کا وزیر اعظم ہوا۔ یہ راجہ اہلووالیہ سکھوں میں سے تھا۔

سکونت و تعمیر روضہ نوشہ ۴ چوہدری کی سکونت تلونڈی چوہدریاں ریاست کپورتھلہ میں تھی۔

عہ بیاض فضل احمد فاروقی م ۱۲۵۱ھ۔ بیاض گنجینہ شرافت ص ۳۸۵ عہ نیض محمد شاہی ج ۹ ص ۵۱۷۔ شرافت

Marfat.com

حضرت نوشہ صاحب، جن سے خاص عقیدت تھی۔ ۱۱۷۰ھ کے بعد آنجناب کے روضہ کی تعمیر کرائی۔

وکالتِ سرکار | چوہدری کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار کی وکالت سپرد ہوئی تھی۔

کتاب ظفر نامہ رنجیت سنگھ وقائع سنہ ۱۸۸۲ء [۱۲۴۰ھ] میں ہے۔

"چوہدری قادر بخش کہ وکیل مہمات سرکار والا حاضر بود" عہ

(۵۰)

میاں قربان علی نابھوی

یہ نوشاہی درویش دارالریاست شہر نابھہ میں سکونت رکھتا تھا۔ اس علاقہ میں اس کی مقبولیت عام تھی۔ اس کا ایک فرزند میاں مہر شاہ ایسی کا مرید تھا۔ عہ

(۵۱)

بابا قطب شاہ ناڑی والے

میاں دولا بخش خیاط لاہوری نے لکھا ہے۔

"حضرت قطب شاہ صاحب سکنہ ناڑی جو خاندان درویشان نوشاہی کے ایک رکن اعظم اور نیز قدیم بزرگوار تھے۔ حضرت قبلہ عالم (سید چراغ علی شاہ) سے ان کا نہایت اتحاد تھا۔ جب کبھی لاہور میں رونق افروز ہوتے تھے تو آپ کے ساتھ نہایت دلی تپاک اور محبت سے ملاقات فرماتے تھے۔ اب لاہور میں حضرت شاہ صاحب مرحوم موصوف کے جانشین سائیں ساون صاحب نہایت ذوق و شوق الٰہی میں سرشار دست بکار و دل بایار عبادت و ریاضت میں معروف رہتے ہیں اور سالانہ عرس حضرت قطب شاہ صاحب ناڑی والے کا نہایت دلی محبت سے کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بایں فیض رسانی سلامت رکھے۔" عہ

عہ ظفر نامہ رنجیت سنگھ ص ۱۶۵ - درۃ البیضا بیاض قلمی ص ۵۹ عہ بیاض تحریر شرافت۔

عہ سوانحعمری سید چراغ علی شاہ سبزواری چشتی صابری لاہوری ص ۱۸۱ - شرافت

Marfat.com

ک

(۵۲)

محمد کالے شاہ رح

آپ کا نام محمد کالے۔ عرف کالے شاہ تھا۔ صاحب علم و فضل تھے۔ حضرت شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان نوشاہی رح کے مریدوں میں سے تھے۔ اس سے پہلے آپ کا کوئی ذکر نہیں ملا، ورنہ آپ کا تذکرہ معارف الابرار میں کیا جاتا۔ اب آپ کا ایک مکتوب ملا ہے جو آپ نے اپنے پیر صاحب رح کی جناب میں ارسال کیا تھا۔ وہ یہ ہے۔

مکتوب

" ھوالفیاض

تائیداتِ علوی و توفیقاتِ سماوی مقارنِ حالِ ستودہ آمالِ صاحب مہربان مظہرِ لطف و احسان حضرت صاحب جیو سلمہ اللہ تعالیٰ۔

از فدوی تراب الاقدام محمد کالے بعد از عرضِ لوازمِ تسلیمات و کورنشاتِ بلانہایات مشہود آنکہ احوالِ این مہال بحمدِ ایزدِ متعال و بیمنِ ہمتِ عالی بخیر مقرون، و صحت سلامتی ذات والاصفات فی اللیل والنہار مامول و مسئول بودہ آنکہ ... قدر چہار دام عالمگیری برائے خانقاہ حضرت صاحب حضرت نوشہ صاحب جیو بدستِ میاں احمد فقیر جناب فیض مآب فرستادہ امید کہ بخدمت فیضدرجت خواہد رسانید و فدوی امیدوار است کہ البتہ دعائے خیر درباب احقر میفرمودہ باشند فراموش نسازند و عنایت نامہ از احوالِ خیر مآل مرحمت فرمائند۔ الٰہی سایہ عالی بر جمیع مریداں و خادماں الیٰ یوم القیام پائندہ و پایندہ باد بالنون والصاد۔ در خدمت صاحب مہربان حضرت صاحب جیو و میاں محمد عظیم جیو و جمیع صاحبان خورد و کلان از فدوی غلام مصطفیٰ عرض بندگی فراواں قبول باد۔ "

انتباہ یہ مکتوب شاہ عصمت اللہ متوفی ۱۱۳۷ھ کی زندگی میں لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

(۵۳)

پیر کمال شاہ لاہوریؒ

یہ حضرت سچیار صاحب نوشہروی رح کے سلسلہ کا درویش تھا۔ نقوش لاہور نمبر میں ہے

"تکیہ لالو سائیں | یہ تکیہ کشمیری دروازہ کے باہر سرکلر روڈ پر واقع ہے۔ اور پرانا تکیہ ہے۔ کافی وسیع و خوبصورت تکیہ ہے۔ اس میں حضرت کمال شاہ صاحب قادری نوشاہی سچیاری کا مزار ہے۔ مزار کے پاس ہی لالو سائیں کی چھوٹی سی قبر ہے۔ اسی لالو سائیں کے نام پر یہ تکیہ لالو سائیں کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایک اکھاڑہ بھی ہے جس میں فوشا جیسے مشہور پہلوان ورزش کرتے رہے ہیں۔ اب یہ تکیہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے"[عہ]

(۵۴)

بابا گلاب شاہ مجذوب رسولنگریؒ

آپ کا نام سجاد علی المعروف بابا گلاب شاہ۔ ہندوستان کے علاقہ بھرت پور سے آئے اور کچھ عرصہ وزیر آباد میں رہے۔ پھر رسول نگر میں آ گئے۔

رسول نگر میں تشریف لانا | میاں انعام اللہ کھوکھر عرف ملاح سے بروایت سید ملک شاہ دیسانوالہ منقول ہے کہ رسول نگر میں ایک درویش سائیں بھیول شاہ نام مجذوب رہا کرتے تھے۔ اور گاہ بگاہ دریائی دروازہ کے باہر دائرہ ملاحاں میں آ کر ایک جگہ میں جھاڑو دیا کرتے۔ اگر لوگ پوچھتے کہ آپ کیوں جھاڑو کرتے ہیں تو فرماتے "گلاب شاہ آوے ہے گلاب شاہ"۔ چنانچہ ایکدن فقیر صاحب تشریف لا کر عین اسی جگہ آ کر بیٹھ گئے۔ اوپر سے سائیں صاحب مذکور آ گئے اور کہنے لگے "گلاب شاہ آپ آ گئے"۔ آپ نے جواب دیا جی ہاں میں پہنچ گیا ہوں۔

عہ نقوش لاہور نمبر ص ۵۸۰۔ شرافت

Marfat.com

سائیں صاحب نے کہا کہ "اب آپ کا مقام اور ہمارا کوچ ہے" چنانچہ اُسی روز وہ وفات پا گئے۔ اور اندرون شہر گلی باغ والی دروازہ دریائی میں مدفون ہوئے۔ آجتک اُن کی قبر پختہ چاردیواری میں موجود ہے۔ [1]

غوث وقت کی ملاقات بروایت مذکور منقول ہے کہ شیخ سردار عالم ولد شیخ چنن شاہ سلیمانی رسولنگری رح اکثر بابا گلاب شاہ رح کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ اور جب وہ باہر سیر کو جاتے تو پانی کا کوزہ لے کر ہمراہ جاتے۔ ایکدن ایک فقیر صاحب آگئے۔ بابا صاحب اُن کے استقبال کے لئے اُٹھے۔ شیخ صاحب نے کوزہ ہاتھ میں لیا اور ساتھ ہی اُٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ فقیر صاحب اور بابا صاحب دونوں بیرون شہر بطرف مشرق راجہ رنجیت سنگھ کی بارہ دری میں چلے گئے۔ اور چھت کے اوپر چڑھ گئے۔ شیخ صاحب مذکور کوزہ لیکر نیچے بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد بابا صاحب نیچے اُتر آئے۔ فقیر صاحب نہیں اُترے شیخ صاحب نے خیال کیا کہ شائد وہ نیچے کیوں نہیں آئے۔ خبرگیری کے واسطے اوپر چڑھ گئے۔ چھت پر کوئی آدمی نہیں تھا۔ چنانچہ نیچے اُتر کر بابا صاحب سے پوچھا کہ وہ فقیر صاحب جو چھت پر چڑھے تھے وہ کہاں گئے؟ بابا صاحب نے کہا کہ "وہ تو غوث تھے غوث کبھی کے دلّی پہنچ گئے" [2]

بابا صاحب کا ڈیرہ شیخ حیات حسین المعروف سائیں حیاتیانوالہ اپنے والد شیخ چنن شاہ سلیمانی سے اور وہ اپنے والد شیخ صدقی شاہ سلیمانی رسول نگری رح سے بیان کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ بابا گلاب شاہ سلسلہ نوشاہی کے درویش ہیں۔ اسی لئے آپ نے ہندوستان سے آکر حضرت نوشہ گنج بخش رح کے قدموں کی طرف قصبہ رسول نگر میں اپنا ڈیرہ لگایا ہے۔ اور اسی کو اپنا دارالولایت بنایا ہے۔ خواجہ غلام مرتضےٰ نقشبندی بریلوی م ۱۳۲۱ھ نے بھی آپ سے فیض پایا ہے۔ [*]

---

[1] بیاض افکار شرافت خطی ص ۵۲۳ [2] ایضاً ص ۵۲۴ [*] انوار مرتضوی ص ۷۲ شرافت

Marfat.com

رسول نگر کی آبادی کا تذکرہ | اس کی آبادی کے متعلق مورخین کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں

(۱) رسول نگر، چوہدری نور محمد چھنہ منجری نے ۱۱۶۹ھ میں آباد کیا۔
اس کی تاریخ اس مصرع سے ظاہر ہوتی ہے۔ ع

ابد نام شہر رسول نگر [۳]

۱۱ھ ۶۹

(۲) پنڈت گنیش داس بدھیرہ قانونگوئے گجرات لکھتا ہے۔

"چوہدری غلام محمد قصبہ رسول نگر کہ دریں ولا شہر رام نگر نام دارد برلب آب چناب آباد کردہ بود" [۴]

(۳) مفتی علی الدین لاہوری [۵] لکھتے ہیں۔

"سردار جہان سنگھ رسول نگر را بہ رام نگر موسوم کردہ مثل گوجرانوالہ دارالحکومت خود مقرر فرمودند و سردار دل سنگھ گل ماموں سردار ممدوح علی پور را بہ اکال گڑھ موسوم ساختہ دارالحکومت خود مصمم نمودہ" [۶]

(۴) امین چند اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے

"مقام رام نگر میں ۲۲ نومبر ۱۸۴۸ء [۲۵ ذی الحجہ ۱۲۶۴ھ] کو بوقت نو اخت ڈیڑھ بجے رات کے یہ لڑائی ہوئی۔ اور اس میں انگریزی فوج کا بہت نقصان ہوا مگر شیر سنگھ اور چتر سنگھ اس میں شریک نہ تھے" [۷]

"حال قصبہ رام نگر کا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں پر اخیر بلوہ پنجاب اول لڑائی سکھوں کی صاحبان انگریز سے ہوئی تھی۔ اور اصل نام اس کا شہر رسول نگر ہے۔ سکھوں نے تبدیل کر کر رام نگر

---

[۳] بیاض قادری قلمی ورق ۱۶ [۴] چار باغ پنجاب قلمی ورق ۱۲۳۔ [۵] عبرت نامہ دفتر اول ص ۹۹ [۶] سفرنامہ امین چند ص ۴۷۔ شرافت

Marfat.com

رکھا تھا اور آبادی یہاں کی کچھ بہت بڑی نہیں ہے بلکہ مختصر ہے۔ چنانچہ شہر کے تمام مکانوں میں صرف ایک حویلی جواہر سنگھ بستنی کی بڑی بلند اور عالیشان ہے اور چونکہ یہ شریک فساد تھا اس واسطے اب یہ مکان اس کا ضبط سرکار ہے۔ اور اس میں تحصیلدار سرکار رہتا ہے۔ ان دنوں میں تحصیلدار یہاں کا شیخ فریدالدین ہے۔ دریائے چناب شہر سے جانب شمال و مغرب ایک کوس کے فاصلہ پر بہتا ہے۔ مگر طغیانی کے وقت شہر کے قریب تر آجاتا ہے۔" ؎۵

(۵) مفتی غلام سرور لاہوری رح لکھتے ہیں

"رسول نگر عرف رام نگر۔ ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیرآباد کے متعلق یہ قصبہ بائیں کنارے دریائے چناب کے آباد ہے۔ عرصہ ایک سو تیس ۱۳۲ برس کا گذرتا ہے کہ نور محمد زمیندار قوم چٹھہ نے اس کو آباد کر کے نام اس کا کوٹ نور محمد رکھا۔ اور اس کو بحالت خودسری حکومت اپنی کے دارالریاست ٹھہرایا۔ اس کے بعد پیر محمد اس کے بیٹے نے اس قصبہ کو خوب رونق دی اور اپنے مرشد عبدالرسول کے نام پر نام اس کا رسول نگر بدل دیا۔ یہ خاندان بادشاہی مغلیہ سلطنت کے وقت اس علاقہ کا جاگیردار تھا۔ جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہو گئی اور سکھوں کی غارتگری کا ہنگامہ گرم ہوا تو انہوں نے اپنی خودداری و حفاظت کے لئے فوج نوکر رکھی۔ اور توپیں بنوائیں اور بارہا سکھوں سے لڑائیاں کیں اور اپنی جوانمردی و بہادری سے اپنے علاقہ میں ان کو قدم نہ رکھنے دیا۔ آخر جب مہاں سنگھ سکرچکیہ کا زور و شور ہوا اور اس نے اور سکھوں کی مدد لے کر رسول نگر پر یورش کی اور کئی لڑائیاں لڑا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ جب اس نے جانا کہ اب لڑائی سے کام نہیں نکلتا تو ان سے دوستی کا نقشہ جمایا۔ گرنتھ رکھایا اور قسم کھائی اور فریب دیا کہ تم مجھ سے دوستی کرو تاکہ باہمان

؎۵ سفرنامہ امین چند ۱۶ ستمبر ۱۸۵۰ء (۹ ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ) ص ۵۶ شرافت

Marfat.com

ایک دوسرے کے اور مُلک فتح کریں۔ وہ سادہ دل صاف سینہ مسلمان اس تیرہ باطن کے فریب میں آگیا۔ اور اس کی جھوٹی قسم پر اعتبار کر کے پیر محمد اس کے ملنے کو آگیا۔ اُس نے آتے ہی اس کو مع جان محمد اس کے بھائی کے قید کر لیا۔ اور کُل علاقہ پر دخیل ہو گیا۔ اُس وقت مہاں سنگھ نے رسول نگر کو اسقدر لوٹا تھا کہ رعایا کے گلی برتن بھی سکھ اٹھا کر لے گئے۔ تمام مسجدیں گرا دیں۔ بڑی بڑی حویلیاں جلا کر خاک کر ڈالیں۔ اور حکم دیا کہ آئندہ اس شہر کو کوئی رسول نگر نہ کہے رام نگر کہے۔ اب دونوں نام مشہور ہیں۔ مسلمان رسول نگر کہتے ہیں اور ہندو رام نگر۔ سرکاری دفتروں میں بھی نام رام نگر ہے۔ پہلے یہ قصبہ زیادہ تر معمور و آباد تھا۔ نمک کی خرید و فروخت اس جگہ بہت ہوا کرتی تھی۔ سکھوں کے وقت بھی یہ تعلقہ مشہور تھا۔ عملداری صاحبان انگریز میں جب شیخوپورہ ضلع تھا تو یہ قصبہ تحصیل کا مقام تھا۔ ۱۸۵۶ء (۱۲۷۲ھ) میں بجائے اس کے قصبہ وزیر آباد میں تحصیل کا محکمہ مقرر ہو گیا۔ اور اس قصبہ کی رونق جاتی رہی سمت ۱۹۰۵ بکرمی [۱۸۴۹ء - ۱۲۶۲ھ] میں جب سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ نے مجمع سکھوں کا کر کے سرکار انگریزی کے ساتھ جنگ کیا تو اس قصبہ کے پاس سخت لڑائی ہوئی۔ فریقین میں سے ہزاروں آدمی مارے گئے۔ صاحبان انگریز جو اس معرکہ میں کام آئے انکی قبریں عالی شان سرکاری باغ کے اندر جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بنوایا ہوا تھا بنی ہوئی ہیں۔ اس قصبہ میں تجارت ٹکرمی کی بہت ہوتی ہے۔ روغن زرد و شکر تری و قند وغیرہ ہر ایک چیز بکثرت فروخت ہوتی ہے۔ ایک گذر دریائے چناب کا اس قصبہ کے ساتھ منسوب ہے۔ جس شخص کو گوجرانوالہ سے شاہ پور جانا ہو وہ اس گذر سے اُترے گا۔ کنبل اس قصبہ میں بہت اچھا بُنا جاتا ہے۔ دیگر بھی اپنا کام عمدہ کرتے ہیں۔ کشتی بنانے والے ترکھان اس قصبہ کے اُستاد مشہور ہیں۔ تربوز اس سرزمین کا بہت شیریں و خوشگوار ہوتا ہے۔ قوم خوجہ اس قصبہ میں لین دین زمینداروں سے دیکھتے ہیں عمارت

Marfat.com

اس کی ۲/۳ حصہ خام اور ایک حصہ پختہ ہے ۔ تین ہزار دس گھر ۔ اور پانچسو ترانوے دکانیں
اس میں سے دو ہزار نو سو اکیس گھر اور چار سو پچیس دکانیں پختہ ہیں ۔ اور سب خام ہیں
اور سات ہزار پانچسو اٹھاراں آدمی ہیں ۔ ملکیت اس کی قبضہ زمینداران قوم ورائیں
اور اروڑہ وغیرہ اقوام متفرق ہے ۔ تمام عمارتوں میں سے حویلی جواہر سنگھ لبستنی کی لائق
تعریف ہے ۔ اور باغ سنگھ کھتری اس قصبہ کا رہنے والا ذیلدار ہے ۔ شہر پناہ بھی اس
قصبہ کا تھا مگر اب مسمار ہو چکا ہے ۔ دریائے چناب اس قصبہ سے تھوڑے فاصلہ پر بہتا ہے
اور ایک نالہ دریا کا اس کے پرلے طرف کو بہتا ہے جو تین سو گز چوڑا اور نو فٹ گہرا ہے
اور فی گھنٹہ ڈیڑھ میل اس کی رفتار ہے ۔ دو میل شہر سے پرے ایک نالہ دریا کا چلتا ہے
جس کی گہرائی سردی کے موسم میں تین فٹ تک ہوتی ہے ۔

فائدہ ۔ چونکہ بانی قصبہ رسول نگر نور محمد کا قصبہ کے ذکر میں تذکرہ مذکور ہوا ۔
اسواسطے مناسب متصور ہوا کہ شمہ احوال اس خاندان کا جو کسی وقت حاکم یا اختیار اس
علاقہ کا تھا ۔ لکھا جائے جو لطف سے خالی نہ ہوگا ۔ وہ یہ ہے کہ موضع منیجر متعلقہ ضلع
گوجرانوالہ کے زمینداروں قوم چھینہ میں سے ایک شخص نور محمد نام نے زمانہ ضعف سلطنت
مغلیہ میں ملک بے مالک دیکھ کر کچھ ملک متعلقہ ضلع گوجرانوالہ اپنے قبضہ میں کر لیا اور
خود سر حکومت کرنے لگا ۔ اور یہ قصبہ یعنی رسول نگر آباد کر کے دارالریاست بنایا ۔ کل علاقہ
جو اس کے زیر حکومت تھا جسکی پیچھتر ہزار روپیہ تھا ۔ وہ مر گیا تو چوہدری پیر محمد اس کا جانشین
ہوا ۔ اور چند سال فرمانروا رہا ۔ جب وہ فوت ہوا تو غلام محمد اس کا بیٹا قابض و حاکم ریاست
کا ہوا ۔ اس کو سکھوں کے ساتھ بمقام متفرق لڑنا پڑا اور اس نے ہر ایک میدان میں دستانہ جنگ
کئے ۔ آخر بمقام منیجر خان سنگھ سکرچکیہ کے ہاتھ سے شہید ہوا ۔ اور خان سنگھ نے بعد قتل وقتم
اپنے پاس بلا کر قید کر لیا اور وہ قید کی حالت میں مارا گیا ۔ سنہ ۱۲۰۳ھ میں اس کا سال
شہادت ہے ۔ اس کی شہادت کے بعد چوہدری جان محمد بحالت تنزل مالک ریاست کا بنا

Marfat.com

اس کو رنجیت سنگھ نے بمقام رام نگر شہید کیا۔ اور ملک مقبوضہ اس کا اپنے تصرف میں کر لیا
اس روز سے ریاست اس خاندان کی ختم ہوئی "[۵]

---

(۶) انسائیکلوپیڈیا میں ہے۔

"رسول نگر۔ سابق پنجاب کا ایک تاریخی قصبہ جو گوجرانوالہ سے ۲۸ میل مغرب میں دریائے چناب کے بائیں کنارے واقع ہے نور محمد چیمہ نے سترھویں صدی عیسوی میں آباد کیا۔ سکھوں اور انگریزوں کی آخری لڑائی ۱۸۴۹ء میں یہیں لڑی گئی۔ یہاں رنجیت سنگھ کی ایک بارہ دری موجود ہے۔ کہتے ہیں کہ رنجیت سنگھ گرمیاں یہیں گذارتا تھا۔ نمک کی منڈی بھی ہے۔ قادر آباد بہر اج اس شہر سے چھ میل کے فاصلے پر ہے"[۵]

عادات واطوار | بابا گلاب شاہ سیاہ فام۔ پست قد تھے۔ چونکہ ہندوستانی نژاد تھے اس لئے آپ کی مادری زبان اردو تھی فصیح اردو بولتے تھے۔ دلہڑہ ملاحاں میں ڈیرہ رکھتے وہاں بوہڑ کا درخت تھا۔ اس پر سے کپڑے گرتے۔ آپ ہاتھ سے مل کر مار دیتے۔ اور ٹنڈ میں ڈالتے جاتے۔ سارا دن یہی معمول تھا۔ آئندہ روندہ سے باتیں بھی کرتے تھے۔

علمیت | اگرچہ آپ کی علمیت کے متعلق کوئی صحیح دلیل نہیں مل سکی۔ مگر ایک معتمد بزرگ میاں محمود جیمہ ساکن ٹبی پنو ضلع شیخوپورہ بیان کرتے تھے۔ کہ ہم ایک مرتبہ رسول نگر میں بابا گلاب شاہ کے پاس گئے۔ وہ مثنوی مولانا روم کے اشعار زبانی پڑھ رہے تھے ہم سن کر بہت محظوظ ہوئے۔ ان میں سے دو تین اشعار میاں محمود نے سنائے بھی تھے لیکن افسوس کہ وہ مجھے یاد نہ رہ سکے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجذوب ہونے سے پہلے آپ کو کچھ علمی ملکہ تھا۔

ترکِ دنیا | آپ دنیاوی لذات سے کنارہ کش رہتے۔ جو کچھ از قسم نذر و نیاز آتا۔ بوٹا نامی چوہڑا حاضر باش کو دے دیتے۔ اس کو فرماتے دنیا مردار ہے اس کو اٹھا کر لیجاؤ۔ وہ لے جاتا۔[۱]

---

[۵] تاریخ مخزن پنجاب صفحہ ۲۵۰ [۶] اردو انسائیکلوپیڈیا نیا ایڈیشن صفحہ ۲۱۷ [۱] بیاض افکار درخت ۲۱۷

Marfat.com

ایک مرید کو صاف کرنا ایکدن مولا بخش ملاح خادم نے آپ کی جگہ کی صفائی کی۔ آپ نے فرمایا۔ مولا بخش تم نے بہت اچھی جگہ صاف کردی ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ مجھے بھی ایسا ہی صاف کردو۔ آپ نے فرمایا تم عیالدار ہو۔ اُس نے تین مرتبہ یہی عرض کیا۔ آپ نے نگاہ کی تو اس پر حالت جذب طاری ہوگئی۔ تیرہ روز گندی نالی میں پڑا رہا پھر جسموں کی طرف چلا گیا۔ [۱۱]

ایک مرید کا فیض سلب کرنا ایک لڑکا شیخ کریم بخش نامی آپ کا عنایت منظور نظر تھا آپ کی نگاہ سے وہ فیض سے معمور ہوگیا۔ وہ ایک مرتبہ آپ کی اجازت کے بغیر کسی برات کے ساتھ موضع کراڑیوالہ میں چلا گیا۔ آپ نے اُس کا فیض سلب کرلیا۔ وہ آکر بہت زاری کرنے لگا مگر آپ نے نہ مانا وہ چھری لے کر آپ کے سینہ پر چڑھ گیا۔ اور کہا کہ یا مجھے فیض دو ورنہ میں آپ کو قتل کردوں گا۔ آپ نے فرمایا وہ فیض اب تم کو پھانسی پر ملے گا۔ اُس نے آپ کے سامنے برنا کے درخت پر رسّا لٹکا کر اپنے گلے میں ڈال کر پھاہ لے لیا اور مر گیا۔ [۱۲]

ایک مجرم کی رہائی کی خبر دینا میرے والد صاحب کا مرید چوہدری محمد ولد مولا داد تارڑ چھنی سانبپالیہ اپنے بڑے چچا چوہدری اللہ دتا ولد موج دین تارڑ سے روایت کرتا ہے وہ کہتا تھا۔ کہ ہمارے کچھ آدمی قتل کے مقدمہ میں گرفتار تھے۔ گوجرانوالہ میں جس روز حکم کی تاریخ تھی۔ میں بابا گلاب شاہ کے پاس گیا۔ جاتے ہی آپ نے کہدیا کہ وہ چھوٹ گئے ہیں۔ وہ چھوٹ گئے ہیں۔ چنانچہ واقعی وہ اُسی وقت عدالت سے رہا ہوئے تھے۔

کھانے کا معمول آپ کو کھانا روزانہ رسول نگر کے ترکھان دیا کرتے۔ آپ انہیں کے گھر کا کھانا کھایا کرتے تھے۔ [۱۳]

---

[۱۱] [۱۲] [۱۳] بیاض افکار شرافت ص ۲۲۶ شرافت

Marfat.com

تبرکات | آپ کی چادر اور نعلین دربار پر موجود ہیں۔

یاران طریقت | آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

۱	سائیں نتھے شاہ	بھرت پوری علاقہ یوپی والا	سجادہ نشین اول
۲	سائیں بوٹا۔	بھڑی چھپڑ والا	سجادہ نشین دوم
۳	سائیں لال شاہ	مدن چک والا	سجادہ نشین سوم
۴	سائیں بوٹا المعروف وچھے شاہ	باقر پوری میانکوٹی	سجادہ نشین چہارم
۵	سائیں کرم الٰہی نکھیہ۔	حافظ آبادی	سجادہ نشین پنجم
۶	میاں مولا بخش ملاح	رسول نگر	گوجرانوالہ
۷	شیخ کریم بخش	"	"
۸	سائیں وہاب قلندر مجذوب	ڈیکن	"
۹	سید حسن شاہ	گڑھی	"
۱۰	محمد بخش گوریہ	چاہ پکا ڈنی کے تارڑ	"
۱۱	بابا نہالا ہندو علی پوری	پانڈو کے نو	"
۱۲	سید نور حسن شاہ	کوٹ متیاں	گجرات
۱۳	بابا گوراں دتا مجذوب	ٹھٹھہ عالیہ	"

تاریخ وفات | بابا گلاب شاہ ؒ کی وفات شب پنجشنبہ ۲۱ رجب ۱۲۹۲ھ کو ہوئی آپ کا مزار قصبہ رسولنگر ضلع گوجرانوالہ میں شہر سے شمالی طرف دریائی دروازہ سے باہر دائرہ ملاحاں میں ہے۔

میلہ گلاب شاہ | جغرافیہ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

• رام نگر (رسول نگر) میں ہر سال ماہ جیٹھ کی ۲۷، ۲۸، ۲۹ کو میلہ لگتا ہے بڑی دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ بھنڈارہ کھلا رہتا ہے۔ یہاں بابا گلاب شاہ کا دربار ہے

Marfat.com

جہاں مست قلندر فقر مسیلہ کے دنوں میں ناچتے دکھائی دیتے ہیں۔ ۴

قطعہ تاریخ

از مولانا غلام قادر شائق فاروقی رسولنگری

اے دریغا گلاب شاہ فقیر — واصل حق دلش ز دُنیا سَیر
رخت بستہ کشادہ پیشانی — سوئے دار البقائے رحلت کرد
از رجب بستہ و یک بلیل خمیس — فرش ہستی خویش کاشں نورد
جفت با ذکرِ حق بباطن بود — ظاہرا از مال و جاہ دُنیا فرد
خلوت از انجمن مہیا داشت — وحدت از کثرت و سکوں از دَرد
عزت و دولت و غنی و فقیر — پیش چشمش یکے بداں زر دگرد
صورتش خاک و معنی اش آتش — باطن از شوق گرم و ظاہر سَرد
صبغۃ اللہ رنگِ آں رنگیں — فاخ از رنگہا چہ سرخ چہ زرد
سالکے جذب حق کشید اورا — شد گلاب حقیقت از گل وَرد
روزہ اش از حظوظِ نفس مدام — ہم نمازش حضورِ دل بالفرد
از شطرنج و عیشِ دُنیا دُور — با خیالِ حبیب با خلق نَرد
بود خوشبو چو مشک لب خاموش — نے بکس صلح و ہم نہ جنگ و نبرد

سالِ آں اہلِ سکر و محو۔ خرد
گفت۔ مستِ الست ناجی مَرد

۱۲۹۹ھ

منہ

دریغا کہ شد فوت شاہِ شہیر — کشیدہ ز وَردِ حقیقت گلاب
ازیں عامرِ دل بجستم سنین — بگفتم۔ بجام محبت خراب

۱۲۹۹ھ

Marfat.com

منہ

مَاتَ مِنَّا گُلَابِ شَاہِ فَقِیْر — اِنَّہٗ کَانَ شَاہِدًا فَارِغ
رُمْتُ تَارِیْخَہٗ مِنَ الْھَاتِفْ — قَالَ فِی الْفَوْرِ۔ زَاھِدًا فَارِغ [۱۴]

۱۲۹۹ھ

(۵۵)

بابا گوراندتا مجذوب ٹھٹھہ عالیہ والہ

اس کے والد کا نام دَوْلا۔ اور والدہ کا نام مائی حکماں تھا۔ قوم اروڑہ کھتری تھی۔ آبا و اجداد ہندو مذہب سناتن دھرمی تھے۔ [۱]

ابتدائی حالات شروع سے ہی اس کے انداز فقیرانہ تھے۔ والد نے اس کو دکان پر بٹھایا پکوڑیاں بیچتا مگر اس کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ رسول نگر سے سودا خریدنے جاتا تو بابا گلاب شاہ مجذوب سے عقیدت ہو گئی۔ اس کی نگاہ سے اس پر حالت جذب طاری ہو گئی۔ مجذوبانہ طور پر پھرتا رہتا۔ کبھی پھالیہ روڈ پر۔ کبھی تکیہ بنے شاہ پر ٹھہرتا۔ کافی عرصہ حضرت نوشہ گنج بخش رح کی درگاہ عالیہ کی سیڑھیوں میں بیٹھا رہا۔ جہاں لوگ جوتے اتارتے ہیں وہاں بیٹھتا تھا۔ وہاں سے اس کو قلبی و روحانی بہت فیض حاصل ہوا۔

شہرت پانا بابا گوراندتا کی روز بروز مشہوری ہوتی گئی۔ اپنے جدی گاؤں ٹھٹھہ عالیہ میں ڈیرہ لگا دیا۔ اہل حاجات جوق در جوق آتے تھے۔ بابا چار ابرو کی صفائی رکھتا اس کے متولی و خادم سب مسلمان تھے۔ مائی حسنی اور بابا اللہ رکھا زیادہ تر ڈیرہ پر رہتے تھے۔ اور آئندہ روندہ کو روٹی دیتے تھے۔

اسلامی نام بابا گوراندتا مجذوب تھا۔ اس کو مذاہب سے بظاہر سروکار نہ تھا۔ مگر چونکہ

---

[۱۴] بیاض شائق قلمی [۱] بیاض خزینۃ العلوم قلمی ص۱۷۱ شرافت۔

Marfat.com

اس کے متوسلی مسلمان تھے۔ اس کا کھانا پینا۔ رہنا سہنا مسلمانوں کے ساتھ تھا اس کے قلب میں فیض بھی اسلامی تھا اس لئے اس کو مسلمان ہی سمجھا جاتا تھا۔ میرے (شرافت کے) والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی رح نے اپنی کتاب فیض محمدشاہی میں بابا گورانڈتا کا اسلامی نام غلام نبی لکھا ہے۔ اور جب اس کا زیارت نامہ تحریر ہوا تو اس میں اس کا نام محمد صالح تحریر کیا گیا۔

اسلامی ثبوت | مولوی حافظ عبداللہ چشتی نظامی امام مسجد عادل گڑھ چک ۲۷۔ ضلع شیخوپورہ بیان کرتے تھے۔ کہ ایکمرتبہ میں اپنے آبائی گاؤں پنڈی کالو میں گیا۔ راستہ میں جب رن مل کے پاس سے گذرا تو ٹکیہ بنے شاہ پر لوگوں کا ہجوم نظر آیا۔ پوچھا یہاں کیا بات ہے۔ کسی نے بتایا کہ یہاں بابا گورانڈتا بیٹھا ہے۔ لوگ اس کے پاس اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ ہے تو کافر ہی جس کا نام گورانڈتا ہے۔ مگر راستہ میں قدرتاً آگیا ہے چلو دیکھتے جائیں۔ چنانچہ میں بھی لوگوں میں جا کھڑا ہوا۔ اُسی وقت گورانڈتا نے سر اُٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اور بلند آواز سے پڑھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور مجھ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ مولوی جی یہ اسم کلمہ ہے نہ؟ میں نے کہا جی ہاں۔ تین بار اس نقطہ کو دُہرایا۔ اور تین مرتبہ مجھ سے تصدیق کرائی جب تیسری مرتبہ میں نے جی ہاں کہا۔ تو گورانڈتا نے کہا جاؤ کریا پر بیٹھو۔ یعنی فاتحہ پر بیٹھو۔ اس بات کا راز مجھ کو پتہ نہ چلا۔ جب میں اپنے گاؤں پنڈی کالو میں پہنچا تو دیکھا کہ چند آدمی صف بچھا کر فاتحہ پر بیٹھے ہیں۔ پتہ چلا کہ میرا خورد سال بھتیجا ایک دن پہلے فوت ہو چکا تھا۔ پھر کریا پر بیٹھنے کا راز کھلا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بابا مسلمان ہے۔

کرامات

کشف | بابا اہل کشف سے تھا۔ اگر کوئی شخص ساہن پال کا کبھی اس کے پاس جاتا تو اُس کو کہتا کہ تم بابا کے پاس جاؤ۔ بابا بڑا جوان ہے۔ میرے پاس کیا دھرا ہے بابا کے پاس جاؤ۔ بابا سے اُس کی مراد حضرت نوشہ صاحب ہوتی تھی۔

Marfat.com

جذامی کا تندرست ہونا ایک شخص اللہ رکھا نامی ترکھان کو جذام ہو گیا تھا۔ بڑے معالجات کئے۔ کہیں سے فائدہ نہ ہوا۔ بابا گوراندتا کے پاس حاضر ہوا۔ تو اُس کے تصرف سے شفا پا گیا۔ پھر تمام عمر اسی کے پاس بطور خادم رہا۔

بابا فتح محمد کو دعا بابا فتح محمد درزی مجاور درگاہ اعلیحضرت نوشاہی رح ساہن پال بیان کرتا ہے کہ نوجوانی کے ایام میں میری جب شادی ہوئی تو میرے سسرال کسی وجہ ناراض ہو گئے۔ میری بیوی کو انہوں نے اپنے گھر رکھ لیا۔ میرے ساتھ روانہ نہیں کرتے تھے۔ میرا جانا بھی وہاں موقوف ہو گیا۔ وہ مجھ کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ ایک روز میں بابا گوراندتا کے پاس گیا۔ تو جاتے ہی کہنے لگا "جاہ سسُ دیاں پکیاں کھاہ" میں اُس کے کہنے پر سسرال میں گیا تو اُن کو بڑی خوشی ہوئی میری بڑی مدارات کی۔ اور میری بیوی کو میرے ساتھ روانہ کر دیا۔

ایک کمہار کو دعا ایک کمہار کا گدھا گم ہو گیا۔ چند روز گذر گئے وہ کہیں سے نہ مل سکا۔ وہ کمہار بابا گوراندتا کی خدمت میں گیا۔ اور گدھا مل جانے کی عرض کی۔ بابا نے کہدیا جاؤ جلاب لو۔ کمہار نے گھر جلا کر جلاب کی گولیاں کھالیں۔ اس کو اسہال آنے شروع ہو گئے۔ سب لوگ اس کو ملامت کرتے تھے۔ کہ تم نے کیسی بیوقوفی کی ہے۔ گدھا ملنے سے جلاب کا کیا تعلق؟ امر الٰہی ایسا ہوا کہ رات کو پھر اُس کو اسہال آیا۔ وہ گاؤں سے باہر نکلا۔ اندھیرا تھا۔ اُس کو دھندلا سا ایک ایر نظر آیا۔ جب دیکھا تو اُس کا وہ گدھا کھڑا تھا۔

مقدمہ میں فتح حاصل ہونا چوہدری مولا داد ولد قادر چٹھہ۔ چک غازی ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا تھا۔ کسی کے ساتھ اُس کا زمین کا مقدمہ تھا۔ وہ ہمارے پاس آیا۔ میں پہلے اس کو درگاہ حضرت نوشہ صاحب رح پر لے گیا۔ وہاں سے بابا گوراندتا کے پاس لے گیا۔ وہاں جاتے ہی بابا نے کہدیا۔ جاؤ گولے چھڑاؤ۔ میں نے اس کو کہدیا کہ تم کو فتح کی بشارت مل گئی ہے۔ چنانچہ مقدمہ واقعی اُس کے حق میں ہو گیا۔

سید شرافت کو دعا میں نے کتابت کا فن سیکھا۔ کچھ عرصہ مجھے لکھائی کا کام نہ ملتا تھا۔ میں بالکل

Marfat.com

فارغ تھا۔ ایک روز بابا گوراندتا کے پاس گیا۔ جاتے ہی اُس نے کہا۔ جاؤ کام کرو۔ چنانچہ جب میں گھر آیا تو اُسی روز میرے اُستاد صاحب کے بڑے بھائی مولوی عبدالرشید محبوب رقم عادلگڑھی کا خط آ گیا کہ آ کر کام لے جاؤ۔ چنانچہ مجموعہ صلوات الرسول مجھے کتابت کے لئے مل گیا۔ جب وہ کام ختم ہو گیا۔ تو پھر میں ایک دن اسی غرض کے لئے بابا کے پاس گیا۔ ابھی جا کر بیٹھا ہی تھا کہ بابا خود بخود کہنے لگ گیا۔ "اپنا ہی لکھنا ہے اپنا ہی پڑھنا ہے" چند مرتبہ ان الفاظ کو دوہرایا۔ چنانچہ اسی دوران میں میرا تصنیف و تالیف کا کام شروع ہو گیا۔ اور آج تک اُسی میں مشغول ہوں۔ اپنا ہی لکھا ہے اور اپنا ہی پڑھا ہے۔

معترفین کمال

اعلیٰحضرت نوشاہی رح کا ارشاد ایک مرتبہ چوہدری سید محمد ولد بابا عطر دین وڈائچ معروف آبادی نے اعلیٰحضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی رح کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت آپ نے سائیں گوراندتا مجذوب کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں دیکھا ہے۔ اُس نے عرض کیا وہ کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا وہ ولی تھا۔ پھر اُس نے عرض کیا اُس کا کیا طریقہ تھا؟ آپ نے فرمایا وہ مجذوب تھا اور مجذوب کسی خاص طریقے کے پابند نہیں ہوتے اُن کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ ہندو مسلم کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ دنیا و مافیہا سے کوئی کام نہیں ہوتا[۲]

ایک دن اعلیٰحضرت نوشاہی رح نے فرمایا ہمارے زمانہ میں تین درویش ایسے گذرے ہیں جن پر لوگوں کا حال آئینہ ہوتا تھا اور ضمیر سے آگاہ ہو کر احوال بیان کرتے تھے۔

۱۔ سائیں کرم الٰہی مجذوب گجراتی رح (المعروف کانوانوالہ)

۲۔ سائیں گوراں دتا مجذوب ٹھٹھہ عالیہ والہ رح

۳۔ میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری رح[۳]

---

[۲] کنز المعرفت المعروف ملفوظات نوشاہی ج ۱ ب ۱۰ ۱۳۵۸ھ ص ۳۴۷ [۳] ایضاً ص ۳۴۸ شرافت

Marfat.com

یارانِ طریقت | بابا گوراندتا کے عقیدتمند کافی لوگ تھے۔ چند کس یہ ہیں۔

۱۔ بابا میانخاں وڑائچ لنگے والہ	جھلانہ	گجرات
۲۔ سید نادر شاہ	مونگ	"
۳۔ سید مردان شاہ	وڑائچانوالہ	"
۴۔ سائیں ٹرٹو مراسی	ساگر	"
۵۔ بابا اللہ رکھا ترکھان	ٹھٹھہ عالیہ	"
۶۔ مائی حسنی	"	"

تاریخ وفات | بابا گوراندتا مجذوب کی وفات بدھوار کی رات وقت عشا ۱۷ شعبان ۱۳۵۲ھ ۵ دسمبر ۱۹۳۳ء ۲۱ مگھر سمت ۱۹۹۰ ب ویروار کے روز دفن ہوا۔[۴]

قبر ٹھٹھہ عالیہ ضلع گجرات میں ہے۔ ۱۳۸۳ھ میں روضہ[۵] مکمل ہوا۔ مسجد بھی تعمیر ہوئی ہے

ل

(۵۶)

سید لال شاہؒ

یہ نوشاہی بزرگ تھے۔

سید صاحب علی شاہ۔ ساہولی شریف۔ ریاست نابھہ

سائیں مکمل شاہ۔ مراسی

سائیں نیک محمد۔ مراسی عہ

---

[۴] خزینۃ العلوم ص ۲۴۹ [۵] فیض محمد شاہی جلد ۱۰ ص ۵۶۱ عہ بیاض تحریر شرافت ص ۳۳۹ شرافت

Marfat.com

(۵۷)

لالہ مہتم لاہوری رح

مولوی نور احمد چشتی لاہوری رح لکھتے ہیں۔

"تکیہ مہتمان سرکی بند۔ یہ تکیہ باہر دروازہ لاہوری قصاب خانہ کے گوشہ جانب کی طرف شرقرد یہ گدام آبکاری کے موجود ہے۔ یہ تکیہ کرم بخش سرکی بند نے بنایا۔ اور اب تک وہ مرد ضعیف اس میں سکونت پذیر ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ چاند پر عاشق ہے۔ ہمیشہ چاند کے نیچے دو دو تین تین کوس دست بستہ چلا جاتا ہے۔ جب میں نے اُس سے پوچھا کہ مرشد تیرا کون ہے۔ تو اُس نے کہا کہ مجھ کو خواب میں نظر آتا ہے اور ہمیشہ پہلی تاریخ چاند کو میرے پاس آتا ہے میں اس کا طالب ہوں آدمی خبطی سا معلوم ہوتا ہے۔ اس تکیہ کا طول دو سو۔ اور عرض پینسٹھ فٹ۔ اس میں گوندیاں پچیس۔ کیکر اٹھارہ۔ برتے پندرہ۔ لسوڑیاں تین۔ سریہ دو۔ بوہڑ ایک۔ دھریک ایک۔ ڈن بیس موجود ہیں۔ اس تکیہ میں ایک چاہ قدیمی جس کے غرب رویہ ایک سرد خانہ بھی قدیمہ ہے۔ اس کے اندر پانچ زینہ اُتر کے جانا ہوتا ہے اندر سے دو تین گز مربع ہے۔ اب نصف عمارت اس کی قدیمی اور نصف جدیدہ مبنیہ کرم بخش موجود ہے۔ چاہ کے شرقی طرف جھگی مسکونہ اس کی اور فیما بین چاہ و جھگی ایک تھڑہ چونہ گچ سفید جس کا طول چھ فٹ۔ عرض چار فٹ۔ ارتفاع تین فٹ اس پر قبر لالہ مہتم نوشاہی کی۔ اس کے شرقرد یہ ایک قبر کسی خورد بچہ کی۔ اور اس کے ساتھ قبر شرف الدین سرکی بند کی۔ عرصہ دو سال کا ہوا ہے کہ سرکار نے تین سو روپیہ اس کو دے رہی تھی کہ مکان سے دستبردار ہو جائے مگر اس نے قبول نہ کیا۔ تمام سرکی بند اس کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بے طمع فقیر ہے۔ فقط اور وزیر اسرکی بند ہمیشہ سے خبرگیری اس مکان کی کرتا ہے۔ اور بعدہٗ کرم بخش سرکی بند مالک ہوگا بعرصہ چالیس سال سے کھولہ شگافی کرکے بامداد تمام سرکی بند ال یہ تکیہ آباد ہوا ہے۔ وزیر اآدمی بھلا مانس خدا ترس ہے اپنی محنت مزدوری کرکے خدمت مکان

Marfat.com

بھی کر چھوڑتا ہے۔" عہ

ھ

(۵۸)

سید محبت علی شاہ دیپالپوریؒ

نوشاہی خاندان کے درویش تھے۔ شہر دیپالپور ضلع ساہیوال میں رہتے تھے۔

وفات آپ نے ۱۳۷۹ھ میں وفات پائی۔

یار طریقت آپ کا ایک درویش سائیں عزیز محمد۔ عارف والہ ضلع ساہی وال کے گورستان میں ۱۳۸۲ھ میں بعمر اسّی سال موجود تھا۔ عہ

(۵۹)

حافظ مولوی محمد بخش جالندہریؒ

صوفی اکبر علی جالندہری لکھتے ہیں۔

"موضع کنگرہ (متصل جالندھر) میں خاندان میاں کا مشہور ہے۔ اس خاندان کے اکثر اشخاص حافظ اور عالم ہوتے رہے ہیں۔ ان میں سے حکیم مولوی حافظ محمد بخش صاحب اور میاں شہاب الدین خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ پہلے یہ اپنے چچازاد بھائی مولوی حافظ فتح الدین صاحب سے پڑھتے رہے۔ صرف۔ نحو اور فارسی کی تحصیل کی پھر مولوی محمود صاحب کابلی سے تفسیر اور حدیث کا علم پڑھا۔ طب کا علم بھی پڑھا۔ نوشہرہ سے ایک مولوی صاحب نوشاہی سلسلہ سے منسلک تھے۔ اُن سے بیعت کی تھی۔ گردونواح میں مشہور طبیب تھے۔ غربا کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ اور ان کا مفت علاج کرتے تھے۔ گھر پر علوم کا درس بھی جاری رکھا۔ بہت لوگوں کو فیض ہوا۔

عہ تحقیقات چشتی ص ۔۔۔، عہ بیاض گنجینہ شرافت قلمی ص ۸۷۴۔ شرافت

Marfat.com

آپ کے شاگردوں سے بہت سے لوگ اب تک زندہ ہیں۔ اور ان کے شکر گذار و ثنا خواں ہیں۔ میانجی غلام محمد صاحب امام مسجد کھرلہ جو اچھے عالم ہیں انہیں کے شاگرد ہیں۔ آخر عمر میں جب نابینا ہو گئے تو بھی درس جاری رہا۔ اسی خاندان کے مورث اعلیٰ کے نام معافی چلی آتی ہے جو پہلے حافظ زین العابدین کے نام تھی۔ اب ان کے صاحبزادہ میاں رفیع الدین صاحب کے نام ہے جو باپ کی جگہ نمبردار اور سفید پوش ہے" ؎

(۶۰)

میاں محمد سلیم گجراتیؒ

آپ مرزا محمد علی ولد مرزا غلام حسین نوشاہی گجراتیؒ کے تیسرے فرزند ارجمند تھے۔

ولادت آپ کی پیدائش ۱۱۹۴ھ میں ہوئی۔

اولاد آپ کا ایک ہی بیٹا میاں غلام قادر نام تھا۔

وفات میاں محمد سلیم کی وفات ۲۱ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ میں ہوئی ؎

(۶۱)

بابا محمد شاہ بیریں والےؒ

قوم بافندہ سے تھا۔ موضع بیریں والہ ضلع امرتسر میں سکونت رکھتا تھا۔ نوشاہی سلسلہ کا درویش تھا۔ اس کا ایک مرید بابا لٹھے شاہ جٹ تھا جو موضع چنوڑ گڑھ متصل فتح گڑھ چوڑیاں ضلع امرتسر کا باشندہ تھا۔

(۶۲)

مولانا سید حافظ محمد شاہ ہمدانی خیرپوریؒ

آپ سید ہاشم شاہ ولد سید زاہد شاہ بن سید قاسم شاہ ہمدانی قصوری خیرپوریؒ

؎ سلیم التواریخ ص ۲۶۳ ؎ کرسی نامہ حوب۔ شرافت

Marfat.com

کے اکلوتے بیٹے تھے۔ بیعت طریقت بھی اپنے والد صاحب سے تھی۔

ولادت آپ کی پیدائش ۱۱۸۹ھ / ۱۷۷۵ء میں قصور میں ہوئی۔

تعلیم حافظ قرآن ہونے کے علاوہ علم شریعت و طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے۔

عبادت آپ ہر وقت تلاوت قرآن اور یاد الٰہی میں منہمک رہتے۔ دنیا داروں کی طرف بالکل توجہ نہ فرماتے۔ خاکساری اور گوشہ نشینی کی طرف رغبت تھی۔

خیرپور جانا آپ کے والد جب قصور سے خیرپور کی طرف چلے گئے۔ تو تھوڑے عرصہ بعد ہی اپنی والدہ اور ماموں سید الف شاہ کے ہمراہ قصور سے خیرپور چلے گئے۔ [1]

اراضی خریدنا اپنے والد ماجد کے انتقال ۱۲۴۱ھ کے بعد آپ پر غربت کا دورہ ہوا۔ ایک روز نواب بہاولپور کے نام ایک درخواست بزبان فارسی لکھی۔ اور اُس سے کچھ طلب کیا۔ ابھی درخواست پیش نہیں کی تھی۔ کہ رات کو خواب میں والد بزرگوار سید ہاشم شاہؒ ملے اور فرمایا کہ نواب تو خود محتاج ہے۔ تم خدا تعالےٰ سے مانگو جو سب کا روزی رسان ہے۔ اور آپ کو ایک دعا سکھائی کہ یہ پڑھا کرو۔ چنانچہ آپ نے درخواست نہ بھیجی اور دعا کا وظیفہ کرنے سے اللہ تعالےٰ نے بہت جلد آپ کو خوشحال اور فارغ البال کر دیا۔ آپ نے اس کے بعد سات کنوؤں کی اراضی خرید لی۔ جو اب تک اولاد کے پاس ہے۔ [2]

قصور آنا آپ کے عم زاد بھائی سید چراغ شاہ ولد سید کامل شاہ بن سید زاہد شاہؒ جو قصور میں مقیم تھے۔ نے آپ کو ایک مرتبہ خط لکھا کہ میاں برادری کے لوگ مجھ کو تنگ کرتے ہیں آپ میری مدد کے لئے تشریف لاویں چنانچہ کچھ عرصہ کے لئے آپ قصور آگئے۔ اور اپنے بھائی کی کافی امداد کی آخر پھر اپنے وطن خیرپور کو چلے گئے۔ [3]

خواجہ خدا بخش سے تعلقات مولانا خواجہ خدا بخش چشتی نظامی خیرپوری جو حافظ محمد جمال ملتانی

---

[1] ہم اور ہمارے اسلاف ص۲۲۸ [2] ایضاً ص۲۲۹ [3] ایضاً ص۲۳۰ شرافت

Marfat.com

کے مشاہیر خلفا سے تھے۔ اور اپنے عہد کے اکابر اولیاء اللہ سے تھے۔ وہ سید محمد شاہ ہمدانیؒ کی خدمت میں جب کبھی تشریف لاتے تو بازار کے سرے اور گلی کے موڑ پر خاصے سے اُتر پڑتے اور پیدل چل کر ڈیرے میں آتے ۔[۱]

آپ دونوں حضرات کی آپس میں اکثر صحبت رہتی اور علم و معارف کی باتیں ہوا کرتیں حضرت مولانا آپ سے بڑی محبت اور لطف سے پیش آتے اور آپ کا کمال ادب ملحوظ رکھتے۔

مخدوم صاحب بخاری کا مسخر ہونا جب آپ کے والد سید ہاشم شاہؒ کی وفات ہوئی تو اُسوقت دربار جلالیہ کے سجادہ نشین مخدوم صاحب بخاری اوچیؒ آپ پر حملہ کرنے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہو کر بمعہ اپنے ملنگوں کے خیرپور آپ کے پاس آئے۔ سب لوگوں کو خطرہ تھا کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ آپ نے ایسا تصرف کیا کہ وہ گھوڑے سے اُتر کر باادب آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ پھر فاتحہ خوانی کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ جاتی دفعہ اپنا گھوڑا بمعہ ساز و سامان آپ کی نذر کر گئے۔ [۲]

تحریرات آپ خوشنویس تھے۔ خط بہترین تھا۔ کتب ذیل آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی آپ کے ورثا کے پاس موجود ہیں۔

۱۔ مراح الارواح ۲۔ زنجانی ۳۔ شافیہ ۴۔ صرف میر ۵۔ ہدایۃ النحو ۶۔ کافیہ ۷۔ عبد الغفور ۸۔ منیۃ المصلی ۹۔ کنز الدقائق ۱۰۔ بوستان۔

شادی آپ کی شادی خیرپور میں سید عظیم اللہ شاہ گیلانی لاہوریؒ کی صاحبزادی سے ہوئی انہیں کے بطن سے اولاد ہوئی۔ [۳]

اولاد پہلے آپ کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ آپ نے شاہ جی احمدؒ کے مزار پر چلہ کیا۔ وہاں سے حکم ہوا کہ آپ خیرپور میں بری شاہ کے مزار پر چلہ کریں وہاں سے آپ کی مراد

---

[۱] ہم اور ہمارے اسلاف ص ۲۱۵ [۲] ایضاً ص ۲۳۲ [۳] ایضاً ص ۲۲۷ شرافت۔

Marfat.com

پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ چالیسویں روز صبح کے وقت آپ کی گود میں دو تازہ لیموں آ پڑے۔ حالانکہ وہ لیموں کا موسم نہ تھا۔ چنانچہ آپ کے ہاں اس کے بعد دو فرزند پیدا ہوئے۔ جن کے نام سید عباس علی شاہ اور سید محمود شاہ عرف بُلاق شاہ رکھے گئے۔

وفات سید محمد شاہ کی وفات بعمر ۶۶ سال ۱۲۵۵ھ میں ہوئی آپ کا مزار خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاولپور میں اپنے والد صاحب کے پاس شرقی جانب ہے۔ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں پختہ چار دیواری تعمیر ہوئی۔

(۶۳)

مرزا محمد علی گجراتیؒ

آپ مرزا غلام حسین گجراتی بن عثمانؒ بن محمد قریشی کے فرزند اور مرید تھے۔ استادِ وقت تھے۔ ناظم و نثار، اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے۔ عابد، زاہد، شب بیدار، پارسا، ذی وجاہت، بارعب آدمی تھے۔ اکثر روسا اور امرا آپ کے شاگرد تھے۔ سوہدرہ سے گجرات کو آ رہے تھے برلب دریائے چناب نماز شام پڑھتے ہوئے سجدہ میں انتقال کیا۔ ایک شجرہ سلسلہ نوشاہی پر آپ کا دستخط اس طرح ہے۔ "فقیر محمد علی گجراتی" عہ

اولاد آپ کے چار بیٹے تھے۔ ۱ میاں نور حیال ۲ میاں نور محمد ۳ میاں محمد سلیم ۴ میاں محمد نعیم۔

وفات مرزا محمد علی کی وفات ۱۲۱۹ھ میں ہوئی۔ عہ

(۶۴)

سید محمود شاہ عرف بُلاق شاہ ہمدانی خیرپوریؒ

آپ حضرت سید حافظ محمد شاہ ولد سید حافظ ہاشم شاہ ہمدانی خیرپوری، ۹ کے فرزند

عہ عہ کرسی نامہ عرب۔ شرافت

Marfat.com

اور مرید و خلیفہ تھے۔

ولادت آپ کی پیدائش ۱۲۳۶ھ میں بمقام خیر پور ٹامیوالی ہوئی۔

بھائیوں میں محبت آپ کے بڑے بھائی سید عباس علی شاہ کی۔ اور آپ کی آپس میں بہت محبت تھی۔ دونوں بھائی گویا یکجان اور دو قالب تھے۔ جہاں جاتے اکٹھے جاتے۔ اکٹھے رہتے۔ اکٹھے ہی کھانا کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس یکجہتی اور اتفاق میں برکت عطا فرمائی تھی۔[1]

ادب ایک دفعہ آپ کے بڑے بھائی صاحب نے فرمایا کہ آپ جدی وراثت میں سے اپنا حصہ لے لیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں آپ کا خادم ہوں اور اسی حیثیت سے آپ کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے میں سعادت سمجھتا ہوں آپ مجھے سب کچھ دیتے ہیں مجھے کوئی حاجت نہیں۔

عبادت آپ شب بیدار تھے۔ نوافل تہجد پڑھتے اور اکثر وقت تلاوت قرآن مجید اور وظائف میں مشغول رہتے۔ سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے اور اپنے اسلاف کرام کی طرح دنیاداروں اور ان کے طور طریقوں سے بیزار تھے۔ غربا و مساکین کی غمگساری فرماتے۔ املاک کی ضروریات کی خاطر جب کوئی مزارع حاجت لے کر آتا تو آپ اسے منشی تکن کے پاس بھیج دیتے جو خیر پور کا معتمد تھا اور آپ کا بہت احترام کرتا تھا۔ وہ سب کام کرا دیتا۔ حکام آپ کا بڑا ادب اور لحاظ کرتے تھے۔ آپ کے کاموں کی بڑی خوشی سے تعمیل کرتے۔ اور آپ کی زیارت کے لئے اکثر آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔[2]

اخلاق آپ کی طبیعت بہت سادہ تھی۔ غرور اور خود نمائی کا شائبہ تک نہ تھا غذا اور لباس بھی سادہ ہوتا تھا۔ باوجود مرجع خلائق و مقبول عام و خاص ہونے کے دوسروں کو بہت کم کام بتاتے تھے۔ اولاد سے شفقت رکھتے۔ دن بھر آپ کی مجلس پند و نصیحت

---

[1] ہم اور ہمارے اسلاف ص۲۳۷ [2] ایضاً ص۲۳۸ شرافت

Marfat.com

سے گرم رہتی۔ اور کافی رات تک معتقدین اور شرفا نے شہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر استفادہ کرتے۔ ابتدائے جوانی میں آپ کو ورزش جسمانی کا بھی بہت شوق تھا۔ گتکے کے فن میں آپکو مہارت حاصل تھی۔ اس سے پہلے خیرپور میں اس سپاہیانہ فن کا رواج نہیں تھا۔ آپ نے اسے جاری فرمایا۔ خیرپور کے بہت سے لوگوں نے اس فن میں آپ کی شاگردی کی ہے[۳]

ممبر کمیٹی ہونا سنہ ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۴ء میں جب خیرپور میں میونسپلٹی قائم ہوئی تو بلا آپ کی خواہش کے حکام نے آپ کو ممبر مقرر کر دیا۔ آپ کو چونکہ امور دنیا سے بڑی نفرت تھی۔ اس لئے بڑی شدت سے انکار کر دیا۔ لیکن حکام آپ کی نیکی اور شرافت کے حد درجہ معتقد تھے۔ اور آپ کی ذات والا صفات کو منبع حسنات و برکات سمجھتے تھے۔ اس لئے سب نے مل کر آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ یہ رفاہ عامہ کا کام ہے۔ جہاں آپ کی ذات سے لوگ دینی فوائد سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ وہاں لوگوں کو آپ کی بدولت دنیاوی منافع بھی حاصل ہو جائیں گے چنانچہ مجبوراً آپ نے یہ اسناد منظور فرمالی۔ مگر تھوڑا عرصہ ہی آپ نے اس ذریعہ سے پبلک کی فیض رسانی کا بیڑا اٹھایا۔ اور پھر اپنے لڑکے سید احمد شاہ کا نام تجویز کر کے اپنا پیچھا چھڑا لیا۔[۴]

مسلمان کی مدد کرنا ایک مرتبہ آپ کی ممبری کے ایام میں ایک مسلمان نے میونسپلٹی کے صدر کو جو اس وقت تحصیلدار تھا درخواست دی کہ میری اور ایک ہندو کی مشترکہ گائے ہے۔ جو بوجہ بیماری کے قریب الموت ہے۔ ہندو حصہ دار اس کے ذبح کرنے سے مانع ہے۔ گائے حرام ہو جائے گی۔ اس کا انتظام فرمایا جائے۔ چنانچہ صدر نے یہ نازک کام آپ کے سپرد کیا۔ آپ نے احتیاط اور دانشمندی سے اسے سرانجام دیا۔ گائے ذبح کی گئی۔ اور ہندو جو دھمکیوں اور تاروں سے حکام کو ہراساں کرنے کے عادی تھے چوں چرا نہ کر سکے۔

---

[۳] ریاض الاسلاف ص ۲۳۳ [۴] ایضاً ص ۲۳۹ شرافت

Marfat.com

شادی آپ کی شادی سید نظام الدین ولد سید نور علی بن سید حیات اللہ مشہدی کھیم کرنی کی بیٹی سے ہوئی۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔ سید احمد شاہ ۲۔ سید زمان شاہ۔

یاران طریقت آپ کے خواص مریدیہ تھے۔

۱۔ خلیفہ اللہ بخش ولد غلام حسین بن میاں درویش محمد رح

۲۔ میاں امام بخش ساکن چھوہن۔ بہاولپور

وفات سید بلاق شاہ کی وفات بعمر ۷۲ سال۔ بدھوار ۳۰ صفر ۱۳۰۸ھ کو ہوئی قبر خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاولپور میں ہے۔

قطعہ تاریخ

از مولانا حاجی حکیم حافظ سید عبدالحق شاہ محدث ولد سید ولایت شاہ ہمدانی رح

لقلبی الیوم مبتول بحزن — لفوت الھم راس الصالحینا
وعینی مبتلی بالدمع غط — لفقد النظر نور العالمینا
الا یا ایھا الخلان ھموا — لان نبک بکاء الفاقدینا
وندعوا اللہ مغفرۃ وفضلا — لسیدنا کریم الخلق فینا
ترحم یا الٰہی کل رحیم — لانت الرب خیر الراحمینا
فبشرہ بمغفرۃ واجر — کریم انت خیر الغافرینا
وکنا بالدعاء اذا استجیبت — والھمنا بانا قد رضینا
وقال لارخہ طاھر بشیرا — علی ما قالہ ملک یقینا

بقطع الراس من دنیا دنیہ
لوصل الحق خیر الناس دینا (ہم اور ہمارے اسلاف) ۱۳۰۸

Marfat.com

ف لفظِ دُنیا کا سَر یعنی حرفِ دَ کے چار عدد جمع کرنے سے تاریخ پوری ہوتی ہے۔

قطعہ دیگر

از مولانا قاری محمد جعفر دلسوز

زبدۂ خاندانِ آلِ رسول — کان فی عصرہٖ من الاسجاد
مجمع علم و حلم و زہد و تقا — معدن الفیض مخزن الارشاد
چوں بدلسوز بہر تاریخش — کرد ہاتف عنایت و امداد
سال او از سَرِ وصال شدہ[۶] — رحمت حق بروح پاکش باد[۷]

۱۳۰۸ھ

دیگر

از حکیم حافظ محمد عمر ممبر میونسپلٹی تخلص حافظ

گفت حافظ بفضلِ رحمانی — بہر تاریخ بیت لاثانی
سیدی اہل بیت ہمدانی — آمد او در لباس نورانی

۱۳۰۸ھ

دیگر

از مولانا عزیز الدین عزیز خوشنویس ہز ہائینس نواب بہاولپور

مرشد و مخدوم ما سید محمد شاہ بلاق — وطنِ او اول قصور و خیرپور آمد دگر
از گلِ ہاشم دماغ او معطر شد بنور — خیرپور از روضہ اش چوں گلشن جنت نگر
بود از اولاد علی ہمدانی امیر کبیر — خانقاہِ اوست در کشمیر روشن چوں قمر
در نجابت بے نظیر و در عبادت بیمثل — در شرافت بود کامل در حقیقت راہبر
از وفاتش در جہاں برپا قیامت گشتہ است — ہائے ہائے روز و شب شد بر زبانِ ہر بشر[۸]

---

[۶] وصال کے سر یعنی وَ کے ۶ عدد جمع کرنے سے تاریخ پوری ہوتی ہے۔

[۷] اس مصرع کے اعداد ۱۸۲۶ ہوتے ہیں، واللہ اعلم تاریخ کس طرح پوری کی ہے۔ شرافت

Marfat.com

دیگر

از مولانا سید زمان شاہ نیازی فرزند اصغر سید بلاق شاہ ہمدانی

طائرِ سدرہ نشینِ اوجِ او — زیب بخشِ گلشنِ امکان بود
از دعائش وا شدے بابِ مراد — قبلۂ حاجاتِ انس و جان بود
مشکلے کہ پیشِ او میگفت خلق — از دعائش ناگہاں آسان بود
کارِ او با کارسازِ دو جہاں — ہر دم و ہر لحظہ و ہر آن بود
روز و شب آں راہیِ ملکِ بقا — شادماں در منزلِ قرآن بود
اے نیازی بہرِ تاریخِ وفات — کُن رقم۔ او چشمۂ فیضان بود

۱۳۰۸ھ

منہ

چوں نیازی شد پئے سالِ وفات — گفت تاریخِ عجب فکرِ رسا
بے سر و پا سال ترحیلش ز غم — گشت۔ فضل و زہد و مجد و اتقا[۸]

۱۳۰۸

(۶۵)

میاں مراد بخش بھڑ والہؒ

آپ کے والد کا نام میاں جیوے شاہ ولد میاں ابراہیم المعروف عبدالرحیم تھا۔ آپ کے والد حضرت شاہ عبدالرحمٰن پاک صاحب رح کے نواسہ تھے۔ آپ کا حال شریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات النوشاہیہ کے پانچویں طبقہ۔ قسم دوم۔ باب اول فصل چہارم میں گذر چکا ہے۔ تین دستاویزیں آپ کے متعلق بعد میں ملی ہیں اُن کو محفوظ کرنے کے لئے آپ کے ذکر کا اعادہ کیا ہے۔

بیعنامہ زمین آپ نے بمعہ اپنے چھوٹے بھائی میاں شاہ محمد کے زمینداران بھڑی سے چار بیگہ

---

۸ فضل و زہد و مجد و اتقا کے پہلے اور آخری حروف دور کرنے سے تاریخ بنتی ہے۔ شرافت

Marfat.com

زمین بقیمت مبلغ چھ روپیہ خرید کی۔ اس کا بیعنامہ یہ ہے۔

"ما یانکہ بوڈہا و سید خاں و فقر اللہ و دیندار و لطیف وغیرہ مقدمان و مالکان موضع بھڑی دھونتھڑ عملہ پرگنہ حافظ آباد ایم۔

چوں موازی چہار بیگہ تختہ زمین ملکی و موروثی خود را بعوض مبلغ شش روپیہ رائج الوقت کہ النصفی آں مبلغ سہ روپیہ موصوفہ باشد بدست میاں مراد بخش و شاہ محمد ابنان میاں جیوا بن بریہم عرف کیڑو فروختیم و مبلغ مذکورہ در قبض و تصرف خود آوردیم اگر من بعد ازیں کسے از وارثان مایاں بمشار الیہاں بایں زمین مزاحم شود تا مسموع القول باشد بنابراں ایں چند کلمہ بطریق سند بیعنامہ نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال سند باشد۔

بتاریخ ۹ شہر شوال سنہ جلوس والا ۵۔ [سنہ ۹]

غربی۔ متصل مہرور ملہ ہائے	شرقی۔ متصل گورستان ہراواں
شمالی۔ متصل زمین چک بہلول	وحد جنوبی۔ متصل زمین مشترکہ
گواہ شد۔ سماعل گلگوئے	گواہ شد۔ شیخ عبدالواحد

العبد من مقران مسطور کہ آنچہ درین است منظور داریم"

اقرار نامہ آپ نے ایک مرتبہ چھ روپے امولک رام کھتری کے دینے تھے۔ اس کے اقرار نامہ کی نقل یہ ہے۔

"منکہ مراد بخش فقیر بن میاں جیوا مرحوم عرف کیڑو۔ سکنہ موضع بھڑی اورنگ شاہ پور ڈلا ایم چوں مبلغ شش روپیہ کہ النصفی آں سہ روپیہ موصوفہ باشد بابت قرض امولک رام کھتری مرحوم عرف نجار دادنی داریم اقرار مینمائیم بریں وجہ کہ مبلغ مسطورہ بسہولت نزد مانا بن لقمان عرف بیراڈ ادائے نمودہ بدہیم و ہیچ عذر و حیلہ در پیش نیارم بنابرایں چند کلمہ بطریق تمسک نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال سند باشد بتاریخ بیستم ماہ مگھر سنہ ۱۸۴۱ (سنہ ۱۱۹۱ھ) دیگر آنکہ من بعد ازیں اگر کدام کاغذ کھتری مسطورہ بنام مراد بخش مذکور بر آئد

Marfat.com

باطل و نامنظور باشد۔ گواہ شد میاں غلام محمد۔ گواہ شد لاکھی کھتری۔

العبد من مقر مذکور آنچہ درین است منظور دارم "

مکتوب | آپ نے اپنے ایک مرید جھنڈا سنگھ کے نام مکتوب بھیجا۔ اور اپنے پوتے میاں بوٹے شاہ کو بھی روانہ کیا۔ مکتوب یہ ہے۔

" صادق الاعتقاد راسخ الیقین جھنڈا سنگھ پسر مکھن سنگھ ساکن موضع لوپوکے۔

ازیں صوب فقیر دعا گوے مراد بخش از فرزندان حضرت پاک رحمان قدس اللہ سرہ العزیز باشد کہ دعا گوئے فقرا کہ شیوہ مردم فقرا است واضح آنکہ دریں ولا فرزند زادہ بوٹے شاہ بمعہ میاں عبداللہ بہ آں طرف فرستادہ۔ و آمدن فقیر بسبب ضعف و پیری نمیشود۔ لہذا برخوردار بوٹے شاہ فرستادہ۔ سہ چہار سال گذشتہ کہ نیاز ایں جانب نرسیدہ۔ حوالہ برخوردار ضرور بالضرور خواہند نمود۔ و فقیر دعا گوئے بحضور خانقاہ حضرت گنج بخش نوشہ صاحب قدس سرہ است منتظر نشستہ۔ برخوردار را رضامند ساختہ رخصت خواہند ساخت دریں باب تاکید دانند والدعاء۔ دعائے فقرا رحم خدا۔" عہ

اولاد | آپ کے ایک ہی فرزند میاں فتح محمد تھے۔ اُن کے دو صاحبزادے بوٹے شاہ اور خدا یار نام تھے۔ وہ دونوں بے اولاد فوت ہوئے۔ اور آپ کی نسل ختم ہو گئی۔

(۶۶)

میاں مقیم گجراتی رح

آپ مرزا محمد علی ولد مرزا غلام حسین قریشی گجراتی رح کے چوتھے بیٹے اور مرید تھے۔

ولادت | آپ ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ صاحب علم تھے۔ آپ کا ایک ہی بیٹا شیخ عمر نام تھا

وفات | آپ کی وفات بعمر ۳۲ سال ۱۲۴۴ھ میں ہوئی عہ

عہ یہ تینوں [illegible] شرافت کے کتبخانہ میں موجود ہیں۔ عہ کرسی نامہ عرب شرافت

Marfat.com

(۷۷)

مہر شاہ فقیر لاہوری

تاریخ لاہور میں ہے۔

(محلہ دایہ لاڈو) محلہ کی عمارتوں میں سے صرف ایک پختہ مسجد دایہ لاڈو کی موجود ہے۔ مہاراجہ کے وقت اس مسجد کو ایک ہندو سادھو نے اپنا گھر بنا لیا تھا۔ مسجد میں ٹھاکروں کی تصویریں رکھ دی تھیں۔ مگر انگریزوں کے وقت ایک مسلمان فقیر نوشاہی نے چند مسلمانوں کو جمع کر کے براہ زبردستی اس کو مسجد سے بے دخل کر دیا۔ وہ سادھو خاموش ہو کر مسجد سے نکل گیا۔ اب تک وہ مسجد اسی فقیر کے قبضہ میں ہے۔ اور اس نے مسجد سے علیحدہ ایک کوٹھہ بنا کر سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔" [1]

"مسجد قدیمہ دایہ لاڈو۔ دروازے شاہ عالمی کے باہر لالہ رتن چند کے باغ کے شرق کی طرف بفاصلہ ایک شرک درمیانی کے یہ مسجد واقع ہے۔ یہ دایہ لاڈو شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کی دودھ پلانے والی دایہ تھی۔ چونکہ شاہزادہ نے فتح پور سیکری میں بخدمت شاہ سلیم چشتی رہ کر جو اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ پرورش پائی تھی یہ عورت بھی شیخ کی خدمت میں رہ کر کرتی تھی۔ اور فیض ایسا پایا تھا کہ شب و روز سوائے عبادت کے کچھ کام نہیں کرتی تھی اس نے بعین حیات خود یہ مسجد بنوائی۔ اور اپنی قبر بھی اسی کے صحن میں تیار کی۔ اس کے خاوند کا نام محمد اسماعیل تھا۔ اس نے بھی تمام عمر عبادت و ریاضت میں بسر کی۔ اس وقت اس محلے کو ٹبلاڑ کہتے تھے۔ اس دایہ کے املاک و حویلیاں و باغ بھی اس محلے میں تھے۔ ۱۱۱۹ھ ہجری میں یہ دایہ فوت ہو گئی۔ اور محمد شکور اس کا بیٹا خبر گیر اس مسجد کا رہا اس کے وقت مولوی عصمت اللہ ایک فاضل مولوی یہاں درس پڑھاتا تھا۔ محمد شکور بھی

---

[1] تاریخ لاہور صفحہ ۵۰۹ شرافت

Marfat.com

زندہ تھا کہ سلطنتِ مغلیہ برباد ہوگئی۔ باہر کے محلے سب اُجڑ گئے۔ رعایا بھاگ گئی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت ایک سنیاسی ہندو جوگی بسنت گر نام اس مسجد پر قابض ہوگیا اُس نے ایک طرف شوالہ بنایا اور دوسری طرف ٹھاکر دوارہ۔ اور قریب تیس سال کے اس نے اس میں قیام رکھا۔ جب انگریزی دور دوران ہوا تو مسمی مہر شاہ فقیر قادری نے لاہور سے چند مسلمانوں کو ہمراہ لیا اور زبردستی سے ہندو فقیر کو بیدخل کر دیا۔ اگرچہ اس نے میجر میگریگر صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ رزیڈنٹ کی کچہری میں عرضیاں گذرانی مگر کچھ نہ ہوا۔ اس روز سے آج تک وہی شخص اس مسجد پر قابض ہے اور وہ علیحدہ کوٹھہ میں قیام پذیر ہے۔ مسجد میں مسلمان لوگ جو گرد نواح کے کوٹھوں میں رہتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ مسجد پختہ چونہ کی عمارت نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے تین محرابیں اور ایک گنبد عالی شان۔ سقف قالبوتی ہے۔ صحن مسجد میں پختہ فرش ہے اور پختہ حوض ہے مگر حوض اب بند ہے اور صحن سے شرق کی طرف قبر پختہ دائی لاڈو کی بنی ہوئی ہے۔ بیرونی چار دیواری پختہ مہر شاہ فقیر نے بنوائی ہے۔ پہلی عمارت سوائے مسجد باقی نہیں رہی۔ چھوٹا چاہ جو اب مسجد کے جنوب کی سمت کو ہے ہندو فقیر نے کھدوایا تھا۔ پہلا چاہ و عمارت متعلقہ مسجد سب کنہیا مل کمپو والہ نے جس کا باغ شمال کی طرف ہے سب گرادی تھی۔ اور قدیمی چاہ کی اینٹیں نکلوائی تھیں اب اس کا نشان باقی نہیں ہے۔ [۲]

ن

(۶۸)

شیخ العلما حضرت میاں نصیر احمد المعروف میاں صاحب قصہ خوانی

آپ کا اسم گرامی میاں نصیر احمد لقب شیخ العلماء۔ استاذ الاساتذہ عالم قرآن

---

[۲] تاریخ لاہور ص ۳۰۲ شرافت

Marfat.com

وسنت المشہور "میانصاحب قصہ خوانی" ہے۔ اور قطب شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

والد آپ کے والد گرامی کا نام میاں غلام محمد صاحب اور صوفی تخلص تھا جناب میاں غلام محمد صاحب عالم و فاضل ہونے کے علاوہ بہترین شاعر بھی تھے۔ مرثیہ گوئی میں نہایت ہی موزون طبع رکھتے تھے۔ آپ کے علم پر آپ کی شاعری غالب ہوگئی تھی۔ اسی لئے آپ کی شہرت بحیثیت شاعر کے زیادہ ہے۔

ولادت و تعلیم آپ کی پیدائش ۱۲۲۸ھ میں ہوئی۔ صوبہ سرحد کے علماء سے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ اپنے وقت کے علماء اجل فاضل اکمل مفسر قرآن، شارح حدیث حضرت مولانا مولوی محمد احسن[1] صاحب پشاوری سے سند فراغت حاصل کر کے مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔

تدریس آپ کے تبحر علمی کا شہرہ سن کر دور دراز سے طلبا آنے لگے۔ اور آپ کے وجود نے ایک مرکز علم کی حیثیت حاصل کر لی۔ آپ کے درس میں کابل، بلخ اور بخارا تک کے طالبان علم موجود ہوتے تھے۔ فارغ التحصیل علما آپ سے اکتساب علوم کرتے۔

تعمیر مسجد پشاور شہر میں آپ نے ایک جامع مسجد تعمیر کروائی۔ یہ مسجد تبلیغ و تدریس کا مرکز تھی۔ اس مسجد کا نام بھی آپ کے نام سے موسوم ہے یعنی "مسجد میانصاحب قصہ خوانی"۔ الحمدللہ کہ اسی طرح یہ مسجد عقائد حقہ اہل سنت و جماعت کی تبلیغ کا مرکز ہے اور حضرت صاحب کے وقت سے لے کر اب تک اس مسجد سے احیائے دین ہو رہا ہے اور اسی طرح قرآن و حدیث کا درس جاری ہے۔

---

[1] حضرت مفتی محمد احسن صاحب پشاور میں علاقہ گنج کے کوٹلہ رشید خاں کے محلہ میں رہتے تھے۔ آپ کی تصحیح کے ساتھ بہت کتابیں چھپ چکی ہیں۔ صوبہ سرحد کے اکثر و بیشتر علماء آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ بلکہ بلخ بخارا اور غزنی تک آپ کے شاگرد ہیں ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ بروز ہفتہ انتقال ہوا۔ شرافت

Marfat.com

تصانیف آپ نے بہت کتابوں پر تبصرے لکھے۔ کافی کتابوں کی تصحیح کی، حواشی لکھے۔ اور عقائد باطلہ پر کتابیں لکھیں۔

۱۔ منح الباری شرح صحیح بخاری پارۂ اول مصنفہ حافظ دراز[عہ] صاحب پشاوری رح کی تصحیح کر کے چھپوائی۔

۲۔ اسرار الطریقت مصنفہ قطب العالم سید شاہ محمد غوث[عہ] پشاوری ثم لاہوری رح کی تصحیح کی اور شائع کی۔

۳۔ اسمار الحسنیٰ کی شرح فارسی میں لکھی۔

۴۔ علم نحو کی مشہور کتاب کافیہ کی مکمل ترکیب لکھی۔

۵۔ شمائلی پر حواشی لکھے۔

۶۔ غیر مقلدین کے رد میں عربی میں ایک مستقل کتاب مسمی بہ احقاق الحق لکھی۔ جو کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا رد ہے۔ اس میں تفصیل کے ساتھ اس فرقہ کا رد ہے۔

کتبخانہ آپ کے کتب خانہ میں تقریباً چھ ہزار کتابیں تھیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

نوشاہی ہونا مولوی سید امیر شاہ صاحب پشاوری لکھتے ہیں۔

الحاج میانصاحب (نصیر احمد) سلسلہ قادریہ کے خانوادہ نوشاہیہ میں اپنی خاندانی نسبت رکھتے تھے۔ نیز طریقہ عالیہ قادریہ زاہدیہ میں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین اخوند صاحب سوات رح سے بیعت تھے۔

عہ اصلی نام علامہ حافظ محمد احسن تھا۔ قد لمبا ہونے کی وجہ سے حافظ دراز مشہور ہوئے والد کا نام حافظ محمد صدیق بن محمد اشرف خوشابی تھا۔ حافظ دراز صاحب خوشاب سے چلے آئے پشاور کو اپنا قیامگاہ بنایا استاذ العلماء کے لقب سے ملقب ہوئے ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۳ھ میں وفات پائی عہ سید شاہ محمد غوث بن سید حسن بلوشاہ گیلانی پشاوری مولد ۱۰۸۰ھ متوفی ۱۷ ربیع الاول ۱۱۵۲ھ مدفون لاہور۔ شرافت

Marfat.com

تحقیقِ حق کا جذبہ آپ میں تحقیقِ حق کا جذبہ صادقہ اپنی نرالی شان رکھتا تھا معاصر علماء کے اختلاف کو آمنے سامنے بیٹھ کر تحقیق فرماتے۔

ایکبار علمائے سوات نے بسرکردگی شیخ الاسلام والمسلمین حضرت اخوند صاحب سوات رح فتوائے دیا کہ بغیر محراب کے جماعت نہیں ہوتی۔ یہ مسئلہ پشاور میں پہنچا آپ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ یہاں سے شیخ المشائخ حضرت آقا پیر جان صاحب قادری۔ حضرت آقا سید سکندر شاہ صاحب قادری چشتی۔ مولانا مولوی سراج الدین لاہوری کو ساتھ لے کر تحقیقِ حق کے لئے سوات تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین باباجی صاحب سوات کے ہاں قیام کیا۔ اور مسلسل تین دن تک ان علماء سے گفتگو ہوئی تحقیقِ حق کی گئی اور پہلے

لعہ امام المجاہدین حضرت عبدالغفور صاحب الملقب بہ اخوند صاحب مہمندوں کے قبیلہ صافی سے تھے۔ ۱۲۰۹ھ مردان میں پیدا ہوئے۔ بحر العلوم حافظ محمد عظیم واعظ خطیب و امام جامع مسجد کلان گنج پشاور (متولد ۱۲۰۵ھ۔ متوفی ۱۲۷۵ھ) سے علوم معقول و منقول کی سند پائی۔ پھر شیخ المشائخ صاحبزادہ محمد شعیب قادری ساکن تورڈھیری کی بیعت ہوئے اور سوموار ۷ محرم ۱۲۹۵ھ کو انتقال کیا۔ قبر سیدو شریف میں ہے۔

صہ آقا پیر جان صاحب (متولد ۱۲۰۵ھ) کا اصلی نام سید اکبر شاہ بن سید عیسیٰ شاہ صاحب پشاوری تھا پانچ واسطوں سے ان کا نسب سید ابوالبرکات حسن بادشاہ گیلانی پشاوری (متولد ۱۰۲۳ھ متوفی جمعہ ۲۱ ذیقعد ۱۱۱۵ھ) سے ملتا ہے۔ تربیت و تعلیم والد بزرگوار کے زیر سایہ ہوئی۔ اور بیعتِ طریقت اپنے بڑے بھائی علامہ اجل سید غلام صاحب المعروف آقا میر جی صاحب پشاوری (متوفی جمعہ ۲۰ شعبان ۱۲۸۳ھ) کے ہاتھ پر کی۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ منگلوار کی رات ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ کو وفات پائی۔ قبر پشاور میں ہے۔

مولف کتاب تذکرہ علماء و مشائخ سرحد یعنی مولوی سید امیر شاہ صاحب پشاوری ان کی اولاد سے ہیں خلف الرشید سید حافظ زمان شاہ بن سید سعید احمد شاہ بن سید آقا پیر جان صاحب رح۔ شرافت

Marfat.com

فتوے پر نظر ثانی کرنے کے بعد دوبارہ شریعت محمدیہ کے مطابق فتوے دیا گیا۔ جناب حضرت اخوند صاحب سوات نے ان صاحبان کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہوئے رخصت کیا۔

فتوے نویسی آپ کا فتوے صرف پشاور ہی میں نہیں بلکہ تمام علاقہ میں نافذ و رائج تھا۔ باہر علاقہ کے علمائے کرام جب تک کسی فیصلہ پر آپ کی مُہر تصدیق نہ دیکھتے دستخط ثبت نہ کرتے بلکہ آپ کے پاس بھیج دیتے۔

شعر گوئی علاوہ ازیں کہ آپ عالم و فاضل بھی تھے بہترین شاعر بھی تھے۔ بہت سے پند و نصائح نظم فرمائے۔ بزرگانِ کرام کی تعریف و توصیف میں مخمسیں۔ غزلیں۔ اور نظمیں اردو۔ فارسی میں لکھیں۔ ایکدفعہ الحاج آغا سکندر شاہ صاحب قادری چشتی نے آپ کو کہا کہ ہمارا شجرہ طریقت نظم فرمادیں۔ آپ نے بزرگانِ کرام کے اسماء طلب کئے۔ اور اسی وقت نظم فرمادئیے۔ ہر ایک شعر ایک دُرِ بے بہا ہے۔ تمام شجرہ طیبہ گویا ایک موتیوں میں پرویا ہوا ایک خوبصورت ہار ہے۔

اولاد آپ کے تین فرزند تھے۔

۱ - مولوی میاں محمد صاحب۔ آپ والد محترم ہی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اور آپ کے زیر سایہ قضا و افتا کا کام کرتے رہے۔ نہایت کریم النفس تھے۔ خوش وضع اور خوش لباس جوان تھے۔ غالباً پچاس برس کی عمر میں بعارضہ نمونیہ وفات پائی۔

۲ - الحاج حافظ علامہ مولانا مولوی گل قہر احمد صاحب ۱۳۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔ پہلا پارہ قرآن مجید والد صاحب سے حفظ کیا۔ اس کے بعد حافظ فضل احمد۔ حافظ غلام رسول حافظ محمد صادق صاحب سے پورا قرآن مجید حفظ کیا۔ فارسی کی تکمیل مولوی عبدالحکیم صاحب پوپلزئی مفتی سرحد (مولد ۱۲۸۴ھ۔ متوفی ۱۳۴۸ھ) سے کی۔ انشا بھی انہیں سے سیکھی۔ اور صرف نحو مولوی انتدین صاحب اور مولوی قاضی سراج الدین صاحب سے پڑھی اور معقول و معانی و اصول فقہ کو مولوی قاضی صاحب بڈھنی سے مکمل کیا۔ اور تفسیر و حدیث اور فقہ فقیہ عصر مولوی پیر علی شاہ صاحب ساکن ڈھکی نعلبندان سے پڑھے۔ پھر حدیث شریف کی سند استاذ العلما

Marfat.com

مولوی محمد ایوب صاحب محدث سے حاصل کی۔ کتب تصوف فصوص الحکم۔ فتوحات مکیہ۔ مثنوی مولانا روم حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی گولڑوی (متوفی ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ) سے سبقاً پڑھیں ان کا وعظ پر تاثیر ہوتا تھا۔ ۱۳۸۲ھ میں موجود تھے۔

یہ مولوی سید امیر شاہ صاحب قادری مصنف تذکرہ علماء و مشائخ سرحد کے بھی اُستاد ہیں۔

مولوی حافظ گل نظیر احمد صاحب کے دو بیٹے ہیں۔

اوّل۔ مولوی بشیر احمد صاحب۔ ہفتہ میں تین روز ترجمہ و تفسیر پڑھاتے ہیں۔ اور تین دن حدیث شریف پڑھاتے ہیں جمعہ اور عیدین کے خطبات بھی دیتے ہیں۔ بہت بلند اوصاف کے مالک ہیں۔ علوم کی تکمیل اپنے والد سے کی ہے۔ اور منشی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا ہے ۱۳۸۲ھ میں ان کی عمر ۳۵ برس تھی۔ (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ج ۱ ص ۲۷۹)

دوم۔ مولوی غلام احمد صاحب پشاور میں "مشیر سرحد" اور "دبنی صاحب" کے القاب سے مشہور ہیں شاعر بھی ہیں کامل تخلص کرتے ہیں۔ دینی تعلیم والد صاحب کے زیر سایہ کی۔ انہوں نے بھی منشی فاضل کیا ہے۔ بہترین واعظ ہیں۔ تین تین گھنٹہ مسلسل فرق باطلہ کا مدلل رد کرتے ہیں ۱۳۸۲ھ میں بعمر ۲۸ سال موجود تھے۔ (حوالہ مذکور)

۳۔ حافظ میاں گل نظیر احمد صاحب مرحوم۔ انہوں نے عمر کا بیشتر حصہ حفظ کلام اللہ شریف میں بسر کیا۔ اور سینکڑوں افراد نے آپ سے قرآن مجید حفظ کیا۔ اور ناظرہ پڑھا تقریباً چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

شاگردانِ رشید | حضرت میانصاحب نصیر احمد کے ویسے تو ہزاروں شاگرد تھے۔ مگر اس جگہ چند گرامی قدر حضرات کے اسماء لکھتا ہوں جو اپنے فنون میں امام تھے۔ افسوس کہ آج ہم صرف ان کے ناموں سے واقف ہیں مگر ان کی تاریخ سے قطعاً بے بہرہ ہیں۔

۱۔ مُلّا منصور صاحب معقولی،

۲۔ حافظ سربلند صاحب

Marfat.com

۳۔ قاضی صاحب بدھنی ۔ جن کی فقاہت کا سکہ صوبہ سرحد میں بیٹھا ہوا ہے۔ اور ان کا فتوٰے جاری ہے۔

۴۔ حافظ صاحب بدھائی

۵۔ مفتی عظیم اللہ صاحب

۶۔ قاضی سراج الدین صاحب

۷۔ مفتی صاحبزادہ شکر دین صاحب معقولی

۸۔ استاذ کل حضرت پیر علی شاہ صاحب[۵]۔ ڈھکی نعلبندان۔

۹۔ حضرت شیخ المشایخ الحاج آقا سید سکندر شاہ صاحب[۵۵] قادری چشتی

۱۰۔ خان بہادر کریم بخش صاحب سلیٹھی ۔ وغیرہ

ان میں سے ہر صاحب علوم متداولہ میں مکمل گذرے ہیں۔ صوبہ سرحد میں دین اسلام کے روشن اور جگمگاتے ستارے تھے۔ کوئی قرآن حدیث اور فقہ میں خصوصیت رکھتا تھا تو کوئی عرفان اور سلوک و تصوف کا حامل تھا۔ کوئی علوم عقلیہ و نقلیہ میں یکتائے وقت تھا۔ اور آج تک ان کے فیض یافتہ اور شاگرد ہمت و استقلال کے ساتھ دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

وفات آپ کی وفات بعمر اسّی برس ۱۸ رجب المرجب ۱۳۰۸ھ بروز جمعہ بوقت عصر

---

[۵] مولوی سید امیر شاہ صاحب پشاوری مصنف کتاب تذکرہ علماء و مشایخ سرحد کا سلسلہ تلمذ بھی ان کو بتایا ہے چنانچہ مولوی صاحب شاگرد ہیں شیخ الحدیث رئیس الواعظین صاحبزادہ حافظ علی نور جان بن صاحبزادہ عبدالقیوم (مولود ۱۲۷۵ھ متوفی ۱۳۴۶ھ) کے وہ شاگرد تھے مولانا پیر علی شاہ کے۔

[۵۵] سید سکندر شاہ بن سید میر محی الدین الملقب بہ گورکھڑی والے (مولود ۱۲۶۶ھ۔ متوفی سوموار ۱۴ رمضان ۱۳۳۱ھ) مدفون پشاور۔ سید شاہ محمد غوث گیلانی لاہوری کی اولاد سے تھے شرافت

Marfat.com

ہوئی۔ آپ کی وفات پر تمام شہر بند کر دیا گیا۔ پشاور شہر اور صوبہ سرحد کے ہزاروں لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ آپ کی وفات پر کافی سے زیادہ تاریخہائے وفات لکھی گئیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

قطعہ تاریخ

صَاحَ لَمَّا مَاتَ مَوْلَانَا نَصِیْرُ اَحْمَدَ — اَلَّذِیْ دَرَّسَ وَنَوّٰی مِثْلَهٗ لَا یَعْلَمُ

قَالَ قَوْمٌ صِفْ لَنَا تَارِیْخَ تِلْكَ الْوَاقِعَهْ — قُلْتُ مَوْتُ الْعَالِمِ وَاللّٰهِ مَوْتُ الْعَالَمِ

۱۳ ۰۸

مادہ ہائے تاریخ

۱۔ نصیر احمد شب شنبہ بمرد ۱۳۰۸ھ

۲۔ حیف از آفتاب علم نہفت ۱۳۰۸ھ

۳۔ شمس العلوم از ما برفت ۱۳۰۸ھ

۴۔ چراغ جنان ۱۳۰۸ھ ※

(۲۹)

میاں نور جمال گجراتی*

آپ مرزا محمد علی ولد مرزا غلام حسین قزلباش گجراتی کے بڑے بیٹے اور مرید تھے۔

ولادت آپ ۱۱۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔

عبادت آپ متعبد شب خیز ذکر و شغل میں بہت مصروف رہتے تھے۔ اہل کشف و شہود و تعرف تھے۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔ مولوی محمد رمضان۔ ان کا ذکر اس کتاب تذکرۃ النوشاہیہ کے نویں حصہ موسوم بہ فوائد الاذکار میں گذر چکا ہے۔ ۲۔ سید محمد ان کے دو بیٹے محمد زمان اور محمد دین نام تھے۔

وفات آپ کی وفات بعمر ۹۸ سال ۱۲۷۳ھ میں ہوئی۔ عہ

---

* میاں صاحب قصہ خوانی کے تمام حالات تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول ص ۱۶۷ تا ص ۱۷۱ سے اسی کی عبارت میں درج کئے گئے ہیں عہ کرسی نامہ عرب شرافت

Marfat.com

(۷۰)

مرزا نور علی گجراتیؒ

آپ مرزا غلام حسین گجراتی ولد عثمان بن محمد قریشی کے فرزند اصغر اور مرید تھے۔

اولاد آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ میاں احمد یار (متولد ۱۲۰۳ھ متوفی ۱۲۵۰ھ) ان کا ایک بیٹا میاں غلام محمد تھا۔

۲۔ میاں سید احمد (متولد ۱۲۰۶ھ متوفی ۱۲۶۰ھ) ان کے چار بیٹے تھے۔ گیلانی بخش میراں بخش۔ نور حسین۔ امیر حسین۔

گیلانی بخش کے ایک فرزند حاجی محمد دین قادری سروری گجراتی تھے جو بہت ساری کتابوں کے مصنف تھے۔ ۱۳۴۸ھ میں موجود تھے۔

وفات آپ موضع گھڑتل گوجرہ سے گجرات کو آرہے تھے۔ کنارۂ چناب پر بیٹھ کر اوراد وقتیہ پڑھ رہے تھے۔ کہ جاں بحق ہوئے۔ ۱۲۳۲ھ ہوتا۔ مادہ تاریخ "باغ بزرگ" ہے عہ

(۷۱)

میاں نور محمد گجراتیؒ

آپ مرزا محمد علی ولد مرزا غلام حسین قریشی گجراتیؒ کے دوسرے بیٹے اور مرید تھے۔

ولادت آپ کی پیدائش ۱۱۸۳ھ میں ہوئی۔

اولاد آپ کے چار بیٹے تھے۔ ۱۔ غلام حسن ۲۔ سلطان محمود ۳۔ پیر بخش ۴۔ محمد بخش۔

غلام حسن کے چار بیٹے تھے۔ ۱۔ خدا بخش ۲۔ برکت علی ۳۔ فضل قادر۔ ۴۔ فرحت حسین۔

وفات میاں نور محمد کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔ عہ

عہ عہ کرسی نامہ عرب۔ شرافت

Marfat.com

(۷۲)

نوشاہی بزرگ غوث پوری

موضع غوث پور علاقہ بہاول نگر جانب دریا۔ بہاول نگر سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کتاب ذکر کرام صہ۲۵ میں ایک باغبان قوم کے بزرگ کے میلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"اسی قبرستان میں ایک اور بزرگ نوشاہی کی قبر بھی ہے۔ اس پر بھی ہر ارجیت کو میلہ لگتا ہے۔ اور لوگ جمع ہو کر نذر نیاز چڑھاتے ہیں"

(۷۳)

نوشاہی جماعت

کتاب تیمور شاہ درانی جلد اول میں ہے۔

"روزنامچہ صحیح پیوستہ منجملہ نوادر اقوال و معاد در ماہ ششم این سال ست بصورت احوال افاضل شرافت خصائل این اماکن دار ماثل ست کہ بعلاوہ آنچہ سابقاً در باب میرزا تقیم بین باشی و شاہ ظہور الدین خان و عالم علی خان و حافظ مسعود خان و میرزا متین خان و نصرت اللہ خان و یاقوت دم خان و عبد اللہ خان خزیمہ و شاہزادہ محمد علی خان موسوی و شیخ المشایخ عبد السلام خان و محمد رضا خان و ابو المعانی خان و میر بہلے شاہ خان و سعد اللہ خان و میرزا خلیل خان و سلام بیگ خان از جماعۂ نوشاہی و کشمیری و صفاہانی و شاہجہان آبادی و غیرہ عظام گرامی کہ در علوم عقلیہ و نقلیہ و اکتساب و فنون تہذیب و قوانین قوانی و عروض و سیاقت و بدیع و بیان و انشاء شاغل و داخل معضلات و اشعار و قوف داشتہ سیاحت نامہا و سفینہا و مکتوبات نیکو مرتب کردہ اند لبزر عرض اقدس نور حدیقہ سلطنت و بگانہ گوہر درج عظمت رسید" عہ

عہ مکتوب بنام تیمور شاہ۔ تحریر ۲ر شعبان ۱۱۷۲ھ۔ کتاب تیمور شاہ درانی ج ۱ صہ ۹۱ شرافت

Marfat.com

(۷۴)

نوشاہی لوگ

مولوی نور احمد چشتی لاہوری خانقاہ طاہر بندگی کے متعلق لکھتے ہیں۔

"اب جس روز سے کہ شہسوار سجادہ نشین ہوئے ہیں از انجا کہ یہ حضرت بڑے شوقین آدمی ہیں انہوں نے حال والے لوگ یعنی نوشاہی وغیرہ جو سرود سنتے ہیں۔ جمع کرنے اور مجلس قوالاں کرنی شروع کی ہے"[عہ]

و

(۷۵)

والدہ مولوی محمد دین فاروقی رسولنگری رح

اہلیہ حضرت مولانا غلام قادر شائق بن مولانا حکیم شیخ احمد فاروقی رح

آپ کے شوہر مولانا شائق رح حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی ساہنپالوی کے مرید تھے۔ آپ بھی ان کی معتقدات سے تھیں۔ زینب بی بی نام تھا۔ چون[۵۴] سال عمر تھی۔

اولاد آپ کے دو فرزند تھے۔ ۱۔ مولوی محمد دین ۲۔ مولوی نور دین۔ دونوں عالم اور خوشنویس تھے۔

وفات آپ کی وفات بدھوار۔ وقت ظہر ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ (بقول دیگر ۱۲۹۱) میں اپنے شوہر کی زندگی میں ہوئی۔ مزار قصبہ رسولنگر میں ہے۔

قطعہ تاریخ

از مولانا غلام قادر شائق رسولنگری رح

فغاں کیں چرخ کش صد چرخ در پر پیچ و خم باشد
دو مشتاقان جانی را مفرق از وصال آمد

اگر وصلے دہد فوراً کند فصلے بزخم ہجر
کہ صبح وصل عاشق را چہ شام انفصال آمد

غرض کامروز با صد درد و غمہا مادر طفلاں
ازیں دنیا سوئے عقبیٰ بحکم ذوالجلال آمد

عہ تحقیقات چشتی ص ۱۹۱۔ شرافت

Marfat.com

بحسنِ خلق و لطفِ طبع و شکر و صبر شد مشہور — بمرگش ہر کسے در سوزش و ہم در ملال آمد

ہزار افسوس و صد حسرت کہ آں محبوبۂ جاں را — ز ہجرِ ایں حزیں بس غم چہ وقتِ ارتحال آمد

ازار اندرونی ہم وصیت ہا کہ با من داشت — نخواندہ الوداعی بُرد ہمرہ وہ چہ حال آمد

مرا از سوز سودائش چساں از پردہ نافتد راز — کہ دل بریاں گواہ و چشم گریاں ہر دو دال آمد

مبادا ہمچو من محجوبِ محبوب آہ کز ہجرش — دو تفریقم چہ در یک جمع گاہِ انتقال آمد

خیالِ روئے آں دلبر بچشمم جا گرفت آخر — چہ در برگِ حنا رنگِ حنا اندر خیال آمد

رقیبم گر ملامت کرد معذورش ہمیدارم — کہ من خود صاحبِ حالم چہ او صاحب مقال آمد

خدا عشقِ مجازی را حقیقی گر کند شاید — کہ ایں مے سر کہ گردد پس شدم خوش کانچہ فال آمد

چو منزلگاہِ آں محبوب خالی شد بیا بشنو — صدائے دردِ مہجوراں ز راہِ حال و قال آمد

دوئم از یوم نحر چہار شنبہ وقتِ پیشیں داں — کہ جامِ عمرِ او پر گشت وقتِ اعتزال آمد

چو وقتِ رحلتش حاضر نبودم حسرت اے حسرت
۱۳۳۶ ۴۴
برائے سالِ فوتِ او دو حسرت بے زوال آمد عہ

— دو حسرت کے اعداد ۱۳۳۶ میں سے زوال کے اعداد ۴۴ تفریق کرنے سے ۱۲۹۲ھ ظاہر ہوتا ہے۔

(۷۶)

میاں ودھایا کنگ والہ رح

والد کا نام شگوفہ ولد نامدار بن صلاح بن سعد اللہ بن تقی بن برخوردار بن فتح اللہ عرف فتوہل بن ادہم قوم مراسی گوت پوسلہ تھی۔

یہ نوشاہی خاندان میں مرید تھا۔ باپ دادا سے بھانڈوں کا پیشہ کرتے تھے۔ گانا بولنا اور نقالی کیا کرتا۔ موضع کنگ چنن ضلع گجرات میں آباد تھا۔ اس کا بیٹا علی محمد نام ۱۳۸۴ھ

عہ بیاض شائق قلمی۔ بیاض خزینۃ العلوم ص ۲۰۹ شرافت

Marfat.com

میں موجود تھا۔

یہ خاندان اپنے فن میں تمام پنجاب میں مشہور ہے۔ چنانچہ آجکل ۱۳۹۷ھ میں اُن میں سے خانصاحب امید علی نوجوان میٹرک پاس بعمر ۳۲ سالہ موجود ہے۔ فن موسیقی اور رقاصی میں کمال ہے۔ بڑا خوبصورت، حسین و جمیل ہے۔ اسوقت موضع کنگ والے بھانڈوں کے خاندان میں سے ہر لحاظ سے اول نمبر شمار ہوتا ہے۔ اس کی زبان بڑی فصیح و بلیغ ہے۔ راگ رنگ۔ ناچ۔ ناز و کرشمہ میں اپنے معاصرین سے فائق ہے۔ میرے ساتھ بھی عقیدت رکھتا ہے۔ میرے خیال میں علامہ غنیمت کنجاہی رح نے مثنوی نیرنگ عشق میں شاہد نامی رقاص کی نزاکت کے متعلق جو شعر لکھا ہے۔ ؎

گذارد پا اگر در چشم بلبل نخارد از خیال خندۂ گل

اسوقت امید علی اس کا پورا پورا مصداق ہے۔

اس کا والد خانصاحب مہتاب علی۔ سارنگی بجانے میں اُستاد کامل ہے۔ سارنگی بجانے میں اسم ذات کا ذکر اور کلمہ طیبہ کی آواز اور اذان کی آواز پر بھی بجا سکتا ہے۔ یہ بھی اسوقت موجود ہے۔

امید علی کا دادا گلاب نامی کنگ چنن والے سارے خاندان میں نقالی اور خوش ادائی میں مشہور و معروف تھا۔ میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ ابن پیراندتا بن مراد علی بن صلاح بن سعد اللہ بن تقی مقدم الذکر۔ اب امید علی کنجاہ محلہ کرۂ مصر میں چلا گیا ہے۔

(۷۷)

وہاب شاہ رانی

"خانقاہ وہاب شاہ۔ واقع لودھراں میلہ ۱۵ ہاڑ۔ دو سو سال کی خانقاہ ہے۔ قوالی ہوتی ہے جن کو حال پڑتا ہے۔ رسی باندھ کر درختوں پر لٹکا دیا جاتا ہے۔" عہ

عہ روزنامہ آغاز لاہور۔ جمعہ ۱۴ محرم ۱۳۶۷ھ ص ۳ مضمون پیر نامی لاہوری شرافت۔

Marfat.com

(۷۸)

میاں ولی محمد خرادی خیرپوری

آپ سید ہاشم شاہ خیرپوری رح کے مرید تھے۔ ایکدفعہ مرشد صاحب کے حضور میں عرض کیا

زیارت نبوی کہ مجھے کوئی ایسا وظیفہ تلقین فرمائیں جس کے پڑھنے سے مجھے حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے۔ انہوں نے وظیفہ بتا دیا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ مسجد خرم خاں کے پاس بہت سے لوگ جمع ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری آرہی ہے۔ چنانچہ جب سواری آپہنچی تو میاں ولی محمد بکمال ادب زیارت کے لئے آگے بڑھے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ خاصہ میں حضرت سید ہاشم شاہ تشریف فرما ہیں۔ ولی محمد قدمبوس ہوئے مگر دل میں خیال گذرا کہ میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا مشتاق تھا۔ یہ تو حضرت مرشد صاحب ہیں۔ صبح کو جب اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ولی محمد! بے اعتقاد نہ ہو پہلے اپنے شیخ کی زیارت ہوتی ہے تب جا کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ دوسری رات آپ کو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہو گیا۔ عہ

(۷۹)

مولانا سید علی ہاشم شاہ سہدانی خیرپوری

نسب نامہ آپ کا نام سید حافظ علی ہاشم شاہ تھا۔ والد بزرگوار کا نام شیخ حافظ محمد زاہد شاہ متوفی ۱۲۱۸ھ ابن سید قاسم شاہ بن سید اشرف بن سید ابو طالب بن سید مرتضٰے بن سید شاہ محمد بن سید جلال الدین بن سید علی احمد بن سید ایوب بن سید عبدالشکور بن سید

عہ ہم اور ہمارے اسلاف ص ۲۱۵ شرافت

Marfat.com

ملوک بن قاضی منور بن حافظ محمد بن سید علاؤ الدین بن سید کمال الدین بن سید سیف الدین بن سید جعفر بن سید نور الدین کمال بن سید احمد قتال بن سید حسن بن میر سید محمد بن امیر کبیر سید علی ہمدانی صاحب اوراد فتحیہ بن سید ابو القاسم شہاب الدین بن سید محمد بن سید علی حسن بن سید ابو جعفر یوسف بن سید شرف بن سید محب اللہ بن سید محمد بن سید جعفر بن سید عبد اللہ بن سید محمد اول بن سید علی حسن بن سید حسین بن سید جعفر الحجۃ بن سید عبد اللہ زاہد بن سید حسین اصغر بن سید علی زین العابدین بن حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم

ولادت آپ کی پیدائش کوٹ مراد خاں قصور ضلع لاہور میں ۱۱۶۹ھ میں ہوئی وہیں جوان ہوئے۔

تعلیم آپ فارغ التحصیل صاحب فتوٰے عالم تھے۔ آپ کے فتاوٰی خود آپ کے قلمی اولاد کے پاس موجود ہیں۔

بیعت آپ کی بیعت نوشاہی سلسلہ میں سید امان اللہ شاہ ولد سید انور شاہ بن سید رحمت اللہ بن سید مرتضٰے ہمدانی رح سے تھی۔

عبادت آپ کا رجوع عشق الٰہی کی طرف بہت تھا۔ سارا دن گھر کے جنوب مشرقی کمرے میں عبادت کرتے۔ اور رات میں کوٹ مراد خاں کے جنوبی قبرستان میں گذارتے کئی لوگوں نے آپ کو وہاں مستغرق الاعضا دیکھا۔ [1]

خیر پور میں ورود ایکدفعہ قحط عظیم پڑا تو آپ قصور سے چل کر کچھ عرصہ چھوہن میں رہے پھر ۱۱۹۸ھ میں نواب بہاول خاں ثانی عباسی کے عہد میں بمقام خیر پور ٹامیوالی ریاست بہاول پور تشریف لے گئے۔ اور وہیں سکونت اختیار کی۔

والد صاحب کی مراسلت اس وقت آپ کے والد صاحب سید زاہد شاہ ابھی حیات تھے۔ ان کے ساتھ آپ کی مراسلت رہتی۔ ان کو آپ مبلغ ۱۰ روپے بطور امداد بھیجا کرتے چنانچہ سید

---

[1] ہم اور ہمارے اسلاف ص ۲۱۱ شرافت

Marfat.com

محمد زاہد کا ایک مکتوب آپ کے نام یہ ہے۔

"برخوردار کامگار سعادت اطوار سید ہاشم شاہ در حفظ الٰہی باشند۔

از فقیر سید زاہد و کامل شاہ و سید محمد و عاجزہ مجددہ دعوات برخورداری و جان درازی مطالعہ باد روپیہ مرسلہ ایشاں رسیدہ اند۔۔۔ گندم خریدہ شد ماموں صاحب امان شاہ و خال صاحب زیب النساء و صالح خاتوں والدہ مشیر علی و بشیرہ آں فوت شدہ اند۔۔ دیگر ساکنان کوٹ عثمان خاں بسبب گرسنگی نہایت لاچار شدہ اند امید زندگی کسے نیست ۔۔۔۔ کسے زیور و پارچہ نمانندہ لازم و واجب کہ ہر طور دستگیری نمایند۔۔۔۔ بسبب قحط تنگی بدرجہ کمال ست[1]۔۔۔ فقط"

فیضان کثیر آپ تبلیغ دین اور فقر و ریاضت میں مسلسل مشغول رہے۔ آپ کے فیضان سے خیر پور اور گرد نواح کے بہت لوگ فیضیاب ہوئے۔

مرشد صاحب کی نصیحت آپ کے مرشد سید امان اللہ شاہ ہمدانی نوشاہی رح نے آپ کو جب بیعت کیا تھا تو بہت نصائح فرمائیں منجملہ ان کے ایک یہ تھی۔ کہ سب لوگوں کو اپنے سے اچھا جاننا اور اپنے آپ کو حقیر جاننا۔ چنانچہ آپ اپنے مرشد دہلوی کے اس ارشاد پر ہمیشہ کاربند رہے[2]۔

کرامات

ایک مرید کو زیارت نبوی کرانا آپ کے مرید میاں ولی محمد خوادی نے عرض کیا کہ مجھے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہے۔ آپ نے ان کو وظیفہ بتایا۔ چنانچہ چند روز پڑھنے سے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد خرم خاں کے پاس حضور علیہ السلام کی سواری آئی ہے اس کو زیارت ہو گئی[3]۔

ایک شخص کو مقدمہ سے رہا کرانا میاں امام بخش ساکن جھوبن سے منقول ہے کہ مجھ پر ایک ناجائز

---

[1] ہم اور ہمارے اسلاف ص۲۱۵ [2] ایضاً ص۲۱۹ [3] ایضاً ص۲۱۸ شرافت

Marfat.com

مقدمہ چلایا گیا۔ خیرپور کی پولیس نے مجھے زیر حراست کر لیا، میں بہت گھبرایا۔ رات کو آپ خواب میں مجھے ملے اور فرمایا۔ ہم نے تم کو رہا کر دیا ہے۔ چنانچہ صبح میں رہا ہو گیا۔[1]

کتابوں کا شوق | جب آپ کے والد سید زاہد شاہ ؒ ۱۲۱۸ھ میں قصور میں فوت ہوئے آپ اُس وقت خیرپور میں تھے۔ اطلاع ملنے پر قصور پہنچے اور اپنے بھائی صاحب بزرگ سید کامل شاہ کے ساتھ شریک رنج و غم ہوئے۔ جب رخصت ہونے لگے تو انہوں نے کہا کہ آپ والد ماجد کے ورثہ میں سے نصف حصہ لے لیں۔ آپ نے کہا کہ بھائی صاحب میں برضا و رغبت اپنا سب حصہ آپ کو دیتا ہوں۔ البتہ والد صاحب کی کتابیں مجھے دے دیں۔ چنانچہ سب کتابیں آپ کو مل گئیں۔[2]

مشائخ کی آپ سے عقیدت | سید عبدالرحمٰن بمدانی لکھتے ہیں کہ آپ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کے ہم عصر تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے تحفۃ الامیر میں آپ کا یوں ذکر فرمایا ہے "آنچہ ما را از سالک مسالک طریقت واقف حقیقت۔ حقائق آگاہ واصل باللہ ابوالمکارم حضرت سید محمد ہاشم خلف عمدۃ السالکین زبدۃ الکاملین حضرت سید محمد زاہد قصوری کہ خلاصۂ اولاد و برگزیدہ احفاد حضرت امیر کبیر [سید علی ہمدانی ؒ] اند معلوم و مفہوم شدہ افضل دادئے واحق دعین احوب ست"[3]

مگر میرے (شرافت کے) نزدیک یہ قول صحیح نہیں۔ کیونکہ سید ہاشم شاہ صاحب کی پیدائش ۱۱۶۹ھ میں ہوئی۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کی وفات بقول تذکرہ علمائے ہند ۱۱۷۶ھ میں ہوئی۔ یعنی اُن کی وفات کے وقت سید ہاشم شاہ ابھی سات سال کے بچہ تھے۔ اس لئے شاہ ولی اللہ محدث کا یہ کلام آپ کے متعلق نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ولی اللہ نام کے کوئی اور مولانا صاحب۔ سید ہاشم شاہ سے مستفید ہوئے ہوں اور انہوں نے تحفۃ الامیر نام کتاب لکھی ہو۔

---

[1] ہم اور ہمارے اسلاف ص۲۲۱ [2] ایضاً ص۲۲۴ [3] ایضاً ص۲۲۱ شرافت

Marfat.com

حضرت خواجہ خدا بخش چشتی نظامیؒ جو حافظ محمد جمال ملتانیؒ کے اکابر خلیفوں سے خیر پور میں رہتے تھے۔ اکثر حضرت سید ہاشم شاہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ اور آپس میں باہم تصوف و مسائل فقہ پر گفتگو ہوا کرتی تھی۔ جب خواجہ صاحب ضعیف ہو گئے تو خاصہ میں بیٹھ کر تشریف لایا کرتے تھے [۵] اور فرماتے تھے سید ہاشم شاہ طلب وقت ہیں [۶]

تحریرات | آپ خوشنویس تھے۔ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتب ذیل موجود ہیں۔

۱۔ ہدایۃ النحو ۲۔ مشکوٰۃ المصابیح ۳۔ درۃ الفرید ۴۔ حصن حصین ۵۔ دلائل الخیرات ۶۔ کافیہ لابن حاجب ۷۔ قطبی ۸۔ کنز الدقائق ۹۔ شرفی ۱۰۔ یوسفی ۱۱۔ بوستاں

ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن ہمدانی مولف کتاب "ہم اور ہمارے اسلاف" لکھتے ہیں کہ یہ سب کتابیں نہایت خوشخط اور دیدہ زیب نسخے احقر کی خاندانی لائبریری میں موجود ہیں [۷]

دستخط | ہدایۃ النحو سے آپ کا دستخط نقل کیا جاتا ہے۔

"الحمد للہ والشکر للہ علی توفیقہ علی اتمام ھذا النسخۃ فی التاریخ شنبہ تسع جمادی الثانی وتسع وثمانون ومائۃ الف سنۃ ۱۱۸۹ ھ

بید فقیر سید ہاشم۔ تحریر یافت [۸]

یلوح الخط فی القرطاس دھرًا ۔۔۔ وکاتبہ رھین فی التراب

[۹]

قد ذاب من الفراق لحمی ودمی ۔۔۔ وازداد من الشوق الیکم الم

کم اکتب خطی الیکم بیدی ۔۔۔ کم اصبر بالیت وجودی وعدمی [۱۰]

تبرکات | آپ کی ایک دستار اور ایک رومال سید عبدالرحمٰن ہمدانی خیر پوری مقدم الذکر کے گھر میں تبرک موجود ہے۔ [۱۱]

---

[۵] ہم اور ہمارے اسلاف ص ۲۱۶ [۶] ایضاً ص ۲۲۵ [۷] ایضاً ص ۲۲۶ [۸] شرافت

Marfat.com

اولاد | آپ کے ایک ہی فرزند سید حافظ محمد شاہ ہمدانی رح تھے۔

یارانِ طریقت | آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

۱ - سید لطف شاہ ولد سید امان شاہ ہمدانی رح	قصور	لاہور
۲ - سید قطب شاہ ولد سید غلام محمد شاہ ہمدانی - کوٹ مراد خاں	"	"
۳ - حکیم بخت جمال	خیرپور	بہاولپور
۴ - میاں ولی محمد خرادی	"	"
۵ - میاں دھولہ	چھوہن	"

یہ سب صالح اور دیندار بزرگ تھے۔ سو سال سے زیادہ عمر پائی جب ان کو قبر میں اتارا گیا تو تین مرتبہ ان کے منہ سے اللہ کی آواز نکلی جو سب حاضرین نے سُنی۔ [۱۳]

۶ - میاں درویش محمد خلیفہ		
۷ - میاں سلطان محمود گورایہ	فاضلکا	فیروزپور

وفات | سید ہاشم شاہ ہمدانی رح کی وفات بعمر ۷۰ سال ۲۷ محرم ۱۲۴۱ھ میں ہوئی نماز جنازہ حضرت خواجہ خدا بخش چشتی نظامی رح نے پڑھائی۔ خیرپور ٹامیوالی میں دفن ہوئے مولانا حفیظ بہاولپوری لکھتے ہیں۔

" سادات خیرپور۔ خیرپور کی شرقی سمت جنازہ گاہ کے قریب ایک وسیع قبرستان میں سادات خیرپور کے مزارات اور متعدد خانقاہیں واقع ہیں۔ لوگ یہاں بھی مقررہ اوقات میں جمع ہوکر اپنی اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ سال میں کئی دفعہ یہاں چہل پہل کا سامان ہوجاتا ہے۔ حضرت سید ہاشم شاہ صاحب قادری رح کا مزار اسی قبرستان

---

[۱۳] ہم اور ہمارے اسلاف ص ۲۲۳ شرافت۔

Marfat.com

میں واقع ہے۔ جو قصور ضلع لاہور سے آکر اس جگہ متوطن ہوئے۔ آپ قادری نوشاہی خاندان کے بزرگ ہیں۔ حضرت خواجہ خدا بخش رحمہ اللہ سے آپ کا بہت اتحاد تھا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خواجہ صاحب نے پڑھائی تھی" [۱۴]

ی

(۸۰)

یادگار تحریر

مُہر [اکال سہائے / رنجیت سنگھ ۱۸۵۴ء] मंगल (صحیح)

عاملان و کارداران حال و استقبال پرگنہ رام نگر بدانند

دریں ولا از راہ شفقت و مہربانی واجبہ ترنے و اگار و بیگار و تکالیف دیوانی و جریمہ و ہلیز وغیرہ حبوبات بہ نیرہ ہا و نواسہ ہا زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت میاں نوشہ جیو کہ در مواضع سہنپال و فتحپور اقامت میدارند معاف فرمودیم کہ احدے و فردے از ملازمان سرکار مجوز ہیچ تکلیف از تکلیفات مرقومہ صدور باحوال اوشان نباشد کہ بخاطر جمع ہر کدام بجائے خود مشغول در کار بودہ بدعائے دوام دولت مشغول باشند اندریں باب تاکیدہا بدانستہ حسب المقرر از ہر کدام کاردار سرکار مقرر شدہ بیاید پروانہ مجدد طلب نسازد از قرار ہمیں حکم معمول دارد۔ تحریر بتاریخ شہر بساکھ سمت ۱۸۹۰ ب [اپریل ۱۸۳۴ء۔ ذی الحجہ ۱۲۴۹ھ] حسب قرار توجہ نمائند۔

ڈیرہ رام نگر

---

[۱۴] ذکر کرام ص۴۵ شرافت

Marfat.com

انتباہ

الحمدللہ کہ تذکرۃ النوشاہیہ کا بارہواں حصہ متعلقہ خاندان نوشاہی ختم ہوگیا ہے مگر یہ کتاب فی الحقیقت اُس وقت مرتبہ کمال کو پہنچے گی جبکہ اپنے مخلص احباب کا بھی اس میں تذکرہ کیا جاوے۔ جن کی دعاؤں اور قیمتی مشوروں اور قلمی اعانت سے میں اس قابل ہوا ہوں کہ اس کتاب کو اختتام تک پہنچا سکا۔ اس میں یہ اہتمام کیا ہے کہ نوشاہی خاندان کے علاوہ جن علما و مشایخ و مورخین و مصنفین و ادبا و شعرا و رسائندہ و احباب سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے یا جن کی زیارت کی ہے یا ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یا بعضے حضرات جن کو صرف دیکھا ہی ہے۔ ان کے حالات یا اسمائے گرامی صفحہ قرطاس پر رقم کر دئے ہیں۔ تاکہ ان کی یادگار بھی قائم رہ جائے۔ ان میں سے وہ حضرات جو انتقال فرما چکے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ اور جو احباب حیات بابرکات ہیں ان کے فیوض سے حلقہ احباب کو دیر تک متمتع اور فائز المرام رکھے آمین۔ اب یہاں ان کا تذکرہ بترتیب حروف تہجی کیا جاتا ہے۔

الف

۱ - ابراہیم - میاں ابراہیم - امام مسجد دنوٹیانوالی چک ۲۹ - ضلع شیخوپورہ۔ نقشبندی سلسلہ میں چوڑہ شریف والے پیروں کے مرید تھے۔ زاہد عابد نیک سیرت تھے۔ جب میرے والد بزرگوار اعلےٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی رح دنوٹیانوالی میں تشریف لے جاتے۔ تو میاں ابراہیم مجلس میں حاضر ہوتے اور استفادہ کیا کرتے اُسی دوران میں نے (شرافت نے) ان کو دیکھا ہے۔ خوشنویس بھی تھے۔

۲ - ابراہیم - مولانا محمد ابراہیم امام مسجد نوشہرہ شریف میانہ ضلع گجرات۔ ان کے والد کا نام مولوی حافظ محمد رمضان تھا جو ڈڑدہ [اکبرآباد] ضلع گجرات میں امام مسجد تھے۔ اُن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کئی کتابیں میرے (شرافت کے) کتبخانہ میں ہیں

Marfat.com

مولانا محمد ابرہیم جید فاضل تھے۔ ان کی ولادت ۱۲۷۶ھ میں ہوئی۔ اپنا مادۂ تاریخ "نکو اختر" بیان کیا کرتے تھے۔ قادریہ فاضلیہ سلسلہ میں شمالہ شریف والے پیر محمود الحسین کے مرید تھے۔ نوشہرہ شریف میں درس بھی دیتے تھے۔ حضرت پنجیار صاحب رح کی اولاد کے اکثر افراد ان کے شاگرد تھے۔ خوشنویس اور تاریخگو تھے۔ میرے (شرافت کے) ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ میں جب کبھی نوشہرہ شریف جاتا تو ضرور میری مجلس میں آتے اور علمی گفتگو میں ہوتیں۔ مولوی صاحب میرے علمی مذاکرات سے متاثر ہو کر مجھ کو فرمایا کرتے کہ آپ کے علم کا ظرف کبھی پُر نہیں ہوگا۔

بڑے عالم، خوش مزاج، لطیفہ گو تھے۔ ایک مرتبہ ۱۳۵۹ھ میں نوشہرہ شریف عرس پر گیا ہوا تھا۔ ۶ ربیع الاول کو مولوی صاحب میری مجلس میں آئے۔ اثنائے گفتگو میں میں نے کہا کہ مولوی سلام اللہ شائق چک عمر والے نے میرے نام کا یہ سجع بنایا ہے۔ "شریف احمد غلام مصطفٰے باد" انہوں نے کہا کہ اگرچہ مصرع بامعنی ہے۔ موزون ہے، ولدیت بھی اس میں آگئی ہے۔ لیکن اس میں کوئی لطافت نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی نے اپنے محبوب کی صفت میں کہا ہے۔ [1]

دندانِ تو جملہ در دہان اند　　چشمانِ تو زیرِ ابروان اند

یعنی سب دانت تیرے منہ میں ہیں اور آنکھیں تیری ابروؤں کے نیچے ہیں۔ اگرچہ مطلب ٹھیک ہے لیکن کوئی لطافت نہیں۔ [1]

ایک مرتبہ میں نوشہرہ شریف میں صاحبزادہ محمد امین ولد میاں مجدد فاضل مرحوم کے دولتخانہ میں وارد تھا۔ کھانا کھایا۔ صاحبزادہ صاحب نے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ کچھ تبرک لیں گے انہوں نے کہا ہاں۔ جب خوانچہ ان کے سامنے کیا تو انہوں نے میٹھے چاولوں کی

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۸ ۔ ص ۲۷۶ ۔ شرافت

Marfat.com

پلیٹ پکڑی اور دال کے برتن کو نہ چھیڑا۔ صاحبزادہ صاحب نے ہنس کر کہا۔ مولوی صاحب! آپ نے دال کا برتن کیوں نہیں لیا۔ یہ بھی تو تبرک تھا۔ مولوی صاحب نے کہا نہیں جناب ہمیشہ تبرک اچھی چیز کا ہوتا ہے اور دال کے متعلق تو دانا ؤں کا مقولہ ہے۔ اَلدَّالُ۔ دَالٌّ عَلٰی قِلَّۃِ الْمَالِ وَکَثْرَۃِ الْعِیَالِ۔

مولوی ابراہیم نے ۱۳۳۰ھ میں وفات پائی۔ مجھے کہتے تھے۔ کریما ختم روزانہ پڑھا کرنا۔ چنانچہ میں آج تک اس کی تعمیل کر رہا ہوں۔

۳۔ احسان۔ مولانا احسان دانش۔ لاہوری۔ اصلی نام احسان الحق، والد کا نام قاضی دانش علی تھا۔ آباواجداد باغپت ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے۔ مگر ان کے والد نے کاندھلہ ضلع مظفر نگر بھارت میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ احسان دہیں ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے والدین کی غریبی کے باعث چوتھی جماعت سے آگے نہ پڑھ سکے۔ تاہم اپنے طور پر عربی فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ تلاش معاش میں لاہور آ گئے۔ اور وہیں کے ہو رہے۔ مکتبہ دانش کے قیام سے پہلے انہوں نے مزدوری، معماری، باغبانی اور چوکیداری کی۔ لیکن ان مصائب اور پریشانیوں میں بھی مطالعہ کتب جاری رہا۔ شعر کا شوق بچپن سے تھا۔ ابتدا میں اپنے ہم وطن زکی سے اصلاح لی۔ پھر اپنے وجدان شعری کو ہی اپنا رہنما بنایا۔ نظم اور غزل دونو میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کے ہاں ہر جگہ مزدور کی روح جھلکتی نظر آتی ہے۔

اس وقت تک احسان کے حسب ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ حدیث ادب۔ درد زندگی۔ تفسیر فطرت۔ چراغاں۔ نوائے کارگر۔ آتش خاموش۔ جادۂ نو۔ زخم و مرہم۔ مقامات اور گورستان وغیرہ۔ ان کے علاوہ چند نثر کی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ [1]

میں نے (شرافت) ایک مرتبہ انارکلی لاہور میں ان کا کتبخانہ ملاحظہ کیا ہے۔ اس وقت موجود تھے

---

[1] اردو انسائیکلوپیڈیا نیا ایڈیشن ص۶۵۔ شرافت ۲۵ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ متوفی ۲۱ مارچ ۱۹۸۲ء۔ عارف

Marfat.com

۴ - احسن - باباجی سائیں محمد احسن - ساکن سنگرانہ - ضلع گجرات
یہ نقشبندی سلسلہ میں ڈنگہ ضلع گجرات والے بزرگوں کے مرید تھے - صاحب
شریعت ریاضت و مجاہدہ کرنے والے تھے -

میں (شرافت) ایک مرتبہ موضع داؤ میں بخانہ میاں کرم دین موچی گیا ہوا تھا -
سائیں صاحب کا گاؤں سنگرانہ قریب ہی دو فرلانگ ہے - میرا سن کر ملنے کے واسطے
آ گئے - بالکل سادہ مزاج کشمیری برادری سے تھے - ایک دو گائیں رکھتے - اور اپنے
ہاتھوں سے اُن کو چارہ ڈالتے - خودی تکبر قطعاً نہیں تھا - مجھ سے پوچھا کہ کیا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جبرائیل فرشتہ دنیا پر کسی کے پاس آسکتا ہے،
میں نے کہا کہ پیغام لے کر تو نہیں آسکتا کیونکہ نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
پر ختم ہو چکی ہے - البتہ اولیاء اللہ کی بزیارت و ملاقات کے لئے فرشتے آسکتے ہیں
اسی طرح جبریل ؑ بھی آسکتا ہے - تو باباجی نے کہا کہ میں نے کئی مولویوں سے یہ
مسئلہ پوچھا ہے - تو وہ جواب دیتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد
جبرائیل ؑ کسی پر آسکتا ہے وہ کافر ہے - البتہ اس سے پہلے امرتسر کے ایک حافظ صاحب
نے کہا تھا کہ جبرائیل آسکتا ہے - اور آج آپ نے بھی یہی جواب دیا ہے -

اس کے بعد باباجی میرے ساتھ خوب ہمکلام ہوئے اور اپنے راز و رموز اور
روحانی سیر اور کیفیات باطن بیان کرنے شروع کئے - اُن میں سے کچھ بیان درج
کئے جاتے ہیں -

باباجی نے کہا کہ میں نے ساٹھ سال تک بڑے مجاہدات کئے ہیں میرے مرشد صاحب نے
باطن میں مجھے اپنے مقام تک پہنچایا - اس کے بعد انہوں نے اپنے مورث اعلیٰ صاحب
مزار کے سپرد کیا - جو موضع ڈنگہ میں مدفون ہیں - انہوں نے اپنے مقام تک مجھے پہنچایا
پھر آگے میرے لئے ترقی کا کوئی راستہ نہ رہا - لیکن میری ابھی تشنگی باقی تھی -

Marfat.com

میں نے اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا شروع کیا۔ لیکن کوئی میری رہنمائی نہ کر سکا۔

اُس وقت میرے مرشد صاحب مجھ پر ناراض ہو گئے۔ اُن کو یہ اعتراض تھا کہ ہمارا وسیلہ چھوڑ کر اب دوسرے اولیا کے پاس جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رح نے ہمارا تصفیہ کرایا۔ اُنہوں نے میرے مرشد صاحب کو کہا کہ جب تک تم اس کو تعلیم دے سکتے تھے۔ اُس وقت تک یہ کسی کے پاس نہیں گیا۔ اب جبکہ زیادہ ترقی کرنا چاہتا ہے۔ تو اگر کسی اور کے پاس جائے تو تم کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ تمہارے وسیلہ کا تو یہ اُسی طرح معترف ہے۔ اُس وقت میرے مرشد صاحب راضی ہو گئے۔

ساڑھے سات سال تک آگے کوئی راستہ نہ کھلا۔ اتفاقاً ایک رات مشاہدہ میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضری نصیب ہوئی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام بھی مجلس میں موجود تھے۔ اُس وقت حضرت موسےٰ علیہ السلام نے حضور نبوی میں میری سفارش فرمائی کہ یہ آپ کی امت کا ایک فرد ہے بھٹکتا پھرتا ہے۔ اس کی رہنمائی فرمائیں۔ اُسوقت حضور علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام کو میری تربیت پر مامور فرمایا۔ اور اُس نے میری روحانی تربیت کرنی شروع کر دی۔

بابا صاحب نے کہا کہ دیکھو رحمۃ للعالمین تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے مگر حضرت جبریل علیہ السلام بھی سراسر رحمت ہیں۔ اسقدر رحیم اور مہربان ہیں جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جب کبھی وہ میرے پاس تشریف لاتے ہیں۔ تو جب میں نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں اُس وقت آتے ہیں اور میرے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال دیتے ہیں۔

Marfat.com

باباجی نے کہا کہ جبرائیلؑ نے مجھ کو کرسی پر بٹھا کر تمام مقاماتِ ولایت قطب، غوث، امام، ابدال وغیرہ کی سیر کرائی۔ اس کے بعد آگے چلے تو محض خلا سا نظر آیا میں نے خیال کیا کہ اب آبادِ ملک تو چھوڑ آئے ہیں اولیاء اللہ کو دیکھا گیا ہے کہ بڑی خوشوقتی میں مجلسیں لگی ہوئی ہیں۔ اب آگے کیا دیکھنا ہے؟ چنانچہ ناگہاں آگے آبادِ ملک آگیا، جو ولایت سے بدرجہا بہترین اور وسیع تھا۔ اُس جگہ مجھے دوسری کرسی ملی اور بتایا گیا کہ یہ انبیاء کا مُلک ہے۔ وہاں ہر ایک پیغمبر کے محلات عالی شان نظر آئے۔ اور ان کے مراتب کی بلندی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہاں سے مجھ کو فیضانِ نبوت حاصل ہوئے۔ اور کرسی پر بٹھا کر مجھے انبیاء کے مقامات کی سیر کرائی گئی۔ پہلی کرسی بھی خالی ساتھ ہی رہتی۔ میں نے پوچھا کہ اب اس کی کیا ضرورت ہے؟ تو حکم ہوا کہ چونکہ یہ تمہارے نام کی ہے اس لئے تمہارے ساتھ ہی رہے گی۔

باباجی نے کہا کہ جب میں نے انبیا کے مراتب و کمالات کو ملاحظہ کیا تو مجھے اولیاء اللہ پر رحم آتا تھا کہ یہ کن مراتب پر خوش ہوئے بیٹھے ہیں۔ اگر یہ انبیا کے مراتب دیکھتے تو ان باتوں پر ہرگز خوش نہ ہوتے۔

باباجی نے کہا کہ جبریلؑ نے مجھے باب القدرت تک پہنچایا۔ دروازہ کے سامنے نو آدمی لائن میں کھڑے تھے۔ دسواں پیچھے مجھ کو کھڑا کیا گیا۔ میں نے [شرافت نے] پوچھا اب کتنے آدمی آپ کے آگے ہیں تو باباجی نے کہا کہ اب میرے آگے صرف ایک آدمی ہے۔ دوسرا نمبر میرا ہے۔ میں نے پوچھا اُس کا کیا نام ہے؟ کہا سردار۔ میں نے پوچھا کہاں کا رہنے والا ہے۔ کہا ضلع میانوالی کا۔ میں نے پوچھا کیا کام کرتا ہے۔ کہا منفیں بناتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ آپ کو پہچانتا ہے۔ کہا ہاں ہم دونوں ایکدوسرے کو جانتے پہچانتے ہیں۔ وہاں اکٹھے ہی رہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کبھی میانوالی میں جا کر اُس سے ملاقات

Marfat.com

بھی کی ہے؟ کہا کبھی نہیں گیا۔ میں نے پوچھا کیوں نہیں گئے۔ کہا کرایہ نہیں ملتا میں متبسم ہوا کہ آپ باب القدرت تک تو جا سکتے ہیں لیکن میانوالی تک نہیں جا سکتے۔ کہا کہ وہاں تو بلا کرایہ مفت لے جاتے ہیں۔ اور یہاں کرایہ کی ضرورت ہے اور وہ بوجہ غربت کے پاس نہیں۔

باباجی نے کہا کہ مجھ پر ایک وقت آیا کہ جب قبرستان میں جاتا تو سب قبروں والے ارواح میرے آگے پیچھے ہو جاتے تو میں نے دعا مانگی کہ یا اللہ میرا کشف بند کر دے۔ تو میرا کشف بند ہو گیا۔ اس پر راقم الحروف [شرافت نے] کہا تو باباجی آپ نے کشف کیوں بند کرایا۔ اہل قبور کے حالات آپ کو معلوم ہو جاتے تھے۔ کیا اچھا تھا۔ کہا کہ اگر کوئی شخص بستر پر بیٹھا ہو اور اس کے سامنے کئی قسم کے کھانے رکھے ہوں اور وہ بڑے آرام سے کھا رہا ہو۔ اور ایک شخص دروازہ سے باہر کھڑا اس کو دیکھ رہا ہو۔ تو اس کے کھانے کا دیکھنے والے کو کیا فائدہ؟ اور اگر کسی شخص کو تھانیدار مار رہا ہو اور وہ چیخ و پکار کر رہا ہو تو دروازہ سے باہر کھڑے شخص دیکھنے والے کو اس کی کیا تکلیف ہے؟ ایسا ہی کشف القبور میں اگر کسی ولی اللہ کو جنت کے عیش و آرام میں دیکھا جائے تو دیکھنے والے کو اس آرام میں سے کیا حصہ ملتا ہے۔ اور کسی قبر والے کو اگر دوزخ کے عذاب میں گرفتار دیکھا جائے تو دیکھنے والے کو اس عذاب کی کیا تکلیف؟ اس لئے میں نے دعا مانگ کر کشف القبور بند کرا دیا۔

باباجی نے کہا کہ میں کافی عرصہ پریشان پھرتا رہا ہوں کہ مجھے کوئی بزرگ سبق نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ میں فیضانِ نبوت سے مشرف ہو چکا تھا اور ولیوں کی وہاں تک رسائی نہ تھی۔ راقم الحروف نے [شرافت نے] کہا کہ باباجی تم نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے سبق لے لینا تھا۔ کیونکہ وہ محض ولایت کے ہی

Marfat.com

امام نہ تھے۔ بلکہ فیضانِ نبوت سے بھی بلاواسطہ مستفیض تھے۔ باباجی نے کہا کہ مجھے علی مرتضٰے رضؓ بھی سبق نہیں دے سکتے تھے۔ راقم الحروف [شرافت] کی طبیعت میں کچھ جوش آگیا۔ میں نے کہا باباجی! حضرت علی مرتضٰے رضؓ آپ کو کیوں نہیں سبق دے سکتے۔ یہ بات آپ کی خلافِ ادب ہے۔ انہوں نے کہا شاہ جی! آپ ناراض نہ ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ایم اے پاس ہو لیکن سکول میں ملازمت اُس کو دسویں جماعت والوں کو پڑھانے کی ملے۔ تو اس نے دسویں کے متعلموں کو ہی سبق دینا ہے۔ اسی طرح اگرچہ حضرت علی مرتضٰے رضؓ کمالاتِ نبوت سے مستفیض ہیں۔ مگر ان کو مقامِ ولایت کا امام بنایا گیا ہے۔ اس لئے وہ اولیاء کو ہی سبق دے سکتے ہیں۔ اور قطب غوث بنا سکتے ہیں۔ اور میرا مقام ولایت سے آگے ہے

باباجی نے کہا کہ مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ میں نے دیکھا کہ جتنے کام دنیا میں ہو رہے ہیں۔ سب کے کارخانے اور مشینریاں آسمان پر چل رہی ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ کام دنیا میں ہو رہے ہیں۔ اور دیکھا گیا ہے کہ ہر اہم چیز میں لگی ہوئی ہیں۔ جب دنیا میں کام نازل ہوتے ہیں تو جو کام بچ جاتے ہیں وہ پھر چیزوں کے ذریعہ آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ پھر باباجی نے مثال دی کہ آپ نے راہ والی میں شوگر مل دیکھی ہوگی کہ باہر سے گنا اُس میں ڈالا جا رہا ہے۔ دوسرے کمرہ میں مشینوں سے رس نکل رہا ہے تیسرے کمرہ میں وہ کڑاہوں میں ڈال کر اسکو پکایا جا رہا ہے۔ چوتھے کمرہ میں اس کا نتیجہ کھنڈ کی صورت میں برآمد ہو رہا ہے۔ یہی حال آسمان والی مشینری کا ہے۔

باباجی نے کہا کہ مجھ کو منصب ارشاد مل رہا تھا۔ لیکن میں نے قبول نہ کیا۔ میں نے کہا کہ آگے بہت سارے دارالارشاد موجود ہیں مثلاً پاک پتن شریف، ساہنسی پال شریف۔ سرہند شریف وغیرہ جہاں سے لوگ ہدایت پا رہے ہیں۔ مجھے

Marfat.com

منصب ارشاد کی ضرورت نہیں۔

باباجی نے کہا کہ اب میں جس مزار کے پاس جاتا ہوں تو ولی اللہ صاحب مزار اُٹھ کر مجھ کو ملتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ جب مجھ کو ضرورت تھی تو اُس وقت تم واقف نہیں بنتے تھے۔ اب جب میرا کام بن گیا ہے تو تم بھی دوستی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہو۔

باباجی نے کہا کہ ایک مرتبہ میاں محمد بخش قادری رکھڑی والہ نے مجھکو بلایا اور فرمایا محمد احسن! میری بدیع الجمال کو تو دیکھو۔ میں نے کہا کہ آپ کی رسائی تو بدیع الجمال کے حُسن تک ہے لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میرا مقصد کچھ اور ہے۔

باباجی نے کہا کہ سالک کو سلوک طے کرنے میں تین رکاوٹیں راستہ میں آتی ہیں۔ ۱ کشف القبور، ۲ کشف القلوب اور کرامت کا صدور، ۳ تسخیر خلائق۔ جو سالک ان میں سے کسی بات پر ٹھہر جائے اور اُسی کو اپنا کمال سمجھ بیٹھے تو وہ ترقی سے رُک جاتا ہے۔ اور جو ان سے گزر جائے وہ وصول الی اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ میں نے بھی ان کو پس پشت ڈالا تو مقصد پر پہنچا۔

باباجی نے کہا کہ لوگ اسم اللہ کو رسمی طور پر بولتے ہیں۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ اسم اللہ میں اسقدر جلالیت ہے کہ جب یہ نام پاک زبان سے بولا جاتا ہے تو سب آسمان اور زمینیں اس کے سامنے روئی کی طرح تُنک تُنک کر اُڑتی جاتی ہیں۔

باباجی نے کہا کہ میں کئی مرتبہ غور کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے مجھ کو اسقدر کمالات سے کیوں مشرف کیا ہے تو پھر خیال آتا ہے کہ اُس کا ارشاد ہے۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کریم غرا سمہ ہر زمانہ

Marfat.com

میں اپنی قدرتوں اور معجزات کا کوئی شاہد بناتا ہے۔ جو بطور گواہ ہو۔ شائد خدا تعالےٰ نے مجھے شاہد بنایا ہو۔ اس لئے مجھے ان مقامات و کمالات کا ملاحظہ کرایا ہو۔

راقم الحروف نے کہا باباجی! کچھ مجھ پر [فقیر] پر بھی نظر عنایت کر دیں تو کہا کہ آپ کتابوں کی تصنیف کرتے ہیں۔ یہ آپ کا فیض جاری رہے گا آپ تصانیف ہی کیا کریں اور فیض بھی آپ میں رہے گا۔ پھر کہا کہ مجھے ارشاد اور تلقین کا طریقہ ہی نہیں آتا۔ اس لئے میں کسی کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ کچھ عرصہ ہوا ایک کوٹ پتلون والا آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے راہ سلوک کی التجا کی۔ میں نے اس کو ایک وظیفہ بتایا کہ اس کو پڑھا کرو چند روز پڑھنے سے وہ مجذوب ہو گیا۔ اور سارے کپڑے اتار دئے ننگا پھرنے لگا۔ اس کے بیوی بچے میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے اس کو مجذوب بنا دیا ہے۔ میں اپنے کئے پر نادم ہوا کہ جب مجھے منصب ارشاد نہیں تھا تو میں نے اس کو اس طریقہ پر چلانے کی کوشش کیوں کی۔ آخر بڑی دعائیں مانگیں تو ایک سال کے بعد وہ ہوش میں آیا اور کپڑے پہن لئے۔ تب مجھے سکون ہوا اور تہیہ کر لیا کہ اب کسی کو سبق نہیں دوں گا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص خواہ کتنی اونچی تعلیم رکھتا ہو جب تک جے۔ ڈی نہ کرے استاد نہیں لگ سکتا۔ اسی طرح جب تک منصب ارشاد نہ ملا ہو کسی کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔

باباجی نے کہا کہ اس علاقہ میں پیغمبروں کے مزارات بھی ہیں۔ میں ان پر زیارت کے لئے جایا کرتا ہوں۔ راقم الحروف [فقیر] نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں۔ کہا بتانے کی اجازت نہیں۔

Marfat.com

میں نے [شرافت نے] پوچھا باباجی! آجکل مولویوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ اسقدر علم ماننا شرک ہے۔ ان میں سے کون سچے ہیں؟

باباجی نے کہا کہ دونوں فریق اپنے اپنے علم کے مطابق بات کرتے ہیں۔ جن کا اپنا علم کم ہے وہ حضور علیہ السلام کا علم بھی کم سمجھتے ہیں۔ اور جن کا اپنا علم زیادہ ہے۔ وہ حضور کا علم بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔ جن لوگوں نے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ثابت کیا ہے بزعم خود انہوں نے آخری حد تک علم تسلیم کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی صحیح بات نہیں۔ مجھ کو حضور کے علم کے سمندر کی سیر کرائی گئی ہے۔ علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اس میں سے مثل ایک قطرہ کے ہے۔ علم نبوی کے دفتر میں سے علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ پہلا سبق ہے۔

میں نے [شرافت نے] پوچھا کہ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے علاوہ بھی کوئی علم ہے؟

باباجی نے کہا کہ کَانَ یَکُوْنُ کا علم تو صرف کائنات کے علم تک محدود ہے۔ ذات حق کے اسماء صفات کا علم کَانَ اور یَکُوْنُ سے باہر ہے۔ اور وہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے۔ اسماء و صفات الٰہی کے علم کا سمندر ناپیدا کنار ہے اور وہ سب حضور علیہ السلام کو معلوم ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ کی معرفت حضور کو پوری پوری حاصل ہے۔

میں نے [شرافت نے] پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ باباجی نے کہا کہ آپ بشر تھے۔ میں نے کہا کہ حضور کے علم کے متعلق تو آپ نے دور تک عقیدہ ظاہر کیا اور اس مسئلہ میں آپ ان کو بشر کہہ رہے ہیں۔ باباجی نے مسئلہ کہا کہ اگر ہم کسی شہر میں جائیں۔ کپڑا خریدنا ہو تو کپڑے کی بہترین دکان سے جتنا چاہیں کپڑا خرید سکتے ہیں۔ پھر اگر آٹا خریدنا ہو تو اس کے

Marfat.com

لئے دوسری دکان تلاش کرنی پڑے گی۔ پھر اگر کوئی خریدنا ہو تو اور دکان دیکھنی پڑے گی۔ یعنی ہزاروں سودے ہیں سب کے لئے الگ الگ دکانیں تلاش کرنی پڑیں گی۔ سارے سودے کسی ایک دکان سے نہیں مل سکیں گے۔ اسی طرح انسان میں جو کمال ہوتے ہیں وہ سب ایک ذات میں مجتمع نہیں ہوتے۔ انسانوں میں سب سے اشرف و اعلیٰ انبیائے کرام ہوتے ہیں جو مخلوق خدا کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مگر ان میں بھی ساری خوبیاں فرداً فرداً ہوتی ہیں۔ مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کی سیرت میں بادشاہوں کے لئے سبق ملتا ہے غریبوں کے لئے نہیں۔ اور زکریا علیہ السلام کی زندگی سے غریبوں کے لئے سبق ملتا ہے بادشاہوں کے لئے نہیں۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی حیات طیبہ سے عیال داروں کے لئے سبق ملتا ہے مجردوں کے لئے نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے مجردوں کو سبق حاصل ہوتا ہے۔ بیوی بچوں والوں کو نہیں علیٰ ہذا القیاس پوری کمالات کسی ایک بشر میں نہیں پائے جاتے۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسے بشر ہیں جن کی سیرۃ پاک سے تمام اصناف کے لوگوں کے لئے سبق ملتا ہے۔ حضور بادشاہوں کے واسطے عرب کے بادشاہ ہیں۔ انصاف چاہنے والوں کے لئے قاضی ہیں۔ تاجروں کے لئے آپ تجارت پیشہ ہیں۔ چلہ نشینوں کے لئے آپ غار حرا میں چلہ کر رہے ہیں۔ مجاہدوں کے لئے آپ جنگ میں شریک ہیں۔ واعظوں کے لئے آپ منبر پر تقریر فرما رہے ہیں۔ یتیموں کے لئے آپ حضرت عبداللہ کے یتیم ہیں۔ فاقہ کشوں کے واسطے آپ پیٹ پر پتھر باندھ رہے ہیں۔ عابدوں کے لئے آپ شب بیداری کر رہے ہیں۔ روزہ داروں کے لئے آپ روزے رکھ رہے ہیں۔ عاملوں کے لئے آپ دم دار کر رہے ہیں۔ طبیبوں کے لئے آپ لمبی تسبیحیں بنا رہے ہیں۔ بخیلوں میں آپ سخاوت کر رہے ہیں۔ عیالداروں کے واسطے آپ ازدواج مطہرات میں عدل کا برتاؤ کر رہے ہیں۔ بچوں کی پرورش کے لئے۔ اپنی اولاد کی تربیت کر رہے ہیں۔ چرواہوں میں آپ بکریاں

Marfat.com

چرا رہے ہیں۔ یہاں مکہ و مدینہ کی گلی کوچوں میں پھر رہے ہیں۔ اُدھر عرش معلےٰ پر جلوہ افروز ہیں۔ ادھر غریبوں مسکینوں کے ساتھ ہمکلام ہیں۔ اُدھر خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کر رہے ہیں۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی۔ گویا کہ پورا البشر یعنی انسان کامل صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

اولیاء اللہ کے متعلق باباجی نے کہا کہ حضرت غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی رح کو دیکھا گیا ہے۔ ولایت کے جمیع مناصب و مدارج قطب، غوث وغیرہ تمام و کمال آپ کو حاصل ہیں۔ اور حضرت داتا گنج بخش رح نے کمالات ولایت کو یہاں تک حاصل کیا ہے کہ اس سے آگے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے۔

باباجی نے کہا کہ میری سیر اولیاء اللہ سے اوپر ہے۔ میں نے (شرافت) کہا کہ آپ اپنے کو اولیاء اللہ سے بلند مرتبہ بتاتے ہیں۔ کہا کہ مرتبے تو نہیں اولیاء اللہ کے بلند ہیں۔ ان کی مثال ہائی کورٹ کے جج کی ہے جس کو چاہیں رہا کر دیں۔ جس کو چاہیں پھانسی چڑھا دیں۔ وہ اولیاء اللہ چاہیں تو مجھے میرے مرتبہ سے گرا سکتے ہیں۔ اور میری سیر بلند ہونے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ہمارا افسر ایوب اپنے چپڑاسی کو اپنے خاص محلات میں ساتھ لے جائے۔ اور ان کی سیر کرائے لیکن جب وہ واپس آئے گا۔ وہ چپڑاسی ہی ہوگا۔ ہاں وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوگا کہ جن شاہی مقامات کو میں نے دیکھا ہے وہ ہائی کورٹ کے کسی جج نے بھی نہیں دیکھے۔

راقم الحروف (شرافت) نے کہا کہ آپ اپنی وہ باتیں از قسم راز و رموز بیان کرتے ہیں۔ جو دوسرے لوگ ان کو چھپاتے ہیں۔ باباجی نے کہا کہ جب تک کوئی بات شاذ و نادر معلوم ہوتی تھی ہم بھی چھپایا کرتے تھے۔ اب خدائے خزانے پر ہاتھ دھر دیا ہے۔ اس لئے بتانے میں کوئی حرج نہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ

Marfat.com

کوئی شخص سارے دن کی مزدوری اٹھا نہ پائے تو وہ سنبھال کر رکھتا ہے۔ اور اگر اس کی مزدوری ہزاروں تک پہنچ جائے تو وہ کھلا خرچ کرتا ہے۔

باباجی نے مجھے کہا کہ میری بیوی کہتی تھی کہ سید شرافت صاحب سے گھی میں برکت کے لئے تعویذ کروالانا۔ لہٰذا مجھے تعویذ بنا دو۔ میں ہنسا اور کہا کہ آپ کا مرتبہ اسقدر بلند ہے پھر تعویذ مجھ سے کرانے کی کیا ضرورت ہے؟ کہا کہ ہمارا بادشاہ آجکل صدر ایوب ہے۔ لیکن جب اُس نے کرتہ سلانا ہو تو درزی سے سلائے گا اور اگر اُس نے جوتا تیار کرانا ہو تو موچی سے کرائے گا۔ اُس کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ وقت کا بادشاہ ہے تو وہ درزی یا موچی کا کیوں محتاج ہوتا ہے۔ اسی طرح تعویذ کر کے دینا آپ کے اشغال میں داخل ہے۔ لہٰذا تعویذ آپ سے ہی لیا جائے گا۔

باباجی نے کہا کہ میں اپنی گایوں کے لئے لوگوں کے کھیتوں میں سے چونا نکالنے یا گھاس کھودنے کے لئے جاتا ہوں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کھیت والے آدمی مجھے اٹھا دیتے ہیں۔ اور میں اپنے پیچھے اور داتری کھرپہ لے کر وہاں سے چل دیتا ہوں اور اپنے نفس سے کہتا ہوں کہ تو تو اپنے کمالات بیان کرتا ہے۔ دیکھا تیری اصلی حقیقت کیا ہے؟ تجھ کو لوگ چارہ بھی نہیں لینے دیتے۔

باباجی کے ساتھ متعدد مرتبہ ملاقات ہوئی ہے۔ میں (شرافت) جب کبھی موضع داؤد میں جاتا۔ تو آپ روزانہ اپنے گاؤں سنگرانہ سے چل کر میرے پاس آجایا کرتے۔ اور عوام الناس کے درمیان زمین پر ہی بیٹھ جاتے۔ میں ہر چند کہتا کہ آپ میرے پاس چارپائی پر بیٹھیں مگر آپ ہرگز نہ بیٹھتے۔ ادب و تعظیم بہت کرتے آپ کو کبھی کسی کا گلہ یا بدصفت کرتے نہیں سنا۔ اگر کسی درویش کا ذکر ہوتا کہ وہ غیر شرع ہے یا ملامتی طریق رکھتا ہے تو باباجی کہتے کہ یہ بھی ایک راستہ ہے

Marfat.com

ایک روز مجلس میں سائیں دارا ساکن گل (متصل للہ موسیٰ) کا ذکر ہوا کہ وہ بابا کیسر شاہ قادری وایانوالی (ضلع گوجرانوالہ) والے کا مرید تھا۔ ملامتیہ طریق رکھتا تھا۔ باباجی نے کہا کہ ایک مرتبہ میں اُس کے عرس (میلہ) پر گیا۔ گیارہ ڈھول ڈیرہ پر بج رہے تھے۔ اسی اثنا میں میں نے دیکھا کہ بابا کیسر شاہ کی رُوح آگئی ہے۔ اُسی وقت سائیں دارا تعظیماً اُٹھ کر کھڑا ہو گیا میں بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس وقت میں نے سمجھ لیا کہ اگرچہ سائیں دارا ملامتی اور غیر شرع ہے لیکن اسقدر کشف رکھتا ہے کہ اپنے پیر کے آنے سے اس کو آگاہی ہو گئی ہے۔ بلکہ

باباجی نے سائیں دارا کی ایک کرامت بھی بیان کی کہ ایک زمیندار اُس کا مرید ہو گیا۔ اُس کی عورت ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی کہ تو غیر شرع کا مرید کیوں بنا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد سائیں دارا بھی اپنے چند ملنگوں کے اُس کے گاؤں میں اُس کے گھر وارد ہوا۔ مرید نے واقعہ بیان کیا کہ آپ کا مرید ہونے سے میرا گھر برباد ہو گیا ہے میری عورت ناراض ہو کر چلی گئی ہے۔ ہر چند لانے کی کوشش کی ہے مگر نہیں آتی۔ سائیں دارا نے جوش میں آکر کہا کہ ابھی آجاتی ہے۔ کوئی فکر نہ کرد۔ اپنے ملنگوں کو کہا کہ رقص یعنی دھمال کرو۔ وہ دھمال کھیلنے لگے۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ عورت اپنے میکے گاؤں سے دوڑتی ہوئی۔ اور اُس اکھاڑہ میں آکر دھمال کرنے لگی۔ اور منہ سے یہ بول بولتی۔ اور رقص کرتی۔ "نیڑی میں تیری دار یا ہور کسے دی ناں"۔ چنانچہ اس کے بعد وہ بھی سائیں دارا کی مرید ہو گئی۔

اگرچہ کئی مرتبہ باباجی سے ملاقات ہوئی مگر ۲۲ صفر ۱۳۷۲ھ کو بھی ہوئی۔ [1]

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۴۷۔ شرافت۔

Marfat.com

میں ایک روز موضع سنگرانہ میں گیا۔ اور باباجی کا کتب خانہ دیکھا۔ اس میں دو کتابیں مجھے پسند آئیں۔

۱۔ معدن الجواہر۔ عربی۔ و فارسی قلمی تصنیف شیخ عبدالقادری۔ انہوں نے اپنے جدامجد شیخ محمد شریف مدفون بیدر کے حالات میں لکھی ہے۔

۲۔ حیات القلوب مطبوعہ مصر بزبان عربی تصنیف حضرت امام محمد غزالی طوسیؒ یہ کتاب میں نے پہلی مرتبہ دیکھی۔ اس سے پہلے اس نام والی ایک کتاب شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی کی میرے دیکھنے میں آئی تھی۔

— میں نے ایکدن کہا باباجی کچھ مجھ پر بھی توجہ کریں۔ آپ خاموش ہو رہے۔ رات کو میرا ڈیرہ ایک علیحدہ کمرہ میں تھا۔ میں وہاں فجر کی نماز پڑھ کر مصلا پر قبلہ رو بیٹھا تھا۔ دروازے بند تھے۔ میں آنکھیں بند کر کے پڑھنے میں مشغول تھا۔ محسوس ہوا کہ کسی نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا ہے۔ آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ میرے دائیں طرف باباجی بیٹھے ہیں اور اپنا دایاں ہاتھ میری پیشانی پر رکھا ہے۔ پھر اسی وقت غائب ہو گئے۔

ایکدن میں نے [شرافت نے] پوچھا باباجی آپ کیا کچھ عبادت کرتے ہیں کہا میں نے ساٹھ سال تک تو بہت ریاضت و عبادت کی ہے۔ مگر اب تھوڑا سا کچھ کرتا ہوں۔ پانچ وقت کی نماز۔ تہجد کے نوافل۔ نماز جمعہ۔ تین ہزار مرتبہ درود شریف۔ سات پارہ منزل قرآن مجید روزانہ کرتا ہوں۔

باباجی نے وفات کے وقت کہا کہ مجھے خدا سے کچھ باتیں کر لینے دو

تاریخ وفات | باباجی سائیں محمد احسن کی وفات جمعہ کے دن ۱۸ رجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۶ جنوری ۱۹۶۱ء کو ہوئی۔ [بیاض گنجینہ شرافت ص ۴۶۹]

آپ کی قبر موضع سنگرانہ متصل بکیانہ ضلع گجرات کے قبرستان میں ہے۔

Marfat.com

۵ - احمد - مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری الوری لاہوری صدر مرکزی انجمن خدام الاحناف لاہور - وشیخ التفسیر والحدیث دارالعلوم خدام الاحناف لاہور -

یہ سید دیدار علی شاہ کے فرزند ہیں سنہ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں مولوی عبدالکریم اور مولانا ظہور اللہ سے اور دوسری کتابیں مولانا ارشاد علی الوری - مفتی زین الدین اور مفتی عبدالقیوم سے پڑھیں۔ [1]

ان کا ایک مناظرہ بمقام تلون ضلع جالندھر مولوی خیر محمد جالندھری کے ساتھ علم غیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا تھا جس کو مولوی فضل کریم عامر نے بنام تاریخی "ماجرائے مناظرہ تلون" سنہ ۱۹۳۶ء ترتیب کر کے چھپوایا [2]

میں نے (شرافت نے) ایک مرتبہ ان کی تقریر گجرات میں پیر ولایت شاہ ترمذی نقشبندی کے جلسہ پر سنی تھی علم غیب نبوی کا اثبات کیا تھا۔ اور غیب کی تعریف میں کہا تھا کہ جو چیز حواس خمسہ کے ادراک سے باہر ہو اس کو غیب کہا جاتا ہے

دوسری مرتبہ میں نے (شرافت نے) ۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۶ھ کو شرقپور ضلع شیخوپورہ میں حضرت میاں شیر محمد نقشبندی کے عرس پر ان کو دیکھا تھا اور تقریر سنی تھی۔ [3]

سید احمد صاحب سنہ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

۶ - احمد بخش - خلیفہ احمد بخش ادیچی - یہ دربار گیلانیہ اوچ شریف کے خلیفوں میں سے تھے - میں جن دنوں وہاں دربار حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی رح میں معتکف رہا تھا وہ خلیفہ صاحب مجھے ملتے رہتے تھے - چنانچہ ۱۱ محرم سنہ ۱۳۵۲ھ کو بھی ایک مجلس ہوئی۔ [4]

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۴۱۹ حاشیہ [2] روزنامچہ شرافت ۲ ص ۴۵ [3] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ [4] حدائق الانوار خطی ص ۲۷۰ - شرافت

Marfat.com

(۷)

احمد حسین ۔ مولوی احمد حسین بن مولانا محمد حسین مبارک رقم بن مولانا نیاز احمد بن مولانا غلام رسول بن میاں احمد دین قوم لکھیسر راجپوت ۔ آبا و اجداد سے عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے تھے ۔ اور پیشہ کتابت کرتے تھے ۔ ان کے والد صاحب لاہور چلے آئے اور محلہ وسن پورہ میں سکونت اختیار کی ۔ مولوی احمد حسین میرے خاص دوست تھے ۔ میری کتاب اذکار نوشاہیہ کے پہلے نصف حصہ کی کتابت انہوں نے کی ۔ عملیات میں میری طرف رجوع کیا کرتے تھے ۔ ہمارے درمیان گاہ بگاہ خط و کتابت بھی رہتی تھی مولوی احمد علی قادری لاہوری رح کے مرید تھے ۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ کو وفات پائی ۔ لاہور میں دفن ہوئے ۔ [1]

۸ ۔ احمد حسین ۔ مولانا احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری ۔ پروفیسر اینڈار کالج گجرات ۔ والد کا نام مولانا عبدالکریم م ۲۴ صفر ۱۳۷۷ھ بن مولوی فضل احمد بن حافظ خان محمد قلعہ داری ۔

ان کی ولادت ۱۲ شعبان ۱۳۴۱ھ میں ہوئی [2] ۔ علم تاریخ و تحقیق واقعات میں خاص مقام حاصل ہے ۔ میرے ساتھ خاص محبت رکھتے ہیں ۔ میری کتابوں انتخاب گنج شریف ۔ مواعظ نوشہ پیر ۔ کلیات اشرف ۔ کلیات قل احمد کے پیش لفظ لکھے ۔ میرے والدین کی وفات کے قطعات تاریخ لکھے ۔ میرے متعلق ایک قصیدہ فارسی میں لکھا جو شریف الصلوات میں چھپ چکا ہے ۔ میں جب کبھی ان کے پاس جاتا ہوں ۔ نئی سے نئی کتابیں دکھاتے ہیں ۔ ان کا ذکر اس سے پہلے شریف التواریخ کی تیسری جلد کے نویں حصہ موسوم بہ فوائد الاذکار میں مولانا نجم الدین فائز کے حالات کے ضمن میں لکھا جا چکا ہے ۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں ۔

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] بیاض مولوی عبدالکریم خطی ۔ بیاض گنجینہ شرافت خطی ص ۵۲۳ شرافت

Marfat.com

۹ ۔ **احمد حسین** ۔ مولانا قاری احمد حسین نے کمپنی باغ گجرات کے جلسہ پر ۱۶ر صفر ۱۳۷۲ھ کو عشا کے بعد خطبہ افتتاحیہ پڑھا جس میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان کئے۔ میں نے وہ تقریر سنی۔ [1]

۱۰ ۔ **احمد دین** ۔ مولوی حافظ احمد دین اہلحدیث ۔ گکھڑ چیمہ ضلع گوجرانوالہ لوہاروں کے کنبہ سے تھے طبیعت مناظرانہ تھی۔ ایک مرتبہ ننکانہ کے علاقہ میں میں نے [شرافت نے] ان کا مناظرہ مولوی محمد سلیم مرزائی کے ساتھ سنا تھا۔ الزامی جواب بہت دیتے تھے۔ یہ حوالہ بھی بیان کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ میری بیوی کے پیٹ میں جو حمل ہے۔ یہ لڑکا ہے۔ اس نے میرے ساتھ باتیں بھی کی ہیں۔ جب پیدا ہوگا تو بڑا مصلح ہوگا۔ مگر امر الٰہی ایسا ہوا کہ وہ حمل ساقط ہوگیا۔ حافظ احمد دین نے کہا کہ جس لڑکے نے پیٹ میں ہوتے ہوئے باتیں کیں۔ اگر وہ پیدا ہو جاتا تو شاید وہ کیا کیا غضب ڈھاتا۔ اچھا ہوا کہ وہ پیدا نہ ہوا۔ حافظ صاحب کو دوسری مرتبہ میں نے جنتی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ میں شیعہ سنی مناظرہ کے موقعہ پر ۲۱ر ۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ کو دیکھا تھا۔

۱۱ ۔ **احمد سعید** ۔ مولانا سید احمد سعید کاظمی امروہوی ملتانی ۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام سید محمد مختار تھا۔ وہ ان کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ بڑے بھائی سید محمد جلیل نے تربیت کی۔ سولہ سال کی عمر میں سند فراغت پائی۔ اور اپنے بھائی صاحب سے بیعت کی۔ ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں امروہہ آئے چار سال مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں تدریس کی۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں ملتان آئے۔ مدرسہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی۔ ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء سے ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء تک جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث رہے۔ [2]

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ مث [2] اکابر تحریک پاکستان ص ۱۸۔ شرافت۔

Marfat.com

میں نے (شرافت نے) ان کو ملتان میں ایک جلسہ پر دیکھا تھا اور ان کی تقریر سُنی تھی۔
یہ کثیر التصانیف ہیں کتب ذیل ان کی تصنیف سے ہیں۔

۱ تسبیح الرحمٰن عن الکذب والبہتان ۲ مزیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع۔
۳ تسکین الخواطر ۴ حیات النبی ۵ معراج النبی ۶ تقریر مغیر ۷ تحقیق حدیث ۸ التحریر
۹ مکالمہ کاظمی و مودودی ۱۰ تحقیق قربانی ۱۱ نفی الظل والفیٔ ۱۲ کتاب التراویح
۱۳ الحق المبین ۱۴ اسلام اور سوشلزم ۱۵ علما کا اسلامی کردار ۱۶ التبشیر والتحذیر
۱۷ میلاد النبی ۱۸ اسلام اور عیسائیت ۱۹ فتوائے حنفی ۲۰ آئینہ مودودیت [1]

سید احمد سعید صاحب ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

۱۲۔ احمد شاہ ۔ سید احمد شاہ خوارزمی۔ یہ معین الدین پور۔ گجرات کے سادات سے ہیں۔ ۳ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو محلہ طارق آباد۔ لائل پور میں میری ان سے ملاقات ہوئی۔ میری مجلس میں آکر ملے۔ [2]

۱۳۔ احمد شاہ ۔ سید احمد شاہ مشہدی۔ ساکن خونی بھٹیاں۔ شیخوپورہ موضع خونی میں مائی رسول بی بی اہلیہ رائے مبارک بھٹی کے گھر میں ۴ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو میری ملاقات کے واسطے آئے۔ [3]

۱۴۔ احمد علی ۔ مولوی احمد علی خطیب جامعہ شیرانوالہ دروازہ لاہور دیوبندی مشرب تھے۔ قادری سلسلہ میں بیعت تھے۔ حلقہ ذکر کیا کرتے۔ میں نے (شرافت) ان کو ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کو جو کالیاں ضلع گجرات میں ایک جلسہ پر دیکھا تھا۔ اور ان کی تقریر سُنی تھی۔ [4]

۱۵۔ احمد کمال ۔ شیخ احمد کمال مدنی۔ ایک مرتبہ سامن پال تشریف لائے۔ مجھ کو نماز فجر کی سنتوں میں بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سورۂ انشراح اور دوسری رکعت میں سورۂ فیل پڑھنے کی اجازت دی

---

[1] اکابر تحریک پاکستان ص ۳۵۰ [2] ثبات الایقان ص ۳۵ حوالہ مذکور [3] روزنامچہ شرافت ص ۱۹
[4] شرافت

Marfat.com

۱۶۔ **احمد نواز** ۔ ملک احمد نواز ۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور ۔

بڑے خوش اخلاق علم دوست ہیں ۔ میری ان سے کافی مرتبہ ملاقات ہوئی ہے ۔ ایک مرتبہ ۳ر محرم ۱۳۹۹ھ کو[1] ایک مرتبہ ۲۸ر رمضان ۱۳۹۱ھ کو[2] لائبریری میں ملاقات ہوئی بڑی عزت و احترام کرتے ہیں ۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں ۔

۱۷۔ **احمد یار خاں** ۔ شیخ التفسیر مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی والد کا نام مولانا محمد یار خاں بدایونی تھا ۔ مفتی صاحب کی ولادت ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں محلہ قلعہ کھیڑہ اوجھیانی ضلع بدایوں میں ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پائی ۔ پھر مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں ۱۳۳۴ھ سے ۱۳۳۷ھ تک مولانا قدیر بخش بدایونی سے اکتساب علم کیا ۔ پھر جامع نعیمیہ مراد آباد میں صدر الافاضل سید نعیم الدین سے کچھ عرصہ پڑھا ۔ پھر مولانا احمد حسن کانپوری کے پاس میرٹھ چلے گئے ۔ بیس سال کی عمر میں ۱۳۴۴ھ میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی ۔ جب گجرات آئے تو دار العلوم خدام الصوفیہ میں تیرہ[13] برس اور انجمن خدام الرسول میں دس[10] سال تدریس کے فرائض انجام دیئے[5] میں نے (شرافت نے) کئی مرتبہ ان کو دیکھا ہے ۔ ایک مرتبہ جامعہ غوثیہ گجرات میں ۲۴ر رجب ۱۳۷۹ھ کو جا کر مولانا کی ملاقات کی ۔[4] ایک مرتبہ ۲۲ر رمضان ۱۳۹۰ھ سٹیڈیم باغ گوجرانوالہ میں ان کی تقریر سنی[5] انہوں نے ۳ر رمضان ۱۳۹۱ھ میں وفات پائی ۔ گجرات میں مدفون ہیں ۔ ان کا قطعہ تاریخ وفات میں نے بنایا ۔ جو ان کے مزار کے سرہانے کتبہ پر کندہ ہے ۔ میری کتاب اعجاز التواریخ میں بھی تحریر ہے ۔[6] قاضی عبد النبی کوکب صاحب نے حیات سالک میں بھی درج کیا ہے ۔

---

[1] ڈائری شرافت ۱۳۹۰ھ [2] ایضاً ۱۳۹۱ھ [3] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۲ [4] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۳ صفحہ [5] ڈائری شرافت ۱۳۹۰ھ [6] انتخاب اعجاز التواریخ ص ۵۲ ، حیات سالک ص ۱۲۱

شرافت

Marfat.com

مفتی صاحب کثیر التصانیف تھے۔ کتب ذیل ان کی یادگار ہیں۔

۱ تفسیر نعیمی۔ گیارہویں پارے کے آخری ربع تک لکھی گئی۔ ۲ نعیم الباری فی انشراح البخاری بخاری شریف کا عربی حاشیہ ۳ مرآۃ شرح مشکوٰۃ اردو۔ آٹھ جلدوں میں۔ ۴ نور العرفان فی حاشیۃ القرآن۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ پر تفسیری حواشی ۵ جاء الحق دو جلد ۶ علم المیراث ۷ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ۸ اسلامی زندگی ۹ سلطنت مصطفےٰ در مملکت کبریا ۱۰ رحمت خدا بوسیلہ اولیا ۱۱ علم القرآن ۱۲ مواعظ نعیمیہ ۱۳ نئی تقریریں ۱۴ رسالہ نور ۱۵ دیوان سالک۔ [1]

۱۸۔ ادریس۔ محمد ادریس۔ ۳ شعبان ۱۳۹۰ھ کو حکیم محمد موسےٰ امرتسری کی دکان ۵۵ ریلوے روڈ۔ لاہور پر ملاقات ہوئی۔ حضرت محمد غوث گوالیاری رح پر پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے تھے۔ [2]

۱۹۔ اسلم۔ مولوی سید محمد اسلم امام و خطیب جامع مسجد شرقی گھئے والہ ضلع گوجرانوالہ کی ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ کو گھئے والہ میں ملاقات ہوئی۔ [3]

۲۰۔ اسمٰعیل۔ مولوی محمد اسمٰعیل ساکن چکوال ضلع جہلم۔ میں نے ان کو ۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ کو حضرت میاں شیر محمد نقشبندی رح کے عرس پر شرقپور میں دیکھا تھا۔ ان کی تقریر بھی سنی۔ [4]

۲۱۔ اسمٰعیل شاہ۔ سید اسمٰعیل شاہ بخاری چشتی صابری۔ موضع شہورہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ ۱۳۶۶ھ میں ہجرت کے سلسلہ میں موضع بھسین متصل باٹاپور ضلع لاہور میں آ گئے۔ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ کو موضع گھوگالوں ضلع گوجرانوالہ میں انہوں نے میرے ساتھ ملاقات کی اور حروف نورانی پڑھنے کی اجازت لی۔ [5]

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص۵۷ [2] [3] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [4] روزنامچہ شرافت نمبر ۵ ص۱۷ [5] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص ۱۸۰۔ شرافت

Marfat.com

۲۲۔ **اسمٰعیل شاہ**۔ مولوی سید اسمٰعیل شاہ نقشبندی بن سید علی شاہ ابتدائی وطن کرموں والہ ضلع فیروز پور تھا، وہیں ۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ پہلے میاں شرف الدین شرقپوری کے مرید بنے جو خواجہ شمس الدین چشتی نظامی سیالوی کے خلیفوں میں سے تھے۔ اس کے بعد میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری رح کے حلقہ بیعت میں داخل ہوئے [1] تشکیل پاکستان کے وقت ہجرت کر کے اوکاڑہ ضلع ساہی وال میں آ گئے۔ میں نے ان کو ۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ کو شرقپور میں صاحب رح کے عرس پر دیکھا تھا۔ [2] اسنور، ضلع بھرات ۲۷ رمضان ۱۳۸۹ھ کو وفات پائی۔ [3]

۲۳۔ **اشفاق احمد**۔ اشفاق احمد خاں ڈائرکٹر مرکزی اردو بورڈ گلبرگ لاہور [تلقین شاہ] دو مرتبہ میرے (شرافت کے) ملنے کے واسطے ہمارے مکان نمبر ۱۔ مری سٹریٹ نمبر ۶۔ شالامار ٹاؤن میں آئے۔ میرا کتب خانہ دیکھا۔ میری تصانیف ملاحظہ کیں اور بہت متاثر ہوئے۔ اپنے۔ انھی سے کہا کہ ہم سمجھتے تھے کہ ہم بڑا علمی کام کر رہے ہیں۔ مگر یہاں آ کر یہ کام دیکھ کر ندامت ہوتی ہے کہ ہم نے کیا کیا ہے؟۔ تلقین شاہ، خوش مزاج علم دوست موقعہ شناس لطیفہ گو ہیں دوسری بار جب آئے تو ان کی اہلیہ محترمہ جنہیں، تو سیہ بانو ایم اے بھی ہمراہ آئیں وہ بھی بڑی فاضلہ اور ادیبہ صاحب تصنیف و تالیف ہیں۔ میں نے جو جو باتیں کیں تلقین شاہ ٹیپ کر کے لے گئے۔

۲۴۔ **اقبال**۔ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔ لاہوری۔ ۹ شوال ۱۳۴۶ھ یکم اپریل ۱۹۲۸ء کو بمقام ساہی وال ضلع گجرات۔ فاروقی خاندان

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۹۲ [2] سہ روزہ چٹان شمارہ ۱۲ ص ۲۶ [3] خزینۃ المعارف ص ۲۶۳۔

شرافت

Marfat.com

میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گجرات میں حاصل کی۔ فارسی۔ عربی کی کتابیں لاہور میں مولوی نبی بخش حلوائی مفسر تفسیر نبوی کے مدرسہ میں پڑھیں۔ بہاولپور کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں تکمیل علوم کی۔ منشی فاضل۔ ادیب فاضل پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ ایم اے فارسی پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج سے کیا۔ کچھ دنوں محکمہ محنت میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر مقرر رہے۔ یہ اہل صنعت معاصرین کے علمی اور ادبی حلقوں میں ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ تحریر میں شگفتگی۔ تقریر میں حلاوت اور گفتگو میں سلاست رکھتے ہیں۔ اپنی تحریر کی وجہ سے علمی دنیا میں معروف ہیں۔ تقریر کی وجہ سے نوجوان مقررین اور واعظین کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں اور دینی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔[1]

میرے (شرافت کے) نہایت کرمفرما ہیں۔ میں جب کبھی لاہور جاؤں تو ضرور ان سے ملاقات کرتا ہوں۔ میری ایک ملاقات ان سے یکم ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ کو[2] اور ایک ملاقات مسلم مسجد بیرون لوہاری دروازہ کے نیچے مولوی شمس الدین تاجر کتب نادرہ کی دکان پر لاہر شوال ۱۳۹۰ھ کو ہوئی تھی[3] انہوں نے لاہور میں گنج بخش روڈ پر مکتبہ نبویہ قائم کیا ہے۔ علمی کتابیں چھپوا کر شائع کرتے رہتے ہیں۔ میری تصانیف کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میری کتابوں اذکار نوشاہیہ اور ذکر نوشاہی پر پیش لفظ لکھے۔ میرے خواص احباب سے ہیں کتابوں کے تحفے اکثر مجھ کو دیتے رہتے ہیں۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔ آجکل ریواز گارڈن میں سکونت رکھتے ہیں۔

---

[1] ماہنامہ عرفات لاہور نمبر دسمبر ۱۹۷۵ء ص۸

[2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۵ ص ۲۹ [3] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

۲۵۔ اقبال۔ حکیم سید اقبال حسین پسرور۔ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے۔ ۱۸ ذیقعد ۱۳۸۰ھ کو پشاور جاتے ہوئے مجھے ریل میں ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ ادھیڑ عمر تھی۔ روشن چہرہ تھے۔ [1]

۲۶۔ اقبال۔ خان محمد اقبال جاوید ولد بیگ خان بلوچ۔ نمبردار چک ۴۴ گ ب تحصیل سمندری۔ ضلع لائل پور۔ ایم اے تک تعلیم ہے۔ میرے پاس ساہن پال شریف جاکر میرے کتب خانہ کا ملاحظہ کیا۔ اپنے ایم اے کے تھیسس کے لئے حضرت نوشہ گنج بخش رح پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "حاجی محمد نوشہ دی حیاتی تے اوہناں دا پیغام" ۱۵۳ صفحات کا یہ مقالہ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف سے منظور ہوا۔ جاوید صاحب کی خط و کتابت بھی میرے ساتھ رہی ہے۔

۲۷۔ اقبال۔ مولانا محمد اقبال مجددی۔ پروفیسر شاہ حسین کالج لاہور انہوں نے میری التماس پر اپنے حالات لکھ کر دئے۔ جو انہیں کی عبارت میں یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

پیدائش۔ میری پیدائش ۹ ستمبر ۱۹۵۰ء (۲۵ ذیقعد ۱۳۶۹ھ) کو لاہور (پاکستان) میں ہوئی۔

والدین۔ میرے والد میاں نور محمد مرحوم (ف یکم محرم ۱۳۹۷ھ/۲۳ دسمبر ۱۹۷۶ء) اور دادا میاں محمد (ف ۱۹ جون ۱۹۵۶ء/۹ ذیقعد ۱۳۷۵ھ) جموں (کشمیر) سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے۔ یہاں سے قصور چلے گئے اور بغرض تجارت وہیں رہے۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۴۔ ص ۳۔ شرافت

Marfat.com

تعلیم ۔ مجھے عالم طفولیت سے ہی حصولِ علم کا شوق ہے میٹرک کے بعد اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور اور پھر اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور اور آخر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے تاریخ کا ایم اے درجہ اول میں پاس کیا۔

بیعت ۔ میرے والد مرحوم کو صوفیہ کرام سے دلی محبت تھی ۔ گھر کا مذہبی ماحول میرے لئے مذہبی رجحان اور محبت مشائخ عظام کا باعث بنا۔ والد مرحوم کا سلسلہ نقشبندیہ کی طرف رجحان تھا ۔ خود حضرت فیض محمد قندھاری مرحوم سے بیعت تھے اور مجھے اُن کے خلیفہ حضرت حکیم محمد عبداللطیف مدظلہ سے ۱۱ ستمبر ۱۹۶۲ء (۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ) کو بیعت کروایا ۔ میری عمر اُس وقت چودہ سال تھی۔

پھر اپنے سفر ایران و افغانستان کے دوران ۲۸ جولائی ۱۹۷۶ء (۲۹ رجب ۱۳۹۶ھ) کو کابل (افغانستان) پہنچ کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد امجاد میں سے ایک بزرگ فرد حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراہیم مجددی مدظلہٗ بن حضرت نور المشائخ فضل عمر ملقب بہ مُلّا شور بازار سے بیعت ہوا۔

اساتذہ ۔ مجھے اپنے اساتذہ کرام سے بہت محبت ہے ان کا احترام والدین کے برابر کرتا ہوں ۔ لیکن میری زندگی کا یہ تعجب انگیز پہلو ہے کہ سکول، کالج اور یونیورسٹی کے جن اساتذہ سے تلمذ رہا ہے وہ میرے تصنیف و تالیف کے شوق کو پروان نہ چڑھا سکے بلکہ میں نے انہیں اس اہم فن یعنی تحقیق سے بیزار پایا۔ اس باب میں چار اہم شخصیتوں نے میری ایسی تربیت کی کہ میں بجا طور پر انہیں اپنا استاد لکھ رہا ہوں ۔ ان میں اول مولوی شمس الدین مرحوم (ف ۱۱ جنوری ۱۹۶۸ء - ۱۰ شوال ۱۳۸۷ھ) تاجر کتب نادرہ لاہور جن کی خدمت میں میں سکول اور کالج کے زمانہ طالب علمی کے دوران حاضر ہوا کرتا تھا۔ ان کی خدمت سے مجھے جمع و کتب بینی کا شوق پیدا ہوا اور آج ایک بڑے کتب خانہ کا مالک ہوں۔

Marfat.com

دوسری اہم شخصیت حضرت سید شرافت نوشاہی مدظلہ (صاحب شریف التواریخ) کی ہے جن کے بیش بہا تصنیفی کام کو دیکھ کر مجھ میں یہ شغل (تصنیف و تالیف) اختیار کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

تیسری شخصیت حضرت مخدومی مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کی ہے۔ جن کی تربیت سے راقم فقیر کو بہت فوائد حاصل ہوئے۔ اب تک میری جو مرتبہ جتنی کتابیں شائع ہوئی ہیں وہ حکیم صاحب موصوف کی اصلاح اور نظر ثانی کا نتیجہ ہیں۔ یہ بزرگ شخصیت میرے علمی کام کے میدان میں میر کی طرح ہیں۔

چوتھے جناب پروفیسر محمد ایوب قادری مدظلہ ساکن کراچی ہیں جن کے جمیل مشوروں، رہنمائی اور حوصلہ افزائی سے فقیر کا علمی کام اور ذوق پروان چڑھ رہا ہے۔

ملازمت ۱۰ جنوری ۱۹۷۴ء (۱۵ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ) کو ساؤتھ ایشین انسٹیٹیوٹ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ریسرچ سکالر (از طرف این۔ ڈی۔ دی۔ پی) کا تقرر ہوا۔ پھر ۲۶ اپریل ۱۹۷۴ء (۳ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ) کو گورنمنٹ شاہ حسین کالج لاہور میں بحیثیت لیکچرر تاریخ کا تقرر ہوا۔ اب تک اسی خدمت پر مامور ہوں۔

شغل۔ میرا شب و روز ایک ہی شغل ہے اور وہ صرف طالب علمی۔ ہمہ وقت مطالعہ کتب تصنیف و تالیف اور مقالات نویسی۔ میری اب تک پانچ تالیفات شائع ہو چکی ہیں۔ پندرہ مقالات انسائیکلوپیڈیا آف اسلام پنجاب یونیورسٹی لاہور میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دار المصنفین اعظم گڑھ کے رسالہ معارف، ندوۃ المصنفین دہلی کے رسالہ برہان، المعارف لاہور۔ صحیفہ لاہور، بصائر کراچی وغیرہ میں میرے متعدد مضامین چھپ چکے ہیں۔

خصوصی رجحان حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تحریک پر علمی و تحقیقی کام اور پنجاب کی سیاسی، ثقافتی، علمی اور روحانی تاریخ کی تدوین ہے۔

Marfat.com

دارالمورخین۔ احقر نے علمی و تحقیقی و تاریخی کتابوں کی اشاعت کے لئے ایک ادارہ تشکیل دیا۔ جس کے معاونین حضرت سید شرافت نوشاہی، جناب حکیم محمد موسیٰ امرت سری۔ جناب پروفیسر محمد ایوب قادری مدظلہم ہیں۔ یہ ادارہ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں قائم ہوا تھا۔ اب تک اس کی طرف سے چار تحقیقی کتابیں چھپ چکی ہیں۔

تالیفات۔ میرے مسودات کی مجموعی تعداد اس وقت تک چوراسی ہے جن میں سے چند ایک نام یہ ہیں،

۱ احوال و آثار عبداللہ حویشگی قصوری۔ مطبوعہ ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء

۲ حیات شیخ محمد مراد کشمیری زیر ترتیب

۳ حیات حضرت خواجہ محمد سعید لاہوری زیر ترتیب

۴ احوال و آثار سید شرافت نوشاہی مدظلہ، مطبوعہ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

۵ علمائے ساہووالہ (سیالکوٹ) کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ۔ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

۶ حیات حضرت مجدد الف ثانی کے مآخذ غیر مطبوعہ

۷ تاریخ قصور۔ آغاز ترتیب ۱۹۷۱ء (صفر ۱۳۹۱ھ) غیر مطبوعہ

۸ حیات حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری۔ غیر مطبوعہ

۹ تاریخ مغلیہ کے فارسی مآخذ [۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء - ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء] غیر مطبوعہ

۱۰ مجمع التواریخ تصنیف حافظ غلام محی الدین کنجاہی، مقدمہ و حواشی۔ زیر طبع

۱۱ فہرست مخطوطات محفوظہ در کتابخانہ ہائے پاکستان غیر مطبوعہ

۱۲ حل المغلقات فی الرد علی اہل الضلالات شیخ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم سرہندی تصحیح و حواشی غیر مطبوعہ

۱۳ حیات شاہ عنایت قادری قصوری۔ غیر مطبوعہ

۱۴ نتائج الحرمین [در احوال شیخ آدم بنوری] احوال و آثار مصنف مولانا محمد امین بدخشی توضیحات کتاب۔ تحقیق کی غلط فہمیوں کا ازالہ

Marfat.com

۱۵ فہرستِ مخطوطاتِ کتب خانہ ڈاکٹر وحید قریشی ۔ غیر مطبوعہ

۱۶ مناقب شیخ عبدالخالق قصوری ۔ تصنیف شیخ محمد فاضل قصوری ۔ غیر مطبوعہ

۱۷ مقاماتِ مظہری تالیف حضرت شاہ غلام علیؒ ۔ ترجمہ ۔ حواشی ۔ مقدمہ ۔ زیر ترتیب

۱۸ ملفوظاتِ حضرت شاہ غلام علی دہلوی جامع مولانا غلام محی الدین قصوری مقدمہ و حواشی زیر طبع

۱۹ تذکرہ علماء و مشائخ پنجاب ۔ زیر ترتیب

۲۰ تذکرہ مشائخ دیدہ [راقم نے اس میں اُن مشائخ کا ذکر کیا ہے جن سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے ۔] غیر مطبوعہ

۲۱ انتخاب گنج شریف از حضرت نوشہ گنج بخشؒ تدوین شرافت نوشاہی ۔ تقدیم محمد اقبال مجددی ۔ مطبوعہ ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء

احقر محمد اقبال مجددی ۲۱ اپریل ۱۹۷۷ء (۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ)

یوم اقبال ۔ بفرمائش حضرت مخدومی سید شرافت نوشاہی مدظلہٗ شریف التواریخ میں شامل کرنے کے لئے لکھے ۔ ؎

مولانا محمد اقبال مجددی صاحب علم و فہم و ذکا ۔ لائق فائق ہیں فطرتاً ان میں تحقیق کا مادہ موجود ہے ۔ موجودہ وقت میں ان کا شمار بہترین مورخوں میں ہے ۔ ان کا کتب خانہ وسیع ہے ۔ کتابوں کا شوق ان کو جنون کی حد تک پہنچ چکا ہے ۔ جہاں کوئی کسی نادر و نایاب کتاب کا پتہ چلا وہیں پہنچے صرف کتابوں کے لئے افغانستان و ایران کا سفر کیا ہے ۔ اور سینکڑوں نایاب کتابیں خرید کر لائے ہیں ۔ اب اسی سلسلہ میں انگلینڈ کا سفر کرنے والے ہیں ۔ ہمارے خاندان نوشاہی کے ساتھ دلچسپی رکھتے ہیں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں ۔ میرے خواص احباب سے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علمی و تحقیقی خدمات میں برکت کرے ۔ ان کی سکونت گیلانی سٹریٹ منور عزیز پارک چاہ میراں لاہور میں ہے ۔

Marfat.com

۳۸ - اقبال ۔ پروفیسر محمد اقبال ملک ایم اے ۔ شعبہ اسلامیات ۔ گورنمنٹ کالج اصغر مال ۔ راولپنڈی ۔ ان کی ولادت ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء میں ہوئی ۔ ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء میں ایم اے تاریخ ۔ اور ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء میں ایم اے اسلامیات ۔ دانشگاہ پنجاب سے کیا ۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ محمد قاسم [م ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ] موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی کے مرید ہیں ۔ میں جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ موجون ۱۹۷۳ء میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی گیا تو ان کی وہیں ملاقات ہوئی ۔ قدیم وضع کے سادہ مزاج آدمی ہیں ۔ تصوف پر اچھا مطالعہ ہے ۔ مختلف سلاسل کے اوراد و وظائف پر مواظبت رکھتے ہیں ۔

تصانیف ۔ ان کی یہ ہیں ۔

۱ کیمیائے سعادت امام غزالی کا اردو آسان ترجمہ ۔

۲ فتوح الغیب ۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا اردو ترجمہ مع عربی

۳ طریق عطاریہ فارسی

۴ فیضان رومی ۔ مثنوی معنوی کا انتخاب اور موضوعی ترتیب

۵ وصل حبیب الخد ۔ مطبوعہ ۔ اس میں زیارت نبوی ﷺ کے لئے اوراد لکھے ہیں

۶ رسالہ قدسیہ ۔ تالیف خواجہ محمد پارسا نقشبندی رح ۔ اس کی تصحیح کی ۔ اور مقدمہ و تحشیہ و تعلیقات کا اضافہ کیا ۔ یہ رسالہ ۱۳۹۵ھ میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی کی طرف سے چھپ چکا ہے ۔ پروفیسر صاحب کی درخواست پر میں نے اس کا قطعہ تاریخ طباعت کہا جو اس کے صفحہ ۳۲۳ پر طبع ہوا ہے ۔

۷ جامع السلاسل خطی فارسی تصنیف مجدالدین علی بن ظہیرالدین محمد بن شیخ خلیل اللہ بدخشانی آجکل اس پر کام کر رہے ہیں ۔

Marfat.com

۸ فہارس مخطوطات فارسی۔ درگاہ گولڑہ شریف۔ یہ کتاب خانہ گنج بخش اسلام آباد میں موجود ہیں پروفیسر صاحب علمی کاموں میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔

۲۹۔ **اکبر شاہ**۔ ڈاکٹر سید اکبر شاہ بخاری۔ سانگلاوالے۔ سید جماعت علیشاہ ثانی نقشبندی علی پوری رح کے مرید ہیں۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ کو مرید کے منڈی ضلع شیخوپورہ میں میری ملاقات کے واسطے آئے۔[1]

۳۰۔ **اکبر علی**۔ چوہدری اکبر علی ذیلدار قوم تارڑ۔ ساکن چک بانو ضلع گجرات شریف الطبع نیک اطوار آدمی تھا۔ نوے سال کی عمر میں ۱۳۹۷ھ میں فوت ہوا۔ جب کبھی ملتا۔ بڑے آداب اور تعظیم سے پیش آتا تھا۔

۳۱۔ **اکبر علی شاہ**۔ سید اکبر علی شاہ۔ ساکن سوک کلاں۔ ضلع گجرات۔ اپنے آپ کو گیلانی سادات سے شمار کرتے ہیں۔ شیعہ مذہب کے ذاکر ہیں ۸ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ کو میری ملاقات کے واسطے آئے۔ اور آداب سو عقیدت سے ملے۔[2]

۳۲۔ **اکرام**۔ شیخ محمد اکرام۔ نگران ماہنامہ المعارف لاہور۔ کتاب رودِ کوثر اور موج کوثر ان کی تصانیف سے ہیں ۵ محرم ۱۳۹۰ھ کو ان کی ملاقات ہوئی۔ اچھے اخلاق سے ملے۔[3] میرے مقالات۔ تاریخنامہ قلعہ رہتاس۔ ماخذ حضرت حاجی محمد نوشہ۔ اور تبرکات اچ شریف گیلانی ان کے رسالہ المعارف میں وقتاً فوقتاً چھپے ہیں۔ شیخ صاحب وفات پا چکے ہیں۔

۳۳۔ **اکرم**۔ حاجی شیخ محمد اکرم۔ مینیجر نیشنل بینک آف پاکستان سبزی منڈی قصور۔ نیک طبع انسان ہیں۔ سفر حج میں ہمارے ساتھ تھے۔ ان کی پہلی ملاقات شیرے ساتھ ۲۱ شوال ۱۳۹۵ھ کو شمس جہاز میں ہوئی۔[4]

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۹۰۔
[3] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [4] سفرنامہ حج خطی ص ۵۱۔ شرافت

Marfat.com

۳۴۔ اکرم۔ مولوی محمد اکرم یکوآنہ۔ ساکن چرنڈ۔ ضلع گجرات متعلم ہدایہ اولین ۵ رمضان ۱۳۹۰ھ کو ڈھوک شہانی میں مجھ کو ملنے کے واسطے آئے۔ اور کچھ عملیات کی مجھ سے اجازت حاصل کی۔ [1]

۳۵۔ اکرم۔ مولوی قاضی محمد اکرم قطبی ابن قاضی محمد لطیف ساکن ٹھٹی لعل۔ ضلع ملتان۔ سہروردی طریقہ کے مشائخ میں سے تھے۔ میری ان سے متعدد مرتبہ ملاقات ہوئی۔ پہلی بار موضع بوہت اور ڈھوک کا سب ضلع گجرات میں ان کی تقریریں سنیں۔ اس کے بعد ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں پنڈی کالو کے جلسہ پر ان کا وعظ سنا وعظ موثر ہوتا تھا۔ جب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے یہ اشعار پڑھا کرتے۔

؎

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے — امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان — آج اُس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ — خود آج وہ مہمان سرائے غربا ہے

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ شعر بھی پڑھتے۔

؎ تک چلت پھرت مورا جیا ترست نینن کی جگت برست بدری
مِنْ عَرَبٍ غَرَبٍ وَاعَجَبَا یَتَلَأْلَؤُ نُوْرٌ مِنْ بَدْرِی

قاضی صاحب میرے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے۔ ۱۳۴۸ھ میں میں نے مسئلہ ذبح فوق العقدہ کا استفتا پیش کیا۔ انہوں نے اس کی حلت پر فتوائے دیا۔ اور اپنا دستخط کر کے اس کی تصدیق کی۔ انہوں نے آخری سالوں میں اپنی سکونت ملتان

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء۔ شرافت

Marfat.com

میں تبدیل کر لی تھی۔ ۱۰ محرم سوموار ۱۳۸۶ھ / ۲ مئی ۱۹۶۶ء میں وفات پائی۔ قبر لالیاں ضلع جھنگ میں ہے ان کے مرید مولوی غلام محمد سہروردی امام و خطیب جامع مسجد مٹو بھائی کے ضلع گوجرانوالہ نے ان کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ جو مخطوطہ کی صورت میں اُن کے پاس موجود ہیں۔

۳۶۔ التجا۔ مولوی حاجی محمد التجا۔ خطیب جامع مسجد وَنیہ والہ ضلع گوجرانوالہ یہ مولوی محمد صادق گوجرانوالیہ کے شاگرد ہیں۔ میں وَنیہ والہ میں مولوی محمد یعقوب ولد عنایت ارائیں کے گھر گیا ہوا تھا۔ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ کو مجھے ملنے کے لئے وہاں آئے[1] اس کے بعد بھی کئی مرتبہ مجلس میں آئے ہیں۔

۳۷۔ الطاف۔ رانا محمد الطاف۔ لاہوری۔ متعدد مرتبہ ریلوے روڈ لاہور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر میری [شرافت کی] ان سے ملاقات ہوئی ہے پنجابی ادب میں ان کو خاص مقام حاصل ہے۔ میری تصانیف سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ حضرت نوشہ گنج بخش رح کی کتاب گنج شریف کی ترتیب و تدوین میں مجھے قیمتی مشورے دئے۔ اس وقت ۱۳۹۷ھ میں اسلام آباد لائل پور میں ملازمت کے سلسلہ میں تشریف فرما ہیں۔

۳۸۔ اللہ بخش۔ مولانا حکیم اللہ بخش المعروف اسد نظامی۔ ابن حکیم مولوی غلام مرتضیٰ انصاری۔ ۱۱ صفر ۱۳۶۰ھ ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو بستی کھگے والہ تحصیل ملتان میں پیدا ہوئے۔ فاضل فارسی ہیں۔ درس نظامی پڑھا۔ علم طب میں بھی کافی مہارت حاصل کی۔ خاندانی پیشہ طبابت ہے۔ اب چک ۱۱۴-۱۰-آر متصل جہانیاں منڈی تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں رہتے ہیں۔ طب یونانی کی دکان

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء۔ شرافت

Marfat.com

دکھی ہے۔ تصانیف کتب کا بھی شغل رکھتے ہیں۔ ان کا کتب خانہ بنام مکتبۃ الجمال ہے جس میں قلمی اور مطبوعہ کتابیں تقریباً بارہ ہزار ہیں۔ اکثر لاہور میں ریلوے روڈ پر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ان سے ملاقات ہوئی رہتی ہے جلیم الطبع دردیش صورت ہیں۔

۳۹۔ **الہ داد**۔ میاں الہ داد نقشبندی۔ ساکن کوہلووالہ ضلع گوجرانوالہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ کو ملاقات کے لئے پیرے پاس آیا[1]

۴۰۔ **الہ داد**۔ میاں الہ داد المعروف ملاں صاحب۔ قوم چیمہ سکنہ چک ۵ علاقہ بوسال تحصیل بھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ نقشبندی سلسلہ میں پیر سیدوں شاہ مجورہ والے کے مرید تھے۔ متشرع صاحب عبادت تھے۔ مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ رکھتے۔ ہمارے والد صاحب اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی رح جب وہاں تشریف لے جاتے تو ملاں صاحب اُن سے مستفیض ہوا کرتے۔ اور میری مجلس میں بھی آیا کرتے۔

۴۱۔ **امام الدین**۔ شیخ القرآن مولانا امام الدین قادری رضوی۔ کوٹلی لوہاراں۔ سیالکوٹ۔ کنیت ابوالعباس تھی۔ مولانا محمد شریف کوٹلوی کے چھوٹے بھائی تھے۔ حافظِ قرآن اور عالم باعمل تھے۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رح کے خلیفہ مجاز تھے۔ میں نے (شرافت نے) ان کو ۱۳۴۲ھ میں وزیرآباد میں ایک جلسہ پر دیکھا تھا۔ ان کی وفات ۱۹ صفر ۱۳۸۱ھ میں راولپنڈی میں ہوئی۔ وہیں مدفون ہوئے۔ ان کی تصانیف پچاس کے قریب ہیں بعض کے اسماء یہ ہیں ۱۔ ذکر المحمود ۲۔ ضرورتِ مرشد ۳۔ احتیاط النظر ۴۔ حقیقت نماز جنازہ۔ وغیرہ[2]

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱ صفحہ ۲۰۴ [2] ماہنامہ عرفات لاہور ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۸۔ شرافت

Marfat.com

۴۳۔ **امام شاہ** ۵ سید امام شاہ خوارزمی۔ بھوپال والہ چک صوبا۔ ضلع لائل پور ۲۸ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ کو میری ملاقات کے واسطے آئے۔ [۱]

۴۴۔ **امان اللہ**۔ مولوی امان اللہ ولد مولوی عبدالغنی ناظم۔ کھیوراوالی گجرات۔ انہوں نے کمپنی باغ گجرات کے جلسہ پر ۱۲ صفر ۱۳۷۲ھ کو تقریر کی۔ درود شریف کے فضائل بیان کئے۔ ڈاکٹر اقبال لاہوری رح کے کئی اشعار پڑھے [۲]

۴۵۔ **امیر حسین**۔ سید امیر حسین۔ ضلع ڈیرہ غازیخاں کے باشندہ تھے مسجد قادریہ اوچ شریف ضلع بہاولپور میں ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو میری (سرلشکری) ان سے ملاقات ہوئی تھی [۳]

۴۵۔ **امیر حسین**۔ سید امیر حسین شیعہ۔ دھوک تھہانی۔ گجرات ۲۴ صفر ۱۳۷۲ھ میرے ملنے کے لئے حاضر ہوا۔ [۴]

۴۶۔ **امیر شاہ**۔ مولوی سید امیر شاہ ولد سید زمان شاہ گیلانی قادری یکہ توت پشاور شہر۔ حضرت سید شاہ محمد غوث لاہوری رح کی اولاد سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی۔ مولوی شیر محمد سے فارسی پڑھی۔ پھر پشاور کے جلیل القدر علماء سے استفادہ کیا۔ علامہ عبدالرحیم پوپلزئی۔ شیخ التفسیر والحدیث حافظ علی احمد جان۔ الحاج حافظ گل قہر احمد۔ فقیہ عصر مولانا عبدالعلیم۔ مولوی عبدالمنان ہزاروی۔ مولانا محمد ایوب شاہ جعفری سے فنی اور درسی کتابیں پڑھیں۔ مدرسہ رفیع الاسلام پشاور میں کچھ عرصہ پڑھتے رہے [۵]

زمانہ حاضرہ میں اپنے بزرگوں کے سجادہ نشین ہیں حج کی سعادت سے بھی مشرف

---

[۱] نبات الایقان ص۴۲ [۲] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص۸ [۳] حدایق الانوار ص۱۳۵
[۴] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص۱۵ [۵] تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص۲۰۳

Marfat.com

ہو چکے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ پشاور ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ کو ان کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی ۲۱ ذیقعدہ کو انہوں نے ہماری دعوت کی [1]

دوسری مرتبہ پھر ایک بار میں ان کے ہاں گیا۔ بڑے ادب اور تعظیم سے پیش آئے۔ نیک اخلاق۔ اخلاصمند متواضع ہیں۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

صاحب تصانیف ہیں۔ یہ کتابیں ان کی ہیں ۱۔ تذکرہ حفاظ پشاور ۲۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد دو جلدیں۔ ۳۔ تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ۴۔ نماز مقبول ۵۔ شرح شمائل ترمذی۔ ایک ماہنامہ الحسن نام بھی شائع کر رہے ہیں۔

۴۷۔ امیر علی۔ سید امیر علی چشتی نظامی۔ ۱۰ رمضان ۱۳۹۱ھ کو موضع خان پور۔ کلکہ۔ ضلع شیخوپورہ میں میری ملاقات کو آئے۔ [2]

۴۸۔ امین۔ مولانا قاضی محمد امین فاروقی خطیب جامع مسجد شیخوپورہ ان کے والد صاحب کا نام میاں بدھا تھا۔ اصلی وطن و پروالہ متصل ستراہ مندھواں ضلع سیالکوٹ تھا۔ مولانا نے دینی علوم میں کافی مقام حاصل کیا۔ خوشنویس بھی تھے۔ کچھ عرصہ بھکھڑیانوالی ضلع لائل پور میں خطیب رہے۔ جب ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء میں شیخوپورہ شہر آباد ہوا۔ اُس وقت وہاں آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد گوجرانوالہ میں چلے آئے۔ اور سبزمنڈی میں رہائش رکھی۔ میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت نوشاہی، م نے چند اسباق ان سے بھی پڑھے تھے۔ میں نے اپنے والد صاحب کے ہمراہ شیخوپورہ اور گوجرانوالہ میں ان کو دیکھا تھا۔ ظریف الطبع تھے۔ خوش طبعی کی باتیں کیا کرتے۔ ہمارے سامنے کھانا رکھا۔ سالن چنے کی دال تھی۔ خود ہی بار بار کہتے۔ دیکھو یہ دال، گوشت کو بھی پرے کرتی ہے۔ ان کے لڑکے کا نام مظفر حسین تھا۔ اس کا تعارف کرایا کہ یہ مراسیانہ

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۴۔ ص ۶ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء شرافت

Marfat.com

مذاق رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ ہم شیخوپورہ میں ان کو ملے۔ تو ایک تنگ سے حجرہ میں انہوں نے بٹھایا۔ ہمارے والد صاحب اعلیٰ حضرت نوشاہی رح نے فرمایا کہ یہ حجرہ تو اُس کنوئیں کی طرح ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام ڈالے گئے تھے۔ جس کے متعلق مولانا جامیؒ نے فرمایا ہے۔

؎

چہ چوں گورِ ظالم تنگ و تیرہ ز تاریکیش چشمِ عقل خیرہ

خوب ہنسی مذاق ہوا۔ میرے والد صاحب کے ساتھ قاضی صاحب کی مراسلت رہتی تھی۔ ۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۴۸ھ میں وفات پائی۔

۴۹۔ انور۔ مولانا انور حسین نفیس رقم لاہوری۔ زمانہ حاضرہ میں خط نسخ و نستعلیق وغیرہ کے بہترین خوشنویس ہیں ۲۰ر رمضان ۱۳۹۱ھ کو میں ان کے پاس گیا۔ بڑی محبت اور اخلاق سے پیش آئے۔ [1]

۵۰۔ ایوب۔ محمد ایوب خاں۔ ساکن مکان نمبر ۹۴۔ انور ہاؤس۔ سانده روڈ۔ لاہور۔ یہ جالندھر کی تاریخ لکھ رہے ہیں۔ ۶ر رمضان ۱۳۹۱ھ میں کرشن نگر میں مجھ سے ملاقات کی۔ [2]

۵۱۔ ایوب۔ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ اردو کالج کراچی۔ والد کا نام مولوی مشیت اللہ قادری مرحوم۔ پروفیسر صاحب جولائی ۱۹۲۶ء (محرم الحرام ۱۳۴۵ھ) میں قصبہ آنولہ ضلع بریلی میں پیدا ہوئے ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں اردو مڈل کا امتحان اول درجہ میں کامیاب کیا۔ اور یوپی بورڈ میں ریاضی میں امتیاز حاصل کیا ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں ہندی مڈل کا امتحان بھی پاس کیا۔ ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء میں یوپی بورڈ سے میٹرک اول درجہ میں کامیاب کیا۔ اردو اور ریاضی میں پھر امتیاز حاصل کیا۔

---

[1] [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء شرافت

Marfat.com

بدایوں میں ان کا ننھال ہے تعلیم کے سلسلہ میں چار سال تک بدایوں میں رہے۔ دس ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء میں اسلامیہ کالج بدایوں سے اسٹرکا میاب کیا۔ ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں اردو کالج کراچی سے بی اے کیا۔ ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء میں کراچی یونیورسٹی سے اردو میں ایم اے کیا اور درجہ اول میں آئے۔ ابتدائی عربی اور فارسی کی تحصیل اپنے والد کی ۲۴ ستمبر ۱۹۵۰ء [۱۰ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ] سے ۱۸ مئی ۱۹۵۷ء [۱۷ شوال ۱۳۷۶ھ] تک محکمہ ترقیات میں ملازمت کی۔ ۱۹ مئی ۱۹۵۷ء [۱۸ شوال ۱۳۷۶ھ] سے ۴ مارچ ۱۹۶۳ء [۷ شوال ۱۳۸۳ھ] تک پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی میں ریسرچ اسسٹنٹ اور ریسرچ افیسر کی حیثیت سے کام کیا ۵ مارچ ۱۹۶۳ء [۸ شوال ۱۳۸۳ھ] کو اردو کالج میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ آج کل اسسٹنٹ پروفیسر اور صدر شعبہ اردو ہیں۔

پروفیسر محمد ایوب سے متعدد مرتبہ لاہور میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر میری ملاقات ہوئی ہے۔ بڑے فاضل جید ہیں۔ لاہور میں اپنے خواص حلقہ احباب کا فوٹو لیا جس میں احباب ذیل ہیں ۱۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ۲۔ سید شرافت نوشاہی۔ ۳۔ پروفیسر محمد ایوب قادری ۴۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی ۵۔ قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی ۶۔ ایک حافظ صاحب۔

امسال ایک روز ہمارے ترکے سید سعید اللطف نوشاہی کے مکان پر شالامار ٹاؤن لاہور میں تشریف لائے۔ اور میرا (شرافت کا) کتب خانہ دیکھا۔ اور میری تصانیف ملاحظہ کیں۔ اور فرمایا کہ اسقدر کثیر التعداد کتابیں اور ضخیم جلدیں یہ آپ نے اکیلے نہیں بنائیں۔ کوئی غیبی امداد آپ کے ساتھ ہے۔ پروفیسر صاحب میرے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ میری کتاب "تذکرہ نوشہ گنج بخش" کا پیش لفظ لکھا۔ بڑے خوش اخلاق علمی ذوق والے ہیں۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔ (متوفی جمعہ ۲۵ نومبر ۱۹۸۳ء بمقام)

Marfat.com

تصنیفات پروفیسر صاحب نے کافی کتابیں تالیف کی ہیں۔

۱۔ مولانا فیض احمد بدایونی۔ ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء کے ایک مجاہد کے حالات زندگی

۲۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں شایع کی۔

۳۔ مولانا محمد احسن نانوتوی۔ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں شایع کی۔

۴۔ ارباب فضل و کمال بریلی۔ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں شایع کی

۵۔ تبلیغی جماعت کا تاریخی جایزہ ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں شایع کی۔

مترجمات۔ کتب ذیل کے ترجمے کئے ہیں۔

۱۔ تذکرہ علمائے سلف۔ از مولوی رحمان علی۔ ۱۹۶۱ء میں شایع ہوئی۔

۲۔ مجموعہ وصایا اربعہ۔ شاہ ولی اللہ ۲ عدد۔ شاہ اہل اللہ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے وصایا۔

۳۔ مآثر الامرا ۳ جلدیں۔ از صمصام الدولہ شاہ نواز۔ ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۰ء میں شایع ہوئی۔

۴۔ فرحت الناظرین۔ از محمد اسلم پسروری ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں شایع ہوئی۔

۵۔ سیر العارفین۔ از شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی۔ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ میں شایع ہوئی

۶۔ جنگ آزادی ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء جمادی الاخرے ۱۳۹۶ھ میں شایع ہوئی

مرتبات و محشیات۔ مندرجہ ذیل کتب کو مرتب کیا اور حواشی لکھے۔

۱۔ علم و عمل۔ مولوی عبدالقادر بدایونی کی خود نوشت سوانحعمری۔ مترجمہ مولوی معین الدین افضل گڑھی ۲ دو جلدیں

۲۔ تاریخ فرخ آباد۔ عہد بنگش کی سیاسی۔ ثقافتی اور علمی تاریخ۔ از مفتی ولی اللہ فرخ آبادی۔ مطبوعہ ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

۳۔ تواریخ عجیب (کالاپانی) از محمد جعفر تھانیسری

۴۔ علی گڑھ تحریک اور قومی نظمیں۔ سید الطاف علی بریلوی کے ساتھ مل کر مرتب کی۔

Marfat.com

۵۔ خط و خطاطی

۶۔ مقالات یوم عالمگیر مطبوعہ ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

پروفیسر قادری صاحب نے کئی سال تک بحیثیت نائب مدیر بصائر کو ایڈٹ کیا ہے۔ ان ہی کی کوشش سے بصائر کا ٹیپو شہید نمبر شائع ہوا۔ اسی طرح قادری صاحب نے العلم کا غالب نمبر بھی مرتب کیا۔

برعظیم کے مختلف علمی، ادبی اور تحقیقی رسائل و جرائد مثلاً معارف، اردو نقوش، البلاغ، العلم، بصائر، صحیفہ، تحریر، فاران، قومی زبان وغیرہ میں قادری صاحب کے متعدد مقالات شائع ہوئے ہیں۔

انہوں نے مختلف شہروں مثلاً رام پور، علی گڑھ، دہلی، دیوبند، لاہور، بہاولپور، پشاور اور اوچ وغیرہ کے اہم اور نادر کتب خانے بھی دیکھے ہیں۔[1]

ب

۵۲۔ **بچایا**۔ خلیفہ اللہ بچایا خاں۔ دربار گیلانی اوچ شریف کا مجاور تھا۔ ۱۱ محرم ۱۳۵۳ھ کو اوچ متبرکہ میں میرے ساتھ ملاقات کی۔[2] عملیات کا شائق تھا۔

۵۳۔ **بختیار**۔ میاں بختیار رنگریز۔ ونوٹیانوالی چک نمبر ۳۹۔ شیخوپورہ میرے والد صاحب اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی رح کے مجلس نشین تھے۔ بڑے صالح منکسر المزاج تھے۔ ۱۳۶۸ھ میں وفات پائی۔[3]

۵۴۔ **برکت علی**۔ ملاں برکت علی راجپوت۔ بھیانوالہ کلاں۔ شیخوپورہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ کو مجھ سے ملاقات کی۔[4] مجھ سے وظائف کی اجازت لی۔ زاہد عابد ہے کلمہ طیبہ، درود ہزارہ کا ورد کرتا ہے نماز پنجگانہ۔ تہجد، اشراق، صلوٰۃ الاسرار پڑھتا ہے

---

[1] ماہنامہ قومی زبان کراچی جولائی ۱۹۷۵ء [2] حدائق الانوار ص ۲۷۰ [3] عیون التواریخ [4] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص ۲۳

شرافت

Marfat.com

۵۵۔ بشیر۔ سائیں بشیر احمد المعروف سادھو مداری۔ گھٹے والہ۔ گوجرانوالہ
یہ میری مجلس میں بیٹھا کرتا۔ قلندرانہ روش رکھتا مداریہ سلسلہ میں سائیں سردار علی
کا مرید تھا۔ وہ مرید اپنے والد سائیں یاد اللہ کا وہ مرید دتے شاہ کے وہ مرید خیر شاہ کے۔
وہ مرید شادے شاہ کے وہ مرید دوسرے شاہ کے وہ مرید روشن شاہ کے وہ مرید حسین شاہ کے وہ مرید گگے شاہ کے
وہ مرید بیمے شاہ کے وہ مرید کمال شاہ کے وہ مرید سلام شاہ کے وہ مرید مداری شاہ کے وہ مرید برہم بال جتی سخی مداری رح کے الی آخر

۵۶۔ بشیر۔ سید بشیر حسین گیلانی۔ چشتی سٹریٹ۔ ٹمپل روڈ۔ فرنگ۔ لاہور
والد صاحب کا نام سید مبارک علی شاہ تھا ابن سید شہسوار بن سید زند علی شاہ
بن سید شاہ حسین بن سید عبد القادر بن سید عبد الحمید بن سید سعید بن سید فتح محمد
بن سید حاجی ابوبکر بن سید عبد القادر ثانی لاہوری رح

ان کی ولادت ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔
تعلیم بی اے تک حاصل کی۔ سلسلہ قادریہ میں اپنے والد صاحب سے بیعت کی۔ علم
دوست لائق فائق ہیں۔ میری ان سے ملاقات ۱۳ محرم ۱۳۹۰ھ کو جناب حکیم
محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ہوئی۔ [1] اس کے بعد بھی اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے
میرے ساتھ خط و کتابت بھی رکھتے ہیں۔
تصانیف ان کی تصانیف سے یہ کتابیں ہیں۔

۱۔ انگارے (تمثیلات) ۲۔ عالم برزخ (ڈرامہ) ۳۔ پاگل (خلیل جبران
لبنانی کی کتاب کا ترجمہ) ۴۔ پیش رو (ایضاً) ۵۔ ارضی دیوتا (ایضاً) ۶۔ جبران
(جبران کی سوانح حیات)

یہ کتابیں اس دور کی ہیں جب یہ اپنے آپ کو بشیر ہندی لکھا کرتے تھے۔ اس وقت ان کا
ادب کا غلبہ تھا مگر آجکل تصوف سے دلچسپی رکھتے ہیں اور درگاہ شیخ طاہر بندگی کے سجادہ نشین ہیں

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء۔ شرافت

Marfat.com

۵۷۔ **بشیر**۔ الحاج بشیر حسین ناظم ایم اے۔ شرقپور۔ ضلع شیخوپورہ۔

والد صاحب کا نام میاں غلام حسین ولد میاں اللہ بخش حراف تھا۔ بشیر حسین ناظم ۱۹ر جمادی الآخرہ ۱۳۵۱ھ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۲ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں شرقپور آئے۔ ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء میں میٹرک پاس کیا۔ اسی سال لاہور میں کارپوریشن کی ملازمت اختیار کی۔ ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء میں بی اے کیا۔ آوٹ اینڈ اکاونٹس میں ملازمت کرنے لگے۔ ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء میں بی سی ایس کا امتحان پاس کیا۔ ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں لاء کالج میں داخلہ لیا۔ ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء میں فارسی اور ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں پنجابی ایم اے کیا۔

میاں غلام اللہ نقشبندی مجددی شرقپوری[1] کے مرید ہیں۔ اجمیر شریف اور سرہند شریف کی زیارتوں سے مشرف ہو چکے ہیں۔ بہترین نعت خواں ہیں۔ فارسی میں ماہیا ایجاد کیا ہے[2] میرے (شرافت کے) ساتھ بہت محبت رکھتے ہیں۔ اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ شگفتہ مزاج لطیفہ گو ہیں۔ لاہور کو اپنا وطن بنا دیا ہے۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

تصانیف۔ یہ تالیفات ان کی یادگار ہیں۔

۱۔ اولیائے ملتان۔ (اس کا پیش لفظ میں نے لکھا تھا) ۲۔ پنجابی میں ادبی آوازاں ۳۔ کلاسیکی ادب ۴۔ پنجابی واراں ۵۔ ترسول عربی ۶۔ شواہد النبوۃ کا اردو ترجمہ۔ ۷۔ ہمعات کا اردو ترجمہ ۸۔ حکایات گنج بخش[3]

۵۸۔ **بنی**۔ سائیں بنی فقیر۔ مجذوب۔ اوچ متبرکہ ضلع بہاول پور۔

اس کا اصلی نام رمضان۔ مجذوب درویش تھا۔ درگاہ حضرت مخدوم سید محمد غوث الحسنی اوچی کے دروازہ کے سامنے بیٹھا رہتا تھا۔ ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو اس نے مجھ کو دودھ پلایا[4] مجھ کو "شاہ سائیں" کہا کرتا تھا۔ ساری رات دربار شریف کے

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۳۹۳۔ حاشیہ [2] حدائق الانوار ص ۱۲۸ شرافت

Marfat.com

پاس بیٹھا رہتا۔ اور پڑھا کرتا "مقصود حسین۔ موجود حسین" اگر اس کو کوئی پوچھتا تمہارا نام کیا ہے؟ تو کہتا یا فتی اسمہ اسرائیل۔ ایک روز نماز مغرب کی جماعت میں صف میں کھڑا ہو گیا۔ جب امام نے ایک رکعت پڑھی تو یہ کہنے لگا کہ ایک پھیرا ہو گیا ہے۔ جب دوسری رکعت پڑھی گئی تو کہا کہ دو پھیرے ہو گئے ہیں۔ ایک روز مجھے کہا "شاہ سائیں" ایک آنہ دے دو۔ دستگیر کا حکم ہے۔ میں اٹھا کہ کمرہ میں اپنے بستہ میں سے ایک آنہ لا کر اس کو دوں۔ مجھے دامن سے پکڑ لیا اور کہا کہ یہیں دے جاؤ۔ میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا کہ اس کو دکھا دوں۔ کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ جب ہاتھ ڈالا تو جیب میں سے ایک آنہ نکل آیا۔ میں نے اس کو دے دیا۔ یہ اس کی کرامت سے موجود ہو گیا۔ ورنہ میری جیب خالی تھی۔

۵۹۔ بوٹا۔ محمد بوٹا۔ گجراتی۔ قوم کشمیری سے تھا۔ پنجابی زبان کا بہترین شاعر تھا۔ میں نے (شرافت نے) اپنے بچپن میں اس کو دیکھا تھا۔ اس کا رنگ سانولا۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے۔ دستار کبھی یعنی بائیں ہاتھ سے باندھتا تھا۔ اور شربت شیرہ کی دکان کرتا تھا۔ اس کا پنج گنج یعنی پانچ سیحرفیاں اور قصہ مرزا صاحباں مشہور ہیں۔ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں وفات پائی [1]

۶۰۔ بوستان۔ میاں بوستان۔ سجادہ نشین دربار میاں صحبت شاہ قادری میانہ موھڑہ۔ ضلع راولپنڈی۔ والد صاحب کا نام میاں محمد یوسف تھا۔ ابن فیض علی بن مست بن فتح محمد بن جہان محمد بن فقیر قلیا بن قلیا بن شاہ عنایت بن شاہ جھنڈا بن میاں صحبت شاہ بن شاہ محمود دریائی بن شاہ سبتی بن شاہ بالا صاحب قوم مغل برلاس۔ [2]

---

[1] خزینۃ العلوم قلمی بیاض ص ۱۹۸ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص ۸۲۔ شرافت

Marfat.com

میاں صحت صاحب قادری سلسلہ کے بزرگ تھے۔ گیارہویں صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ ان سے مجذوم شفا پاتے تھے۔ میانہ موہڑہ۔ راولپنڈی میں مزار ہے۔ ان کے دو خلیفے بڑے مشہور ہیں۔ اول میاں اعظم شاہ المعروف شاہ سفیرؒ۔ دوسرے سید سیدن شاہ شیرازیؒ مدفون چوہا ضلع جہلم۔

میاں بوستان صاحب کی ملاقات میرے ساتھ نوشہرہ شریف کے عرس پر بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ ہوئی تھی۔ چونکہ ان کے مورث اعلیٰ میاں صحت شاہؒ کے دربار پر کئی کوہڑے (جذامی) تندرست ہو جاتے ہیں وہ ان کے مرید ہوتے ہیں اور نذرانے دیتے ہیں۔ صاحبزادہ محمد امین ولد میاں محمد فاضل نوشہروی نے اُن کا تعارف کرایا کہ یہ حضرت صاحب کوہڑوں کے پیر ہیں۔ [1]

۶۱۔ بہار شاہ۔ سید بہار شاہ بخاری چشتی۔ ساکن چک نمبر ۶۹۶/۳۸ گ ب ہوشیارپوری نے ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ کو میرے ساتھ ملاقات کی [2]

پ

۶۲۔ پروین۔ مس پروین ایم اے لاہوری۔ ڈاکٹر ممتاز بیگم چوہدری کے ساتھ ۹ شعبان ۱۳۹۰ھ کو سانده کلاں لاہور بخانہ سید سعید الظفر مدعمرہ مجھے آکر ملیں۔ اور کچھ تعلیمی مشورے ہے۔ [3]

ت

۶۳۔ تجمل حسین۔ پروفیسر تجمل حسین زمیندار کالج گجرات۔ ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ مجھ سے ملاقات کی [4]

---

[1] روزنامچہ شرافت ۱۰ ص ۸۳ [2] ثبات الایقان ص ۸۳ [3] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [4] ایضاً شرافت

Marfat.com

ث

۶۴۔ ثناء اللہ۔ شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ اہلحدیث امرتسری رح۔
والد کا نام محمد خضر جو کشمیری۔ ان کی ولادت ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔ پہلے مولانا احمد اللہ امرتسری سے پڑھا۔ پھر حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی سے علم حدیث حاصل کیا۔ دیوبند میں منطق، حکمت اور اصول فقہ پڑھے۔ مولانا احمد حسن کانپوری رح سے کتب درسیہ پڑھیں۔ ۱۳۱۱ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر امرتسر آکر تصنیف تذکیر اور مناظرہ میں مشغول ہوئے۔ مطبع بنایا ۱۳۲۱ھ میں ہفت روزہ اہلحدیث جاری کیا جو چوالیس ۴۴ سال جاری رہا۔ [1]

مولانا علم و فضل میں اپنے معاصرین میں فائق تھے۔ مناظرہ میں خاص مقام رکھتے تھے۔ آریوں، عیسائیوں، مرزائیوں اور شیعوں سے اکثر مناظرے کئے۔ اور غالب آئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیحیت اور نبوت کا دعوے کیا تو مولوی صاحب قادیان پہنچے اور مرزا سے مناظرہ کر کے اس کو لاجواب کیا اور علماء نے ان کو فاتح قادیان کے لقب سے نوازا۔

دوسری مرتبہ لدھیانہ میں مرزا کے ساتھ مناظرہ کیا۔ ثالث نے جو غیر مسلم تھا ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ تو تین سو ۳۰۰ روپیہ جو بطور تاوان مقرر تھا کہ فریق مغلوب ادا کرے۔ وہ مولوی ثناء اللہ کو مل گیا۔

اتوار۔ سوموار۔ ۲۱/۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ ۴/۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء ۱۸/۱۹ اسوج سمت ۱۹۸۸ ب کو بمقام جتی شاہ رحمان۔ ضلع گوجرانوالہ شیعوں اور اہل سنت کا مناظرہ مقرر ہوا۔ [2] راقم الحروف شرافت بھی اس موقع پر حاضر تھا۔ علمائے فریقین جمع ہوئے۔ اہل سنت اور اہلحدیث کے علماء ایک فریق تھے۔ اور

---

[1] نزہۃ الخواطر جلد ۸۔ ص ۹۵۔ [2] تسطیر بشارت بیاض ص ۱۵۰ مکتوب شرافت شرافت

Marfat.com

شیعہ دوسرا فریق۔ علمائے اہل حدیث یہ تھے۔

۱۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری ۔ ۲۔ مولوی حافظ محمد۔ گوندلانوالہ۔ ۳۔ مولوی نور حسین گھرجاکھی ۔ ۴۔ مولوی عبدالعزیز ملتانی ۔

اور علمائے اہل سنت یہ تھے۔ ۱۔ مولانا نظام الدین قادری سروری ملتانی و زیرآبادی

۲۔ مولانا محمد حسین کولوتارڑ والے۔ ۳۔ مولوی سید نور شاہ بخاری چک بانگا والے۔

اور علمائے شیعہ یہ تھے ۔ ۱۔ مولوی مرزا احمد علی امرتسری۔ ۲۔ سید سیف علیشاہ جلالپوری۔ ۳۔ مولوی حافظ ذوالفقار علی شاہ جلالپوری

اہل سنت کی طرف سے مولانا ثناء اللہ امرتسری مناظر تھے۔ اور شیعوں کی طرف سے مرزا احمد علی امرتسری۔ اور مسئلہ ایمان اصحاب ملائکہ درپیش تھا۔ اہل سنت کی طرف سے قرآن اور صحاح ستہ، اور اہل شیعہ کی طرف سے قرآن اور صحاح اربعہ کے حوالے دیئے جاتے تھے۔ تین گھنٹہ متواتر مناظرہ رہا۔ آخر مرزا احمد علی شیعہ مغلوب ہو گئے۔ کسی مسئلہ کا جواب نہ آنے پر جب مرزا احمد علی ادھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیتے اور ٹال مٹول سے کام لیتے تو مولانا ثناء اللہ اپنی تقریر میں پھر اُسی مسئلہ کو دُہراتے اور کہتے کہ میری بات کا جواب نہیں ملا۔ مرزا صاحب خواہ اِدھر اُدھر کی ہانکیں لیکن میں پھر انا ڈرائیور ہوں گاڑی کو لائن سے اُترنے نہیں دوں گا۔ آخر اُن پر غالب آئے۔ میں نے یہ سارا مناظرہ لکھا تھا۔ مگر بعد میں شیعوں کی کتابیں نہ ملنے کی وجہ سے میں اس کو مرتب نہ کر سکا۔

مولانا ثناء اللہ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے آپس میں مباہلہ کیا تھا۔ مرزا اُسی مباہلہ کی میعاد کے اندر مر گیا۔ اور اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔

ان کے ایک معاصر مولانا محمد عظیم فتوشاہی میروالی نے ان کے متعلق لکھا ہے

دو کروڑ کے پنجاب کے مسلمانوں کے پاس نیو ندرا سلامی شیر پنجاب مولوی ثناء اللہ

Marfat.com

صاحب کا وجود گرامی ہے۔ جو ہر میدان میں مخالفین میں بے دھڑک سفینہ کی طرح اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ کر کسی جان ستان کو اپنے قدموں کا خاک نشان کر لیتے ہیں اور اسلام کی حمایت اور صاحب اسلام کی حرمت پر جو تن غیرت میں اپنے اوقات عزیز کو صرف کرنا عین عبادت سمجھتے ہیں۔" [1]

مولانا ثناء اللہ امرتسری تقسیم ملک کے وقت ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور بعمر اسی سال ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔ وہیں قبر ہے۔ [2]

مولانا کثیر التصانیف تھے۔ یہ کتابیں ان کی یادگار ہیں۔

۱۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن۔ عربی

۲۔ تفسیر ثنائی اردو۔ کئی جلدوں میں

۳۔ ترکِ اسلام پر ترکِ اسلام۔ دھرمپال آریہ کے جواب میں۔ آخر وہ مسلمان ہو کر غازی محمود دھرمپال کے نام سے مشہور ہوا۔

۴۔ مقدس رسول۔ جواب رنگیلا رسول۔ راجپال آریہ کے جواب میں۔

۵۔ تقابل ملاثہ۔ اسلام۔ عیسائیت اور آریہ مذہب کا موازنہ و تقابل۔

۶۔ حقیقتِ مرزا۔ مرزا قادیانی کا رد۔

ج

۶۵۔ جلال۔ میاں جلال اویسی۔ میاں رحیما ضلع گوجرانوالہ۔ ایک بار ان کے گاؤں میں گئے تھے۔ میرے پردادا بزرگ سید کرم الٰہی و سید نور الٰہی فرزندان سید فاضل شاہ بھی ہمراہ تھے۔ میاں جلال ہماری ملاقات کے لیے آیا۔ اپنے پنجابی اشعار سناتا رہا۔ پنجابی

---

[1] بے مثل پیغمبر ص ۲۱ [2] نزہۃ الخواطر جلد ۸۔ ص ۹۶۔ شرافت

Marfat.com

اچھا شاعر تھا۔ سیحرفیاں اور چھوٹے چھوٹے قصے بناتا تھا۔ کئی سال گزرے فوت ہو چکا ہے۔ یہ شعر اُس کا ہے۔

الف اج نہیں لگدا جی میرا کسے شہر بازار تے جوہ اندر
دل چاہوندا اے موہرا کھا مراں اکے ڈب مراں کسے کھوہ اندر
سینے سُول رڑکے تیرے ہجر والی، ہجر تُساں دے چھڈیا لُوہ اندر
چنگے نہیں جلال نصیب میرے اکے اثر نہیں دم چھوہ اندر

۶۶۔ جلال۔ میاں جلال گوندل۔ شمہاری ضلع گجرات۔ پیر فضل شاہ چشتی نظامی جلالپوری کا مرید ہے۔ متعدد بار ساہن پال شریف میں آکر مجھ سے ملاقات کی ایکبار ۲۰ رمضان ۱۳۹۰ھ کیلیانوالہ کے راستہ میں بس پر ملاقات ہوئی۔ [1] ۱۳۹۷ھ میں موجود ہے۔ پنجابی میں اشعار کہتا ہے۔ وزن شعر اور لغت کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا۔ سیحرفی۔ باراں امام۔ مناقب و جنگنامہ علی مرتضےٰ۔ مدح غوث اعظم بنائی ہیں۔ یہاں مناقب کے چار اشعار لکھے جاتے ہیں

بسم اللہ بسم اللہ اللہ پاک توں اکبر — واہ قدرت تیری مالکا توں ہر کا کاریگر
ہر جاتے جلوہ تینڈرائی آوتا نظر — آفتاب کو چمکاوتا چمکاوتا قمر
توں وچ اندھرے چاننا کل باہر تے اندر — وہ نور سے بھرپور کھلے باغ میں شجر
حسین تیری جھلک سے گل ڈالیاں پتر — ہے خوشبو تیری گل میں گلاب میں عطر

۶۷۔ جلال دین۔ میاں جلال دین۔ پھالیہ۔ ضلع گجرات۔ میاں عبدالکریم آدھی والہ کے مرید تھے۔ وہ مرید میاں ڈونگھا اُویسی کے۔ رقیق القلب متقی صاحب شرم و حیا تھے۔ چہرہ پر نقاب رکھتے تاکہ کسی غیر محرم عورت پر نظر نہ پڑے۔ میاں احمد یار نوشاہی برقندازی مُرالوی کی تصانیف ۱۔ قصہ ہیر رانجھا۔ ۲۔ قصہ راج بی بی و نامدار گھاڑو۔ ۳۔ قصہ سسی پنوں۔

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت۔

Marfat.com

قصہ تمیم انصاری۔ جس سخی سرور سلطان ۱۳۴۵ھ میں مجھ سے (شرافت سے) کتابت کرائے۔ قلمی رسم الخط سے خوب واقف تھے۔ اگر کہیں سے کوئی لفظ اصل قلمی نسخہ سے نہ پڑھا جاتا۔ تو یہ حل کر دیا کرتے۔ بعمر ۶۵ سال ۲۷ شعبان ۱۳۵۴ھ کو انتقال کیا۔ [1]

۶۸۔ جلال شاہ۔ سید جلال شاہ شیعہ۔ دہوک شہانی۔ ضلع گجرات ۲۴ صفر ۱۳۷۲ھ کو مجلس میں آیا۔ [2]

۶۹۔ جلال شاہ۔ مولانا سید جلال شاہ مشہدی بھکھی۔ گجرات یہ نقشبندی سلسلہ میں پیر نور حسن کیلیانوالہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ عالم باعمل اور فاضل جید ہیں۔ بھکھی میں علوم دینیہ کا درس کھولا ہے۔ صرف نحو منطق۔ فقہ۔ حدیث پڑھاتے ہیں سینکڑوں طلبا ان کے درس سے فارغ ہو کر گئے ہیں۔ ان کے یمن قدم سے بھکھی کو شریف کہا جاتا ہے ۱۳۹۶ھ میں میری ان سے ملاقات ہوئی۔ اخلاق سے پیش آئے۔

۷۰۔ جماعت علی شاہ۔ امیر ملت حضرت مولانا سید حافظ جماعت علی شاہ محدث۔ علی پور سیداں۔ ضلع سیالکوٹ۔ ان کے والد کا نام سید کریم شاہ شیرازی سادات سے تھے۔ ۱۲۵۷ھ میں ولادت پائی۔ حافظ شہاب الدین کشمیری سے قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی کتابیں مولانا عبدالرشید علی پوری اور مولانا عبدالوہاب امرتسری سے پڑھیں۔ مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے اکتساب فیض کیا۔ کانپور میں مولانا محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلما اور مولانا احمد حسن کانپوری سے استفادہ کیا۔ مولانا عبدالحق مہاجر مکی اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے حدیث کی سند لی۔ اور حضرت

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۱۵۔ شرافت۔

Marfat.com

بابا فقیر محمد چوراہی رح سے نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت کی۔ [1]

مجھ کو تین مرتبہ ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

۱۔ کوٹلی مہاراں ضلع سیالکوٹ میں۔ یہ مریدوں کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں بھی اپنے والد صاحب اعلیٰ حضرت نوشاہی رح کے ہمراہ تھا۔ اور وہاں سائیں عمر شاہ فقیر نوشاہی رح کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ وہیں زیارت ہوئی۔

۲۔ انجمن خدام الصوفیہ گجرات کے جلسہ پر۔

۳۔ ۴ر صفر ۱۳۶۹ھ - ۲۶ر نومبر ۱۹۴۹ء کو میں خود علی پور سیداں حاضر ہوا۔ اس ملاقات کا ذکر میں نے اپنے رسالہ برکات المحبوب میں کیا ہے۔

ان کی وفات ۲۶ر ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ میں ہوئی [2]

۱۷۔ **جمیل احمد**۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی۔ شرقپور۔ شیخوپورہ

والد صاحب کا نام میاں غلام اللہ تھا۔ جو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح کے چھوٹے بھائی اور سجادہ نشین تھے۔ میاں جمیل احمد ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے ہائی سکول شرقپور سے میٹرک کیا۔ پھر فارسی فاضل کیا۔ بعد ازاں اسلامیہ کالج لاہور سے ایف اے کیا۔

میرے (شرافت کے) خاص کرم فرما ہیں۔ اکثر حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے سلسلہ پر ان سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ بڑی محبت، ادب اور اخلاق سے ملتے ہیں متعدد مرتبہ میری دعوت بھی کی ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج میں بڑی کوشش کرتے ہیں۔ تعلیمات مجدد صاحب پر کتابیں تالیف کرا کر شائع کرتے رہتے ہیں۔ ماہنامہ نور اسلام جاری کیا ہے۔ یہ بڑے مہمان نواز۔ شاہ خرچ۔ متواضع ہیں۔ کئی مرتبہ حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۱۳ تا ۱۱۷۔ شرافت

Marfat.com

۷۲۔ جندو ڈہ شاہ۔ سید جندو ڈہ شاہ۔ مدرس مدرسہ اچ متبرکہ احمد پور شرقیہ کے رہنے والے تھے۔ ۷ محرم ۱۳۵۲ھ کو اچ شریف میں ان کی وفات ہوئی۔ قرآن مجید کی حقانیت پر گفتگو ہوتی رہی۔ [1]

۷۳۔ جوت علی۔ سائیں جوت علی قادری۔ قلعہ دیدار سنگھ۔ گوجرانوالہ یہ مرید سید غلام علی کے۔ وہ مرید سید محمد شاہ کے۔ وہ مرید بابا نور شاہ کے وہ مرید بابا بہادر شاہ کے۔ وہ مرید صوفی اللہ یار کے۔ وہ مرید صوفی آبادانی کے۔ وہ مرید سید محمد زکریا کے۔ وہ مرید شاہ محمد کے۔ وہ مرید محمد شاہ وہ مرید سید آدم کے۔ وہ مرید بندگی شیخ طاہر لاہوری رح کے۔ [2]

سائیں صاحب بڑے مہمان نواز خوش اخلاق تھے۔ اکثر مال مویشی رکھتے۔ گایاں بہت ہوتیں۔ ڈیرہ پر مسجد بنوائی جس پر آجتک جمعہ جماعت ہوتی ہے ہر سال بھڑی شاہ رحمان کے عرس پر حاضر ہوا کرتے۔

میری ملاقات ان سے ۸ رمضان ۱۳۵۵ھ کو ہوئی [3] انہوں نے ۱۳۷۷ھ میں وفات پائی [4] قلعہ دیدار سنگھ میں اپنے ڈیرہ پر دفن ہوئے۔

ج

۷۴۔ چراغ۔ مولانا محمد چراغ۔ گوجرانوالہ۔ دیوبندی مشرب رکھتے تھے میں نے ۱۰ نومبر ۱۹۳۶ء [۲۱ شعبان ۱۳۵۵ھ] موضع ڈنگہ ضلع گجرات میں ایک جلسہ پر ان کو دیکھا تھا۔ وہاں مولوی محمد حیات آمرد مولوی محمد صدیق بابر والہ مولوی محمد طفیل مفتی۔ مولوی مظفر علی اظہر بھی موجود تھے۔ سب نے تقریریں کیں۔ [5]

---

[1] حدائق الانوار ص ۲۱۵ [2] فیض محمد شاہی جلد ۱۰۔ ص ۳۰۱ [3] روزنامچہ شرافت نمبر ۴ ص ۱۲ [4] عیون التواریخ [5] سفینہ شرافت بیاض ص ۴۷۔ شرافت

Marfat.com

۷۵۔ **چراغ** ۔ مولوی حکیم محمد چراغ اہلحدیث قوم کھوکھر۔ خوشنویس۔ لاہور

ایکبار ہم چوہدری محمد اسلم قانونگو سے لوڑ ہکوی کے ہمراہ ۔ لاہور۔ حویلی کابلی مل۔ نمبر ایف ۱۱ ۱۵ ۔ میں ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو ان کے پاس گئے۔ اپنی کتاب انوار السیادت کا مسودہ ان کو دکھایا۔ انہوں نے پسند کیا۔ انہوں نے اپنا ایک رسالہ دیا۔ جس میں چالیس دعائیں احادیث سے لے کر چھپوائی تھیں۔ [1]

میں اپنا ایک مسودہ بھول کر ان کے پاس چھوڑ آیا۔ میں نے ہر چند تلاش کیا مگر کہیں سے نہ ملا۔ ایک سال کے بعد بذریعہ ڈاک انہوں نے مجھ کو بھیج دیا۔ اُسوقت میں نے سمجھ لیا کہ حکیم صاحب بڑے دیانتدار ہیں۔

ح

۷۶۔ **حاجی احمد** ۔ مولوی حاجی احمد چشتی نظامی۔ امام مسجد مانگٹ۔ متصل منڈی بہاؤالدین۔ ضلع گجرات ۔ یہ میاں سلیمان چدھڑ کی اولاد سے تھے۔ پیر حیدر شاہ جلالپوری رح کے مرید تھے۔ دینی علوم کے عالم تھے۔ ایک مرتبہ میں (شرافت) بہمراہی والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی رح ان کے پاس گئے۔ اور ان کے مورث اعلیٰ میاں سلیمان چدھڑ کے حالات دریافت کئے۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں اُن کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ خاندانی معلومات سے بالکل ناواقف تھے۔ ۱۳۵۲ھ میں وفات پائی۔ [2]

۷۷۔ **حاجی احمد** ۔ مولوی حاجی احمد امام مسجد چک ۸۴۔ سیون آر۔ ضلع ملتان ۲۸ محرم ۱۳۹۱ھ کو ملاقات کے واسطے میرے پاس آئے۔ [3]

---

[1] ثبات الایقان ص ۲۴۔ [2] گنجینۂ شرافت ص ۵۲۸۔ بحوالہ بیاض مولوی صاحب۔ محمد سلام اللہ شائق چک عمر والے [3] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء۔ شرافت

Marfat.com

۷۸۔ حاکم شاہ۔ مولوی حافظ سید حاکم شاہ خوارزمی۔ توپہ خمان گجرات کچھ عرصہ انہوں نے شہر ٹونک (ہندوستان میں) تدریس کی۔ آخر عمر میں توپہ عثمان میں چلے آئے۔ سینکڑوں کو قرآن مجید پڑھایا۔ حافظ منظور حسین سلطانی حفظ قرآن میں انہیں کے شاگرد تھے۔ میں نے متعدد مرتبہ ان کو دیکھا ہے جب میرے والد صاحب اعلیٰحضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ تونسوی قدس سرہ موضع توپہ عثمان میں تشریف لے جایا کرتے۔ تو یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوا کرتے۔
سنہ ۱۳۸۲ھ میں انتقال کیا۔ [1]

۷۹۔ حامد حسین۔ پروفیسر سید حامد حسین۔ گجرات۔ ۱۹ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۹۰ھ میں گجرات میں ان کی ملاقات ہوئی۔ اسی مجلس میں پروفیسر فرمان علی صاحب بھی تھے۔ [2]

۸۰۔ حسن۔ مولوی محمد حسن قرشی۔ لاہور۔ ان کی ملاقات ۲ محرم سنہ ۱۳۹۰ھ کو کرنل عبدالرشید کراچوی کے پاس میو ہسپتال لاہور میں ہوئی۔ [3]

۸۱۔ حسن علی۔ ملک حسن علی بی اے۔ مرتضیٰ پور، ضلع شیخوپورہ۔ مذہب دیوبندی مشرب ہیں۔ علی گڑھ کالج کے تعلیم یافتہ ہیں۔ انہوں نے کتاب ذکر محبوب، حیات جاوید اور تعلیمات محمد تالیف کر کے شائع کی ہیں۔ میری متعدد مرتبہ ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ ازانجملہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو بھی ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے میاں شیر محمد کی سوانحعریاں کیوں لکھی ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اہلحدیثوں میں کوئی ولی اللہ نہیں ہوتا میں نے میاں صاحب کی سوانحات اس لئے لکھی ہیں کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اہلحدیثوں میں بھی ولی ہوتے ہیں۔ گو یاران کے نزدیک میاں شیر محمد تقشبندی اہلحدیث کا مسلک

---

[1] عیون التواریخ ج ۲۰ ص ۵۰۷ ڈھنڈی شرافت سنہ ۱۹۷۰ء ج ۲ شمارہ ۲ و تبیان ص ۱۰-۱۲-۱۴-۱۶ شرافت

Marfat.com

دکھتے تھے۔ انہوں نے تعلیمات مجددیہ لکھ کر حضرت مجدد صاحب سرہندی کو وحدۃ الوجودی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ملک صاحب ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

۸۲۔ **حسن علی**۔ سید حسن علی شاہ ولد سید محبوب عالم گیلانی۔ یہ مولوی محمد حسن چشتی صابری امین آبادی کے مرید ہیں۔ ۲۷ شوال ۱۳۹۰ھ کو میرے ساتھ ملاقات کی [1]

۸۳۔ **حسین**۔ مولوی محمد حسین امام مسجد رام گڑھ۔ گوجرانوالہ۔

۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو ملاقات ہوئی۔ ان کو اپنا رسالہ فیض القادری دیا۔ [2]

۸۴۔ **حسین**۔ آقائی محمد حسین تسبیحی ایرانی۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی۔ اسلام آباد۔

میری (شرافت کی) ان سے پہلی ملاقات ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ مئی ۱۹۷۳ء میں بخانہ پروفیسر قریشی احمد حسین قلعہ داری۔ گجرات میں ہوئی جب کہ یہ ڈاکٹر راجہ غلام سرور کے ہمراہ کتاب جواہر الاولیا مولفہ سید باقر بن عثمان بخاری کا قلمی نسخہ خریدنے آئے تھے۔ یہ مخطوطہ مخدوم غلام رسول چشتی نظامی ساکن چھنی ملک کا مملوکہ تھا جو میری معرفت آقائی تسبیحی نے خریدا۔ اس ملاقات پر آقائی تسبیحی مجھے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی آنے کی دعوت دے گئے۔ چنانچہ جمادی الاول ۱۳۹۳ھ۔ جون ۱۹۷۳ء کو میں اپنی اہم تصنیفات سمیت اور عزیزان سید خضر حیات نوشاہی اور سید رضا عارف نوشاہی کو ساتھ لے کر مرکز مذکور گیا۔ جہاں ہم دو رات مرکز کے مہمان رہے۔ اس ملاقات کے دوران یہ میری تصانیف سے بڑے متاثر ہوئے جس کی وجہ سے انہیں میرے ساتھ خاص محبت اور عقیدت پیدا ہو گئی۔

اس کے بعد میرے ساتھ اور عزیز عارف نوشاہی کے ساتھ ان کا باقاعدہ مکاتبہ رہا۔ ہماری راولپنڈی سے واپسی کے بعد یہ عارف نوشاہی کے نام ایک مکتوب محررہ ۲۲ جمادی الاول

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۱۲۲۔ شرافت۔

Marfat.com

سنہ ۱۳۹۳ھ ۲۴ جون سنہ ۱۹۷۳ء میں لکھتے ہیں۔

"مدتے در خدمتِ شما بودیم واز محضر شما استفاضہ کردیم و استفادہ بردیم دوستان ہمہ از دیدار شما سیراب نشدند از جملہ ایں حقیر کوچکتر از تعظیم۔ اما آرزو دارم در خدمتِ شما در آستانہ عالیہ نوشاہیہ در ساہن پال شریف برسم واز نزدیک بہ زیارت آں آستان شریف نایل آئم" [1]

آقائی تسبیحی کو کتاب سے عشق ہے۔ جب کوئی کتاب ضائع ہوتی ہے تو تڑپ اٹھتے ہیں۔ رجب سنہ ۱۳۹۳ھ۔ اگست سنہ ۱۹۷۳ء میں دریائے چناب میں شدید سیلاب آیا۔ جس میں ساہن پال شریف سخت متاثر ہوا۔ میری تصانیف تو محفوظ رہیں۔ لیکن تقریباً دو ہزار روپیہ مالیت کی دیگر کتابوں کو نقصان پہنچا۔ جب اس سانحہ کی انہیں اطلاع ملی تو عزیز عارف نوشاہی کے نام ایک مکتوب لکھا۔

"ازیں کہ سیلاب بہ شما بسیار ضرر و زیان رسانیدہ است خیلے ناراحت شدم ولیکن ازاں کہ بہ جان شما زیان نرسیدہ است خوشحال گشتم۔ خدمت استاد عالیمقدر جناب آقائی شرافت نوشاہی مدظلہ العالی عرض سلام میرسانم از بیشکہ در حدود دو ہزار روپیہ کتابہائے شما و ایشاں تلف شدہ است بسیار متاسف شدم اما از قرار تحقیق کتاب ہا نہ خطی تالیف استاد شرافت نوشاہی خراب نشدہ و نم نکشیدہ است خوشحال شدم" [2]

ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۳ھ جنوری سنہ ۱۹۷۴ء میں آقائی تسبیحی۔ عزیز عارف نوشاہی

---

[1] مکتوب آقائی تسبیحی بنام سید عارف نوشاہی محررہ ۲۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۹۳ھ

[2] مکتوب آقائی تسبیحی بنام عارف نوشاہی محررہ ۲ شعبان سنہ ۱۳۹۳ھ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۷۳ء

Marfat.com

کی رہنمائی میں ساہن پال آئے۔ اور ہمارا کتب خانہ ملاحظہ کیا۔ مگر میں اُس دوران ساہن پال میں موجود نہیں تھا۔

۱۴ شعبان ۱۳۹۵ھ بیکم ستمبر ۱۹۷۵ء کو نسیمی صاحب کوٹ رہلڑ آئے جہاں عارضی طور پر ہم نے اپنا کتب خانہ منتقل کر رکھا تھا۔ اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا جو قلمی نسخے دیکھے ان کی اجمالی فہرست تیار کر لی۔

پہلے سفر کی روداد (فارسی) بعنوان "ساہن پال شریف"، روزنامہ فرد اتہران [شمارہ ۱۴۴۹-۲۸ فروردین ۱۳۵۳ھ شمسی] میں چھاپی جس میں میرے متعلق یوں اظہار رائے کیا۔

"آقای سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ اکنون زندہ واز عالمان وعارفان وشاعران معاصر است وبیش از ۱۸۰ تالیف وتصنیف دارد واز خوشنویسان ہم است"[1]

دوسرے سفر کی روداد (فارسی) ہفت روزہ پارس شیراز [شمارہ ۳۹۵۰-۸ دیماہ ۱۳۵۴ھ شمسی] میں چھاپی جس کا عنوان تھا "گنجینہ نوشاہی"۔ یہ مقالہ بیشتر میرے متعلق تھا۔ جو پورا یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"گنجینہ نوشاہی۔ از محمد حسین نسیمی پاکستان۔ به من گفته بودند که در روستائے ساہن پال شریف نزدیک گجرات یکے از بزرگان علماء دانشمندان اسلامی زندگی میکند وسجادہ نشین دربار عالیہ حضرت حاجی نوشاہ گنج بخش است۔ کوششش بسیار کردم تا خود را بدان روستا رسانیدم۔ به رہنمائی آقای سید عارف نوشاہی۔ اما دقتے بدانجا رسیدم از ایشان خبرے نیافتم، خیلے افسوس خوردم تا این کہ بمن خبر رسید کہ این شخصیت ادبی وعلمی عالی قدر در روستائے (رہلڑ) نزدیک علی پور است، رخت سفر بستم ویابان راہنمائے مہربان به روستائے رہلڑ رسیدم و (گنجینہ نوشاہی) را یافتم۔

---

[1] روزنامہ فرد اتہران۔ شمارہ ۱۴۴۹۔ ۲۸ فروردین ۱۳۵۳ھ ش۔ شرافت

Marfat.com

فاصله این روستا با شاهراه اصلی اتومبیل رو در حدود یک میل است یکے از ارادتمندان آن دانشمند برائے بدرقه ما آمده بود. وقتے که وارد روستائے (رهار) شدم مردم به پذیره و استقبال آمدند و ما را به گرمی و خوشحالی تمام به خانه آقای نور محمد ولد محمد دین معروف به (رهار) رسانیدند. لفظ (رهار) نام قبیله‌ی از مردم پنجاب است که در سواحل رود خانه چناب سکنی دارند.

آنگاه که وارد خانه آقای نور محمد شدم. خویشتن را با مردے روحانی و شخصیتے عرفانی و دانشمندے بینا دل مقابل یافتم. چون هر دو جسته گریخته نام یکدیگر را شنیده بودیم. غیاباً همدیگر را میشناختیم. بنا براین به روش پاکستانیان معانقه و مصافحه انجام گرفت و با یکدیگر به گفت و گو نشستیم و چنین معلوم شد که این عارف ربانی و شاعر فارسی زبان روحانی جناب سید شریف احمد شرافت نوشاهی است که من او را [گنجینه نوشاهی] میگویم. در حدود ۶۰ ساله بنظر میرسد. پیر و مرشد سلسله یا خاندان نوشاهیه است. در حدود ۲۰۰ تالیف به زبانهای فارسی، اردو، پنجابی و عربی دارد. تاکنون ۸ تالیف او به چاپ رسیده است یکے از تالیفات او [شریف التواریخ] نام دارد که در سه مجلد به خط او و به زبان اردو موجود است. بیش از ۷۰۰۰ صفحه دارد. مآخذ این کتاب را در پایان آن دیدم که ۵۸۰ تعداد آنها به زبان فارسی و عربی است و طبعاً متن این کتاب نیز از زبان فارسی به نحو شایسته بهره مند شده است و دائرة المعارف علوم اسلامی به زبان اردو است.

آقای سید شرافت نوشاهی را جامع العلوم اسلامی توان گفت زیرا که از کتابهائش معلوم میشود که وے مورخ. محقق. مصنف. مترجم. نسابه. حافظ. محدث. فقیه. ادیب. تذکره نویس. خوشنویس. انشاء نویس و شاعر است

Marfat.com

چهار زبان اردو و فارسی و عربی و پنجابی شعر میگوید و در ساختن قطعات ماده تاریخ استاد است و در این باره دفترے ساخته است که در نوع خود بے نظیر است و حاوی یک دوره ماده تاریخ است که در کمتر جائے و دفترے و کتابے یافته میشود. آقای سید شرافت نوشاهی حافظه عجیب و خارق للعاده دارد و در همین ملاقات که در خدمت او بودم میخواستم از محضر او استفاده کنم. درباره همین روستائے رهار از و پرسیدم او همانند یک ماشین (کامپیوتر) که آنرا مغز صنعت و اقتصاد و ریاضی میگویند آغاز به سخن گفتن نمود و همه کنیت ها و نسبت ها و نام هائے قبیله (رهار) را با سال و ماه تاریخ بیان داشت به طورے که فرصت یاد کردن هم بمن نداد. درباره کتابے بنام ثواقب المناقب تالیف محمد ماه صداقت کنجاهی [کنجاه روستائے است نزدیک گجرات] از او سوال کردم وے از آغاز کتاب که به نثر زبان فارسی است بسیار شمرده و محکم و سریع شروع کرد و تا نگفتم کافی است پیوسته و مستفیض میفرمود و بدین جهت بعضے از دانشمندان و بزرگان سرزمین پنجاب به او لقب [دائرة المعارف سیار] داده اند. و من [گنجینه نوشاهی]

استاد سید شرافت نوشاهی کتابخانه ی دارد که بنام [مکتبه نوشاهیه] یا [کتابخانه نوشاهی] معروف است. من از این کتابخانه دیدن کردم. در حدود سه هزار کتاب چاپی و ۵۰۰ نسخه خطی دارد. اما یکے دو بار در روستائے ساهن پال سیل بسیار سخت و خانه خراب کن آمده است و تعدادے از کتابها را ضائع کرده است. بعضے از نسخه هائے خطی [کتابخانه نوشاهی] منحصر بفرد است آقای سید شرافت نوشاهی پیوسته در سفر است. در چهار استان پاکستان یعنی پنجاب، سند، سرحد و بلوچستان و نیز کشمیر آزاد سفر میکند و در هر کجا که میرسد، بر خانه مریدان خود فرود میآید و پس از اندکے استراحت آغاز نوشتن میکند و همانند علمائے قدیم قلم و دوات و

Marfat.com

کاغذرا درجیب و درآستین میگذارد و کتابها را بردوش میکشد و گاهی یکی
از مریدان او را همراهی میکند۔

استاد شرافت نوشاهی در اخلاق و ایمان و تقوے و زہد و قناعت و صداقت
و مناعتِ طبع شہرہ است۔ رفتار و کردارش سرمشقِ مریدان و مردمان است از دورئی
و منافقی و تظاہر و خودخواہی کالا خود را دور نگاہ میدارد در سخن گفتن ہیچ وقت
متکلم وحدہ نیست و بدیں جہت ہمہ جا موردِ احترام است۔ من در مدت چہار ساعت
ہم نشینی با ایں عالمِ منقسی۔ استفادہ ہائے معنوی فراوان یافتم و بعدہٗ چندیں بار
او را در کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ملاقات کردم۔
و انشاء اللہ در مقالاتِ آئندہ از شعر و نثر او نقل خواہیم کرد۔"[1]

تسبیحی صاحب نے ہمارے مخطوطات کی جو فہرست نقل کی تھی۔ وہ ماہنامہ
وحید تہران۔ شمارہ ۱۔ ۲۔ ۳۔ سال ۱۳۵۴ھ میں قسط وار چھپی۔

ان کی تصنیف فارسی پاکستانی و مطالعِ پاکستان شناسی جلد دوم میں
ساہن پال شریف پر مقالہ موجود ہے۔ اور مزاراتِ حضراتِ نوشاہیہ کی تصاویر بھی
شامل ہیں۔ اس میں میری بھی دو تصویریں چھپی ہیں۔

ان کی دوسری تصنیف کتابخانہ ہائے پاکستان جلد یکم میں ہمارے کتب خانہ
کے مخطوطات کی فہرست طبع ہوئی ہے۔

آقای تسبیحی نے ربیع الاول ۱۳۹۶ھ۔ مارچ ۱۹۷۶ء میں پاکستان
ہسٹری کانفرنس منعقدہ لاہور میں ایک مقالہ بعنوان "تاریخ پاکستان از روئے
نسخہ ہائے خطی" پڑھا۔ اس میں انہوں نے پاکستان کی بہترین کتاب تذکرہ۔ لعلت۔

---

[1] ہفت روزہ پارس شیراز۔ شمارہ ۵۰ ۳۹۰ ۸ دیماہ ۱۳۵۴ھ ش
دوشنبہ ۲۶ ذیحجہ ۱۳۹۵ھ ق۔ نشرافت۔

Marfat.com

دستور - زبان - تفسیر - اور بہترین شاعر و مورخ کے متعلق اپنا اظہار خیال کیا۔ "بہترین مورخ کے نیچے لکھتے ہیں۔

"بہترین مورخ ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی - و ابوالفضل و فیضی صاحب آئین اکبری و اکبر نامہ در زبان فارسی در پاکستان بودہ اند و سید شریف احمد شرافت نوشاہی مولف شریف التواریخ بزبان اردو در سہ جلد و ہشت ہزار صفحہ در عصر حاضر"

۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء میں میری کتاب "اعجاز التواریخ" کا عزیز عارف نوشاہی نے انتخاب چھاپا۔ تو آقای تسبیحی نے اس پر تین صفحات کا تعارف "مادہ تاریخ گوئی نوشاہیان" لکھا۔

آقای تسبیحی سے تعلقات پر مزید بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن بخوف طوالت اسے یہیں ختم کرتا ہوں اب ان کے ذاتی حالات اور دستیاب معلومات یہاں درج کی جاتی ہیں۔

— "ان کا نام آقای محمد حسین تسبیحی - والد ماجد کا نام مشہدی رضا (متوفی ۱۳۲۴ھ ش) مدفون تجرہ - بن مشہدی حسین بن حاجی محمد علی بن حاجی گل محمد بن حاجی محمد اکبر۔

والدہ کا نام خانم بی بی (متوفیہ ۱۳۲۴ھ ش) مدفون خمہ - تحصیل الیگودرز - ان کی پیدائش ۱۳۰۸ھ ش میں بمقام تجرہ - دہستان عربستان (ششدہ) تحصیل گلپایگان - ضلع خوانسار - صوبہ اصفہان - ملک ایران میں ہوئی۔

تعلیم - موضع تجرہ کی مسجد میں قرآن مجید کا تیسواں پارہ - نصاب الصبیان اسکندر نامہ نثر - مختار نامہ نثر - جوہری وجودی نثر و نظم پڑھے۔ اور تھوڑا بہت

Marfat.com

لکھنا سیکھا۔ ساتھ ساتھ اپنے والد سے دینی مسائل یاد کئے۔ اور کھیتی باڑی کے کام میں اُن کا ہاتھ بٹانے لگے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد ۱۳۳۳ھ ش میں گواہی نامہ ششم ابتدائی۔ اور ۱۳۳۴ھ ش میں گواہی نامہ سوم متوسط۔ اور ۱۳۳۵ھ ش میں گواہی نامہ متوسط ادبی کے امتحانات پاس کئے۔ اور ۱۳۳۹ھ ش میں دانشگاہ تہران [دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی] سے فارسی ادبیات میں بی اے کیا۔ اور ۱۳۵۲ھ ش میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ادبیات فارسی میں ایم اے کیا۔ اور ۱۳۵۴ھ ش میں اسی کالج میں پی ایچ ڈی کے لئے داخلہ لیا۔ اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے مقالہ کا موضوع تحقیق وتشیع در احوال وآثار حضرت داتا گنج بخش وکشف المحجوب اثر فارسی منثور اد منظور ہوا اساتذہ کے نام۔

۱۔ مرحوم کربلائی عبدالکریم تجرہ ئی ۔ ۲۔ مرحوم کربلائی علی اصغر تجرہ ئی ۳۔ مرحوم مشہدی حسن تجرہ ئی ۴۔ مرحوم استاد میرزا عبدالعظیم قریب گرکانی ۵۔ مرحوم استاد ابراہیم پور داؤد ۶۔ مرحوم استاد بدیع الزمان فروزان فر۔ ۷۔ مرحوم استاد سعید نفیسی ۸۔ مرحوم استاد ڈاکٹر محمد معین ۹۔ مرحوم استاد فاضل تونی ۱۰۔ مرحوم استاد ڈاکٹر لطف علی صورتگر ۱۱۔ مرحوم ڈاکٹر رضا زادہ شفق ۱۲۔ مرحوم پروفیسر ایندرو شیکھر بہاری ۱۳۔ آقائی استاد جلال الدین ھمائی ۱۴۔ آقائی ڈاکٹر صادق کیا ۱۵۔ آقائی ڈاکٹر حسین خطیبی ۱۶۔ آقائی پروفیسر ڈاکٹر سید باحیدر شہریار نقوی (اردو) ۱۷۔ آقائی پروفیسر گوپی چند بی۔ ۱۸۔ آقائی پروفیسر نبسون ۱۹۔ آقائی ڈاکٹر میاں عبدالشکور احسن ۲۰۔ آقائی ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ ۲۱۔ آقائی ڈاکٹر میاں محمد بشیر حسین ۲۲ آقائی ڈاکٹر راجہ غلام سرور ۲۳ آقائی ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا ۲۴ آقائی ڈاکٹر پرویز ناتل خانلری

Marfat.com

۲۵۔ آقای دکتر محمد خوانساری ۲۶۔ آقای دکتر سید حسن سادات ناصری
۲۷۔ آقای دکتر عیسیٰ صدیق اعلم ۲۸۔ آقای دکتر علی محمد کاردان ۔ یہ سب
استادان اپنے اپنے علوم وفنون میں مشہور ہیں۔
مختلف زبانوں سے واقفیت ۔ فارسی تو ان کی مادری زبان ہے ۔ ان کے علاوہ
عربی ۔ انگریزی ۔ اردو میں بول سکتے ہیں ۔ روسی ۔ ہندی ۔ پنجابی ۔ سندھی
بلوچی ۔ پشتو سے بھی واقف ہیں ۔ سنسکریت ۔ پہلوی اور اوستا کے رسم الخط
بھی جانتے ہیں ۔
شادی واولاد ۔ ۱۳۴۸ھ ش میں جناب اقدس رضوانی دختر حسین سے
شادی کی جو تہران میں ایک سکول کی معلمہ تھیں ۔ اب بھی موصوفہ
دبیرداالشعرائے ہائے وزارت فرہنگ وہنر (ایران) ہیں ۔
تین اولادیں ہیں ۔ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ۔
ایک لڑکا ۔ مازیار ۔ متولد پاکستان ۱۳۵۲ ھ ش ۔
ماندانا ۔ متولدہ ایران ۱۳۴۹ ھ ش
ماہ سیما ۔ متولدہ پاکستان ۱۳۵۴ ھ ش
حلقہ احباب ۔ موجودہ معاشرے میں ہر کسی کے دور و نزدیک کے کئی احباب
ہوتے ہیں ۔ ان کے بھی ایران و پاکستان میں بالخصوص اور دنیا کے باقی ممالک
میں بے شمار علمی احباب ہیں ۔ جن کے نام اور سوانح ان کی کتب نامہ ہائے
پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی ۔ اور کتابخانہ ہائے پاکستان ۔ ماموریت
ادبی ۔ اور از خوانسار تا خراسان میں موجود ہیں ۔
مشاغل ۔ اوّل مزارعت ۔ اپنے گاؤں تجرہ میں کاشتکاری کرتے رہے ۔
دوم ۔ پیشہ وری ۔ کریانہ کی دکان پر ملازم رہے

Marfat.com

سوم - چٹھی رساں - محکمۂ ڈاک تہران [وزارت پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف اینڈ ٹیلیفون ایران] میں کام کیا۔

چہارم - استاد - خوانسار کے ملی سکولوں [مدرسہ دریائی - ۲۵ شہریور - کورش کبیر] میں پڑھاتے رہے۔

پنجم - لائبریرین - کتاب خانہ گنج بخش - مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی - اسلام آباد میں چھ سال سے زیادہ عرصہ کام کیا۔

ششم - اب بھی لائبریرین ہیں - اور کتابخانہ استاد مجتبیٰ مینوی [بنیاد شاہنامہ فردوسی] تہران میں کام کرتے ہیں۔

سکونت - ایران - تہران - ملک - دولت - کیکاؤس - کوچہ دوازدہم ۲ + ۱۱

منطقہ پستی ۱۹۔

ٹیلیفون نمبر ۲۶۳۳۰۷۔

تصنیفات - مذکورہ بالا تمام کاموں کے ساتھ ساتھ تسبیحی صاحب فارسی اور عربی متون کی تحریر و تالیف و تصحیح میں بھی مشغول رہے۔ اور علما و فضلا کی معاونت کرتے رہے۔ تقریباً دو سو تالیفات میں علما سے تعاون کیا۔ ان کی تخلیقات، تالیفات، تصحیحات اور مرتبات کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ لوایح جامی (تحقیق و تصحیح و شرح و اعلام) ۱۳۴۲ھ ش۔

۲ دانش نگارش (انشا و نامہ نگاری با ہمہ) ۱۳۴۳ "

۳ تاریخ طبرستان و مازندران از سید ظہیر الدین مرعشی (مقدمہ - تصحیح - و تحشیہ و اعلام) ۱۳۴۵ "

۴ جامع العلوم از امام فخر رازی (مقدمہ و اعلام) ۱۳۴۵ "

۵ گلستانِ سعدی (فارسی و انگریزی) تصحیح و ترتیب ۱۳۴۶ "

Marfat.com

۶	گنجینۂ لطائف (تالیف) از سید ظہیر الدین عرشی	۱۳۴۷ھ ش
۷	ماموریت ادبی یا از خوانسار تا شیراز	۱۳۴۸ "
۸	فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (جلد یکم)	۱۳۵۰ "
۹	تحفۃ القادری از خراباتی (تصحیح)	۱۳۵۱ "
۱۰	فہرست نسخہ ہائے خطی خواجہ ثناء اللہ خراباتی	۱۳۵۱ "
۱۱	خلاصۃ الاسرار (تصحیح)	۱۳۵۱ "
۱۲	فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی (جلد یکم)	۱۳۵۲ "
۱۳	بہ یاد تبسم قریشی (تالیف)	۱۳۵۲ "
۱۴	فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (جلد دوم)	۱۳۵۳ "
۱۵	از خوانسار تا خراسان (تالیف)	۱۳۵۳ "
۱۶	نقش ہائے رنگارنگ (دیوان عرشی) تصحیح و تدوین	۱۳۵۳ "
۱۷	نوائے شوق (دیوان ضیاء محمد ضیاء) تصحیح و تدوین	۲۵۳۵ شاہنشاہی
۱۸	مراسم عروسی ایرانی باہمکاری اقدس رضوانی (تسبیحی)	" "
۱۹	نوروز مبارک " " "	" "
۲۰	کتاب خانہ ہائے پاکستان جلد یکم	" "
۲۱	فارسی پاکستان و مطالب پاکستان شناسی جلد دوم	" "
۲۲	نامہ نوروزی۔ باہمکاری اقدس رضوانی (تسبیحی)	۲۵۳۶ "

مقالات۔ (فارسی۔ عربی۔ اردو۔ انگریزی)

۲۵۰۰ سے زائد تحقیقی۔ ادبی۔ معاشرتی۔ تاریخی۔ لغوی اور عرفانی

Marfat.com

مقالات لکھے۔ اور مندرجہ ذیل روزناموں۔ ہفت روزوں اور ماہناموں میں طبع ہوئے
ایرانی
الاتحاد (عربی)۔ ارمغان۔ پارس (روزنامہ) خواندنیہا۔ شاہراہ اسلام۔ فردا (روزنامہ)
مسائل ایران۔ مہر۔ مہر زمان۔ ندائے یزدان۔ وحید۔ ہمدرد امروز۔
پاکستان میں۔ روزنامہ نوائے وقت۔ ہفت روزہ الاسلام۔ ماہنامہ پاکستان حضور
الحق۔ سروش۔ العلم۔ فکر و نظر۔ فیض الاسلام۔ قومی زبان۔ ماہ نو۔ نیرنگ خیال
بلال۔

طباعت کے لئے موجود کتب۔

۱۔ مثنوی محمود و ایاز حکیم زلالی خوانساری [تصحیح و تحشیہ و مقالہ و مقدمہ]
۲۔ جواہر العلم ہمایونی تالیف محمد فاضل مسکین سمرقندی [۵ مجلد]
۳۔ فرہنگ فارسی
۴۔ خوانسار نامہ
۵۔ سبعہ سیارہ حکیم زلالی خوانساری
۶۔ رسم قل و دستار بندی در پاکستان

جن سیمناروں میں شرکت کی۔

۱۔ کنگرہ ہزارہ ابوریحان بیرونی در پاکستان [دانشگاہ اسلام آباد]
مقالہ نظری آثار ابوریحان بیرونی
۲۔ کنگرہ تاریخ پاکستان در دانشگاہ اسلام آباد۔ زیر نظر یونسکو و انجمن اسیا مرکزی
مقالہ تحقیق نسخہ ہائے خطی پاکستان اور نسخہ جواہر العلم ہمایونی کا تقابل
۳۔ کنگرہ جہانی امیر خسرو دہلوی [اسلام آباد پاکستان] و حیدرآباد سندھ]
تین مقالے پڑھے۔ ۱ صنائع لفظی امیر خسرو۔ ۲ طرز گوئی خسرو۔ ۳ وزن شعر خسرو
۴۔ کنگرہ جہانی سیرت نبی صلعم [اسلام آباد۔ پاکستان] مقالہ لغت اور اس کے استعمالات

Marfat.com

۵ - کانفرنس زبانِ اردو۔ [انجمن فیض الاسلام] مقالہ اردو میں فارسی تاثیر

۶ - جلسہ تعارف کتاب فارسی گویانِ پاکستان۔ مقالہ دانشمند زندہ

۷ - کتاب تاریخ روابط پزشکی ایران و پاکستان کا تعارف مقالہ حکیم نیر واسطی اور اسکے آثار

۸ - میر ببر علی انیس کا سو سالہ دن پشاور میں۔ مقالہ انیس اور فارسی ادب

۹ - بزم اقبال گجرات میں۔ مقالہ اقبال حافظ شیرازی کے راستہ میں۔

۱۰ - یوم اقبال ملتان میں مقالہ اقبال اور قرآن حکیم

۱۱ - یوم اقبال بہاولپور میں مقالہ اقبال کے نزدیک عشق اور تربیت

۱۲ - اقبال دانائے راز ایران و پاکستان [ہری پور ہزارہ] مقالہ اقبال دانائے راز

۱۳ کانفرنس تاریخ پاکستان لاہور مقالہ بہترین مورخین پاکستان [1]

مکتوب

میرے ساتھ آقائی تسبیحی کی خط و کتابت جاری رہتی ہے جب انہوں نے اپنے حالات لکھ کر بھیجے تو یہ مکتوب بھی ساتھ بھیجا جو بلفظہٖ درج کیا جاتا ہے

بسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

حضرت مخدوم بزرگ و مقتدائے سترگ و عالم علوم اسلامی و پیر علامہ سلسلہ عالیہ نوشاہیہ جناب آقائی الحاج سید شریف احمد شرافت نوشاہی مد ظلہ العالی۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ہموارہ از درگاہ ذات واجب الوجود درخواست دارم کہ تندرست و دلخوش و کامروا باشید۔ این حقیر کوچک تر قطمیر چہ قیمت و ارزش دارد کہ از طرف حضرت شما مورد توجہ قرار گیرد

---

[1] یہ سب حالات آقائی تسبیحی صاحب نے اپنے قلم سے مسودہ لکھ کر بھیجے اور وہی درج کئے گئے۔ اور ساتھ مکتوب بھیجا جو متن میں درج ہے۔ شرافت

Marfat.com

بایدسالہائے درحضور آں مخدوم بزرگ تلمذ و تتبع میکردم اما افسوس کہ خدمت من در پاکستان پایاں گرفت و اکنوں در ایران ہستم۔ من میخواستم چند اثر از شمارا بہ خرچ و کوشش خود چاپ کنم۔ کہ در ایں اواخر بنیاد مالی و پولی من سست گردید و نقشہائم برآب شد۔ باوجود اینہا ہمیشہ کوشش می کنم کہ با مکاتبہ از محضر انور حضرت عالی بہرہ مند گردم۔ خواہش میکنم از فیضان وجود ذیجود خود تاں پیوستہ در نامہ ہایتاں بہ ایں حقیر افتخار بخشید کہ تا توانم سر بر آسمان سایم۔

بہمراہ ایں عریضہ اندکے از احوال و آثار خود را بہ طور خیلے خلاصہ تقدیم می دارم۔ اگر مورد پسند واقع گردد باعث سرافرازی و سربلندی ایں ایں حقیر است۔ خدمت ہمہ دوستاں و عزیزاں و فرزنداں و شاگرداں و صاحبزادگاں خاصہ صاحب زادہ سید رضا عارف نوشاہی سلمہم اللہ تعالیٰ سلام و دعا تقدیم میدارم۔ در انتظار گرامی مکتوبات و ملفوظات مقدس و اشعار شیریں و مادہ تاریخہائے نمکین شما مے باشم۔ سعادتمند و سلامت باشید۔

ارادتمند مخلص۔ محمد حسین تسبیحی۔

۷-۶-۲۶-۲۵۔ شاہنشاہی۔ تہران

۲۸ جون ۱۹۷۷ عیسوی۔ ایران

[۱۰ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ]

۸۵۔ حسین۔ مولوی محمد حسین ولد مولوی خدا بخش چشتی صابری امین آباد۔ گوجرانوالہ۔ ان کے وعظ میں بڑی تاثیر ہوتی تھی۔ ان کا طرز بیان ایسا تھا۔ کہ اگر سامعین سینکڑوں کی تعداد میں ہوں تو بھی سب کو رونا آجاتا تھا۔ ایکبار مجھ کو سیدا ڈنڈکہ۔ ضلع گجرات۔ ۲۷ رجب کے عرس پر مولوی صدیق احمد

Marfat.com

نقشبندی کے ہاں ان کی ملاقات ہوئی۔ مجھ کو کہا کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت سید غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی مقبول خدا تھے۔

۸۶۔ **حسین**۔ مسٹر حسین شہید سہروردی۔ عوامی لیگ کے جلسہ پر ۹ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو میں نے پاسک باغ گجرات میں اس کی تقریر سنی۔[1]

۸۷۔ **حسین**۔ مولوی حکیم محمد حسین کھوکھر۔ قصور پورہ۔ راوی روڈ۔ لاہور۔ چوہدری محمد اسلم قانونگو نے لودھراں کو ساتھ لے کر ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو ہم ان کے پاس گئے۔[2]

۸۸۔ **حسین**۔ مولانا محمد حسین بن مولوی نیاز احمد بن مولانا غلام رسول مرحوم عادل گڑھ۔ متصل گکھڑ۔ ضلع گوجرانوالہ۔

ان کے حقہ کی تاریخ ان کے دادا صاحب نے یہ مصرع کہا۔

ع — قطار زد ند ایں کلک را ز بہر مشق فانکحوا (۱۳۲۷)

اپنے جد امجد مولانا غلام رسول سے علم دین اور فن کتابت سیکھا۔ خط نسخ و نستعلیق میں کمال پایا۔ اس کے علاوہ خط کوفی۔ خفری۔ شمسی۔ ثلث۔ رقاع۔ گلزار میں بھی پوری پوری مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی سکونت وسن پورہ لاہور میں منتقل کر لی تھی۔ لاہور کے اعلےٰ خطاطوں میں ان کا شمار تھا۔ فن نقاشی اور ڈیزائن سازی میں بھی کامل تھے۔ فن کتابت میں میرے (شرافت کے) استاد تھے۔ کتابت کا تخلص مبارک رقم تھا۔ ساری عمر قرآن مجید کی کتابت میں گزاری۔ ایک قرآن مجید انہوں نے ایک صفحہ پر لکھ کر چھپوایا اور اپنے فنی کمال کا مظاہرہ کیا۔ قرآن کریم۔ کتابوں اور قطعات کی تجارت بھی کرتے تھے۔ اپنے ادارہ کا نام مبارک کمپنی وسن پورہ لاہور رکھا تھا کتاب راحت العاشقین۔ سنن الرسول اور قصد مستورات شائع کیں۔ میری کتاب لطائف تکیہ

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص ۱۰۱ [2] ثبات الایقان ص ۲۴۔ شرافت

Marfat.com

بھی انہیں نے چھپوائی۔ ہر سال مبارک حجتری بھی چھپوایا کرتے اپنے آبائی خاندان بکھیسر راجپوت کا شجرہ بھی مرتب کر کے شائع کیا۔ ان کی بیعت طریقت حضرت سید حافظ جماعت علی شاہ نقشبندی علی پوری سے تھی۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کی زیارت سے بھی مشرف اور فیضیاب تھے۔ بڑے خوش اخلاق اور اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔ میں اکثر مرتبہ ان کی ملاقات کو لاہور حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ۱۰ رمضان ۱۳۵۵ھ کو دفتر عالمگیر تحریک قرآن لاہور میں جا کر ان کو ملا۔ [1]

مولانا محمد حسین مبارک رقم کی وفات جمعہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۸ مئی ۱۹۶۴ء [2] کو لاہور میں ہوئی۔ اپنے قدیمی گاؤں عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں متصل جامع مسجد اپنے آباواجداد کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

ان کے ایک ہی صاحبزادہ مولوی احمد حسین صاحب تھے۔ جو ان کے بعد جلدی ہی انتقال کر گئے تھے۔

۸۹ حسین ۔ ڈاکٹر سید محمد حسین۔ نوشہرہ شریف کے عرس پر ۵ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو ان کی ملاقات ہوئی۔ [3]

۹۰۔ حسین ۔ مولانا سید حافظ محمد حسین شیرازی۔ علی پور سیداں سیالکوٹ

حضرت مولانا سید حافظ جماعت علی شاہ نقشبندی علی پوری کے فرزند اکبر اور سجادہ نشین تھے، رشوال ۱۲۹۸ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ میں نے (شرافت نے) ایک بار ان کو سیالکوٹ میں اہل سنت کے ایک جلسہ پر دیکھا تھا۔ ان کی تالیف سے ایک رسالہ افضل الرسل نام ہے۔ وفات ۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ کو ہوئی۔ [4]

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۴ ۔ ص ۱۳ ۔ [2] گنجینہ شرافت (بیاض) ص ۳۲۵

[3] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص ۸۲ [4] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۶۲ شرافت

Marfat.com

۹۱۔ حسین۔ سائیں حسین علی۔ سُوہا نوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ۔
۱۸ ذیقعد ۱۳۴۸ھ کو میں نے اس کو دیکھا تھا۔ [1]

۹۲۔ حسین حکیم سید حسین علی شاہ۔ ولد سید زمان علی شاہ چشتی نظامی۔ سجادہ نشین آستانہ غوثیہ چھنی چوہڑا متصل کالے کے ضلع گوجرانوالہ ۱۳۹۷ھ میں بمقام کالیکے ان کی ملاقات ہوئی۔

۹۳۔ حشمت علی۔ مولانا حشمت علی بریلوی۔ میں نے ایک مرتبہ سیالکوٹ میں اہل سنت کے ایک جلسہ پر ان کو دیکھا تھا۔ اور ان کی تقریر سنی تھی۔

۹۴۔ حضور بخش۔ سید حضور بخش شاہ۔ ساکن کنجی شکرانی۔ بستی جان محمد ذیلدار متصل اوچ شریف ضلع بہاول پور۔ ان کی ملاقات ۵ محرم ۱۳۵۲ھ میں اوچ متبرکہ میں ہوئی بلہاک آدمی تھے۔ [2]

۹۵۔ حضور بخش۔ حضرت پیر حضور بخش شاہ۔ قریشی چشتی نظامی فریدی احمدی نازکی۔ ساکن قریشی والہ۔ تحصیل لودھراں ضلع ملتان۔ اولاد حضرت غوث العالم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ ۶ محرم ۱۳۵۲ھ کو اوچ متبرکہ گیلانی میں ان کی زیارت ہوئی۔ فرمایا۔ آدمی تین قسم ہیں مجذوب مجذوب سالک۔ دوسرے طور پر عام۔ خاص اور خاص الخاص۔ مجھ کو کئی وظائف اور عملیات کی اجازتیں دیں جو میری کتاب عملیات شرافت میں درج ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ میری چھ سال کی کمائی ہے جو میں آپ کو ایک ساعت میں دے رہا ہوں۔ اور فرمایا۔ قوالی بہت سنا کرو۔ میں نے پوچھا سارنگی سننے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ ارشاد الٰہی ہے ان من شئ الا یسبح بحمدہٖ ولکن لا تفقہون تسبیحھم۔ ہر ایک چیز خدا کی تسبیحیں پڑھتی ہے مگر تم

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۲ ص ۲۵۔ [2] حدائق الانوار ص ۱۹۲۔ شرافت

Marfat.com

سمجھ نہیں سکتے۔ سارنگی بھی چونکہ ایک چیز ہے۔ لہٰذا وہ بھی تسبیحیں پڑھتی ہے۔ مطلب یہ کہ اس کی آواز بھی تسبیح ہے۔ [1]

۹۶۔ حفیظ۔ حفیظ جالندھری۔ فردوسی اسلام۔ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء

اردو شاعر۔ جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جالندھر میں ہوئی۔ ابھی تکمیل نہ ہونے پائی تھی کہ فکر معاش لاحق ہو گئی۔ شروع ہی سے ادبی مشاغل سے دلچسپی رہی۔ لاہور میں ہونہار بکڈپو قائم کیا۔ اور کتابوں کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں حکومت برطانیہ نے انہیں دہلی میں سانگ پبلسٹی آرگنائزیشن کا ڈائریکٹر مقرر کیا۔ کافی عرصے تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ تقسیم ہند کے بعد حکومت پاکستان کے ماتحت کشمیر پبلسٹی کے کاموں کی نگرانی کرتے رہے شعر و شاعری کا ذوق بچپن سے تھا۔ مولانا غلام قادر گرامی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ وہ شعر کے اس دبستان فکر سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیاد اردو میں عظمت اللہ خاں نے ڈالی تھی۔ اور جس میں صنف لطیف کو پیکر عشق قرار دے کر اس کی زبانی تاثرات محبت کی ترجمانی کی گئی تھی۔ نیز ہندی بحروں اور حسین و شیریں ہندی الفاظ کو اردو میں رواج دیا تھا۔ چنانچہ شروع شروع میں حفیظ اپنے گیتوں کی وجہ سے بہت مشہور ہوئے۔ سر عبد القادر ایڈیٹر رسالہ مخزن کے فیض تربیت نے بھی ان کے ادبی ذوق کو بہت نکھارا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ شاہنامہ اسلام ہے جو تین جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ جس کے ذریعے انہوں نے اسلامی روایات اور قومی شکوہ کا احیا کیا جس پر قوم نے انہیں فردوسی اسلام کا خطاب دیا۔ ان کی نظموں کا پہلا مجموعہ نغمہ زار

---

[1] حدایق الانوار ص ۲۱۳ شرافت

Marfat.com

۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا تھا۔ تلخابہ شیریں اور سوز و ساز بھی طبع ہو چکے ہیں نثر میں سات طبع زاد افسانوں کا مجموعہ ہفت پیکر بھی چھپ گیا ہے۔ پاکستان کا قومی ترانہ بھی انہیں کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ [1]

میں نے (شرافت نے) حفیظ صاحب کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ایک جلسہ پر دیکھا تھا۔ اور ان کی زبان سے ایک نظم سُنی تھی۔ (متوفی ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء۔ عارف)

۹۷۔ حکم دین۔ سائیں حکم دین قادری قوم تیلی سے ہے ملنگ طبیعت رقص کرنے والا۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو رحمان پورہ لاہور میں میری مجلس میں آیا۔ [2]

۹۸۔ حیدر شاہ۔ سید پیر حیدر شاہ ولد سید غلام قادر المعروف پیر بنے شاہ گیلانی۔ ساکن جھیورانوالی۔ ضلع گجرات۔ ہمارے گاؤں ساہن پال شریف میں تشریف لایا کرتے تھے۔ امیر آدمی تھے۔ میں نے کئی مرتبہ ان کی زیارت کی ہے۔

۹۹۔ حیدر شاہ۔ سید پیر حیدر شاہ۔ نقشبندی۔ کرتو پنڈوری۔ شیخوپورہ بابا فقیر محمد چوراہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت تھے۔ باوجود نقشبندی ہونے کے درویش خصلت تھے۔ قوالی سنتے۔ کنجریوں کا تماشا بھی دیکھتے۔ بلکہ کئی کنجریاں ان کی مریدنیاں تھیں۔ عرسوں پر لنگر تقسیم کرتے تو ملنگوں کو بھنگ چرس بھی دیتے تھے ان باتوں سے ان کے دوسرے پیر بھائی ان سے متنفر رہتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ اپنے پیر صاحب کے زمانہ حیات میں یہ چورہ شریف کے عرس پر گئے۔ آگے سید حافظ جماعت علی شاہ علی پوری مسجد میں تقریر کر رہے تھے۔ اور حضرت بابا فقیر محمد رح خود بھی مجلس وعظ میں تشریف فرما تھے۔ پیر حیدر شاہ مع اپنے مریدوں کے ننگے پاؤں گلے میں دوپٹے ڈالے ہوئے۔ دست بستہ آگئے۔ جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو حافظ جماعت علی شاہ کو اعتراض کا موقع مل گیا۔ اور بلند آواز سے کہا۔ کہ حیدر شاہ! تو آداب مسجد سے واقف نہیں کہ ننگے پاؤں

---

[1] اردو انسائیکلوپیڈیا نیا ایڈیشن فیروز سنز ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء [2] ثبات الایقان ص۲۱۔ شرافت

Marfat.com

ناپاک زمین پر چلا آیا ہے۔ اور بغیر پاؤں صاف کئے مسجد میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس وقت پیر حیدر شاہ نے کہا۔ حافظ صاحب! مجھ کو تو چورہ شریف کی ساری زمین مسجد کی طرح پاک ہی نظر آتی ہے۔ شائد آپ کی نظر میں یہ قطعہ ناپاک ہوگا۔ جب حضرت بابا فقیر محمد نے یہ بات سنی تو بلند آواز سے فرمایا۔ کہ حیدر شاہ کو میں اجازت دیتا ہوں۔ کہ اسی طرح مسجد میں چلا آوے جیسا کہ پیچھے سے چلا آرہا ہے چنانچہ یہ اسی طرح داخل ہوئے اور معترضین دم بخود رہ گئے۔

میں نے (شرافت نے) ان کو ایک مرتبہ وٹوٹیانوالی چک ۳۹ ضلع شیخوپورہ میں دیکھا تھا۔ اور ان سے ملاقات کی تھی۔ یہ وہاں اپنے مرید سید رسول شاہ بخاری کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کا رنگ گورا چٹہ تھا۔ لباس سیاہ رنگ پہنتے۔ دستار۔ کرتہ۔ تہبند سب سیاہ تھے۔ روشن چہرہ تھا۔

پنجابی کے شاعر نعت گو تھے۔ یہ اشعار ان کے ہیں ؎

پھبدیاں نہیں عاجزاں تے بیبا ایڈیاں زوریاں
ہجر دے جلیاں دیاں جاناں ہوون کمزوریاں

توں نہ آیوں پاس تے ایہ ساہس آئے نک تے
خرچ ہو چلیاں تیرے راہ تے غماں دیاں بوریاں

دل میرا توں لے گیا ہیں وہندیاں ای سامنے
کتھوں سکھیاں نی دے ماہیا ایہ انوکھیاں چوریاں

دیگر

بندہ رب دی ذات دا مشکور چاہیدا
اتے حب حبیب تھیں مخمور چاہیدا

نہیں زاہداں دی لوڑ
علماں والے نے کروڑ

او تھے عاشقاں دی لوڑ
نہیں مزدور چاہیدا

بندہ رب دی ذات دا مشکور چاہیدا

کئی سال گزرے وفات پا چکے ہیں۔

Marfat.com

ج

۱۰۰۔ خادم حسین۔ سید خادم حسین ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ، محکمہ اسیران، حکومت پاکستان۔ سی۔ ۳۲ جیل روڈ، لاہور۔

یہ درگاہ حضرت نوشہ گنج بخش پر زیارت کے لئے گئے۔ اور وہیں سے ملاقات کی۔

۱۰۱۔ خادم حسین۔ سید پیر خادم حسین ولد سید بہادر علی شاہ کرمانی شیرگڑھی، حضرت شیخ داؤد کرمانی قادری شیرگڑھی م ۹۸۲ھ کی اولاد سے تھے۔ ۱۲۹۸ھ میں پیدا ہوئے[1] میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی قدس سرہ العزیز کے ساتھ برادرانہ تعلقات تھے۔ ضلع گجرات کے دیہات میں اکثر ان کی پیری مریدی تھی۔ اس علاقہ میں سید خدام کے دَدرہ پر آیا کرتے تھے بڑے با اقبال اور پر شکوہ تھے۔ اپنے آباواجداد کی طرح مسلک اہل سنت جماعت پر تھے۔ اور قادریہ سلسلہ کے پیروں میں سے تھے۔ میں نے (شرافت نے) ایک مرتبہ اگرویہ میں ان کی زیارت کی تھی۔ جب میرے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی نور اللہ مرقدہٗ ۱۳۴۷ھ میں فوت ہوئے تو پیر خادم حسین فاتحہ خوانی کے واسطے ہمارے والد صاحب کے پاس ہمارے فقیر خانہ پر ساہن پال تشریف لائے۔ انہوں نے ۱۳۵۰ھ میں وفات پائی۔

ان کے بیٹے پیر ذاکر علی شاہ متولد ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء۔ اور عدیل اختر شیعہ مذہب اختیار کر چکے ہیں۔

---

[1] اذکارِ شرافت (بیاض) ص ۵۷۵۔ شرافت۔

Marfat.com

۱۰۲۔ خالد۔ مولانا خالد بزمی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مکتب ۵۵ ریلوے روڈ لاہور میں ۲۵ رمضان ۱۳۹۱ھ کو ملاقات ہوئی۔[1]

۱۰۳۔ خدا بخش۔ مولوی خدا بخش امین آبادی چشتی صابری طریقہ میں بابا ماہلے شاہ ڈیک والے کے مرید و خلیفہ تھے۔ میں نے (شرافت نے) ان کو دنوٹیا نوالی چک ۳۹۔ ضلع شیخوپورہ میں دیکھا تھا۔ ان کا وعظ پر تاثیر تھا۔ نماز جمعہ ان کے اقتدا میں پڑھا، سورۂ یوسف انہوں نے قرأت میں پڑھی، ایک لفظ میں رک گئے۔ تو میرے جد امجد حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی نے لقمہ دیا۔ تو آگے رواں ہوئے۔ یہ ۱۳۳۲ھ کا واقعہ ہے۔

مولوی صاحب قصاب قوم سے تھے۔ وعظ میں اپنا یہ شعر بھی پڑھا کرتے۔

خدا بخشا فقیرا او قصایا
مصیبت سفر دی درپیش آیا

ان کے دو بیٹے مولوی محمد حسین اور مولوی نذیر حسین بھی درویش خصائل تھے۔

۱۰۴۔ دایا۔ سائیں دایا۔ قوم ماچھی تھے۔ چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ کا باشندہ تھا۔ اصلی نام محمد شفیع تھا۔ چشتی صابری خاندان کا درویش تھا تارک الدنیا مجرد۔ مجذوب الحال، رند مشرب تھا۔ پست قد، سر کے بال اور ریش دراز۔ آخر عمر میں کئی سال دنوٹیا نوالی چک ۳۹۔ میں سکونت گزین رہے۔ جب میرے والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی قدس سرہ العزیز وہاں تشریف لے جاتے۔ تو ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتا۔ گلیوں، بازاروں میں چیکر کاٹتا رہتا۔ گرم کوئلے سرخ رنگ پھانک لیتا۔ اس کو کچھ گزند نہ پہنچتا

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء۔ شرافت۔

Marfat.com

اس کا طریقہ تھا کہ جو چیز ملتی دودھ۔ لسی۔ چاول۔ گڑ۔ کھنڈ۔ آٹا وغیرہ۔ سب اشیاء ایک ہی برتن میں ڈالتا رہتا۔ جب دس بارہ روز گزر جاتے۔ تو وہی کھا لیتا جنات کا بھی عامل تھا۔ پیر مہتاب شاہ بخاری جو متشرع اور صاحب عبادت تھے۔ ان کو سائیں دایا نے اپنے زور تصرف سے اپنا مرید بنایا تھا۔ ورنہ وہ پہلے اس سے نفرت کرتے تھے۔ اب دونوں پیر و مرید کے مزارات اکٹھے ایک گنبد میں ہیں۔ بمقام ولوٹیانوالی۔

۱۰۵۔ دائم۔ میاں دائم اقبال دائم۔ ساکن واسو متصل منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات۔ قوم نجار سے ہے۔ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوا مڈل تک تعلیم پائی۔ بیعت طریقت بابا میاں خاں وڑائچ جھلانوی سے ہے۔ وہ مرید بابا گوراندتا مجذوب ٹھٹوی کے۔ میاں دائم پنجابی اور اردو میں شعر کہتا ہے۔ مگر پنجابی میں جو مقام اس کو حاصل ہے۔ وہ اردو میں نہیں۔ متعدد دفعہ میری اس سے ملاقات ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ ڈھوک شہانی میں بخانہ احمد دین ولد خوشی محمد گھمیار میری مجلس میں آیا۔ دوسری مرتبہ ٹھڈ عالیہ میں بابا گوراندتا مجذوب کے عرس پر۔ تیسری مرتبہ ریل میں منڈی بہاؤالدین سے ملک وال تک۔ میں نے اس کے قصہ یوسف زلیخا کا فارسی میں قطعہ تاریخ طباعت لکھا تھا جو اس کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ میاں دائم کا کلام توحید و تصوف کا آئینہ دار ہے۔ میاں دائم ۱۳۹۷ھ میں موجود ہے۔ کتب ذیل اس کی تصنیف سے ہیں۔

۱۔ قصہ سوہنی مہینوال ۲۔ قصہ ہیر رانجھا ۳۔ قصہ سسی پنوں ۴۔ قصہ سیف الملوک ۵۔ شاہی منزل ۶۔ کنبل پوش ۷۔ شاہنامہ کربلا ۸۔ شہسوار کربلا ۹۔ شاہنامہ غوثیہ۔

۱۰۶۔ درویش علی۔ مولوی سید حافظ درویش علی ولد سید احمد شاہ۔ ساکن خونی بھٹیاں متصل ننکانہ ضلع شیخوپورہ۔ صاحب علم و فضل ہیں۔ کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ تصنیف قاضی عیاض مالکی کا مطالعہ رکھتے ہیں۔ چند مرتبہ میری ان سے ملاقات ہوئی۔ ازانجملہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ خونی میں[1]۔ اور ۶ ذیقعد ۱۳۸۸ھ لاہور برانڈرتھ روڈ۔ رام گلی نمبر ۲ حکیم محمد موسیٰ کے مطب پر[2]

---

[1] ثبات الایقان ص ۸۔ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۵۔ ص ۸۰۔ شرافت۔

Marfat.com

۱۰۷۔ دلبر حسین۔ پیر دلبر حسین ولد پیر دُرّان بادشاہ نقشبندی چُورہ والے موضع بھوپالوالہ چک صوبا۔ ضلع لائل پور میں۔ گھوڑے سے نیچے اُتر کر مجھے ملے مصافحہ ومعانقہ کیا۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ کو۔ [1] اس کے بعد بھی کئی دفعہ ملاقات ہوئی۔

۱۰۸۔ دلیپ سنگھ۔ بابا دلیپ سنگھ درویش۔ یہ مرید بابا نند لعل گودڑی والہ (مدفون گڑھ قائم ضلع سرگودہا) کا۔ وہ مرید بابا احمد یار قادری قوم ماچھی رح (مدفون نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ) کا۔

بابا دلیپ سنگھ صاحب کشف تھا۔ میں نے اس کو ۱۳۶۵ھ میں موضع رَن مل میں دیکھا تھا۔ ہندوؤں سکھوں کے ہاں آیا ہوا تھا۔ میں جب اس کے پاس گیا۔ تو یہ مسند پر بیٹھا تھا۔ بیس ۲۰ پچیس ۲۵ آدمی اس کے گرد مجلس میں بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی سروقد اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور چند قدم آگے بڑھ کر میرے ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ اور مجھے اپنے مسند پر بٹھا دیا۔ اور خود ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ مصری کوزہ کی ڈلیاں اور الائچی خورد میرے سامنے پلیٹ میں رکھ دیں۔ میں نے ایک ڈلی مصری کی اور ایک الائچی لے لی۔ میں نے اس کا طریقہ دیکھا کہ جب کوئی شخص اس کی مجلس میں آتا۔ تو چند منٹ مراقبہ کر کے اس کے حالات کا ملاحظہ کرتا۔ پھر جو اس کے حالات یا خیالات ہوتے وہ بیان کرنے لگ جاتا۔ مگر اُس کا نام نہیں لیتا تھا۔ نام اپنا لیتا تھا کہ دلیپ سنگھ نے ایسا کیا۔ کہا کہ حضرت نوشہ گنج بخش رح کی درگاہ شریف کے احاطہ اور اس کے درختوں کے نیچے سے کئی غوث قطب۔ ولی اللہ۔ گزرتے رہتے ہیں۔ مگر کوئی ان کو پہچانتا نہیں۔ میں نے ایک صاحب کے سامنے اس کے کشف کا تذکرہ کیا۔ وہ کہنے لگے کہ خواہ کسقدر وہ کشف وکرامت رکھتا ہو۔ ہے تو وہ سکھ اور کافر ہی۔ میں نے کہا کہ آپ چل کر دیکھیں تو سہی۔ چنانچہ دوسرے روز ہم پھر گئے۔ میرے ساتھ تو اس نے وہی سلوک

---

[1] ثبات الایقان ص ۴۔ شرافت

Marfat.com

کیا کہ اپنے مسند پر بٹھا دیا۔ اور خود ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اُن صاحب کو
کچھ نہ کہا۔ وہ عوام میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر مراقبہ کر کے۔ وہ اپنے نام کو
مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کہ دلیپ سنگھ بڑا بھرمی ہے۔ اس کا بھرم نہیں جاتا
کسی کو مسلمان کہتا ہے کسی کو کافر کہتا ہے۔ اس کو بستی اور بسنے والے
کا فرق معلوم نہیں۔ اگر بستی کا نام رسول نگر ہے۔ اور اس میں بستا گوپال سنگھ ہے
تو اس بستی کا اسلامی نام ہونے سے اُس بسنے والے پر کیا اثر ہے۔ ایسا ہی اگر
بستی کا نام بہروپ گڑھ ہے۔ مگر اس میں بستا غلام رسول ہے۔ تو اس بستی
کے کفریہ نام کا اُس پر کیا اثر۔ دلیپ سنگھ بھرمی ہے۔ بستی کو دیکھتا ہے۔ اس
میں بسنے والے کو نہیں دیکھتا۔ حالانکہ دیکھنا یہ چاہیے کہ اس میں بستا کون
ہے۔ اس کے بعد دلیپ سنگھ نے اُن صاحب کے سارے حالات فرداً فرداً بیان کر دیے
جن کو میں بھی جانتا تھا۔ اور وہ صاحب بھی جانتے تھے۔ وہ شرم کے مارے
سر نیچا کر رہے تھے۔ آخر میں اُس نے اُن کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔ اور کہا کہ دلیپ سنگھ
اب بوڑھا ہو گیا ہے۔ اور خواہ سر پر تولیہ لپیٹ کر معزز بنا رہے۔ مگر ابھی تک
اس کا بھرم نہیں گیا۔ جب ہم مجلس سے اُٹھے تو اُس صاحب نے کہا کہ اس نے میری سب باتیں بتا دیں
بابا دلیپ سنگھ نوجوان تھا۔ سر کے بال لمبے۔ لیکن سکھوں کی طرح جوڑا نہیں
کیا تھا۔ پشت پر ڈال رکھے تھے۔ داڑھی بقدر ایک قبضہ کے برنگ سیاہ۔ کوئی کوئی
بال سفید تھا۔ طبیعت امیر۔ لباس مصفا سفید رنگ۔ خوشبو کا استعمال کرتا۔ صاحب
علم تھا۔ وہاں کوئی شخص انگریزی اخبار لے آیا۔ تو بابا دلیپ سنگھ اس کو بخوبی
پڑھنے لگا۔ ہندو۔ سکھ۔ مسلمان سب فرقوں میں اس کے مرید تھے۔ رسول شاہ نامی
ایک سید پائریانوالی کا اس کا مرید تھا۔ اور اس کی مجلس میں بیٹھا رہتا تھا۔ تھا
موضع ورائچانوالہ کے مسلمان گوجر بھی اس کے مرید تھے اپنے دادا مرشد بابا احمد یار کے پاس جانے کی کرتا ہدایت

Marfat.com

۱۰۹۔ دوست علی۔ حکیم میاں دوست علی اہلحدیث۔ امام مسجد خالق پور ضلع گوجرانوالہ۔ جب ہم اس گاؤں میں اپنے احباب کے پاس جاتے۔ تو یہ ضرور آکر مجلس میں بیٹھتا۔ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ کو اس نے مجھ سے جمعہ کا مسئلہ پوچھا[1] ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ کو بھی ملاقات ہوئی وفات پا چکا ہے۔

۱۱۰۔ دیدار علی۔ امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ مشہدی الوری لاہوری رح۔ والد صاحب کا نام سید نجف علی تھا۔ ۱۲۷۳ھ میں ۱۸۵۶ء پیدا ہوئے،[2] مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری سے فقہ۔ اصول فقہ اور معقولات کی تعلیم حاصل کی۔ حافظ شاہ عنایت اللہ خاں رام پوری سے ہدایہ پڑھا۔ مولانا احمد علی سہارنپوری کے درس میں شامل ہو کر دورۂ حدیث کیا۔ مولانا سید نثار علی شاہ الوری اور مولانا شاہ کرامت اللہ سے بھی تلمذ کیا حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت شاہ آل رسول مارہروی اور مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رح سے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت و خلافت حاصل کی۔ بمبئی اور رام پور کے بعد آپ لاہور تشریف لائے۔ ۱۳۴۲ھ میں مسجد وزیر خاں کی خطابت سنبھالی۔ ۱۳۴۴ھ میں دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد ڈالی۔[3]

میں نے (شرافت نے) متعدد جمعے مسجد وزیر خاں میں ان کے اقتدا میں پڑھے اور ان کی تقریریں سنیں۔ ان کی وفات جمعرات ۲۴ رجب ۱۳۵۴ھ کو ہوئی۔[4] مسجد چینیاں محلہ اندرون دہلی دروازہ لاہور میں دفن ہوئے۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۶۔ ص ۲۴ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۱۹۹ [3] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۴۲ [4] ماہنامہ عرفات لاہور ستمبر و اکتوبر ۱۹۵۵ء [5] خزینۃ العلوم ص ۲۴۹ شرافت

Marfat.com

مولانا دیدار علی شاہ کثیر التصانیف تھے۔ یہ کتابیں ان کی یادگار ہیں۔

۱۔ تفسیر میزان الادیان ۲۔ المبسوط فی فریضۃ الجمعۃ مع الشروط ۳۔ تحقیق المسائل ۴۔ الاستعانۃ من اولیاء اللہ عین الاستعانۃ من اللہ ۵۔ القبۃ العصریٰ للمستقیمین عن الاولیا ۶۔ رسول الکلام فی بیان للولود والقیام ۷۔ ہدایۃ الغوی در ردّ رد النفس ۸۔ علامات الولایۃ بالحدیث النبویہ ۹۔ ہدایۃ الطریق ۱۰۔ فضائل رمضان ۱۱۔ فضائل شعبان ۱۲۔ سلوک قادریہ ۱۳۔ دیوان دیدار علی فارسی ۱۴۔ دیوان دیدار علی اردو

ذ

۱۱۱۔ ذوالفقار ۔ مولوی سید حافظ ذوالفقار علی شاہ ولد سید سیف علی شاہ بخاری شیعی ساکن جلالپور جٹاں۔ ضلع گجرات۔ میں نے متعدد مرتبہ ان کو دیکھا ہے ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ میں جنتی شاہ رحمان میں شیعہ سنی مناظرہ کے موقع پر۔ اور ایک دفعہ نور پور پیڈے گجرات میں معراج کے متعلق ان کی تقریر سنی انہوں نے بڑے عمدہ طریقہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرش معلے پر جانا ثابت کیا۔ کہا اربعہ عناصر میں مٹی سب سے بھاری چیز ہے۔ پانی اس سے ہلکا ہے۔ کیونکہ اگر مٹی کا ڈھیلا پانی پر رکھیں تو وہ نیچے بیٹھ جاتا ہے اور پانی سے ہوا ہلکی ہے کیونکہ گیند کو اگر پانی کے نیچے لے جا کر پھاڑ دیں۔ تو ہوا اوپر نکل جائے گی اور اپنے کرہ میں مل جائے گی۔ اور ہوا سے آگ ہلکی ہے۔ کیونکہ اگر آگ جلائیں۔ تو اس کے شعلے اوپر کو جاتے ہیں اور اپنے کرہ ناری میں جا ملتے ہیں۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا نور تھے۔ جس کا مرکز عرش معلے ہے۔ اس لئے حضور تمام کرات سے گزر کر فوراً اپنے مرکز کو پہنچ گئے۔ حضور کا عرش پر جانا کچھ مشکل نہیں۔ بلکہ آپ کا زمین پر ٹھہرے رہنا بہت مشکل ہے۔ کہ باوجود نور ہونے آپ ۶۳ سال زمین پر کس طرح گزار گئے۔

Marfat.com

س

۱۱۲۔ رچرڈ۔ ڈاکٹر رچرڈ۔ ایم۔ زیٹن۔ اسسٹنٹ پروفیسر اورینٹیل سٹڈیز یونیورسٹی آف ایریزونا ٹیکسن۔ ایریزونا (ریاست ہائے متحدہ امریکہ)

پہلے ۱۵ر شوال ۱۳۹۵ھ (۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۵ء) کو۔ پھر ۳ر ذیقعد ۱۳۹۵ھ (۸ر نومبر ۱۹۷۵ء) کو انہوں نے کتابخانہ گنج بخش مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی میں میرے برادر زادہ عزیز سید رفیع الدین شاہ عارف نوشاہی سے ملاقات کی۔ یہ پاکستان میں پنجاب کی ایک یا دو خانقاہوں کی روحانی، سیاسی و اجتماعی تاریخ لکھنا چاہتے تھے۔ اس سے پہلے وہ ہندوستان میں بیجاپور کے صوفیا پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ اور ایران میں بھی دو سال رہ چکے ہیں۔ اور فارسی بولنے، لکھنے اور سمجھنے میں پوری دسترس رکھتے ہیں۔

کتاب خانہ گنج بخش کے لائبریرین آقائے محمد حسین تسلیمی ایرانی نے انہیں سلسلہ نوشاہیہ سے متعارف کرایا اور خانقاہِ حضرت نوشہ گنج بخشؒ پر کام کرنے کی تحریک دی۔ ڈاکٹر رچرڈ نے خانقاہِ نوشاہیہ اور سلسلہ نوشاہیہ پر کتب ملاحظہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ ۳ر ذیقعد ۱۳۹۵ھ (۹ر نومبر ۱۹۷۵ء) کو عزیز سید عارف نوشاہی انہیں میرا کتب خانہ دکھانے کے لئے شالامار ٹاؤن لاہور میں نجانہ فرزندم سید سعید الظفر نوشاہی لے گیا۔ وہاں انہیں ۱۔ رسالہ الاعجاز از مرزا احمد بیگ لاہوری، ۲۔ نوادر المناقب از شیخ محمد شاہ صداقت پنجابی ۳۔ تذکرہ نوشاہی از سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی، ۴۔ تصانیف قدسیہ از شیخ پیر کمال لاہوری، ۵۔ کشکول نوشاہی از فقیر سید علاء محی الدین لاہوری، ۶۔ شریف التواریخ از سید شرافت نوشاہی وغیرہ کتابیں دکھائیں۔ یہ کتاب شریف التواریخ سے بہت متاثر

Marfat.com

ہوئے اور مولف کے بارے میں کہا "خیلے زحمت کشیدہ"

آغائی نسیمی جنہوں نے انہیں سلسلہ نوشاہیہ سے متعارف کرایا تھا۔ انہوں نے اُن کے نام ایک فوری پیغام میں کتب خانہ نوشاہیہ کے متعلق یوں اظہار رائے کیا۔

"I have seen the Naushahi collection in Lahore, and it is indeed impressive."

(میں نے لاہور میں ذخیرہ نوشاہی دیکھا ہے جو یقیناً متاثر کن ہے)۔

۱۸ ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ (۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء) کو عزیز سید عارف نوشاہی انہیں ساہن پال شریف لے آیا۔ جہاں انہوں نے فرامین و دستاویزات شاہی متعلق بخاندان نوشاہیہ خاص دلچسپی سے دیکھے۔ نیز حضرت نوشہ گنج بخش کے مزار اقدس کی زیارت کی اور کیمرہ سے تصاویر بنائیں۔

میں (شرافت) اُن دنوں حج بیت اللہ شریف کے لئے مکہ معظمہ گیا ہوا تھا۔ مسٹر رچرڈ کی سلسلہ نوشاہیہ سے اس دلچسپی کی اطلاع مجھے وہیں سید عارف نوشاہی نے بذریعہ مکتوب دی۔ جب میں سفر حرمین الشریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً سے واپس آیا۔ تو مسٹر رچرڈ نے ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ (۲ دسمبر ۱۹۷۵ء) کو لاہور میں مجھ سے ملاقات کی۔ اور عزیز عارف کے نام ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ (۳۰ دسمبر ۱۹۷۵ء) کے مکتوب ایک خط میں اعلان کیا کہ میں حضرت نوشہ گنج بخش اور حضرت بابا فرید گنج شکر کی خانقاہوں پر تفصیلی تحقیق اور ان کا تقابل کروں گا۔ اس تحقیق کے لئے پہلا عملی قدم انہوں نے یہ اٹھایا کہ ۹ محرم ۱۳۹۶ھ (۱۲ جنوری ۱۹۷۶ء) کو لاہور میں عزیز عارف نوشاہی اور عزیز سعید المظفر نوشاہی کی معیت میں۔ ۱۔ رسالہ الاعجاز ۲۔ قوائب المناقب۔

Marfat.com

۳۔ تذکرہ نوشاہی ۴۔ تشریف الفقرا۔ کے مکمل۔ اور ۵۔ تحائف قدسیہ ۶۔ لطائف گلشاہی ۷۔ مراۃ الغفوریہ کے منتخب متن کے روٹوگراف لئے۔

ڈاکٹر رچرڈ ایٹن۔ ۱۵ محرم ۱۳۹۶ھ (۱۸ جنوری ۱۹۷۶ء) کو عزیز عارف کے ہمراہ دوبارہ ساہن پال تشریف لائے۔ میں بھی وہیں موجود تھا۔ اس دفعہ انہوں نے میری راہنمائی میں فرامین شاہی دیکھے اور ان کی مطبوعہ نقول حاصل کیں۔ میرے کتب خانہ کی تصاویر بنائیں۔

ڈاکٹر صاحب سے تیسری ملاقات ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ (۲۳ مارچ ۱۹۷۶ء) کو لاہور میں بخانہ فرزندم سید سعید الظفر نوشاہی ہوئی۔ اس دفعہ انہوں نے میری کتاب حدیقۃ الانساب اور تاریخ عباسی بطور خاص ملاحظہ کیں۔ انہوں نے خانقاہ نوشاہیہ پر جو تحقیق شروع کی اس کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ سلسلہ نوشاہیہ کا کس علاقہ، قبیلہ اور طبقہ پر اثر ہے۔

اس سے اگلے روز وہ پھر مجھے ملنے کے آئے۔ اور ہمارے بزرگوں یعنی آبا و اجداد۔ سجادہ نشینان نوشاہ عالیجاہ ؒ

۱۔ امام سلسلہ نوشاہیہ شیخ الاسلام حضرت نوشہ گنج بخش ؒ م ۱۰۶۴ھ

۲۔ حضرت مولانا سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق نوشاہی فرزند اکبر نوشہ م ۱۰۹۳ھ

۳۔ حضرت مولانا سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم نوشاہی ابن شاہ برخوردار م ۱۱۴۲ھ

۴۔ حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی ابن حافظ جمال اللہ م ۱۱۷۳ھ

۵۔ حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ نوشاہی ابن حافظ محمد حیات م ۱۲۲۹ھ

۶۔ حضرت مولانا سید حافظ حکیم الٰہی بخش ابن حافظ نور اللہ م ۱۲۵۳ھ

۷۔ حضرت مولانا سید حافظ قل احمد نوشاہ ثانی ابن شاہ الٰہی بخش م ۱۲۸۶ھ

۸۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد امین مختار ابن نوشاہ ثانی م ۱۳۱۰ھ

Marfat.com

۹ ۔ حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی ابن شاہ محمد امین ۔ م ۱۳۳۷ھ

۱۰ ۔ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی نوشاہ ثالث ابن محمد شاہ م ۱۳۸۴ھ

۱۱ ۔ سید شریف احمد شرافت نوشاہی ابن شاہ غلام مصطفیٰ ۔ متولد ۱۳۲۵ھ

کے مریدوں کے حسب ذیل کوائف جمع کرنا شروع کئے ۔ سکونت ۔ پیشہ ۔ قبیلہ مرد یا عورت ۔ خلیفہ یا مرید ۔

۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ (۲۷ جون ۱۹۷۶ء) کو پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام ایجوکیشنل آڈیٹوریم میں "یوم نوشہ" منایا گیا۔ مہمان خصوصی ملک محمد جعفر وزیر مملکت پاکستان تھے۔ اس تقریب میں ڈاکٹر رچرڈ نے بھی انگریزی میں مقالہ پڑھا، جس میں خانقاہ نوشاہیہ کی سماجی حیثیت پر روشنی ڈالی

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ (مئی ۱۹۷۶ء) میں عزیز عارف نوشاہی نے میری کتاب "اعجاز التواریخ" کا انتخاب چھاپا تو جناب رچرڈ نے انگریزی زبان میں تین صفحات پر مشتمل اس کا تعارف لکھا۔ جس میں وہ میرے بارے میں یوں اظہار رائے کرتے ہیں ۔

زیر نظر مجموعہ روائتی فارسی صنف ادب "قطعہ" کا تازہ ترین نمونہ ہے ۔ فنی اعتبار سے "قطعہ" قصیدہ ہی کا ایک حصہ ہوتا ہے جو عربی اور فارسی کی کلاسیکل شاعری کی ایک قسم ہے ۔ وہ عام طور پر طویل ہوتا ہے اور اس میں مدحت، نصیحت یا کوئی مذہبی مقصد بیان ہوتا ہے ۔ جیسا کہ ای ۔ جی ۔ براؤن نے اپنی تاریخ ادبیات فارسی میں لکھا ہے کہ قطعہ کی کئی اقسام ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر مکمل ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ جو نظم قطعہ کے طور پر پیش کی جاتی ہے وہ دراصل ایک قصیدہ ہی ہوتی

Marfat.com

(مکمل بحث کے لیئے دیکھیے : براؤن کی "لٹریری ہسٹری آف پرشیا جلد دوم ، صفحہ ۲۲ - ۲۴) . لہذا بعض قطعات کو ایک مختصر قصیدہ سمجھا جا سکتا ہے - زیر نظر مجموعہ بھی اسی نوعیت کا ہے -

زیر نظر مجموعہ کے قطعات سید شریف احمد شرافت نوشاہی نے لکھے ہیں جو ایک ماہر شاعر، نثر نگار اور حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش کی خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں - یہ خانقاہ موضع ساہن پال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات ، پنجاب میں واقع ہے حضرت حاجی محمد نوشہ (۹۵۹ - ۱۰۶۴ھ/۱۵۵۲ - ۱۶۵۴ء) مغل سلطنت کے عروج کے وقت زندہ تھے اور اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے ہم عصر تھے - انہوں نے مغل ہندوستان میں روحانی عروج کی ویسی ہی نمائندگی کی جیسے مذکورہ تین بادشاہوں نے شہنشاہیت کے عروج کی نمائندگی کی تھی - وہ اپنے عہد کے ایک اہم صوفی تھے اور نہ صرف اُن کے اپنے زمانے کے بلکہ بعد کے مغل حکام بھی انہیں تسلیم کرتے تھے - یہ بات اُن اصل فرامین سے تصدیق شدہ ہے جو اُن (نوشہ) کے اخلاف کو دیئے گئے اور ابھی تک ساہن پال میں محفوظ ہیں - زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ حضرت نوشہ تصوف کے ایک نئے سلسلہ " نوشاہیہ " کے بانی ہیں جو پورے پنجاب میں پھیلا ہوا ہے اور علاقے کا ایک غیر معمولی روحانی اور جانا پہچانا سلسلہ بن کر سامنے آیا ہے - سلسلۂ نوشاہیہ کے افراد نے متعدد پنجابی قبائل کو مشرف بہ اسلام کیا اور کئی ایک پنجاب میں سکھ حکومت میں اہم عہدوں پر فائز رہے - اپنی روحانیت اور ساہن پال گجرات کے خزانیائی محل وقوع اور وہاں سجادہ نشینوں کی رہائش کے باعث اس سلسلہ نے مغل سلطنت کے عروج ہی سے لے کر پنجاب کی تاریخ پر گہرے اثرات

Marfat.com

مرتب کئے ہیں۔

سیّد شریف احمد شرافت نوشاھی کو پنجابی تاریخ اور اسلامی تصوف کی بھرپور روائت ورثہ میں ملی ہے۔ برصغیر کے کئی سجادہ نشینوں کے برعکس جو بڑی زمینوں کے مالک بن گئے ہیں اور انہوں نے اپنی روائت کے روحانی یا فکری پہلو کو بُری طرح نظر انداز کر دیا، سید (شریف) احمد شرافت نے اِس روائت کو تن دہی کے ساتھ فروغ دیا ہے۔ وہ اپنی مادری زبان پنجابی اور اُردو زبان کے ساتھ ساتھ فارسی اور عربی میں بھی ماہر ہیں۔ انہوں نے اپنی ذاتی لائبریری میں مسودات، تذکرے، تواریخ اور سلسلۂ نوشاھیہ کے اسلاف کے شجرہ نامے جمع اور محفوظ کر رکھے ہیں۔ بے شک اُن کے ہاں فارسی مخطوطات کا ذخیرہ پنجاب میں اپنی نوعیت کا سب سے بھرپور ذخیرہ ہے۔ انہوں نے نہ صرف ایسے آثار جمع کئے بلکہ اپنے طور پر بھی نوشاھی ادب کے لئے مستقل کردار ادا کیا۔ میں اُن کے متاثر کن کام "شریف التواریخ" کا نام لوں گا۔ جو سلسلۂ نوشاھیہ کی تاریخ اور ادب پر ایک جامع تالیف ہے۔ اس کا مسودہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور تین جلدوں کے چودہ حصوں[1] اور آٹھ ہزار صفحات[2] پر مشتمل ہے۔ اِس کتاب میں سید شرافت نوشاہی نے اپنے خاندان سے متعلق تمام مطبوعہ ادب اور مخطوطات سے مدد لی ہے۔ اپنے موضوع پر یہ کام ایک محبّت کے طور پر رہے گا۔

---

[1] پہلی اور دوسری جلد مستقل ہے تیسری جلد کے مزید بارہ حصّے ہیں اِس لئے چودہ حصے کہے گئے ہیں۔ [2] تعداد صفحات نو ہزار کے قریب ہے عارف

Marfat.com

زیرِ نظر کتاب قطعات کا مجموعہ ہے جو سیّد شرافت نوشاہی کی ایک دوسری کتاب "اعجاز التواریخ" سے لیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایسی نظموں کا مرقع ہے جو قطعہ یا قطعۂ تاریخ کی خاص شکل میں پائی جاتی ہیں۔ نظم کی یہ صنف دو مقاصد بیان کرتی ہے۔ اولاً کسی خاص واقعہ یا شخص کی تعریف کرنا، ثانیاً اُس واقعہ یا شخص کی وفات کی تاریخ بتانا۔ زیرِ نظر مجموعہ میں بعض کتابوں کی تعریف پر بھی نظمیں ملتی ہیں جیسا کہ علی بن عثمان ہجویری کی کتاب "کشف المحجوب" یا شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات کی تعریف، کتاب کا زیادہ تر حصّہ (قطعات) ایسے افراد کی مدح پر مشتمل ہے جو مذہبی امور میں خاص مقام رکھتے تھے، خاص طور پر تصوف کی روائت میں۔ اِسی طرح اِس میں چند قطعات علماء کی توصیف میں بھی ہیں۔ لیکن زیادہ تر سجادہ نشینوں اور اسلامی تصوف پر کتابیں لکھنے والوں کی مدح میں ہیں۔ مثلاً اِسی جذبہ کے تحت کہا گیا ایک قطعۂ تاریخ مولوی شمس الدین کا ہے جو اسلامی تصوف سے متعلق نادر کتب کے تاجر تھے اور ان کی دکان لاہور میں انارکلی بازار کے سرے پر واقع تھی[1]۔ جن صالحین کا اِس کتاب میں تاریخ وار ذکر ہوا ہے وہ حضرت حاجی محمد نوشہ کے مرشد سخی شاہ سلیمان قادری (متوفی ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۴ء) سے لے کر ۱۹۷۵ء تک فوت ہونے والے افراد ہیں۔ تاہم اکثر افراد گذشتہ عشرہ میں فوت ہوئے

---

[1] مرحوم مولوی شمس الدین کی دکان انارکلی کے شمالی سرے پر واقع مسلم مسجد کے نیچے ہوا کرتی تھی اور اہلِ علم کا مرجع تھا۔ عارف

Marfat.com

ہیں۔

اِن نظموں کا دوسرا مقصد اہم تاریخوں کی نشان دہی کرنا ہے۔ ایسا قطعہ جو کسی شخص کی توصیف میں ہو اُس کا آخری شعر یا جُملہ اُس شخص کی تاریخ وفات بیان کرتا ہے اور ایسا قطعہ جو کسی کتاب کی تعریف میں ہو اس کے مقطع میں اس کی تاریخ تصنیف یا تاریخ طباعت ہوتی ہے۔ یہ آخری شعر ایک مادّۂ تاریخ یا ایک مختصر لفظ ہوتا ہے جو متعلقہ شخص یا کتاب پر روشنی ڈالتا ہے اور یہ مادّہ یا لفظ کے حروف علم ابجد کی رُو سے بحساب کی صورت میں تاریخ بتاتے ہیں۔ یہ کام سخت مہارت چاہتا ہے اور یہ مجموعہ ایسے مادّہ ہائے تاریخ بنانے کی (مہارت کی) واضح دلیل ہے۔

سید رضاء اللہ شاہ عارف نوشاہی نے "اعجاز التواریخ" سے قطعات منتخب کئے ہیں۔ وہ مصنف کا بھتیجا ہے اور مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی کے کتاب خانۂ گنج بخش میں معاون کتابدار ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب عوام الناس میں نہ صرف قطعاتِ تاریخ سے دلچسپی پیدا کرے گی بلکہ اُن اہم شخصیات اور کتابوں سے بھی روشناس کرائے گی جن کا ذکر اِس میں آیا ہے۔

(نوروز ۱۵ مارچ ۱۹۷۶ء)

یادداشت:

اعجاز التواریخ پر جناب اٹین کے انگریزی مقدمہ کا یہ اُردو ترجمہ میں نے حضرت شرافت کی وفات کے بعد زیرِ نظر حصّہ کی طباعت کے وقت کیا ہے۔ حضرت شرافت نے کئی بار مجھے اِس ترجمہ کے لئے کہا

Marfat.com

تھا مگر میری کوتاہی کی وجہ سے نہ ہو پایا اور شریف التواریخ میں یہ مضمون بخطِ مصنف درج ہونے سے رہ گیا۔ اب یہ مضمون میرے نازیبا اور متفاوت خط میں شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔

عارف نوشاہی

رجب ۱۳۹۶ھ (جولائی ۱۹۷۶ء) کے اواخر میں یہ واپس امریکہ چلے گئے جناب رچرڈ۔ تقریباً تیس سالہ نوجوان ہیں۔ علم دوست۔ راستگو۔ وعدے کے پکے اور بااعتماد ہیں۔

۱۱۳۔ رحمت بی بی۔ مسمات رحمت بی بی دختر کرم داد گوجر بھلیسرانوالہ ضلع گجرات۔ یہ جاجو وال۔ علاقہ لالہ موسیٰ میں ۱۸ صفر ۱۳۷۲ھ مجھ کو ملی یہ میاں الہ دین امرہ والے کی مریدنی تھی۔ وہ مرید میاں محمد حسن ڈھڈیاں والے کے۔ وہ مرید مولوی غلام نبی نقشبندی للہ والے کے۔ رحمت بی بی علم والی۔ عابدہ۔ درویشوں سے محبت رکھتی تھی۔ اپنے خویش و اقارب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی رہتی تھی۔ یہ کہتی تھی کہ میرے لطائف ستہ جاری ہیں۔ اور اب میں مراقبہ قلب کرتی ہوں[1]۔ کئی سال گزرے وفات پا چکی ہے۔

۱۱۴۔ رحمت علی۔ صوفی رحمت علی ارائیں۔ بھوپالوالہ۔ چک صوبا۔ لائل پور نقشبندیہ سلسلہ میں پیر چراغ شاہ مراڑہ والے کا مرید ہے۔ وہ مرید پیر جماعت علی شاہ ثانی علیپوری کے۔ صوفی صاحب علم و عبادت ہے جب کبھی میں اُس گاؤں میں جاؤں تو میری مجلس میں آکر بیٹھتا ہے۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ کو اس نے میرا مسودہ انوار السیادت مطالعہ کیا۔ اور پسند کیا۔ اور اپنی کئی کتابیں مجھے دکھائیں[2]۔ ۱۸ شوال ۱۳۸۸ھ کو بھی ملاقات کی۔ [3] ۱۳۹۷ھ میں موجود ہے۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱ ص ۲۳ [2] ثبات الایقان ص ۴ [3] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۵ ص ۲۳ شرافت

Marfat.com

۱۱۵- رحیم بخش - میاں رحیم بخش - پانڈوکے نو - ضلع گوجرانوالہ -
یہ مرید سائیں نظام دین موچی پتھوران والے کے - وہ مرید بابا کلاّ مجذوب قادری
قوم دھوبی - پتھوران ضلع گجرات والے کے - میاں رحیم بخش پہلے کفشدوزی کیا کرتے
تھے - پھر درویش ہو گئے تو کام کرنا چھوڑ دیا - عاشق رسول اللہ تھے - ہر سوموار
کی رات کو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پُرتکلف ختم شریف کیا کرتے
تھے - ۳۶ سال متواتر اس خدمت کو انجام دیا - بابرکت شخص تھے - پیری مریدی
کا سلسلہ جاری تھا - ہمارے جد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی[1]
اور والد صاحب اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفےٰ نوشاہی راجب کبھی پانڈوکے
تشریف لے جاتے تو میاں رحیم بخش اُن کی مجلس میں آکر بیٹھتے اور فیضیاب ہوا
کرتے تھے - میں (شرافت) بھی کئی مرتبہ ان کے ختم شریف کی تقریب میں حاضر
ہوا ہوں - ایک ملاقات میری ۲۱ صفر ۱۳۵۹ھ کو ہوئی - [2]
میاں رحیم بخش نے ۱۳۶۳ھ میں وفات پائی - [3] قبر پانڈوکے نو میں
گاؤں سے باہر شمال کی طرف ہے - ان کی اولاد نہیں تھی -

۱۱۶- رکن الدین - میاں رکن الدین امام مسجد دایانوالی چک ۲۷ شیخوپورہ
ہمارے جد بزرگوار حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی کے مجلس نشین اُن کے بعض کرامات
کے راوی تھے - میں نے کئی بار ان کو دیکھا ہے ۱۳۵۵ھ میں وفات پائی - [4]

۱۱۷- رکھی - بی بی اللہ رکھی مجذوبہ - پسرور ضلع سیالکوٹ -
یہ ترخان قوم سے تھیں - بابا بہار شاہ مجذوب قادریحان والے مدفون شیخوپورہ کی مریدنی
تھیں - جوانی میں ہی حالت جذب طاری ہو گئی - تھوڑی پر چند بال لمبے تھے - لوگ ان کو
باباجی کہکر بلاتے - سات روز طبیعت پر جلال وارد ہوتا - اور سات روز جمال

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۸ ص ۲۱۵ [2] عیون التواریخ [3] ایضاً - شرافت

Marfat.com

جلالیت والے ایام کو لوگ کہتے آج باباجی گرم پیرہ میں ہیں۔ اور جمالیت والے دنوں کو کہتے کہ آج سرد پیرہ میں ہیں۔ ۴ رصفر ۱۳۶۹ھ (۲۶ رنومبر ۱۹۴۹ء) کو میں نے خود پیرو رجا کران کی زیارت کی۔ یہ واقعہ میں نے اپنے رسالہ برکات المحبوب فی زیارۃ السالک والمجذوب میں لکھا ہے۔ ۱۳۷۶ھ میں وفات پائی[1]

۱۱۸۔ **رمضان**۔ مرزا محمد رمضان۔ پروفیسر گورنمنٹ کالج۔ لاہور کئی مرتبہ ان کی ملاقات ہوئی۔ بمقام راج گڑھ۔ نوشاہی منزل میں مولوی محمد لطیف زار کے مکان پر ۲۸ رشوال ۱۳۸۸ھ کو[2] اور ۲ رشوال ۱۳۹۱ھ کو بھی[3] ملے۔ علم دوست۔ مودب۔ باوقار شخص ہیں۔

۱۱۹۔ **رمضان**۔ میاں محمد رمضان۔ مسکی اصحابانوالی چک ۶۰ م۔ شیخوپورہ میاں ثمر گل قادری کا مرید ہے۔ ۲۱ رمحرم ۱۳۹۰ھ کو چوہدری محمد صادق ولد عبداللہ تارڑ کے گھر مجھ کو ملنے کے واسطے آیا۔ اپنا رسالہ گلدستہ معرفت پنجابی منظوم دیا۔

۱۲۰۔ **زبیر احمد**۔ صاحبزادہ میاں زبیر احمد قادری۔ سجادہ نشین دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور۔ والد صاحب کا نام میاں بدرالدین ہے ابن حاجی غلام مخزالدین بن میاں جان محمد مرحوم قوم راجپوت مجاوران داتا صاحب سے ہیں۔

میاں زبیر احمد ۸ رمحرم ۱۳۶۸ھ (۱۰ رنومبر ۱۹۴۸ء) کو پیدا ہوئے۔ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ لاہور سے ۱۹۶۷ء ۱۳۸۷ھ میں میٹرک کیا۔ پھر دیال سنگھ کالج لاہور سے ۱۹۶۹ء ۱۳۸۹ھ میں ایف اے کیا۔

سیاسی سرگرمیاں۔ میاں صاحب طالب علمی کے زمانہ میں صدر ایوب خاں کے خلاف محترمہ فاطمہ جناح کی الیکشن مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پھر اعلان تاشقند کے

---

[1] عیون التواریخ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۶۱۔
[3] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء [4] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء۔ شرافت

Marfat.com

خلاف طلبا کے مظاہروں میں خاصہ حصہ لیا۔ ۱۹۶۹ء / ۱۳۸۹ھ میں پاکستان جمہوری پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ اور پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ کی تحریک بحالی جمہوریت میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ پاکستان جمہوری پارٹی کے لاہور شہر کی مجلس عاملہ کے رکن اور قائم مقام جنرل سیکرٹری لاہور بھی رہے۔ ۱۹۷۰ء / ۱۳۹۰ھ کے پہلے عام انتخابات میں خواجہ رفیق شہید کی الیکشن مہم میں بھرپور حصہ لیا، اور جب خواجہ رفیق نے جمہوری پارٹی سے استعفیٰ دے کر پاکستان انحاد پارٹی بنائی تو میاں زبیر احمد اس کے بانی ارکان میں شامل تھے۔ اور جب تک خواجہ رفیق زندہ رہے ان کا پورا ساتھ دیا۔ صفر ۱۳۹۷ھ (جنوری ۱۹۷۷ء) میں جمعیت علمائے پاکستان میں شمولیت اختیار کی اور تحریک نظام مصطفیٰ میں حصہ لیا۔ اور انتخابات میں دھاندلیوں کے خلاف چلائی گئی ملک گیر احتجاجی تحریک میں حصہ لینے کے الزام میں مارشل لاء کے تحت مقدمات میں بھی زیر تفتیش رہے۔

دینی سرگرمیاں۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی سے بذریعہ خط بیعت کی ہے۔ مرکزی مجلس رضا لاہور میں ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں شامل ہوئے۔ اور اس وقت مجلس کے مرکزی نائب صدر ہیں۔

تحریک نظام مصطفیٰ کے لئے فتویٰ دینے والے ملک بھر کے سواد اعظم کے پندرہ اہم علماء و مشائخ کے تاریخی فتویٰ کی [داتا گنج بخش کے مجاورین کی نمائندگی کرتے ہوئے] تائید کی۔ علماء کرام کا یہ متفقہ فیصلہ روزنامہ وفاق لاہور۔ اتوار ۱۷ اپریل ۱۹۷۷ء (۲۷ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ) صفحہ ۱ کالم ۲ پر بین الفاظ شائع ہوا تھا۔ بلفظہ درج کیا جاتا ہے۔

"علمائے سواد اعظم کا متفقہ فیصلہ" ۱۷ اپریل کو دارالعلوم غرب الاحناف پاکستان لاہور میں علمائے اہل سنت کا ایک خصوصی اجلاس مفتی اعظم پاکستان

Marfat.com

علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب شیخ الحدیث کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ موجودہ خطرناک بحران کا واحد حل صرف یہ ہے کہ پاکستان میں نظام مصطفےٰ علیہ السلام عملی طور پر نافذ وجاری کر دیا جائے۔

نظام مصطفےٰ علیہ السلام کے قیام اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ سے متعلق مسلمانانِ پاکستان کی موجودہ تحریک خالص اسلامی جہاد ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے اور ظلم و بربریت کا شکار ہو کر اپنی جانیں قربان کرنے والے مجاہد اور شہید فی سبیل اللہ ہیں۔ ہر مسلمان کا یہ ملی و مذہبی و دینی فریضہ ہے کہ نظام مصطفےٰ علیہ السلام کے نفاذ کی موجودہ تحریک میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں

۱۔ علامہ سید محمود احمد رضوی سیکرٹری جنرل مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان لاہور۔

۲۔ شیخ القرآن علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

۳۔ حضرت مفتی ظفر علی نعمانی مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

۴۔ حضرت علامہ شاہ عارف اللہ صاحب قادری راولپنڈی۔

۵۔ حضرت علامہ حسین الدین صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم مدرسہ رضویہ راولپنڈی۔

۶۔ حضرت مولانا سید خلیل احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔

۷۔ حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

۸۔ حضرت پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی سجادہ نشین چک سادہ شریف۔ گجرات۔

۹۔ حضرت مولانا شبیر احمد ہاشمی خطیب جامع مسجد پورے والا۔

۱۰۔ حضرت مولانا ملک الرحمٰن خطیب گلبرگ لاہور۔

۱۱۔ حضرت مولانا زاہد علی شاہ ناظم جامع قادریہ رضویہ گلبرگ لائل پور۔

۱۲۔ حضرت مولانا عبدالقادر حبیلانی فاضل مدینہ یونیورسٹی راولپنڈی

Marfat.com

۱۳۔ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور شیخ الحدیث جامع غوثیہ بھاٹیڑہ بازار۔ راولپنڈی

۱۴۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری۔ جامع نظامیہ رضویہ۔ لاہور۔

۱۵۔ صاحبزادہ زبیر احمد قادری۔ درگاہ حضرت داتا گنج بخش مرتبہ لاہور۔"

صاحبزادہ میاں زبیر احمد، صاحب علم و حلم، دینی کاموں میں انہماک رکھتے ہیں راقم الحروف (شرافت) کے ساتھ بھی محبت و الفت رکھتے ہیں جب کبھی ملاقات ہو بڑے ادب و تعظیم سے ملتے ہیں۔ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مکتب پر اکثر ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے۔ صاحبزادہ صاحب۔ خوبصورت، محبوب سیرت تیس سالہ نوجوان ہیں۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

۱۲۱۔ **زمان**۔ چوہدری محمد زمان قوم بھوبن۔ کوٹ سلیم ضلع گوجرانوالہ ۲۰ رمضان ۱۳۹۰ھ کو ملاقات ہوئی۔ اس نے میری کتاب شریف الصلوات علیٰ سید الکائنات دیکھی اور پسند کی۔ [1]

۱۲۲۔ **زین العابدین**۔ حضرت سید زین العابدین مکی۔ یہ ۱۳۵۰ھ میں ہمارے گاؤں سامن پال میں تشریف لائے۔ اس وقت سو سال سے زیادہ عمر کے تھے۔ کہتے تھے۔ کہ ہمارے آباؤ اجداد مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے۔ ہم دہلی آ گئے، ہم کو اردو سکھانے کے لئے استاد اس طرح سبق پڑھایا کرتے تھے۔

اَلغَنَمُ بکری۔ اَلخِیَارُ ککڑی۔ اَلمِلحُ مکڑی۔ اَلمِیزَانُ تکڑی۔ اَلحَطَبُ لکڑی فرماتے تھے کہ جب ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء میں دہلی میں غدر ہوا تو ہم اس وقت دہلی میں موجود تھے۔ وہاں سے بھاگ کر جان بچائی تھی۔

سید صاحب گورے چٹے رنگ کے جسیم طاقتور تھا۔ گوبر کے اپلے سے پکی ہوئی روٹی یا سالن نہیں کھاتے تھے۔ فرماتے تھے یہ پلید ایندھن ہے۔ لکڑی کے ایندھن کو پاک بتاتے تھے

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

۱۲۳۔ زین العابدین۔ سید غلام زین العابدین شاہ۔ مدار المہام دربار قادریہ غوثیہ اوچ متبرکہ گیلانی۔ ضلع بہاولپور۔ و نائب میر مجلس و آنریری مجسٹریٹ جن ایام میں میں اوچ شریف میں چالیس روز معتکف رہا تھا۔ اکثر ان کی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ مخدوم صاحب گیلانی کا کتب خانہ انہیں معرفت مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ روشن چہرہ۔ باوقار۔ با اعتماد۔ معمر تھے۔ میاں غلام فرید اخگر اوچی نے ان کی مدح میں ایک طویل قصیدہ لکھا ہے* جو میری کتاب حدائق الانوار میں درج ہے۔ یہاں بخوف طوالت نہیں لکھا گیا۔ میری ایک ملاقات ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو ان کے ساتھ ہوئی۔ [1]

س

۱۲۴۔ سبط الحسن۔ سید سبط الحسن فیضم۔ آلو مہار شریف۔ سیالکوٹ والد صاحب کا نام سید صدا حسین بن سید عباس علی شاہ بن سید فیض علی شاہ بن سید حسین شاہ نقوی بھاکری۔ ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۸ء میں جا بکے چیمہ سے میٹرک کیا۔ ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں مرے کالج سیالکوٹ سے بی اے کیا۔ اسلامی جمعیت طلبا مرے کالج کے بنیادی ممبر و ناظم رہے۔

۱۳۶۶-۶۷ھ/۱۹۴۷-۴۸ء میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن جا بکے صدر ضلع سیالکوٹ کے جائنٹ سیکرٹری رہے۔ ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء سے ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء تک جماعت اسلامی کے رکن رہے۔ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ (دسمبر ۱۹۵۳ء) میں ضلع سیالکوٹ میں پارٹی سیکرٹری اور ضلعی آرگنائزر کسان کمیٹی رہے۔ کمیونسٹ پارٹی خلاف قانون قرار دی گئی تو ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ (یکم دسمبر ۱۹۵۶ء) تک آزاد پاکستان پارٹی میں رہے۔ محرم ۱۳۷۷ھ (اگست ۱۹۵۷ء) تک پاکستان نیشنل پارٹی کی خدمات انجام دیں۔ جو ڈھاکہ میں کنونشن ہوا اس کے بنیادی رکن

---

[1] حدائق الانوار ص ۱۱۶۔ شرافت * یہ قصیدہ فدا حسین چاچڑ نے نظم کرا کے اخگر نے پیش کیا۔ شرافت

Marfat.com

رہے۔ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ (فروری ۱۹۶۸ء) تک نیشنل عوامی مزدور کسان پارٹی پنجاب کے جنرل سیکرٹری رہے۔ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ (نومبر ۱۹۷۳ء) تک پنجاب پارٹی کے جنرل سیکرٹری اور پاکستان مزدور کسان پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ اور اب تک پنجاب مزدور کسان پارٹی کے سینئر نائب صدر ہیں۔ اور ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ۔ (۳۰ مئی ۱۹۷۵ء) سے لے کر اب تک پاکستان پنجابی ادبی بورڈ کے سیکرٹری ہیں۔

اخبارات کی ادارت۔ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء سے ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء تک انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔ سٹاف رپورٹر ضلع گوجرانوالہ رہے۔

۔ صفر ۱۳۷۸ھ/اگست ۱۹۵۸ء سے شوال ۱۳۸۲ھ (مارچ ۱۹۶۳ء) تک ہفت روزہ اخبار قومی دیہات گوجرانوالہ کے ایڈیٹر رہے۔

۔ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء سے ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء تک کلاتھ مرچنٹس ورکرز یونین گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری رہے

۔ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء سے ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء تک انگریزی اخبار روزنامہ سن کے گوجرانوالہ سے سٹاف رپورٹر رہے۔

۔ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء سے ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ (دسمبر ۱۹۷۴ء) تک روزنامہ مساوات لاہور کے خصوصی وقائع نگار رہے۔

۔ روزنامہ امروز لاہور کے مستقل لکھنے والے ہیں۔

۔ انسائیکلوپیڈیا میں مضمون لکھ کر دیتے ہیں۔

تصنیفات۔

۱۔ ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء میں کالج کے زمانہ میں ایک ناول خونِ تمنا نام لکھا۔ جو کہ تقسیم پنجاب اور اس کے بعد کے واقعات پر مشتمل تھا۔ ۲۔ جماعتِ اسلامی کے نقطۂ نظر پر مشتمل ۲ جلد افسانے لکھے۔ ۳۔ اردو شاعری ۴۔ گوجرانوالہ کے زرعی مسائل ۵۔ پنجابی کتابیں ۲ جلد ۶۔ ٹھلی لغطالی ۷۔ فن تذکرہ نگاری تے پنجابی تذکرے ۸۔ پنجابی مرثیہ گوئی ۹۔ سچل رچنا ولی ۱۰۔ دلدار جیون تے رچنا۔

Marfat.com

جناب منیم صاحب میرے ساتھ بہت دوانست رکھتے ہیں۔ اور خیر خواہ ہیں۔ میری تصانیف کی قدر شناسی کرتے ہیں۔ اور اب میری مرتبہ و مدونہ کتاب گنج شریف کا پنجابی حصہ چھپوانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ جو حضرت نوشہ گنج بخش رح کا کلام معرفت التیام ہے۔

۱۲۵۔ **سبط حسن**۔ ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی۔ پروفیسر گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی۔ یہ ۵ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ (۲ ستمبر ۱۹۲۷ء) کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان آ گئے۔ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء میں مقالہ فارسی گویان پاکستان پر دانشکدۂ ادبیات و علوم انسانی دانشگاہ تہران سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ بعد میں یہ مقالہ، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کی طرف سے کتابی صورت میں شائع بھی ہو گیا۔ آجکل خانہ فرہنگ ایران راولپنڈی میں فارسی پڑھاتے ہیں۔ میرے برادر زادہ عزیز سید عارف نوشاہی نے فارسی کی ابتدائی جماعتیں انہیں سے پڑھی ہیں۔

میں (شرافت) جب جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ (جون ۱۹۷۳ء) میں آقای سبط حسن کی دعوت پر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، راولپنڈی گیا تو ان سے ملاقات ہوئی میری کتاب شریف التواریخ کی پہلی جلد اپنے زانو پر رکھ کر دیکھتے رہے۔ جب کتاب بند کرنے لگے تو شرٹ کا ایک کونہ بیچ میں آ گیا تو کہنے لگے "یہ کتاب تو بڑی دامن کش ہے"۔

۱۲۶۔ **ستاں**۔ بی بی ستبھرائی المعروف مائی ستاں۔ دنوٹیانوالی چک ۳۹ ضلع شیخوپورہ۔ اہلیہ میاں شیخ احمد ولد میاں حکیم عمر الدین چشتی نظامی رح

مائی صاحبہ کی بیعت حضرت سید حیدر شاہ چشتی نظامی جلالپوری رح سے تھی۔ میرے جد امجد حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی رح اور اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی رح جب کبھی دنوٹیانوالی تشریف لے جاتے تو یہ زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتیں۔ اور فیض سے مستفیض ہوتیں۔

ان کا شوہر نوجوانی کی حالت میں فوت ہو گیا تھا۔ ان کے دو بچے محمد حسین اور کامل دین

Marfat.com

نام بھی جوان ہو کر فوت ہو گئے۔ لیکن مائی صاحبہ نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ تمام عمر روزہ رکھا اور یاد الٰہی میں مصروف رہتیں۔ لڑکیوں کو درس قرآن دیتی تھیں۔ طبی نسخہ جات سے بھی واقف تھیں۔ اکثر لوگوں کو ان سے شفا ہوتی تھی۔ گردونواح کے دیہات کے لوگ ان کے ارادتمندوں سے تھے۔ میں نے کئی بار ان کی زیارت کی ہے۔ ۲۷ شعبان ۱۳۸۵ھ کو انتقال کیا۔ دولیانوالی میں مدفون ہیں۔

۱۲۷۔ **سراج دین**۔ مولوی سراج دین ولد میاں کرم الٰہی امام مسجد موضع گجرات۔ بہت دفعہ ان کی ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ ۲۶ صفر ۱۳۷۵ھ کو بطہ[1]

۱۲۸۔ **سردار احمد**۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری والد کا نام چوہدری میراں بخش تھا۔ مولانا کی پیدائش ۱۳۲۲ھ میں بمقام دیال گڑھ ضلع گورداسپور ہوئی۔ ابتدائی تعلیم قصبہ دیال گڑھ میں پائی۔ پھر اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ سے ۱۳۴۳ھ میں میٹرک پاس کیا۔ مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی سے علمی استفادہ کیا۔ حکیم مولانا امجد علی سے سند فراغت پائی۔ سید امیر اجمیری سے بھی مستفید ہوئے۔ سلسلہ چشتیہ میں شاہ سریح الحق سے بیعت کی۔ اور قادریہ سلسلہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے۔ قیام پاکستان کے وقت کچھ عرصہ زیر آباد پھر ساروکی رہے۔ ۱۳۶۸ھ میں لائل پور چلے گئے۔ اور جامع رضویہ تعمیر اسلام کی بنیاد ڈالی۔ شیخ الحدیث والتفسیر اکابر علمائے اہل سنت سے تھے دو مرتبہ حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۱۳۶۲ھ میں اور دوسری مرتبہ ۱۳۷۶ھ میں۔[2]

میں اسوقت ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں جب میں اپنے چھوٹے لڑکے

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۹۔ ص ۵۵ تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۵۲ شرافت

Marfat.com

عزیز سید سعید الطفر نوشاہی مرحوم کو ان کے درس میں داخل کرنے کے لئے گیا تھا پوچھا یہ کتنی تعلیم رکھتا ہے! میں نے کہا یہ میٹرک پاس ہے۔ فرمایا۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی بھی میٹرک پاس تھے۔

مولانا سردار احمد کی وفات یکم شعبان ۱۳۸۲ھ میں ہوئی۔[1] ان کا مدفن مسجد جامع رضویہ حظیرۃ السلام کے شمالی جانب ہے۔ میں نے ان کی وفات کا تاریخی قطعہ لکھا تھا جو میری کتاب اعجاز التواریخ میں موجود ہے۔

تصانیف۔ شیخ الحدیث کی تصانیف ذیل یادگار ہیں۔

۱۔ اسلامی قانون وراثت ۲۔ تبصرہ مذہبی ۳۔ مرزا مرد ہے یا عورت۔
۴۔ موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام۔

۱۲۹۔ **سردار شاہ**۔ سید سردار شاہ۔ ڈھوک شہانی۔ ضلع گجرات ۲۶ر صفر ۱۳۷۲ھ کو میری ملاقات کے واسطے آئے۔[2]

۱۳۰۔ **سردار علی**۔ ڈاکٹر سردار علی قوم لودہرا۔ بھوپالوالہ۔ چک ھوبا لائل پور۔ ۲۷ر ربیع الاول ۱۳۷۱ھ کو ملاقات کے واسطے آیا۔[3] مقدد مرتبہ درگاہ حضرت نوشاہ عالیجاہ پر عرس کے موقع پر حاضر ہوا۔ راگی کا باہر ہے۔ ہماری مجلس میں قوالی کرتا تو کہتا کہ ہم خیث قوال ہیں۔ کئی سال سے صادق آباد ضلع رحیم یار خاں کے علاقہ میں چلا گیا ہے۔

۱۳۱۔ **سردار محمد**۔ مسٹر سردار محمد پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔[4] ۲۷ر رمضان ۱۳۹۱ھ کو حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ملاقات ہوئی

۱۳۲۔ **سرور**۔ پروفیسر غلام سرور اسلامیہ کالج لاہور۔ ان کی ملاقات ۲ر شوال ۱۳۹۱ھ کو ریلوے گڑھ لاہور میں مولوی محمد لطیف زرگر کے گھر ہوئی۔[5]

---

[1] تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۵۲ [2] روزنامچہ ص ۱۰۳ [3] ایضاً ص ۱۰۴ [4] ایضاً ص ۱۰۵

Marfat.com

۱۳۳۔ **سرور** ۔ ڈاکٹر راجہ غلام سرور۔ کالس تحصیل چکوال ضلع جہلم۔
ان کی ولادت ۳۰ رجب ۱۳۲۷ھ (۱۷ اگست ۱۹۰۹ء) کو ہوئی۔ بی۔ اے۔
ایم۔ اے اور فارسی میں پی۔ ایچ۔ ڈی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے کئے۔ ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء
تک اسی یونیورسٹی میں فارسی زبان وادب کی تدریس کرتے رہے۔ پھر پاکستان آگئے
اور یہی شغل جاری رکھا۔ اور کراچی یونیورسٹی میں شعبہ فارسی کے صدر کے عہدہ تک پہنچے
۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں وہاں سے ریٹائرڈ ہوئے۔

ان سے میری پہلی ملاقات ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ (مئی ۱۹۷۳ء) کو قریشی
احمد حسین قلعہ داری کے گھر گجرات میں ہوئی، جب وہ آقائی تسبیحی کے ہمراہ مجھ سے
جواہر الاولیا تالیف سید باقر بن سید عثمان بخاری کا مخطوطہ لینے آئے جس پر وہ
کام کر رہے تھے۔ [یہ کتاب ان کے ۲۰۶ صفحات کے الگ مقدمہ کے ساتھ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں
مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد کی طرف سے چھپ چکی ہے]
ڈاکٹر صاحب موصوف نے مقدمہ جواہر الاولیا میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔
" در ماہ مہ سال ۱۹۷۳ میلادی ... بہ گجرات رفتم و نسخہ مزبورہ بہ لطف و مہربانی
جناب آقائی سید شریف احمد شرافت نوشاہی کہ از اخلاف دانشمند سادات ہمہ ساہن پال
نزدیک گجرات می باشند بہ دست آمد "

اور انگریزی مقدمہ میں لکھا ہے۔

This copy was procurred through the courtesty and help of Sayyid Sharif Ahmad Sharafat Nawshahi, a learned descendant of the Nowshahi saints of Sahinpal a village near Gujrat. (یہ انگریزی عبارت بخط عارف ہے)

Marfat.com

اِن سے دوسری ملاقات جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ (جون ۱۹۷۳ء) میں اُس وقت ہوئی۔ جب میں مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی گیا تھا چونکہ جواہر الاولیا کے مصنف کا تعلق اوچ منبرکہ سے ہے لہذا میری تصنیف حدائق الانوار، المعروف سفرنامہ اوچ منبرکہ کو خصوصی طور پر دیکھا۔

راجہ صاحب اعلیٰ تعلیم پانے اور اعلےٰ عہدے پر فائز ہونے کے باوجود سادہ مزاج منکسار اور دیہاتی رکھ رکھاؤ والے ہیں۔ علمی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔

تصنیفات۔ راجہ صاحب کثیر التصانیف ہیں۔ یہ کتابیں ان کی یادگار ہیں۔

فارسی کتابیں۔ ۱۔ گلہائے بہار ۲۔ سخنِ نو ۳۔ حرفِ نو ۴۔ نقشِ تازہ ۵۔ آثار جادِ دان ۶۔ تاریخِ زبانِ فارسی ۷۔ تاریخِ ادبیاتِ فارسی در پاک و ہند ۸۔ روابطِ سلاطینِ صفوی با شاہنشاہانِ مغول تیموری ۹۔ اقبال را از آثارِ او بشناسید۔ ۱۰۔ ادبیاتِ جدید فارسی۔

اردو کتابیں۔ ۱۔ تاریخِ ایرانِ قدیم ۲۔ ہمیشہ بہار (ملک الشعرا بہار کا تذکرہ) ۳۔ شرحِ حال و آثار فرخ یزدی ۴۔ تاریخِ ایران بعد از اسلام ۵۔ تاریخِ ادبیاتِ ایران بعد از اسلام ۶۔ مختصر تاریخِ ادبیاتِ فارسی پاک و ہند ۷۔ تاریخِ تنقیدِ ادبیاتِ فارسی ایران۔

انگریزی کتابیں۔ ۱۔ تاریخِ شاہ اسمٰعیل صفوی [ڈاکٹریٹ کا مقالہ]
۲۔ فہرستِ مخطوطاتِ کتبخانہ گیلانیہ اوچ۔

تصحیحات۔
۱۔ تصحیح انتقادی گلشن راز شیخ محمد شبستری (فارسی)
۲۔ تصحیح و تحلیل جواہر الاولیا تصنیف سید باقر بن عثمان بخاری (فارسی)

Marfat.com

۱۳۴۔ سرور۔ شیخ محمد سرور۔ مدیر ماہنامہ المعارف لاہور۔ ۵ محرم ۱۳۹۰ھ کو ان سے ملاقات ہوئی۔ [1] (متوفی ۱۹-۲۰ ستمبر ۱۹۸۳ء شب۔ عارف

۱۳۵۔ سرور۔ سید سرور حسین شاہ مصری۔ ان کے آباؤ اجداد قاہرہ کے رہنے والے تھے۔ یہ بچپن میں کسی ذریعہ پنجاب آ گئے۔ میں نے ۱۳۴۷ھ میں ان کو مکی اصحابانوالی چک ۴۶۔ ضلع شیخوپورہ میں دیکھا تھا۔ کرم دین موچی کے گھر رہتے تھے اُس دوران صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ ساری رات درود شریف پڑھتے رہتے کچھ ایام گھنیاں، کچھ چوہے والی میں گزارے۔ بھیانوالہ خورد ضلع شیخوپورہ میں دفن ہوئے

۱۳۶۔ سعید۔ قاضی محمد سعید نقشبندی۔ پیر کوٹ متصل گکھڑ۔ گوجرانوالہ بڑی دفعہ ملاقات ہوئی۔ ایکدفعہ ۲۱ شوال ۱۳۹۰ھ کو بھیانوالہ کلاں میں مجھ کو ملے۔ اور میرے بڑے القاب لکھ کر لائے۔ [2] کہا کرتے ہیں کہ میں نے نوشاہی خاندان میں تین حضرات کامل دیکھے ہیں۔ ۱۔ سائیں فرزند علی شاہ فتحپوری والے۔ ۲۔ سید غلام مصطفےٰ نوشاہی ساہنپالوی۔ اور ۳۔ سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔

قاضی صاحب بڑے خوش مزاج لطیفہ گو۔ واعظ شیریں بیان ہیں۔

۱۳۷۔ سعید۔ مولوی محمد سعید نقشبندی خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش مترجم مکتوبات مجدد صاحب سرہندی و مسلک امام ربانی۔ ۱۲ محرم ۱۳۹۰ھ کو حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ملاقات ہوئی [3]

۱۳۸۔ سفیر اختر۔ پروفیسر سفیر اختر راہی ایم اے شعبہ تاریخ۔ گورنمنٹ کالج مری۔ یہ موضع لوہسر شرفو۔ نزد واہ کینٹ ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں ان سے غائبانہ خط و کتابت رہی۔ انہوں نے سلسلہ نوشاہیہ پر میری مطبوعہ تصنیفات مانگیں۔ چنانچہ اذکار نوشاہیہ ارسال کر دی گئی جسے

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] ایضاً [3] ایضاً شرافت۔

Marfat.com

پسند کیا۔ اور رسید دیتے ہوئے لکھا کہ اس کے ابتدائی حواشی کے مطالعہ ہی سے کئی گرہیں کھل گئیں۔ بالمشافہہ ملاقات ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں ہوئی جب میں واہ گیا ہوا تھا۔ بڑے صالح اور صاحب علم جوان ہیں۔ ابتدائی عمر ہی میں اہم موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔

تصنیفات۔ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی تصانیف سے ہیں۔

۱۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی (مطبوعہ) ۲۔ مسعود عالم ندوی سوانح و مکتوبات (مطبوعہ)
۳۔ علامہ اقبال اور سید سلیمان ندوی ۴۔ علامہ اقبال اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی
۵۔ تذکرہ علمائے اٹک (زیر ترتیب) ۶۔ مضافات واہ اور ضلع ہزارہ کے کئی گمنام کتب خانوں کے مخطوطات کی فہارس لکھی ہیں جو کتاب خانہ گنج بخش اسلام آباد میں موجود ہیں۔ ۷۔ ذکر رفتگان ۸۔ تبرکات مدنی (مولانا حسین احمد مدنی)

ان کے علاوہ ۱۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ۲۔ ماہنامہ البلاغ کراچی۔
۳۔ سہ ماہی العلم کراچی ۴۔ ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور ۵۔ ماہنامہ محدث لاہور
۶۔ ماہنامہ المعارف لاہور ۷۔ ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی ۸۔ ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد
۹۔ ماہنامہ نور اسلام شرقپور ۱۰۔ مجلہ دار العلوم دیوبند ۱۱۔ مجلہ تعمیر حیات لکھنؤ۔
۱۲۔ زندگی رام پور۔ میں ان کے کئی تحقیقی مقالات چھپ چکے ہیں۔

۱۳۹۔ سلام اللہ۔ مولانا محمد سلام اللہ شائق ولد مولوی امان اللہ حنفی قاضی نکاح خواناں۔ ساکن چک عمر۔ علاقہ لالہ موسیٰ۔ ضلع گجرات۔ یہ قوم گوجرانوالہ سے تھے۔ ان کا نسب نامہ میری کتاب حدیقۃ الانساب میں درج ہے۔ ان کا خاندان آباؤ اجداد سے صاحب علم و فضل چلا آیا ہے۔ ان کے عم بزرگ حضرت مولانا شیخ عبد اللہ۔ پنجاب کے مفتی اعظم۔ بہترین شاعر اور تاریخ گو تھے۔ مولانا شائق بھی انہیں کے شاگرد رشید تھے۔ کچھ عرصہ موضع قصبہ متصل سرائے عالمگیر میں بھی پڑھے۔

Marfat.com

اپنے علاقہ میں ان کا فتوے جاری تھا۔ بزرگانِ دین سے بہت عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت نوشہ گنج بخش رح کے دربار شریف کی زیارت کو آئے تو روضہ شریف کے اندر یہ حدیث شریف لکھ آئے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور۔ (زین المحلم شرح عین العلم ملا علی القاری)

شعر گوئی دوسری مرتبہ زیارتِ نوشاہ عالیجاہ رح کو حاضر ہوئے۔ تو یہ غزل اُن کی مدح شریف میں دیوار پر درج کر آئے۔

غزل

قطب عالم غوث اعظم شاہِ نوشہ مقتدا — ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

ہر دو چشمش باز در عرفاں چو نقطہ ہائے ھُو — سرنشین اولیا چوں نقطہ بر والضحیٰ

بر مزارش ہر جذامی چوں بیاید بہر شفا — کمترین جاروبکش شد کیمیا نم بیشوا

نامداران جہاں سر بر درش جارو بکش — از درش ناامید چیم حاجتم سازد روا

در مصیبت کدستی گشتہ ام آندہ بناک — تشنہ کامم جرعہ بخش اے شاہِ نوشہ رہنما

الہٰی دریائے فضلے حق پروردگار — شاہد مقصود او را باد در ہر دو سرا

برمرادِ سائلِ مسکیں دعا کن ایجناب — (فوائد الشرف ص ۲)

مولانا کو طالبعلمی کے زمانہ سے سید پیر محمد عالم نوشاہی دھلوی رح سے کمال محبت تھی جو عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ جو ان کے مکاتیب سے ظاہر ہے ایک مکتوب میں یہ شعر لکھا ہے

رات کو جب یاد تیری بات آوے اے سجن
نیند کس کافر کو ساری رات آوے اے سجن

مولانا کا ایک شاگرد گولڑہ شریف گیا۔ اور کوئی خط نہ بھیجا۔ تو انہوں نے یہ قطعہ لکھا۔

پیارا ہمارا گیا گولڑے — وہ مولا ہمارا ہے ہم گولڑے
نہیں یاد کرتا وہ ہم کو کبھی — کریں گے پیار اُس سے وہ گولڑے

فی البدیہہ گوئی۔ ایک شخص غلام غوث قوم وڑائچ ولد صوبے خاں نے کہا کہ آپ مجھے ایک ایسا مصرع بنا دیں جس میں میری قومیت بھی آجائے اور ولدیت بھی۔ مولانا نے فی البدیہہ کہا۔ ع "غلام غوث وڑائچ زنسل صوبے خاں"

Marfat.com

مولانا کو ہمارے خاندان سے بہت محبت و عقیدت تھی۔ اکثر سابن پال میں آیا کرتے۔ تاریخ گوئی۔ مولانا اپنے عہد میں بہترین تاریخ گو تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں مادہ ہائے اور قطعات وغیرہ لکھے۔ جو بیاض کی صورت میں ان کی اولاد کے پاس محفوظ ہیں۔

مولانا نے میری شادی کی تاریخ لکھی۔ مصرع تاریخ یہ تھا "اتفاقِ شمع و پروانہ عجیب" میرے لڑکے سعید الظفر کی تاریخ ولادت لکھی۔ میری تصنیف شریف التواریخ جلد اول کی تاریخ تصنیف لکھی۔ میرے نام کا یہ سجع بنایا۔ "شریف احمد غلام مصطفےٰ باد"

مولانا شائق کی وفات پنجشنبہ ۷ محرم ۱۳۶۵ھ میں ہوئی۔[1] مزار چک عمر۔ گجرات میں ہے۔ ان کے فرزند مولوی مظفر علی صاحب آجکل اپنے بزرگوں کے علمی جانشین ہیں۔

۱۴۰۔ سلطان احمد۔ میاں سلطان احمد امام مسجد جاجووال۔ ضلع گجرات ۱۷ صفر ۱۳۷۲ھ کو میرے ساتھ ملاقات کی اور اپنا کتبخانہ دکھایا۔[2]

۱۴۱۔ سلیم۔ پروفیسر محمد سلیم۔ لاہور۔ ۱۵ رمضان ۱۳۹۱ھ کو حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ملاقات ہوئی۔[3]

۱۴۲۔ سلیمان۔ شیخ فاضل مولانا سید سلیمان ندوی بن سید ابوالحسن حسینی زیدی دسنوی بہاری ۳ صفر ۱۳۰۲ھ (۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء) کو دسنہ ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شیخ ابو حبیب نقشبندی سے پائی ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۹ء میں پھلواری چلے گئے۔ ایک سال وہاں رہے بعض کتب درسیہ شیخ محی الدین مجیبی سے پڑھیں۔ پھر مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں چلے گئے۔ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء میں ندوۃ العلما میں داخلہ لیا۔ اس دارالعلوم میں مفتی عبداللطیف سنبھلی۔ سید علی زینبی امروہوی مولانا شبلی بن محمد علی جیراجپوری۔ شیخ حفیظ اللہ بندوی۔ علامہ فاروق بن علی عباس چریاکوٹی سے پڑھا۔ بعض کتب ادبیہ علامہ سید عبدالحی بن فخر الدین حسنی مولف نزہۃ الخواطر سے

---

[1] عیون التواریخ [2] روزنامچہ شرافت ص ۱۰ ص ۱۹ [3] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء شرافت

Marfat.com

پھر مولوی رشید بن حبیب الدہبندوی سے پڑھیں۔ اور ان سے عام استفادہ کیا۔[1]
۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۶ء میں سند فراغت حاصل کی۔ اور الندوہ کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
میں ندوۃ العلماء میں علم کلام اور جدید عربی ادب کے استاد مقرر ہونے ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء
میں چند ماہ کے لئے المعارف کلکتہ کے ادارہ میں شامل ہونے اور وہاں سے دکن کالج
پونہ میں لیکچرار ہو کر چلے گئے۔ نومبر ۱۹۱۴ء (۱۳۳۲ھ) میں مولانا شبلی نعمانی کی
وفات پر ان کے تصنیفی و تالیفی منصوبوں کی تکمیل میں لگ گئے۔ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء
میں دار المصنفین کی بنیاد رکھی اور ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء تک اس ادارہ کے ساتھ تعلق رہا
۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں قاضی القضاۃ اور جامعہ احمدیہ بھوپال کے صدر کی حیثیت سے
بھوپال گئے تین سال تک وہاں مقیم رہے۔ اور فرائض منصبی انجام دیئے ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء
میں حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء میں پاکستان آ گئے۔ اور یہیں
ربیع الاول ۱۳۷۳ھ (نومبر ۱۹۵۳ء) میں وفات پائی۔[2]

تصنیفات ۔ ۱۔ لغات جدیدہ۔ تالیف ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء تا ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء ۲۔ ارض القرآن
جلد اول ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء ۔ جلد دوم ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء ۳۔ سیرۃ عائشہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
۴۔ سیرۃ النبی۔ علامہ شبلی نعمانی کے دو حصوں کو بالترتیب ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء اور ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
میں ترتیب و تدوین کے ساتھ شائع کیا۔ اس کے بعد چار جلدیں ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء ، ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء
۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء ۔ ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء میں شائع ہوئیں ۵۔ خطبات مدراس ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۵ء
۶۔ عرب و ہند کے تعلقات ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء ۷۔ عربوں کی جہاز رانی ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء
۸۔ عمر خیام ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء ۹۔ تعوذ سلیمانی ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء ۱۰۔ رحمت عالم ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء ۱۱۔ حیات شبلی
۱۲۔ سیر افغانستان ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء ۔ ان کے علاوہ حیات مالک بھائی بہادر سلیمان۔ مکاتیب بھائی
مکاتیب سلیمان۔ بریدِ فرنگ۔ خیام پر بیس لیکچر سلیمان کی پیدائش ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ پر پڑھے گئے۔

---

[1] نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۱۷۳ [2] ایضاً ص ۱۷۶ شرافت۔

Marfat.com

۱۴۳ - سوہانرا - حکیم محمد سوہانرا - اوچ متبرکہ - ضلع بہاولپور -
یہ حکیم صاحب اور خلیفہ محمد یار اور خلیفہ واحد بخش - مجاوران دربار قادریہ
غوثیہ اوچ شریف گیلانی ۱۱ محرم ۱۳۵۳ھ کو مجھ سے ملاقی ہوئے - اور مسجد گیلانی
میں باہمی مجلس ہوئی - [1]

۱۴۴ - سید احمد - مولانا سید احمد حنفی - جوکالیاں - گجرات -
آباؤ اجداد سے عالم و فاضل ہوتے چلے آئے - ان کے آبائی خاندان سے ایک
بزرگ مولانا مکرم جوکالوی بڑے مشہور فاضل گزرے ہیں - مولانا سید احمد
بڑے عالم اور فقیہ تھے - اپنے علاقہ میں ان کا فتوےٰ جاری تھا - کئی مرتبہ
ہمارے گاؤں ساہن پال میں تشریف لایا کرتے - میرے جد بزرگوار حضرت مولانا سید
حافظ محمد شاہ نوشاہی رح م ۱۲ محرم ۱۳۳۷ھ کا جنازہ انہیں نے پڑھایا
تھا - اگر کسی کے استفتا پر میں (شرافت) کوئی جواب دیتا - تو مولانا
اسی فتوےٰ پر تصویب کر دیا کرتے - کبھی میرے بتائے ہوئے مسئلہ پر اختلاف یا
انکار نہ کیا - بلکہ ہمارے مواضعات سے اگر کوئی شخص ان کے پاس کوئی
مسئلہ پوچھنے جاتا تو ان کو فرمایا کرتے کہ تم شریف احمد شرافت نوشاہی
سے مسئلہ دریافت کر لیا کرو - میرے پاس آنے کی تکلیف نہ اٹھایا کرو -
کئی بار مولانا کی زیارت ہوئی - ازانجملہ ایکبار ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کو جوکالیاں
کے جلسہ پر گئے تھے - تو وہاں بھی ان کی ملاقات کی [2] مولانا سید احمد کی
وفات ۱۳۵۹ھ میں ہوئی - جوکالیاں میں دفن ہوئے - ان کے لڑکے انگریزی خواں
ہو کر ملازمتوں میں چلے گئے - اور ان کا سارا کتب خانہ فروخت کر دیا - مولانا
کے ایک مرید سید حیدر شاہ - کوئلہ محمود شاہ میں رہتے ہیں بڑے با اقبال شخص ہیں -

---

[1] حدائق الانوار ص ۲۷۰ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۲ - ص ۱۸ - شرافت

Marfat.com

۱۴۵۔ **سید احمد**۔ پیر سید احمد نقشبندی۔ چورہ شریف۔ ضلع کیمبل پور

جن ایام میں میں عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں مولانا محمد حسین مبارک رقم سے کتابت کا فن حاصل کر رہا تھا۔ اُس دوران ۱۳۴۱ھ میں یہ پیر صاحب وہاں تشریف لائے۔ اور غربی مسجد میں ڈیرہ کیا۔ معمر تھے۔ سر پر زلفیں دراز تھیں جو سینہ پر ڈالی ہوئی ناف تک تھیں۔ مہندی لگائی ہوئی تھیں۔ مولانا محمد حسین مبارک رقم۔ اور مولانا عبدالرشید محبوب رقم۔ اور مولوی عبدالعزیز وغیرہ سب نے پیر صاحب کی ملاقات کی میں بھی اُسوقت اپنے اساتذہ کے ہمراہ زیارت سے مشرف ہوا۔

۱۴۶۔ **سید محمد**۔ میاں سید محمد قادری۔ محلہ احمد پورہ۔ شہر گوجرانوالہ

یہ حضرت شیخ سلیمان مدفون چھینے۔ ضلع گوجرانوالہ کی اولاد سے تھے۔ جو حضرت شیخ داؤد کرمانی قادری شیر گڑھی م ۹۸۲ھ کے خلیفہ ارجمند تھے میاں صاحب شریف الطبع، نیک اخلاق۔ روشن چہرہ۔ درویشوں سے محبت رکھنے والے تھے۔ میں نے اِن کا کتب خانہ ملاحظہ کیا۔ اس میں ہمارے خاندان نوشاہی کا ایک قلمی بیاض مکتوبہ سید گل محمد بن شاہ عصمت اللہ [م ۱۱۷۰ھ] اور سید دوست محمد ولد سید گل محمد موجود تھا۔ نیز مقاماتِ داؤدی خطی۔ اور ایک شجرہ سلاسل فقرا بطرزِ گلزار۔ میں نے یہ تینوں کتابیں اُن سے مستعار لے کر نقل کر کے واپس کر دیں۔ اور بیاضِ موصوف کو بنام لطائف گلشاہی مرتب و مدون کیا۔ مقاماتِ داؤدی کا انہوں نے اُردو ترجمہ کسی شخص سے کرایا تھا۔ جو اُن کے پاس موجود تھا۔ میں متعدد مرتبہ گوجرانوالہ میں اِن کو ملا۔ بڑی فراخدلی سے اپنا کتب خانہ دکھایا کرتے۔ ایک مرتبہ مجھے بھرسی شاہ رحمان کے عرس پر جانا کرتے۔ اُسوقت اسلامی تاریخ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ہوتی تھی۔[1] میاں صاحب نے ۱۳۵۹ھ میں انتقال کیا۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۸۔ ص ۳۶۵۔ شرافت

Marfat.com

ش

۱۴۷۔ **شاہ پیر**۔ سید شاہ پیر۔ کولو تارڑ۔ تحصیل حافظ آباد۔ گوجرانوالہ
۶ر محرم ۱۳۵۹ھ موجب کو دریانوالی چک ۲۷، ضلع شیخوپورہ میں ملے [1]

۱۴۸۔ **شبیر**۔ مولانا سید شبیر حسین شاہ یا غلام شبیر شاہ ولد سید حامد علی شاہ بخاری۔ ساکن بھوپالوالہ چک صوبا متصل چک جھمرہ ضلع لائل پور۔ نقشبندی سلسلہ میں سید جماعت علی شاہ ثانی علی پوری کے پوتے سید علی حسین صاحب کے مرید ہیں۔ صاحب عبادت بزرگ ہیں اپنے علاقہ میں ان کا بہت فیض جاری ہے۔ میرے ساتھ بھی بہت محبت رکھتے ہیں۔ جب میں ان کے گاؤں میں جاؤں تو اکثر میری مجلس میں آکر بیٹھتے ہیں۔ متعدد مرتبہ درگاہ نور شاہ البجاہ رح پر بھی حاضری دی ہے۔ ۲۷ر ربیع الاول ۱۳۷۱ھ کو میرے ساتھ ملاقات کی۔ [2] ۱۷ر شوال ۱۳۸۸ھ کو میں نے ان کا کتب خانہ ملاحظہ کیا [3]

سخی جواد بامروت شخص ہیں انہوں نے کتب ذیل مجھے تحفہ میں دی ہیں۔
۱۔ تذکرہ اولیائے ہند از مرزا احمد اختر گورگانی کیرانوی ۲۔ تذکرہ صوفیائے سرحد از مولانا قدوسی ۳۔ تذکرہ قادریہ۔ از سید ظاہر علاؤالدین بغدادی نقیب زادہ۔ ۴۔ سیرت بایزید از فضل احمد عارف ۵۔ مہر منیر۔ از مولانا فیض احمد فیض ۶۔ منور القلوب از بہاؤالدین مرشد آبادی۔

سید غلام شبیر شاہ ۱۳۹۰ھ میں موجود ہیں۔

۱۴۹۔ **شبیر**۔ ماسٹر سید شبیر شاہ ولد سید حیدر شاہ ترمذی۔ داؤد۔ گجرات
۱۰ر صفر ۱۳۷۲ھ کو مجھے جاجووال میں ملاقات کے واسطے آئے۔ [4]

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۸۔ ص ۱۴ [2] نباتات الایقان ص ۲۔
[3] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۵۔ ص ۱۳۔ [4] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص ۱۶۶ شرافت

Marfat.com

۱۵۰۔ شجاع الدین۔ پروفیسر شجاع الدین دیال سنگھ کالج لاہور بڑے محقق اہل قلم تھے۔ اسرار صمدی۔ جس میں نواب عبد الصمد خاں ناظم پنجاب کی فتوحات کا ذکر ہے فارسی زبان میں لاہور میں ہے۔ انہوں نے اس مخطوط کو چھپوایا۔ میں بیمار ہی حکیم محمد موسیٰ امرتسری ان کے مکان پر گیا۔ بڑے ادب سے پیش آئے۔ میری مرتبہ کتاب گنج الاسرار کا بڑا اچھا پیش لفظ لکھا۔ ۲۷ جنوری ۱۹۶۵ء میں وفات پائی۔

۱۵۱۔ شریف۔ میاں محمد شریف۔ امام مسجد فضل نبی دھل بھالیہ گجرات بڑے ظریف الطبع ہیں۔ فارسی۔ اردو اور پنجابی شاعروں کا کلام بہت یاد ہے۔ مجلسی علم بہت رکھتے ہیں۔ میاں جلال الدین سیالوی میاں رحیاں والے کے اشعار شوق سے پڑھتے ہیں۔ دائم اقبال شاعر کے شعروں کو پسند نہیں کرتے کہتے ہیں کہ وہ مجھے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ نیلا تھوتھ کے غرارے کئے جاتے ہیں۔ ہمارے عرسوں پر حاضری دیا کرتے ہیں۔ اگرچہ مشرب اہلحدیث رکھتے ہیں مگر میری اجازت سے کئی وظائف پڑھا کرتے ہیں۔ کئی مرتبہ ملاقات ہوئی جن میں سے ایک ملاقات ۷ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ کو بھی ہوئی۔ [1] اس وقت موجود

۱۵۲۔ شریف۔ فقیر اعظم مولانا محمد شریف نقشبندی رضوی کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔ والد کا نام مولانا عبد الرحمٰن تھا۔ بیعت طریقت حافظ عبد الکریم نقشبندی راولپنڈی والے سے تھی۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رح سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ امرتسر سے ایک ماہنامہ الفقیہ جاری کرایا۔

میں نے (شرافت نے) ۱۳۴۲ھ (۱۰ ربیع الثانی) میں ان کو وزیر آباد میں اہل سنت کے ایک جلسہ پر دیکھا اور تقریر سنی تھی۔ امام اعظم رح کی سیرۃ بیان کی۔ اور ایک

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۵۔ ص ۸۳۔ شرافت

Marfat.com

نظم اُن کی جج میں پڑھی جس کے تین اشعار یہ ہیں۔

ہے ذکر آج اُس صحابیِ عالیجناب کا — جو پیشوائے دین ہے ہر شیخ و شاب کا
ڈنکا بجا ہے جس کی فقاہت کا چار سو — مانا مخالفوں نے بھی لوہا جناب کا
احمد بھی شافعی بھی بخاری بھی ترمذی — ہر ایک خوشہ چین ہے اس کی جناب کا

ان کی وفات بعمر نوے سال ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ (۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء) کو ہوئی[1]

تصانیف۔ مولانا کی تصانیف نثر کے قریب ہیں۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں

۱۔ لہ العین ہویہ ۲۔ صداقت الاحناف ۳۔ کتاب الوتر ۴۔ کتاب التراویح۔
۵۔ تائید الامام۔ امام ابی بکر ابن ابی شیبہ کی تالیف الرد علی ابی حنیفہ کا جواب ہے۔
۶۔ ضرورت فقہ ۷۔ نماز حنفی مدلل ۸۔ ندائے یا رسول اللہ ۹۔ اخلاق الصالحین
۱۰۔ تصور شیخ ۱۱۔ شمس الحق ۱۲۔ کشف الغطا

۱۵۳۔ **شریف**۔ خطیب پاکستان الحاج مولوی محمد شریف نوری قادری بن مولوی محمد دین۔ ساکن چکوڑی۔ ضلع گجرات۔ ۱۳۵۴ھ میں پیدا ہوئے ۱۳۶۷ھ میں ہائی سکول کنجاہ سے میٹرک پاس کیا۔ پھر دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بھیرہ پور ضلع ساہی وال میں مولانا ابوالخیر نور اللہ نعیمی سے تعلیم پائی۔ حدیث کا درس لیا، اور قادریہ سلسلہ میں اُنہیں سے بیعت کی۔ ۱۳۷۳ھ میں اردو فاضل اور ۱۳۷۶ھ میں عربی فاضل کیا۔ سات سال جامع مسجد قصور میں خطابت کی۔ ۱۳۸۱ھ میں لاہور آ گئے۔ لاہور سے ماہنامہ الحبیب جاری کیا ایکسر تبہ ایک برات کے ساتھ مولانا ہمارے گاؤں ساہن پال شریف میں آئے

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۸۴ ماہنامہ عرفات لاہور ستمبر اکتوبر ۱۹۷۵ء
تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۸۴ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۳۸۸ حاشیہ

شرافت

Marfat.com

اور ہمارے دیوان خانہ میں رہے۔ وہیں میری (شرافت کی) ان سے ملاقات ہوئی۔
۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ میں وفات پائی۔ لاہور۔ راوی روڈ پر مقبرہ بنا ہے۔
تصنیفات۔ ان کی تصانیف سے مندرجہ ذیل کتب یادگار ہیں۔

۱۔ آفتابِ سنت ۲۔ مسئلہ گیارہویں ۳۔ حرمتِ تعزیہ داری ۴۔ عرب کا مسافر
۵۔ بارہ تقریریں ۶۔ نئی تقریریں [۲]

۱۵۴۔ **شریف**۔ مولوی محمد شریف خطیب جامع مسجد مرڑ چک ۴۲ شیخوپورہ
۲۴ صفر ۱۳۹۹ھ کو میری ملاقات کے واسطے سانگلا ہل میں آئے۔ [۳]

۱۵۵۔ **شریف**۔ میاں محمد شریف خوشنویس۔ کڑیال ورکاں۔ گوجرانوالہ
والد کا نام ماسٹر عبدالرشید ولد بدرالدین بن کرم بخش بن حسن محمد قوم گل ہے۔
۳۰ محرم ۱۳۶۶ھ (۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء) میں پیدا ہوئے۔ میاں محمد عالم مختار حق لاہور کا
کے عشیرہ زادہ ہیں۔ حاجی محمد اعظم مسعود رقم لاہوری سے کتابت کی مشق کی ہے۔
زود نویس اور صحیح نویس ہیں۔ [۴] میں نے اپنی کتابیں انتخاب گنج شریف اور
تذکرہ نوشہ گنج بخش انہیں سے کتابت کرائی ہیں۔ میاں صاحب۔ خوش اخلاق
مودب مہمان نواز۔ علم دوست ہیں۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

۱۵۶۔ **شفیق**۔ ڈاکٹر محمد شفیق۔ میانوالی۔ یہ مولوی شمس الدین تاجر کتب نادرہ
لاہور کی زوجہ کا بیٹا ہے۔ جو اس کے پہلے شوہر سے ہے ۱۲ محرم ۱۳۹۰ھ کو ملاقات ہوئی۔ [۵]

۱۵۷۔ **شمس الدین**۔ مولوی شمس الدین تاجر کتب نادرہ۔ مسلم مسجد۔ لاہور۔
ان کے والد کا نام صوفی احمد علی قوم چوہان راجپوت تھا۔ موضع کھوڑہ تحصیل حویلی۔
ریاست پونچھ کے رہنے والے تھے۔ مولوی صاحب کی پیدائش ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔

---

[۱] تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۲۸۸۔ حاشیہ [۲] ایضاً [۳] ڈائری شرافت
۱۹۷۰ء [۴] تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۴۲۰۔ حاشیہ [۵] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء
شرافت

Marfat.com

چار سال کی عمر میں یتیم اور چھ سال کی عمر میں لاوارث ہو گئے۔ رشتہ داروں کی تکالیف سے تنگ آکر ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء میں وزیر آباد آ گئے۔ مولوی قمر الدین کاتب سے نام حق اور کریما پڑھیں۔ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء میں لاہور آ گئے۔ اور حافظ عزیز الدین متولی مسجد موراں (پاپڑ منڈی) اور خلیفہ حافظ نصیر الدین کی منظوری سے مسجد کی صفائی اپنے ذمہ لی۔ حافظ صاحب سے پند نامہ اور زلیخا پڑھیں۔ بعد ازاں اپنے ذوق کی کتابوں کی اشاعت کے لئے مکتبہ قیومیہ قائم کیا۔ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء میں مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور کے نیچے ایک دکان تجارت کتب کے سلسلہ میں کرایہ پر لے لی۔ اور اپنی عمر کے دن وہیں گزارے۔[1] مولوی صاحب کی دکان اہل علم حضرات کا مرکز تھی۔ ہر مکتبہ فکر کے علماء آتے رہتے۔ مصنفین۔ مورخین، علماء، فضلاء اور شعراء ان کی مجلس میں ہر وقت موجود رہتے۔ ان کو نادر کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا۔ مزاج درویشانہ اور مخلصانہ تھا۔ ہر اہل علم کی قدر کرتے۔ چائے اور کھانے سے خاطر مدارات کرتے۔ میرے قدر شناس احباب میں سے تھے۔ مجھے کئی کتابیں تحفہ میں دے دیا کرتے تھے۔ ۱۰ شوال ۱۳۸۷ھ (۱۱ جنوری ۱۹۶۸ء) کو بے اولاد فوت ہوئے۔ اور گورستان شاہ طاہر بندگی میں دفن ہوئے۔ میں نے ان کی وفات کا قطعہ تاریخ بنایا جو میری کتاب اعجاز التواریخ میں درج ہے۔

۱۵۸۔ شمس الدین۔ مخدوم سید شمس الدین نامن گیلانی سجادہ نشین درگاہ حضرت مخدوم سید محمد غوث الحسنی۔ اچ متبرکہ ضلع بہاولپور۔ ان کے والد صاحب کا نام سید ولایت شاہ المعروف بہ شیخ حامد گنج بخش سابع تھا۔ ان کی ولادت ۱۳۳۹ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام "خیرات حسین" اور "مخدوم عبد القادر سابع جیلانی" ہیں۔ میں جن ایام میں اچ شریف چلہ کرنے کے واسطے گیا تھا تو، ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ کو پیلی

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۳۹۴۔ حاشیہ۔ شرافت۔

Marfat.com

ان کی ملاقات ہوئی ۔ اس کے بعد پورا مہینہ ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا۔[1]
اُس دَوران اِن کے متعلق میں نے ایک اردو غزل لکھی تھی۔ جو حدائق الانوار میں درج ہے۔ اور تشریف التواریخ کی پہلی جلد موسوم بہ تاریخ الاقطاب میں بھی تحریر ہے۔ میں نے جب چلہ ختم ہونے پر ان سے رخصتی اجازت لی تو فرمایا "دَوَل کدآسیں" یعنی پھر کب آؤ گے۔

اِس سے کافی عرصہ بعد میں پھر اچ متبرکہ گیا تو ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ کو شمس محل میں ان کی زیارت و ملاقات کی۔[2]

۱۵۹۔ **شوکت حسین**۔ مخدوم سید شوکت حسین گیلانی۔ سجادہ نشین درگاہ حضرت موسیٰ پاک شہید گیلانی قادری، پاک دروازہ ملتان شریف۔ میں نے (شرافت نے) ان کو متعدد مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ کو بھی زیارت کی۔[3]

۱۶۰۔ **شہباز**۔ مسٹر شہباز ملک۔ سلطان پورہ روڈ۔ لاہور۔
یہ اخبارات میں اکثر مضمون لکھتے رہتے ہیں۔ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ کو ان کی ملاقات ہوئی۔ اپنے رسائل مواعظ نوشہ پیر تین عدد۔ اوراد کار نوشاہیہ ایک عدد ان کو دیئے۔[4]

۱۶۱۔ **شمسوار**۔ پیر شمسوار چشتی نظامی جگنہ۔ احمد نگر۔ گوجرانوالہ
یہ مولوی ابراہیم ساکن سوہ ضلع گجرات کے مرید تھے۔ وہ مرید خواجہ محمد دین ولد شیخ شمس الدین سیالوی کے۔ پیر شمسوار کا اپنے علاقہ میں کافی ظہور تھا میں نے اپنی ابتدائی عمر میں ان کو دیکھا ہے۔ قدرت الٰہی ایسی ہوئی کہ ان کے ہاں جو لڑکے تولد ہوتے۔ مخبوط الحواس اور مجنون ہوتے۔

---

[1] حدائق الانوار صفحہ ۱۹۳ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء [3] ثبات الایقان صفحہ ۶۲ [4] ڈائری مذکور شرافت

Marfat.com

۱۶۲ شیر محمد۔ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی۔ شرقپور۔ ضلع شیخوپورہ

والد صاحب کا نام میاں عزیز الدین، ارائیں خاندان سے تھے۔ آبا و اجداد مخدوم کے عرف سے مشہور تھے۔ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ شرقپور کے مڈل سکول میں پرائمری تک پڑھا۔ اپنے چچا حافظ حمید الدین سے فارسی پڑھی۔ اور حکیم شیر علی سے بھی کچھ تعلیم پائی۔ بسبب طریقت حضرت بابا امیر الدین نقشبندی کوٹلہ سچو بیگ والے سے کی۔ [1]

میں نے ۶ محرم ۱۳۴۱ھ کو ان کی زیارت کی۔ یہ مخلص، متدین، متقی، پارسا تھے۔ نام و نمود، ریاکاری، کبر و غرور سے محترز رہتے۔ اپنے وقت کے بزرگوں میں خاص مقام رکھتے۔ میں نے ان کے متعلق ایک مستقل رسالہ بنام کلمات قدسیہ المعروف بہ فیض نقشبندیہ ۱۰ محرم ۱۳۴۶ھ کو لکھا تھا۔ جس میں ان کی ملاقات و زیارت کی مفصل روئداد درج کی تھی۔ یہ رسالہ ۱۳۹۲ھ میں چھپ گیا ہے۔

میاں صاحب کے متعلق بہت کتابیں لکھی گئی ہیں بعض کے نام یہ ہیں۔۔

۱۔ کلمات قدسیہ۔ سید شرافت نوشاہی

۲۔ ذکرِ محبوب ملک حسن علی بی اے (علیگ) شرقپوری

۳۔ حیاتِ جاوید "

۴۔ خزینہ معرفت صوفی ابراہیم قصوری

۵۔ القلاب الحقیقۃ صاحبزادہ محمد عمر بریلوی

۶۔ شیر ربانی میاں محمد امین شرقپوری

۷۔ آفتاب ولایت میاں احمد علی تائہ نقشبندی

۸۔ سوانح میاں شیر محمد شرقپوری پیر غلام دستگیر نامی لاہوری

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۸۰ شرافت

Marfat.com

لیکن ان سب میں سے میرے رسالہ کلمات قدسیہ کو تقدم حاصل ہے۔ کیونکہ یہ رسالہ میں نے میاں صاحب کی زندگی میں لکھا جو میرے چشمدید واقعات پر مبنی ہے۔ جس میں کسی دوسرے کی روایت کو دخل نہیں۔

میاں صاحب بے اولاد فوت ہوئے۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو انتقال کیا۔ روضہ پاک ستر قبور۔ ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

ص

۱۶۳۔ **صابر علی**۔ سید صابر علی ولد سید بلے شاہ بن سید قلندر شاہ بخاری۔ رتوڈال۔ گجرات۔ ۷ شعبان ۱۳۹۱ھ کو ہماری دعوت کی [1]

۱۶۴۔ **صادق**۔ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق خطیب جامع مسجد زینت المساجد۔ گوجرانوالہ۔ ۱۳۵۰ھ۔ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے دارالعلوم تعشبندیہ علی پور سیداں میں مولانا عبدالرشید جھنگوی سے پڑھا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد جامعہ رضویہ مناظر الاسلام بریلی میں داخل ہوئے تقسیم ملک کے بعد جامعہ رضویہ لائل پور میں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد سے دورۂ حدیث پڑھا۔ ۱۳۶۹ھ میں دستار فضیلت حاصل کی۔ ڈیڑھ سال اسی دارالعلوم میں تدریس کی۔ پھر گوجرانوالہ کی زینت المساجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ بیعت طریقت قادری سلسلہ میں مولانا سردار احمد سے کی [2]

میں نے متعدد مرتبہ ان کو دیکھا ہے ۲۶ رمضان ۱۳۹۰ھ کو شہید میم باغ گوجرانوالہ میں ان کی تقریر سنی تھی [3]

---

[1] ڈائری ۱۹۷۱ء [2] تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۲۱۷ حاشیہ

[3] ڈائری ۱۹۷۰ء۔ شرافت

Marfat.com

تصنیفات ۔ مولانا محمد صادق کی تصانیف سے رسائل ذیل موجود ہیں۔
۱۔ برہانِ صادق ۲۔ پیغامِ صادق ۳۔ تاریخی حقایق ۴۔ نورانی حقایق
۵۔ مودودی حقائق ۶۔ دیوبندی حقائق ۷۔ انوارِ عقیدت ۸۔ شاہ احمد نورانی
۹۔ کمر بستہ قذافی۔

۱۶۵۔ **صادق** ۔ صوفی پیر محمد صادق قادری شاہین سٹیلرنگ ہاؤس گجرات والے۔ ۵ رجب ۱۳۹۰ھ کو گجرات میں بجانہ ماسٹر عشتاق احمد ہاشمی ملے [1]

۱۶۶۔ **صادق** ۔ مولوی محمد صادق کاتب ولد میاں محمد علی امام مسجد پیر کوٹ متصل گکھڑ ضلع گوجرانوالہ ۔ مترجم فتوح الغیب ۱۶ رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ کو ملے۔

۱۶۷۔ **صالح** ۔ صوفی صالح محمد نقشبندی قصور پورہ ۔ سلدھی روڈ ۔ لاہور
یہ مرید میاں ایزد بخش باغبانپورہ کے ۔ وہ مرید بابا فقیر محمد چورہ والے کے۔
یہ قصور پورہ مستری محمد دین لوڑہکوی کے گھر ملے

۱۶۸۔ **صالح** ۔ پیر صالح محمد ۔ میترانوالی ضلع سیالکوٹ ۔ یہ میاں اللہ بخش قادری کے سلسلہ کے مرید ہیں۔ چند مرتبہ بھیانوالہ کلاں ضلع شیخوپورہ میں ان کی ملاقات ہوئی۔

۱۶۹۔ **صدیق** ۔ حکیم حاذق مولوی محمد صدیق قریشی فاروقی امام و خطیب جامع مسجد کوٹ رہاڑہ ضلع گوجرانوالہ ۔ والد صاحب کا نام ماسٹر شاہ دین تھا۔ ابن ماسٹر امام دین بن مولوی کرم الٰہی فاروقی ۔ حکیم صاحب صفر ۱۳۴۵ھ دسمبر ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم درنیکلر فائنل میں ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء میں وظیفہ لے کر کامیاب ہوئے ۔ پھر آبائی پیشہ طبابت حاصل کرنے کے لئے طبیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے اسوقت طبیہ کالج کے پرنسپل حکیم محمد حسن قرشی تھے ۔ ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء میں امتیازی شان سے پاس ہوئے ۔ پھر گوجرانوالہ میں پریکٹس شروع کی ۔ چونکہ ان کے آبائی گاؤں کوٹ رہاڑہ

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء صفحہ ایضاً شرافت

Marfat.com

میں اسوقت امام مسجد کوئی نہ تھا۔ اس لئے سرکردہ زمینداروں نے ان سے گاؤں آنے کی فرمائش کی۔ ان کے آباو اجداد سات پشتوں سے موضع کوٹ رہاڑ میں درس و تدریس کا کام کرتے رہے تھے۔ اس لئے اہل دیہ کے اصرار پر انہوں نے یہاں سکونت اختیار کرلی۔ انہوں نے چالیس سال سے دواخانہ یونانی ہول رکھا ہے۔ امام اور خطیب مسجد بھی ہیں۔ ان کو مسجد سے کافی محبت ہے چنانچہ ان کے عہد خطابت میں ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء میں مسجد از سر نو تعمیر ہوئی۔ اور توسیع بھی کی گئی۔ یہ سب ان کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ گاؤں کے دیگر رفاہ عامہ کے کاموں میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ اردو۔ فارسی۔ اور عربی میں مہارت رکھتے ہیں۔ ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء میں پیر ولایت شاہ نقشبندی گجراتی سے بیعت کی ہے۔ حکیم صاحب حلیم الطبع۔ خلیق۔ درویش خصلت اور لاطمع ہیں۔ ان کو نوشاہی خاندان کے بزرگوں سے عموماً اور مجھ سے (شرافت سے) خصوصاً عقیدت ہے۔ میں جب کبھی ان کے گاؤں میں جاؤں تو ضرور میری مجلس میں آکر بیٹھتے ہیں۔ اور اگر میری موجودگی میں کوئی جمعہ آجائے تو پڑھانے کے لئے مجھ کو ہی سرفراز کرتے ہیں۔ ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔ تصنیفات۔ رسائل رموز طب ۲۔ بیاض خادم ۳۔ شریعتی سوئی ۴۔ مجموعہ اشعار مخطوطات کی صورت میں ان کے پاس موجود ہیں۔

۱۷۰۔ صدیق۔ میاں محمد صدیق نعت خوان۔ پیر محل ضلع لائل پور ملتان کے ریلوے سٹیشن پر ۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ کو اس نے نعت ستانی[1]

۱۷۱۔ صفدر۔ مولوی سید صفدر شاہ۔ چنڈالہ۔ گجرات۔ ۲۴ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ کو موضع داؤ میں مجھے ملنے کے واسطے آئے۔ مودودی جماعت میں شامل ہیں۔[2]

---

[1] ثبات الایقان ص ۸۳ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء۔ شرافت

Marfat.com

ض

۱۷۲۔ **ضیاء الدین**۔ مولانا ضیاء الدین صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدرآباد (سندھ) دو مرتبہ ان کی ملاقات ہوئی۔ پہلی مرتبہ ۱۲ محرم ۱۳۹۰ھ دوسری مرتبہ ۳ شعبان ۱۳۹۰ھ کو لاہور کے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہوئی۔[1]

۱۷۳۔ **ضیاء الدین**۔ شیخ العرب والعجم شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی۔ ۱۲۹۴ھ میں قصبہ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آفتاب پنجاب مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی اولاد سے ہیں۔ مولانا محمد حسین پسروری مفتی پنجاب مولانا غلام قادر بھیروی سے علم حاصل کیا۔ علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی سے بھی فیض پایا۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت کر کے ۱۳۱۵ھ میں خلافت سے نوازے گئے۔ ۱۳۱۸ھ میں بغداد شریف چلے گئے ۱۳۲۷ھ میں مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ وہاں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ ان کے مریدین حجاز مقدس کے علاوہ ترکی۔ شام۔ مصر۔ عراق۔ یمن۔ لیبیا الجزائر۔ سوڈان۔ انگلینڈ۔ افریقہ۔ افغانستان۔ بھارت۔ پاکستان وغیرہ میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔[2]

میں (شرافت) جب ۱۳۷۵ھ میں حج کے واسطے حرمین الشریفین گیا تو مدینہ منورہ میں تین روز ان کے دولت خانہ پر حاضر ہو کر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ یہ ۱۳۹۷ھ میں بعمر ایک سو تین[103] سال قمری موجود ہیں۔ (متوفی ۳ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ)

۱۷۴۔ **ضیاء اللہ**۔ مولوی ضیاء اللہ ولد مولوی عبدالغنی ناظم نقشبندی ساکن جھبورانوالی۔ ۱۵ صفر ۱۳۷۲ھ میں ان کی ملاقات شہر گجرات میں ہوئی۔[3]

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء ص ۳ ماہنامہ عرفات لاہور ستمبر اکتوبر ۱۹۷۰ء ص ۲۲

[2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۶۔ شرافت۔

Marfat.com

۱۷۵۔ ضیاء اللہ حکیم ضیاء اللہ ولد حکیم عبدالرحیم جمیل گجرھی شاہ دولہ گجرات۔ علم دوست، نیک اطوار، خوش اخلاق مہمان نواز ہیں۔ قلمی کتابیں جمع کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ قاضی عبدالعزیز بسمل قریشی جلد ساز کے حقیقی بھانجے ہیں۔ میں کئی مرتبہ ان کے پاس گیا ہوں اور کتب خانہ ملاحظہ کیا ہے۔ ایک بار ۱۹ر جمادی الآخرہ ۱۳۹۰ھ کو بھی ملاقات ہوئی ہے۔ [1]

ط

۱۷۶۔ طفیل محمد۔ مولانا طفیل محمد گوہر بلسیانی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول چندرانی۔ ضلع رحیم یار خاں۔ تذکرہ اُن کے اپنے قلم سے۔

نام طفیل محمد۔ تخلص گوہر بلسیانی۔ تاریخ پیدائش ۱۵ر جولائی ۱۹۳۴ء عیسوی (۲۰ر ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ) مقام پیدائش بلسیاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر (بھارت) والد محترم کا نام چوہدری صدرالدین۔ تعلیمی استعداد ایم اے (اردو۔ انگریزی) بی ایڈ پیشہ صدر معلم۔ موجودہ سکونت ۳۶۷۔ منظر فرید کالونی۔ صادق آباد۔

تعرّضِ شاعری سے زمانہ طالب علمی سے دلچسپی رہی۔ نویں جماعت کا طالب علم تھا کہ پہلی غزل کہی۔ سکول کے زمانے میں نقوی احمد پوری اور کالج کے زمانے میں پروفیسر اسحاق جلالپوری سے اصلاح لی۔ مگر یہ سلسلہ زمانہ طالب علمی کے بعد منقطع ہو گیا۔ تخلیق و تنقید دونوں طرف رجحان ہے۔ منظوم کلام اور تنقیدی مضامین پاکستان کے ادبی جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے اسلامی اور تحریکی لٹریچر نے اسلام کی طرف کھینچ لیا۔ اب نعت کی طرف زیادہ توجہ ہے۔

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

مطبوعہ منصوبہ ۔ انتخابِ کلامِ مشکیل بدایونی

زیرِ طبع ۔ جوہرِ شخصیت اور شاعر ۔ انتخابِ اصغر گونڈوی

زیرِ ترتیب ۔ دورِ حافظ کے نعت گو ۔ کلامِ گوہر

نمونۂ کلام ۔ ۔ ہدیۂ نعت ۔

فقر کی معراج ملتی ہے شہِ ابرار سے
دولتِ فکر و نظر بھی گنجِ گوہر بار سے

دیدنی ہے کیف زا عالم دورِ شوق میں
جھومتے ہیں پی کے متوالے ترے دربار سے

سارے عالم سے حسیں تر ہے ترا خلقِ عظیم
سارے عالم نے فراست لی ترے کردار سے

جو ترے نقشِ قدم سے ہٹ کے دنیا میں چلا
کھو دیا اُس نے مقامِ بندگی انکار سے

عشق و مستی ہے سراپا وہ نگاہِ جاں نواز
پھوٹتے ہیں نغمہ ہائے آگہی گفتار سے

وہ نبی جس نے خدا کے دین کی تبلیغ میں
گالیاں کھائیں سُنیں باتیں لبِ اغیار سے

وہ مرا ہر موڑ پر ہے زندگی میں رہنما
جگمگا دیں منزلیں اُس نے حسیں انوار سے

میں تو ہوں اُن کے غلاموں کے غلاموں کا غلام
ہے مجھے بھی ایک نسبت احمدِ مختار سے

کیسقدر لرزاں میں گوہر شدتِ جذبات میں
کیا برستی رحمتیں ہیں روضۂ سرکار سے [1]

ظ

۱۷۷۔ **ظریف** ۔ مولوی محمد ظریف اوچی ۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ میں اوچ گیلانی میں ان کی ملاقات ہوئی ۔ [2]

۱۷۸۔ **ظریف** ۔ مولانا حکیم محمد ظریف انصاری خوشابی ۔ ان کے والد کا نام سیاں صباؤ الدین تھا ۔ حضرت مولانا فتح الدین اذبر حنفی قادری خوشابی کے حقیقی

---

[1] مسودہ گ ۔۔۔ انی [2] حدائق الانوار ص ۱۳۵ ۔ شرافت ۔

Marfat.com

برادر زادہ۔ شاگرد اور سجادہ نشین تھے۔ ۱۳۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم کے ساتھ علم طب میں بھی کمال حاصل کیا۔ میں (شرافت) ۱۳۵۰ھ میں خوشاب شریف گیا، تو ان کے ساتھ میری ملاقات ہوئی، دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔ ادھر ہماری آپس میں خط و کتابت جاری رہی۔ ایک خط میں انہوں نے یہ شعر لکھا۔ ؎

دیکھئے کب تک جواب خط سے آنکھیں شاد ہوں
راستہ دیکھا نہیں قاصد بھٹکتا جائے گا ؎

افسوس کہ پہلی ملاقات کے بعد پھر ان سے ملنے کا موقع نہ مل سکا۔ میں پینتالیس سال کے بعد ۱۳۹۵ھ میں خوشاب شریف گیا تو مولانا ایک سال اس سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔ صرف قبر کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان کے چھوٹے بھائی مولوی حکیم مظفر الدین صاحب کی ملاقات ہوئی۔ ان سے مولوی حکیم فتح الدین ادیب حنفی کی کتابیں خریدیں۔

مولانا محمد ظریف کی وفات ۲۷ شوال ۱۳۹۴ھ کو ہوئی۔ قبر خوشاب شریف مسجد حافظ خان محمد مرحوم کے جنوبی طرف چار دیواری میں ہے۔

۱۷۹۔ **ظہور الدین**۔ مولوی ظہور الدین حنفی۔ سیہرے متصل بھالیہ، گجرات ایکبار ہمارے ہاں ساہن پال میں تشریف لائے۔ گرمی کا موسم تھا۔ ہم نے شیشے کی گڈوی اور شیشے کے گلاس میں ان کو شربت پلایا۔ تو انہوں نے یہ آیت شریف پڑھی

قَوَارِيرَا قَوَارِيرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا۔

۱۸۰۔ **ظہور الدین**۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد۔ لاہوری۔ کئی مرتبہ میرا کتب خانہ ملاحظہ کرنے اور ملاقات کے لئے ہمارے ہاں شالامار ٹاؤن میں آئے اور اپنی تصنیفات کے لئے ہماری کتابوں سے بہت کچھ اخذ کیا۔

۱؎ ہدیہ احباب ص ۳۳ ۲؎ مکتوب محمد ظریف ۳؎ تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۷۲ شرافت

Marfat.com

۱۸۱۔ ظہور شاہ ۔ واعظ الاسلام مولانا پیر ظہور شاہ قادری جلالپور جٹاں ضلع گجرات ۔ والد کا نام محمد شاہ بن عبدالرحمٰن تھا ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم حافظ نورالدین جلالپوری سے پائی ۔ قرآن پاک حفظ کیا فارسی ۔ عربی کتابیں انہیں سے پڑھیں ۔ پشاور کے محلہ یکہ توت کے مدرسہ میں صرف ۔ نحو کی کتابیں پڑھیں ۔[1] اپنے بھائی مولانا محمد اعظم سے جموں میں استفادہ کیا ۔ دہلی سے بھی اکتساب فیض کیا ۔ اپنے والد صاحب کی بیعت تھے حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری ؒ سے بھی مستفیض ہوئے ۔[2]

یہ وفات سے چند سال قبل منارہ ضلع جہلم میں سکونت پذیر ہو گئے ۔ وہیں ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ میں وفات پائی ۔ وہیں[3] دفن ہوئے ۔

ان کے شہر جلالپور جٹاں میں شیعوں کا زور تھا ۔ اس لئے ان کو مناظرانہ حیثیت سے سامنے آنا پڑا ۔ مناظر اسلام اور واعظ خوش بیان تھے ۔ میں نے (شرافت نے) ۱۳۴۲ھ میں ان کو عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں دیکھا ۔ میرے استاذ مولانا عبدالرشید محبوب رقم اور مولانا محمد حسین مبارک رقم کے پاس آیا جایا کرتے تھے ۔ اور اپنی کتابیں ان سے کتابت کراتے اور چھپواتے تھے ۔ ان کا رنگ گورا سفید ۔ صورت نقش خوب ۔ داڑھی سیاہ ۔ لباس عمدہ ہوتا تھا ۔ کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ذکر کراتے تھے ۔

تصنیفات ۔ رسائل و کتب ذیل ان کی یادگار ہیں ۔

۱۔ ظہور ہدایت ۲۔ ظہور صداقت ۳۔ ظہور کرامت ۴۔ نور ہدایت ۵۔ وظائف ظہوری ۶۔ خطبات ظہوری ۷۔ چرخہ ظہوری ۸۔ سیف الجاہدین علیٰ رؤس الفاسقین ۹۔ صمصام حنفیہ ۱۰۔ سیف مرید بر فرقہ یزید ۱۱۔ شمشیر بر برگردن تحریر ۱۲۔ قہر یزدانی بر سر دجال قادیانی ۔ ۱۳۔ محبوب الواقفین عرف محبوب العاشقین ۔

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۲۴۳ [2] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۹۵ [3] ایضاً ص ۲۰۰ شرافت

Marfat.com

ع

۱۸۲۔ **عاشق**۔ پیر عاشق حسین ولد امیر محمد نقشبندی سرہندی۔ مڑ چک ۴۲ ضلع شیخوپورہ ۱۴ر صفر ۱۳۹۰ھ کو میری ملاقات کے واسطے سانگلہ ہل۔ محلہ گوپال پورہ میں ڈاکٹر عبدالغنی کے مکان پر آئے۔ [1] اور مجھے اپنا کچھ مسودہ دکھایا جو اپنے بزرگوں کے حالات میں لکھا تھا۔ شجرہ میں پیچیدگیاں بہت تھیں جن کو یہ حل نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے ان کو ان کے والد پیر امیر محمد کی وفات کا قطعہ تاریخ بنا کر دیا۔ جو میری کتاب اعجاز التواریخ میں درج ہے۔

۱۸۳۔ **عاشق**۔ سائیں عاشق حسین سُرخپوش۔ بدوکے گوسایاں۔ گوجرانوالہ یہ شخص میں نے (شرافت نے) اپنی دس بارہ سال کی عمر میں دیکھا ہے۔ ایک عورت حسین بی بی نام پر عاشق تھا۔ اسی لئے اپنا نام عاشق حسین کہلاتا تھا۔ سُرخ لباس رکھتا۔ گاؤں سے ایک میل دُور صحرا میں ایک اونچا منارہ بنوایا تھا۔ جس کو علاقہ کے لوگ "عاشق دی شکلی" کہتے تھے۔ اس کے اوپر چڑھ کر دُور سے اپنی معشوقہ کے مکان کا نظارہ کیا کرتا۔ فقیر صورت تھا۔ لوگ اس سے دم درود کراتے تھے۔ اس کی وفات کے بعد وہ منارہ بھی منہدم ہو گیا۔

۱۸۴۔ **عالم شاہ**۔ میاں عالم شاہ تصورؔ ہاشمی نعت خواں۔ میں سرگودہا میں گیا ہوا تھا کہ ۱۲ر ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو میری ملاقات کے واسطے آئے۔ [2]

۱۸۵۔ **عبدالحق**۔ حضرت مولانا حکیم عبدالحق عبد چشتی نظامی۔ امام مسجد ہرلانوالی ضلع گوجرانوالہ۔ والد صاحب کا نام میاں کرم الٰہی قوم کھوکھر خطیب ہی تھے ان کے آبا و اجداد دھرچوکی میں رہتے تھے لیکن انہوں نے اپنی زندگی ہرلانوالی میں گزاری۔ بیعت طریقت اپنے ماموں حضرت مولانا عمر الدین طالب گڑھ شنکری سے تھی۔

---

[1] ڈائری شرافت نمبر ۱۹۷۰ء [2] شرافت الانبیاء ص ۱۸ شرافت

Marfat.com

ان کو اپنے شیخ سے کمال محبت تھی۔ وہ بھی ان پر بہت مہربان تھے۔ ایک مرتبہ ان کے حق میں فرمایا، یا عبدالحق انت منی وانا منک (اے عبدالحق تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں) مولانا علوم فقہ، تصوف اور ادب میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ ریاضت و مجاہدہ کرتے ہوئے۔ ان کا جسم بالکل دبلا پتلا ہو گیا تھا۔ میں (شرافت) چند مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا۔ یہ خالص فقیر صاحب کشف و کرامات تھے ایک بار ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کو میں ہر لانوالی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا[1]۔ مجھ کو دو کتب چشتیہ کی اجازت دی[2]۔ دوسرے روز ۲۴ ذیقعدہ کو بعض عملیات کی اجازت دی جن کو میں نے عملیات شرافت میں درج کیا ہے۔

مولانا عبدالحق کو خاندان نوشاہی سے بھی عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے کہا کہ نوشاہی فقیروں کی مجلس سماع میں اکثر لوگوں کو وجد ہوتا ہے۔ لیکن یہ جائے تعجب ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ سکھوں، ہندوؤں، چوہڑوں کو بھی وجد ہو جاتا ہے۔ یہ کیا وجہ ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ یہ حضرت غوث بہاؤ الحق کے اعلیٰ تصرف کی دلیل ہے۔ کہ جس وقت نوشاہی تلوار چلتی ہے تو سب کو یکساں کاٹتی جاتی ہے۔ مسلمان اور ہندو کا لحاظ نہیں کرتی۔ جو تلوار کے نیچے آ گیا اس پر چل گئی۔

ارشادات۔ فرمایا۔ ہمارے پیر خواجہ عمر الدین گڑھ شنکری متقدمین اولیاء اللہ میں سے تھے۔ کشف کونی اور کشف الٰہی دونوں ان کو حاصل تھے۔

فرمایا۔ اجابت دعا کی دو شرطیں ہیں۔ اکل حلال و صدق مقال۔

فرمایا۔ ہمارے چشتی خاندان میں دو عبادتیں ہیں۔ نماز اور سماع۔ نماز کا ظاہر جمع اور باطن پریشان ہے اور سماع کا ظاہر پریشان اور باطن جمع ہے۔

فرمایا۔ سارنگی کی آواز صوت سرمدی یا وحی کے مشابہ آواز ہے۔ صحیح بخاری

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۲۔ ص ۳۵ [2] ایضاً ص ۳۷ شرافت

Marfat.com

باب بدء الوحی میں وحی کی آواز کو کصلصلۃ الجرس (گھنٹی کی آواز) کی طرح کہا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھنٹی کی آواز سنتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ فلاں آیت نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح صوفیا جب سارنگی کی آواز سنتے ہیں۔ تو بتا دیتے ہیں کہ اب فلاں نعت یا غزل گا رہی ہے۔

فرمایا۔ نقشبندیوں اور وہابیوں کا ایک ہی مشرب ہے۔ نقشبندیوں کو چھپالیں تو وہابیوں کو نکال لیں۔ وہابیوں کو چھپالیں تو نقشبندیوں کو نکال لیں۔

تصانیف۔ مولانا کی تصانیف سے ۱۔ قصہ مرزا و صاحباں فارسی منظوم موسوم بہ تفنگ عشق۔ ۲۔ شجرہ قادریہ نوشاہیہ عربیہ لامیہ بطرز قصیدہ غوثیہ ۳۔ میلہ بھڑی شریف پر ایک طویل نظم پنجابی ۴۔ ایک قلمی بیاض

مکاتیب۔ مولانا کے دو مکاتیب یہاں درج کئے جاتے ہیں جو میرے نام ہیں۔

(۱)

محب الفقراء والمساکین صاحبزادہ محمد شریف۔ صانہ اللہ عن حوادثات الخفیف والضعیف۔

السلام علیکم۔ جسمی ھھنا روحی لدیکم۔ بعد از سلام مسنون خیر الانام بخیالم رسید کہ اگر برائے چندے وقت واپسی از بھڑی شریف ایں درویش دلریش را بحصول نیاز خویش بنوازند خیلے انسب است و بسیار مناسب۔ دلم بوصول نیاز منتظر است و تخم لطافت مفتقر۔ زیرا کہ فقر بصحبت قائم است و حکمت انوار امت کہ در جان رجال مفوض شدہ از جانے بجانے برسد و برہانے ببرہانے زائل شود۔ و دل را بدل رہے ست کہ بے گفت و شنید مستحسن و مزید آید۔ بنابراں معروض است کہ اگر والد بزرگوار شما تشریف آور بھڑی شریف اند بہمرکابی آں بزرگوار بوصول نیاز ایں درویش بیخویش را بنوازند۔ اندک را بسیار فہمیدہ معذور فرمانند فقط والسلام

Marfat.com

عریضہ نیاز درویش فقیر عبد الحق از ہرلانوالی بقلم خود ۷ جیٹھ سمت ۱۹۸۷ ب
[۲۰ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ] (گنجینہ شرافت ص ۴۷۲)

(۲)

سلالہ دودمان درویشی و سعادت خواہی۔ خلاصۂ خاندان قادری و نوشاہی۔ مردمک روشن چشمان فناء الفنائی۔ غالیہ فرسائے عاقبت اندیشی و بقاء البقائی۔ الفقیر ابن الفقیر ابن الفقیر صاحبزادہ محمد شریف۔ صانہ اللہ عن الحوادثات الرغیف۔

از درویش بیخویش فقیر پر تقصیر قید نفس شریر خاکسار عبد الحق چشتی النظامی طالبی۔ بعد از سلام سنت انجام صداقت فرجام مسنون خیر الانام واضح و لائح باد کہ مدت مدید و عرصۂ بعید منقضی گشتہ کہ آں فخر خاندان درویشی و نوبادۂ گلستان قادری از خیریت حالات و عافیت و کمالات متعلقین مطلع نساختہ الٰہی مانع بخیر باد۔ شائد تودد و ولاء بواسطہ رحمت[1] بے سروپا وابستہ بود۔ اگر از عالم بیرنگی بودے ہمہ رنگہا یکرنگ بنمودے۔ خلاف قیاس ارباب ہمت و برعکس اہل مروت است کہ محبت طریقت و وداد شریعت بواسطہ ناکسے امرد بے ریشے وابستہ شود و از محبان دلی و مشتاقان قلبی گسیختہ بر طارم اعلیٰ نشستہ شود۔ از خیریت حالات و شیرینی مقالات بہ تفصیل سرافرازی بخشند۔ تفصیل ایں اجمال این است

---

[1] اس سے مراد صاحبزادہ رحمت علی ولد علم الدین ہے جو حضرت شیخ برخوردار ہرل (خلیفہ حضرت پاک رحمان) کی اولاد سے تھا۔ اُس کی واقفیت کی بنا پر پہلی دفعہ میں ہرلانوالی گیا اور حضرت مولانا سے خلوص و اتحاد پیدا ہو گیا۔ چونکہ کچھ عرصہ میں ان کے پاس نہ پہنچ سکا تو انہوں نے اپنے مکتوب میں یہ اشارہ کیا کہ شائد آپ رحمت علی کے لئے آتے تھے۔ اب نہیں آتے۔ شرافت

Marfat.com

کہ کتابے کاپی کہ از سینہ خویش تراشیدہ و از دل خراشیدہ و قراضہ قراضہ از ارباب محبت بگداگری جمع آوردہ بودمے۔ دزدے و شاگردے از صندوقچہ دزدیدہ است[1]۔ شجرہ منظومہ لامیہ عربی و دیگر فوائد بمعہ صلوتہائے نوافل وغیرہ درج نمودہ بود اگر کسے بحضور رسانیدہ باشد مطلع فرمائند کہ مضطرب نشوم کہ از خانہ بخانہ رسانیدہ بوقت سعید طلب کردہ خواہد شد و اگر نرسانیدہ باشد در طلب آں خزینہ و گنجینہ مساعی جمیلہ مبذول فرمودہ مطلع سازند از عنایت بے غایت بعید نخواہد بود۔ بخدمت بابرکت والد ماجد جناب سلام نیاز و مضمون عرض واحد است۔ برخوردار محمد بشیر را السلام علیکم۔ مرزا صاحباں فارسی منظومہ نوشتہ محمد بشیر بوقت سعید رسیدہ نامش تفنگ عشق نہادہ والد شماست خیلے پسند افتاد۔ فقط۔ از جواب باصوابش محروم نسازند فقط۔ والدعا

عریضہ فقیر پر تقصیر قید نفس شریر خاکسار عبدالحق چشتی

النظامی از ہر لانوالی بقلم خود[2]

مولانا کے تین بیٹے ہوئے۔ ۱۔ حکیم برکت علی مرحوم ۲۔ حکیم فیضان علی ۳۔ میاں رشید احمد موخر الذکر دونوں اس وقت ۱۳۹۷ھ میں موجود ہیں۔

مولانا حکیم عبدالحق کی وفات ۱۳۵۶ھ میں ہوئی۔ اور ہرچوکی میں اپنے آباؤ اجداد کے پاس دفن ہوئے۔

۱۸۶۔ عبدالحکیم۔ ماسٹر عبدالحکیم۔ ساکن چورنڈ۔ ضلع گجرات۔

۷ رمضان ۱۳۹۰ھ کو دھوک شہانی میں مجھ کو ملنے کے لئے آئے۔[3]

---

[1] یہ کاپی نہایت جستجو کے بعد مولانا کو سائیں امام الدین ترخان، ساکن سہارن چٹھہ کے پاس سے مل گئی تھی۔ [2] گنجینہ شرافت (بیاض) ص ۴۸۵۔

[3] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت۔

Marfat.com

۱۸۷۔ عبدالحکیم۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری لاہوری۔

۲۳ر شعبان ۱۳۶۳ھ (۱۳ر اگست ۱۹۴۴ء) کو مرزا پور ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کے والد مولوی اللہ دتا صاحب لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔[1] بعد ازاں جامعہ رضویہ لائل پور میں ابتدائی کتب پڑھیں اُس وقت کے اساتذہ مولانا منصور شاہ۔ مفتی محمد امین۔ حافظ احسان الحق۔ حاجی محمد حنیف سے استفادہ کیا۔ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں داخل ہوئے صرف و نحو کی کتابوں سے لے کر مُلا جلال تک مطالعہ کیا۔ مولانا مفتی عبدالقیوم مولانا غلام رسول شیخ الحدیث اور مولانا شمس الزمان سے پڑھتے رہے ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں دارالعلوم امدادیہ فیصل آباد ضلع سرگودھا میں چلے گئے۔ آخری کتب حسامی قاضی مبارک، خیالی اور صحاح ستہ وغیرہ استاذ العلما مولانا عطا محمد سے پڑھیں ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء میں سندِ فضیلت حاصل کی۔ ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں مدرس ہوئے، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں جامعہ نظامیہ لاہور میں مدرس رہے۔ ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں دارالعلوم رحمانیہ بہاولپور۔ اور ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں مدرسہ اشاعت العلوم چکوال میں صدر مدرس رہے۔[2] ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ میں صدر مدرس اور ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں استاذ الحدیث مقرر ہوئے۔ تاحال اسی منصب پر فائز ہیں۔

میرے خاص کرم فرماؤں میں (شرافت) جب لاہور جاؤں تو ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی۔ نیک اخلاق۔ بزرگوں کے محب، عاشقانِ غوثِ اعظم سے ہیں۔ مودب۔ متواضع ہیں۔

---

[1] ماہنامہ عرفات لاہور نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء ص ۲ تذکرہ علمائے اہل سنت جماعت شرافت

Marfat.com

تصنیفات۔ مولانا شرف کی تصانیف سے یہ کتابیں مشہور ہیں۔

۱۔ سوانح سراج الفقہا مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۲۔ یادِ اعلیٰ حضرت ۳۔ تذکرہ اکابر اہل سنت۔ اس کا قطعہ تاریخ طباعت میں نے لکھا ہے ۴۔ شرح کریما ۵۔ نام حق معہ حاشیہ فضل حق ۶۔ حاشیہ مرقاۃ وغیرہ ۷۔ سیف الجبار ۸۔ اقامۃ القیامہ ۹۔ ایذان الاجر ۱۰۔ فتوائی کی شرعی حیثیت ۱۱۔ الکافی حاشیہ ایساغوجی۔

۱۸۸۔ **عبدالحکیم**۔ مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری۔ لاہوری مفتی مظہر اللہ دہلوی کے مرید صادق ہیں۔ مولانا احمد رضا بریلوی رح کی تعلیمات کے مبلغ ہیں۔ کئی مرتبہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مکتب پر ان سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ ان کی کتابوں۔ اعلیحضرت کا فقہی مقام۔ نعت محل اور مجمع البحار پر میں نے قطعاتِ تاریخ طباعت لکھے ہیں جو ان کے ساتھ چھپ چکے ہیں۔

۱۸۹۔ **عبدالرحمٰن**۔ میاں حکیم عبدالرحمٰن ولد میاں شیر محمد چنیوٹی شیخوپورہ صاحب علم اور حکیم حاذق ہیں۔ سائیں ولایتی کے مرید ہیں۔ انہوں نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ سانبن پال تریف میں بھی آئے۔ لاہور میں جاکر بھی مجھے ملتے رہے۔ نئے نئے مسائل پوچھتے ہیں۔ ۲ محرم ۱۳۵۹ھ کو ملاقات ہوئی تو نفس و روح کے متعلق پوچھا[1]

۱۹۰۔ **عبدالرحمٰن**۔ مولوی عبدالرحمٰن فیروزپوری۔ ان کو میں نے حضرت میاں شیر محمد نقشبندی رح کے عرس پر ۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ کو سرفیور میں دیکھا تھا۔ اور ان کی تقریر سنی تھی۔[2]

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۸۔ ص ۱۷ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۵۔ ص ۱۷ شرافت

Marfat.com

۱۹۱۔ **عبدالرحمٰن**۔ مولوی عبدالرحمٰن۔ امام مسجد کھڑچیمہ۔ ضلع گوجرانوالہ۔ میاں غلام محمد ولد میاں غلام اللہ نقشبندی شرقپوری کے مرید ہیں۔ ۱۰ جمادی الآخرہ ۱۳۹۰ھ کو مجھ کو ملنے کے واسطے آئے۔ [1]

۱۹۲۔ **عبدالرشید**۔ خواجہ عبدالرشید کرنل کراچی والے۔ انجمن میونسپل لاہور۔ ۶ محرم ۱۳۹۰ھ کو پروفیسر محمد اقبال مجددی کے ہمراہ میں ان کی کوٹھی میں گیا۔ اور ملاقات کی۔ اور ان کا کتب خانہ ملاحظہ کیا [2] بڑے اخلاق اور فراخدلی سے پیش آئے۔ یہ کتابیں ان کی تصنیف ہیں۔

۱۔ تذکرہ شعرائے پنجاب بزبان فارسی، طبع کردہ اقبال اکیڈمی کراچی۔ ۲۔ سفرنامہ فرنگ مطبوعہ لاہور۔ (متوفی ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء / جمادی الاول ۱۴۰۳ھ۔ عارف)

۱۹۳۔ **عبدالرشید**۔ مولانا عبدالرشید بن مولوی نیاز احمد بن مولانا غلام رسول۔ عادل گڑھ۔ ضلع گوجرانوالہ۔ آباؤ اجداد سے فن کتابت ان میں چلا آتا تھا۔ قوم کھیسرا جیوت سے تھے۔ صاحب علم و فضل تھے۔ اپنے علاقہ میں ان کا فتوائے مقبول تھا۔ نسخ و نستعلیق کے بہترین خوشنویس تھے۔ مجھ سے قدیم تخلص کرتے تھے۔ مدت العمر قرآن مجید کی کتابت کی۔ میرے بعض اصلاحوں میں استاد تھے زیادہ تر میں نے ان کے چھوٹے بھائی مولانا محمد حسین مبارک رقم سے سیکھا ہے۔ عسر کا آخری حصہ انہوں نے لاہور میں گزارا۔ اپنے زمانہ کے اکابر خوشنویسوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ کتاب انسائیکلوپیڈیا نیا ایڈیشن میں بھی ان کا ذکر آیا ہے۔ فارسی۔ اردو کے شاعر اور تاریخگو بھی تھے، ہمارے جد اعلیٰ حضرت مولانا سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق نوشاہی رح کا قطعہ تاریخ وفات لکھا۔ جو

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] ایضاً شرافت

Marfat.com

ان کے تذکروں۔ سجادہ نشین اور مقامات سرخوردار یہ میں درج ہو چکا ہے۔ مولانا جب لاہور چلے گئے تو وہیں جا کر بھی کئی دفعہ میں ان کو ملتا رہا۔ چنانچہ ۱۰ رمضان ۱۳۵۵ھ[1] کو ایک مرتبہ۔ اور دوسری بار حنفی گلی۔ حویلی پنڈتاں۔ اندرون دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ کو جا کر ملا۔[2]

مولانا عبدالرشید محبوب رقم کی وفات ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۱ھ[3] [بمطابق ۲۹ نومبر ۱۹۶۱ء] میں ہوئی۔[4]

مولانا کے لڑکے محمد سعید۔ عبدالحمید۔ محمد وحید۔ محمد معید۔ محمد فرید وغیرہ بہت تھے لیکن علمیت اور فن کتابت ان کے گھر سے اٹھ گیا ہے۔

۱۹۴۔ عبدالرشید۔ میاں عبدالرشید بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ولد مولوی محمد لطیف مدرس پھالیہ ضلع گجرات۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ کو میں میاں عبدالغنی ولد میاں میراں بخش ساہنیالوی کو ساتھ لے کر ان کے پاس گیا۔ اور ان کا کتب خانہ ملاحظہ کیا۔ انہوں نے ایک کتاب انوار مرتضوی مجھ کو تحفہ میں دی جو مولوی غلام مرتضیٰ نقشبندی پیر بلوی رح کے حالات میں ہے۔

۱۹۵۔ عبدالعزیز۔ قاضی عبدالعزیز تبسم ولد مولوی حسام الدین قریشی ساکن رتی متصل گجرات۔ مالک جدید کتاب خانہ۔ چوک شاہ دولہ۔ مسلم بازار گجرات ان کی پیدائش ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام "عبدالعزیز تبسم قریشی" رکھا گیا صاحب علم و علم دوست ہیں جلد سازی کے فن میں کمال ماہر ہیں۔ میں اپنی کتابیں انہیں سے جلد کراتا ہوں۔ ان کی جلد عمدہ۔ نفیس اور پختہ ہوتی ہے۔ میرے ساتھ بھی

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۴۔ ص ۱۲ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۴ [3] عیون الواریخ۔
[4] گنجینہ شرافت ص ۲۵۴ [5] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۵۔ شرافت

Marfat.com

خاص محبت رکھتے ہیں۔ میں جب کبھی گجرات جاؤں تو ضرور ان کے پاس جاتا ہوں اور مجھے کئی علمی کتابیں ان سے حاصل ہوئی ہیں۔ ان کی دکان پر ہر وقت علمی مجلس لگی رہتی ہے۔ مصنفین۔ مورخین۔ علماء۔ فضلاء۔ شعراء وغیرہ کی اکثر آمد و رفت ان کے پاس رہتی ہے۔

میری اکثر ملاقات ان سے ہوتی رہتی ہے۔ ازانجملہ ۱۸ر شعبان ۱۳۷۶ھ کو بھی ملاقات میں ہوئیں۔ ان کے تین لڑکے ظفر۔ یونس اور مامون نام ہیں۔

پروفیسر احمد حسین احمد قلعہ داری نے ان کے متعلق لکھا ہے۔

"قاضی عبدالعزیز صاحب تبسم۔ مولوی حسام الدین صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ علم و ہنر کا ذوق و شوق ورثہ میں پایا ہے۔ جلد سازی کا فن اپنے والد بزرگوار سے سیکھا۔ پرانی طرز کی مرصع جلد سازی کے بہت استاد ہیں اور جدید طرز کی جلد سازی میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ کوئی چالیس سال سے جلد سازی کا کام گجرات میں کر رہے ہیں۔ راقم الحروف بندہ قریشی احمد حسین احمد کی کتابیں نہایت پیار سے بناتے ہیں۔ ان کی بنائی ہوئی جلدوں میں مضبوطی اور دل کشی ہوتی ہے گجرات میں جلد سازی کا فن انہیں کے دم قدم سے زندہ ہے۔ جلد بنانے میں جو خوبیاں قاضی عبدالعزیز میں پائی جاتی ہیں وہ آنے والے دور میں کہیں نظر نہیں آتیں۔ صفائی مضبوطی سادگی میں حسن ان کا کمال ہے"[3]

۱۹۶۔ **عبدالعزیز**۔ مولوی عبدالعزیز چشتی ولد مولوی فیضان علی بن مولوی عبدالحق چشتی نظامی طالبی۔ ہرلانوالی۔ گوجرانوالہ۔ صاحب علم واعظ مقرر ہیں۔ کچھ عرصہ قلعہ دیدار سنگھ میں خطابت کی۔ اب چند سالوں سے گوجرانوالہ

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۵ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۱۔ ص ۱۔
[3] تاریخ روشن کتاب سازی و کتاب نویسی قلمی ص ۲۱۷۔ شرافت

Marfat.com

میں سکونت پذیر ہیں۔ خواجہ قمر الدین چشتی نظامی سیالوی کے مرید ہیں۔ وہابیوں کے خلاف سخت بولتے ہیں۔ کئی مرتبہ میری ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ جب ملیں بڑی تعظیم اور آداب سے ملتے ہیں۔ ایک مرتبہ ۲۶ رمضان ۱۳۹۰ھ کو سٹیڈیم باغ گوجرانوالہ میں ان کی تقریر سُنی۔ [1] کتاب عروج المحبوب ان کی تالیف ہے۔

۱۹۷۔ **عبدالغفار**۔ مولوی عبدالغفار خادم درگاہ حضرت پاک شہید۔ وخلیفہ پیران گیلانی پاک دروازہ ملتان شریف۔ متعدد مرتبہ میری ان سے ملاقات ہوئی۔ ۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ کو بھی ملے [2] ان کے پاس کتاب بحر الاسرار قلمی تصنیف سید سعد اللہ موسوی قادری دیکھی گئی۔ اُس میں سے اولادِ سید سیف الدین عبدالوہاب گیلانی بغدادی رح کے حالات میں نے نقل کئے۔ مولوی صاحب نے رسالہ شجرہ خاندان قادریہ۔ ہدیۃ السلوک لاخوان الطریقت مجھے عنایت کیا۔

۱۹۸۔ **عبدالغفار**۔ سید پیر عبدالغفار شاہ ولد پیر احمد شاہ بن پیر مصطفےٰ شاہ کشمیری لاہوری۔ ۱۳۱۸ھ میں انہوں نے لاہور محلہ تکیہ سادھواں میں مدرسہ غوثیہ جاری کیا۔ ۱۹۰۰ء درود شریف کے مختلف نسخے شائع کئے۔ ان کا لقب "حاجی اشاعت درود شریف" تھا۔ میں نے (شرافت نے) ۱۳۴۸ھ میں ان کو دیکھا تھا۔ بزرگ صورت تھے۔ ان کی وفات بدھوار ۱۷ رجمادی الاخریٰ ۱۳۴۰ھ [۱۵ رفروری ۱۹۲۲ء] کو ہوئی۔ گورستان میانی میں دفن ہوئے مزار پر گنبد ہے۔ ان کی تصانیف سے کتاب عشرہ کاملہ خزائن البرکات ہیں۔

۱۹۹۔ **عبدالغفور**۔ مولوی عبدالغفور کاتب، دامادِ مبارک قم۔ کھرڑ۔ گوجرانوالہ ۱۷ رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ مجھ کو ملے [5]

---

[1] ڈائری شرافت ۱۳۹۰ھ [2] ثبات الایقان ص۵۱ [3] ماہنامہ عرفات لاہور ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء ص۲۹
[4] تذکرہ اکابر اہل سنت ص۲۴۴۔ تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص۲۴۵ [5] ڈائری شرافت ۱۳۹۰ھ

Marfat.com

۲۰۰ - **عبدالغفور** - شیخ القرآن۔ استاذ المعقولین والمنقولین حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی وزیرآبادی - ابن مولوی عبدالحمید بن مولانا احمد عالم۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ کو ہری پور کے قریب موضع چنبہ میں پیدا ہوئے۔ کافیہ تک کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ پھر مولانا احمد دین [بھوئی کیمبلپور] مولانا محب النبی - مولانا یار محمد بندیالوی - مولانا قطب الدین غورغشتوی میاں عبدالحق غورغشتوی - علامہ مشتاق احمد کانپوری سے درس لیا۔ دورۂ حدیث کے لئے مولانا حامد رضا خاں بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دارالعلوم منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کی۔ فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ بجار ضلع لائل پور میں اور تین سال مدرسہ خدام الصوفیہ گجرات میں تدریس کرتے رہے۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں وزیرآباد متصل ریلوے سٹیشن جامع مسجد میں تشریف لائے اور بقیہ العمر وہیں گزاری۔ ان کی بیعت طریقت حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی سے تھی [1]

ایک مرتبہ میں (شرافت) ان کی ملاقات کے واسطے وزیرآباد ان کی مسجد میں گیا، چار مولوی ان کے پاس بیٹھے تھے۔ اثنائے کلام میں مولانا نے یہ ذکر کیا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح پہلے حضرت مجدد الف ثانی رح کے خلاف تھے لیکن بعد میں مرید ہو گئے تھے۔ میں نے کہا مولانا! یہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ شیخ عبدالحق، حضرت مخدوم سید موسیٰ گیلانی ملتانی رح کے مرید تھے۔ ان کی کتاب اخبار الاخیار ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ اپنے کتب خانہ سے اخبار الاخیار لے آئے میں نے شیخ صاحب کے حالات سے ان کی بیعت کا واقعہ نکال کر دکھایا۔ اس میں پورے صفحہ سے بھی زیادہ القاب لکھ کر سید موسیٰ کا اسم گرامی رقم کیا ہے اور اپنی بیعت

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۴۹ شرافت

Marfat.com

کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس کتاب میں مجدد الف ثانی کا نام تک درج نہیں۔ مولانا یہ پڑھ کر بہت متعجب اور متاثر ہوئے۔ اور میرے متعلق کہا "یہ جنا بڑے پتے کی بات کرتا ہے"۔

ایک بار میں نے مولانا کی تقریر سنی الحمد للہ رب العلمین کی تفسیر کر رہے تھے۔ حمد۔ حامد۔ محمد۔ حمد تو تعریف و ثنا ہے۔ حامد۔ حمد کرنے والا اور محمد وہ جس کی حمد کی جائے تو اس سے ظاہر ہے کہ اللہ محمد ہے کیونکہ سب حامد اسی کی حمد کرنے والے ہیں۔

مولانا نے جمعہ ۷ر شعبان ۱۳۹۰ھ کو ٹرک کے حادثہ میں شہادت پائی۔ [1] انگریزی تاریخ ۹ر اکتوبر ۱۹۷۰ء تھی۔ [2] ان کا مزار وزیر آباد سے مغرب کی طرف بھٹی کے سے شرقی جانب بنا ہے۔ اوپر عالیشان گنبد تعمیر ہوا ہے۔ مولانا کا قطعہ تاریخ وفات میں نے لکھا تھا جو اعجاز التواریخ۔ اور ضیائے حرم لاہور رمضان ۱۳۹۰ھ اور تذکرہ اکابر اہل سنت میں درج ہو چکا ہے۔

۲۰۱۔ عبد الغنی۔ مولوی عبد الغنی ناظم نقشبندی امام مسجد جھیور انوالی ضلع گجرات۔ للہ شریف والے بزرگوں کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے جد امجد حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی رح کے عرس پر ۱۳ر کاتک کو ہمارے ہاں ساہن پال شریف آئے۔ نیک اخلاق حمیدہ اطوار تھے۔ رسائل اعانۃ الاموات اور الحق المبین ان کی تصنیف سے ہیں۔

۲۰۲۔ عبد الغنی۔ مولوی عبد الغنی ولد مولوی غلام نبی قوم نائچ ساکن مہند بستی مولوی یار محمد قیس ڈاکخانہ چنی گوٹھ تحصیل احمد پور شرقیہ۔ ضلع بہاولپور۔ یہ نوجوان دار العلوم قادریہ اوچ شریف گیلانی میں مولوی قطب الدین الہ آبادی سے مشکوٰۃ شریف پڑھتا تھا۔ میری پہلی ملاقات اس کے ساتھ ۱۶ر ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۵۱۔ شرافت

Marfat.com

کو مسجد گیلانیہ اوچ شریف میں ہوئی۔ پھر روزانہ مجلس ہوا کرتی تھی۔ یہ شخص حمیدہ اوصاف تھا۔[1]

۲۰۳۔ **عبدالکریم**۔ مولوی عبدالکریم کاتب ولد مولوی غلام حسین ساکن عادل گڑھو متصل گکھڑ چیمہ، ضلع گوجرانوالہ۔ یہ آبا و اجداد سے حنفولیس تھے ان کا خط نسخ بہت اچھا تھا۔ ساری عمر قرآن مجید کی کتابت میں گزار دی۔ قرآن مجید خوش آوازی اور ترتیل سے پڑھا کرتے۔ نعت خواں بھی تھے۔ اچھی اچھی نعتیں پڑھا کرتے۔ سامعین کو ان کی قرأت سے تاثیر ہوتی تھی۔ ۱۳۴۱ھ / ۱۳۴۲ھ میں میں کتابت سیکھنے لئے عادل گڑھو رہا تھا۔ اُس زمانہ سے لے کر ان کو میرے (شرافت کے) ساتھ بہت محبت بمنزلہ اخوت تھی۔ جب کبھی میں موضع ڈھب چیمہ میں چاہِ نتھے والا پر جاتا یا پیرکوٹ کے چاہ مرچانوالہ پر ڈیرہ ہوتا۔ تو مولوی عبدالکریم ملنے کے واسطے فرداً فرداً تشریف لاتے تھے۔ انہوں نے چند مرتبہ درگاہِ حضرت نوشہ گنج بخش رح پر بھی حاضری دی۔ بیعت ان کی نقشبندی سلسلہ میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح کے ساتھ تھی۔ مولوی صاحب منکسر المزاج متواضع نیک اخلاق تھے۔ ایک مرتبہ مجھے اپنے گاؤں عادل گڑھو لے جا کر اپنا کتب خانہ دکھایا۔ ان کے کتب خانہ میں قصہ گامر دپ قلمی اس کے مصنف میاں احمد یار مراوی کے وقت کا لکھا ہوا دیکھا۔

ان کی ملاقات تو اکثر ہوتی رہتی تھی۔ مگر ایک ملاقات ۱۴ ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ کو موضع پیرکوٹ کے چاہِ مرچانوالہ پر ہوئی۔[2] مولوی عبدالکریم نے ۲۵ شعبان ۱۳۹۵ھ کو وفات پائی۔ ان کا ایک بیٹا میاں یوسف اختر نام سکول ماسٹر ہے۔ بتولد ۱۳۵۷ھ تاریخی نام ہے۔

---

[1] حدائق الانوار، ص ۸۴ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

۲۰۴۔ عبداللہ۔ میاں عبداللہ امام مسجد غربی۔ بھیانوالہ۔ شیخوپورہ
۲ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ کو بلا[1]

۲۰۵۔ عبداللہ۔ میاں عبداللہ امام مسجد غربی۔ خالق پور۔ گوجرانوالہ
نابینا تھے۔ ہمارے والد صاحب اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہیؒ
کے دوست تھے۔ میں خالق پور گیا۔ سردار علی ولد احمد دین موچی کے گھر ڈیرہ تھا
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ کو یہ میری ملاقات کے لئے وہاں آئے۔[2]
انہوں نے ۱۳۷۸ھ میں وفات پائی۔[3]

۲۰۶۔ عبداللہ۔ میاں عبداللہ امام مسجد خونی بھٹیاں۔ ضلع شیخوپورہ
علم دوست تھے۔ فقہی مسائل اور شرعی حیلوں سے بہت واقف تھے۔ جب میں
اس گاؤں میں جاتا تو ضرور آکر میری مجلس کیا کرتے۔ اپنی اہلیہ بی بی خاتون
کو خود میرے حلقہ بیعت میں داخل کرایا۔ ایک ملاقات ۴ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ
کو ہوئی۔[4]

۲۰۷۔ عبداللہ۔ مولوی عبداللہ۔ مدرس۔ بھالیہ۔ ضلع گجرات۔
صاحب علم درویش طبع ہیں۔ ایکبار ہمارے ڈیرہ کے ساتھ بھری شریف کے عرس پر
بھی گئے۔ ایک ملاقات ان سے بھالیہ میں ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ کو ہوئی[5]
رسائل۔ روحانیات۔ نفسیات اور سیاسیات ان کی تصنیف ہے ہیں۔

۲۰۸۔ عبداللہ۔ منشی محمد عبداللہ اسلم قریشی ممبر بایوی پوسٹ ماسٹر
اوچ شریف۔ تحصیل احمد پور شرقیہ۔ ضلع بہاول پور۔ ان کا اصلی وطن ممبر بال

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص ۱۵۷ [2] ایضاً ص ۲۰۱ [3] عیون التواریخ
[4] ثبات الایقان ص ۷ [5] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

تھا۔ کچھ عرصہ سے اوچ شریف میں ملازمت کر رہے تھے۔ جس زمانہ میں میں (شرافت) اوچ متبرکہ میں دربار شریف حضرت مخدوم سید محمد غوث میں چالیس روز معتکف رہا۔ ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو ان سے ملاقات ہوئی اور پورا مہینہ روزانہ ان کے ساتھ ملاقات ہوا کرتی تھی۔ کبھی یہ مسجد گیلانی میں آجاتے۔ کبھی میں ڈاک خانہ میں ان کے پاس چلا جاتا[1] مثنوی مولانا روم کا سبق مولانا فقیر اللہ خطیب جامع درگاہ بخاریہ جلالیہ سے پڑھا کرتے تھے۔ منشی صاحب کو مہوسی کا بڑا شوق تھا۔ سونا بنانے کے نسخے تلاش کرتے رہتے۔ کاہی سرخ کے کئی فوائد بتاتے تھے۔ اور اس کی بہت جستجو میں رہتے۔ جب میں اوچ شریف سے واپس چلا آیا۔ تو بہت عرصہ میرے ساتھ خط و کتابت کرتے رہے۔ بڑے نیک اخلاق مہمان نواز تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد اپنے وطن سمبڑیال ضلع سیالکوٹ میں چلے آئے۔ وہاں سے بھی کبھی عید کارڈ کبھی مکتوب بھیجتے رہے۔ اب کئی سال سے خاموشی ہے۔ کوئی پتہ نہیں۔

۲۰۹۔ عبداللہ۔ مولوی حافظ عبداللہ چشتی امام مسجد عادل گڑھ چک ۲۷ ضلع شیخوپورہ۔ والد کا نام فیض احمد تھا بن قائم الدین بن روشندین بن موج الدین بن محمد اسلم بن حافظ میرداد[2] سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں مولوی صاحبزادہ محمد امین چکوڑوی کے مرید تھے۔ وہ مرید خواجہ شمس الدین سیالوی رح کے۔ حافظ صاحب اہل عبادت تھے۔ میرے والد اعلیٰحضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی قدس سرہ کی مجلس میں اکثر حاضر ہو کر مستفید ہوا کرتے۔ آنجناب کے ملفوظات موسوم بہ کنز المعرفت میں کئی جگہ ان کا نام آتا ہے مجھ کو (شرافت کو) مسبعات عشر کی اجازت ان سے حاصل ہوئی ہیں۔ دعائے حرز یمانی خوشخط قلمی لکھ کر ان کو دی تھی۔ انہوں نے جمعہ کے روز ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ کو وفات پائی[3] ان کے تین بیٹے نذیر احمد غلام رسول اور منظور احمد موجود ہیں۔

---

[1] حدائق الانوار ص۲۳ [2] حدیقۃ الانساب ورق ۱۰۱ [3] گنجینہ شرافت ص۵۴۳ شرافت

Marfat.com

۲۱۰۔ عبداللہ۔ مولانا محمد عبداللہ سلیمانی خطیب جامع مسجد کنجاہ۔ ضلع گجرات۔ بڑے فاضل حنفی المذہب تھے۔ اپنے علاقہ میں ان کا فتوائے مقبول تھا۔ اپنے نام کے ساتھ سلیمانی لکھا کرتے تھے۔ غالباً یہ خواجہ سلیمان تونسوی رح کے ساتھ نسبت کا اظہار تھا۔ ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں میں نے ذبح فوق العقدہ کا مسئلہ پوچھا تھا۔ انہوں نے کتب فقہ سے تلاش و تحقیق کر کے لکھ کر دیا تھا کہ اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو حلال ہے۔ اس پر حرمت کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا کشمیری خاندان سے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ کتاب تحفہ کنجاہ (کنجاہ کے تاریخی حالات میں) ہمارے پاس ہے۔ مگر کبھی کسی کو دکھائی نہ تھی۔ ۱۳۸۴ھ میں وفات پائی۔ [1]

متولد ۹ جمادی الآخرہ ۱۲۸۰ھ

۲۱۱۔ عبداللہ۔ مولانا محمد عبداللہ عبدی۔ کوٹ وارث۔ گوجرانوالہ قوم کھوکھر قطب شاہی۔ جید فاضل اور اعلیٰ پیمانہ کے خوشنویس تھے۔ خط نسخ اور نستعلیق کے استاد کامل تھے۔ بہت لوگوں نے ان سے یہ فن سیکھا۔ اپنے علاقہ میں ان کا فتوائے مقبول تھا۔ طلبائے فن کتابت کے لئے۔ نستعلیق میں پٹیاں لکھ کر۔ اور نسخ میں قطعات العربیہ لکھ کر چھپوائے۔ جس زمانہ میں میں ۱۳۴۱ھ میں عادل گڑھ میں مولانا محمد حسین مبارک رقم سے کتابت سیکھتا تھا۔ یہ مولانا وہاں تشریف لائے تو میں نے خط نسخ میں ایک پٹی لکھ کر ان کو دکھائی۔ اور ان سے اصلاح لی تھی۔ لہذا میرے (شرافت کے) بھی استاد تھے۔

ایک مرتبہ مولانا نے کیسلیانوالہ میں جانا تھا۔ اور میں نے واپس اپنے گھر جانا تھا کہ وارث کوٹ سے علی پور چٹھہ تک میں ان کے ہمراہ گیا۔ راستہ میں مجھ کو بتایا کہ ساہن پال سے ایک بزرگ مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی

---

[1] افکار شرافت ص ۵۴ شرافت

Marfat.com

ہمارے گاؤں کوٹ وارث میں آیا کرتے تھے۔ اور پوچھا کہ وہ آپ کے کیا لگتے تھے۔ میں نے کہا وہ میری دادی صاحبہ کے دادا صاحب تھے۔ مولانا نے کہا کہ میں نے واحد باری اُن سے پڑھی تھی۔ مولانا محمد عبداللہ بطریقت میں حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری سے عقیدت رکھتے تھے ۲ رجب ۱۳۴۴ھ میں وفات پائی مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۲۶ء۔

۲۱۲۔ **عبداللہ**۔ مولانا سید عبداللہ شاہ خوارزمی حنفی امام مسجد جھام والہ ضلع گوجرانوالہ۔ یہ ساداتِ خوارزمی مگھووال والے خاندان سے تھے۔ صاحب علم وفضل تھے۔ ستّرہ علوم کے عالم تھے۔ توحید وجودی پر گفتگو کیا کرتے۔ شیخ ابن العربی کے معتقد تھے۔ جھام والہ میں ہمارے مریدوں کا سلسلہ وسیع تھا۔ جب کبھی میں (شرافت) وہاں جاتا تو ضرور ان کی ملاقات کیا کرتا یہ کہا کرتے کہ جب آپ آتے ہیں تو نئی نئی کتابیں لاتے ہیں۔ اور نئی نئی باتیں سناتے ہیں ان کی ایک ملاقات ۲ رجمادی الاولےٰ ۱۳۵۷ھ کو ہوئی۔[1]

اِن کا کچھ تذکرہ میں نے شریف التواریخ کی پہلی جلد موسوم بہ تاریخ الاتقیاء میں حضرت غوث اعظم رح کے پوتے سید جمال اللہ حیات المیر کے ذکر میں ضمناً کیا ہے مذاکرہ علمیہ۔ ایکبار سید عبداللہ شاہ نے خود یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ ہم کینیانوالہ میں پیر نور حسن شاہ نقشبندی کو ملنے کے واسطے گئے وہ اپنے مریدوں کو ملبی داڑھی رکھاتے تھے۔ چونکہ ہماری داڑھی قبضہ سے کچھ کم اور مقرض تھی۔ اُنہوں نے اعتراضاً کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ یعنی داڑھی کترائی ہے۔ ہم کو اُن کی بے تکی بات سے جو آدابِ مجلس کے خلاف تھی دل میں کچھ کبیدگی آئی۔ ہم نے کہا قرآن مجید میں حکم محلّقین رء وسکم ومقصرین (سروں کو منڈائیں یا کترائیں) اس لئے ہم نے کترائی ہے۔ پیر صاحب نے کہا کہ یہ تو سَر کے بارہ میں حکم ہے۔ یہاں داڑھی کا کہاں

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۶۔ ص ۵ شرافت۔

Marfat.com

ذکر ہے۔ ہم نے کہا کہ اگر کسی کا سر کاٹنا ہو تو کہاں سے کاٹا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گردن سے تو ہم نے کہا یہاں سے ثابت ہوا کہ گردن کے اوپر کا سارا حصہ سر کہلاتا ہے تو سر کو جہاں سے کوئی چاہے منڈائے یا کترائے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کوئی کہے کہ پنجاب میں قحط پڑا ہے۔ تو گوجرانوالہ کا ضلع اس سے باہر نہیں رہ جاتا۔ پنجاب میں ہی شمار ہو جاتا ہے۔ یہی حال داڑھی کا ہے کہ وہ سر میں شمار ہے۔ پیر صاحب یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔

مولانا سید عبداللہ شاہ نے ۱۳۶۵ھ ۲۰ ربیع الاول میں وفات پائی۔ ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء تھا

۲۱۳۔ عبدالمالک۔ علامہ ابوالبرکات عبدالمالک المعروف علامہ صادقی رئیس اعظم کھوڑی۔ ضلع گجرات۔ مشیر مال ریاست بہاولپور۔

والد کا نام مولانا محمد عالم ولد چوہدری گوہر خاں تھا۔ گوجر قوم سے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب اور اپنے بھائی مولانا غلام غوث سے پائی۔ پھر مولانا شیخ عبداللہ قاضی چک عمر والہ کے پاس رہ کر دس سال تک اکتساب علوم کیا۔ بعد ازاں پٹواری کی ملازمت کی۔ پھر افسر مال ہو گئے۔ ان کے علم و فضل کا شہرہ سن کر نواب صادق محمد خاں عباسی خامس نے ان کو بلا کر بہاولپور میں مشیر مال مقرر کر دیا۔ انہوں نے ۳۵ سال تک یہ فرائض انجام دیئے[1]

۱۳۳۳ھ میں انہوں نے فریضہ حج ادا کیا۔[2]

ایک بار ایک شادی کی تقریب پر علامہ صادقی چک عمر میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ میری ان سے ملاقات ہوئی۔ یہ اس وقت کتاب شاہان گوجر کا مسودہ لکھ رہے تھے۔ مجھ سے پوچھا کہ حضرت نوشہ گنج بخش گوجر قوم سے تھے؟ میں نے کہا وہ سید تھے۔ علامہ صاحب نے کہا کہ اگر گوجر ہوتے تو میں ان کا تذکرہ شاہان گوجر میں کرتا

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۷۲ [2] ایضاً ص ۲۷۳ شرافت۔

Marfat.com

مولانا عبدالمالک کی وفات ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۳۶۰ھ میں ہوئی۔ [1]

تصنیفات۔ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی تصنیف سے یادگار ہیں۔

۱۔ الطباق الثردہ فی شرح القصیدۃ البردہ ۲۔ حسن الجردہ فی شرح القصیدۃ البردہ۔
۳۔ الجواہر المضیئہ فی شرح القصیدۃ العونیہ ۴۔ صادق الارشاد فی شرح باب سعاد۔
۵۔ شرح درود کبریت احمر ۶۔ النبوۃ والرسالۃ ۷۔ المنزل۔ سیرت پاک میں۔
۸۔ النور ۹۔ النکاح ۱۰۔ شرح محمدی علم المیراث میں ۱۱۔ شاہان گوجر۔ [2]

۲۱۴۔ **عبدالمجید**۔ چوہدری عبدالمجید ولد جیون تارڑ۔ کوٹ ستار۔ گجرات میٹرک پاس ہے۔ محکمہ ملیریا میں ملازم ہے سپرے کرتا ہے۔ نیک الطوار حمید خصال ہے۔ اکثر میرے پاس آمد و رفت رکھتا ہے۔ ایک ملاقات ۱۴ جمادی الاخرے ۱۳۹۱ھ کو بھی ہوئی۔ [3]

۲۱۵۔ **عبدالمنان**۔ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی، والد کا نام شرف الدین تھا۔ ۱۲۶۷ھ میں قرولی ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور نظر بند ہو گئی۔ ان کو علم کا شوق تھا۔ ابتدائی کتابیں مولوی برہان الدین سبتاروی سے اور مولوی تل احمد حکوی سے مختصرات پڑھیں۔ پھر سہارنپور گئے۔ شیخ محمد مظہر نانوتوی کی ملازمت میں کچھ عرصہ رہے۔ ان سے بہت فوائد حاصل کئے۔ پھر بھوپال گئے۔ قرآن اور سنن ابن ماجہ کی تعلیم شیخ عبدالجبار ناگپوری سے پائی۔ ترمذی۔ ابی داؤد۔ نسائی۔ داری حکیم محمد حسن جاجی پوری سے پڑھیں۔ پھر دہلی گئے میاں نذیر حسین دہلوی سے تفسیر جلالین۔ ہدایۃ الفقہ اور صحاح ستہ کی اجازت عامہ پائی۔ شیخ معمر عبدالحق بن فضل اللہ النیوتینی سے بھی اجازت پائی۔ پھر امرتسر گئے شیخ عبداللہ غزنوی کے

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۷۶ [2] ایضاً ص ۲۷۵ [3] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء شرافت

Marfat.com

پاس دو سال رہے اور فیض پایا۔ ۱۲۹۲ھ میں وزیر آباد چلے گئے اور سکونت اختیار کی۔ درس جاری کیا۔ صحاح ستہ کی کتابیں پینتیس ۳۵ سے زائد بار پڑھائیں۔ ۱۳۲۰ھ میں میاں نذیر حسین دہلوی نے ان کو دستار بندی اور پنجاب میں اپنا خلیفہ مقرر کیا میاں صاحب کے شاگردوں میں سے ان جیسا کوئی نہ تھا جو کثیر التلامذہ ہو۔ ان کو نحو اور لغت میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ علم اسماء الرجال اور فنون حدیث سے پورے باخبر تھے۔ اور اپنے عہد میں صحاح ستہ کے حافظ تھے۔ [1]

حافظ صاحب اگرچہ مشرباً اہل حدیث تھے۔ مگر میرے جد امجد حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی رح کے بڑے محب تھے۔ اور صوفیائے کرام میں سے بوجہ علم و فضل۔ اور کمال اتباع شریعت محمدی و سنت نبوی ﷺ اُن کی ولایت کے معترف تھے۔ کئی مرتبہ آپس میں ان کی ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ میں نے (شرافت نے) اپنے جد بزرگوار کے ہمراہ وزیر آباد میں ان کی مسجد میں ان کو دیکھا تھا۔ اُسوقت میری عمر آٹھ سال تھی۔ حافظ صاحب کا قد پست تھا۔ حافظ عبدالمنان کی وفات ۱۳۳۴ھ میں ہوئی۔ میرے والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی رح نے مادہ تاریخ نکالا "اَخَصُّ الْمُحَدِّثِیْن" [2]

۲۱۶۔ عبدالنبی۔ مولانا قاضی عبدالنبی کوکب گجراتی لاہوری۔

ان کا تذکرہ ان کے اپنے قلم سے۔

"میرے والد مرحوم قاضی عبدالحکیم گجرات کے اہل علم اور متدین اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔ علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے لاہور بھی آئے یہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء کے قریب کا زمانہ تھا۔ اور اس وقت لاہور کے مدرسہ حمیدیہ میں داخلہ لیا تھا۔ جب ہمارے دادا حج پر گئے تو جدہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے والد صاحب کو گجرات واپس جا کر کاروبار سنبھالنا پڑا۔ مسلم بازار میں کتابوں کی معروف دکان تھی۔

---

[1] نزہۃ الخواطر جلد ۸۔ ص ۳۱۱ [2] فوائد شرافت ص ۳۶ شرافت

Marfat.com

حضرتِ علّام مفتی احمد یار خاں بدایونی قدس سرہٗ گجرات تشریف لائے تو دا لامرحوم کی اُن سے گہری دوستی ہو گئی۔ مجھے عمر کے چھٹے برس میں مفتی صاحب مرحوم کے حسبِ ایما اُن کے سپرد کر دیا گیا۔ مدرسہ خدام الصوفیہ گجرات میں حضرت مفتی صاحب سے ہی دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ اسی مدرسے میں دیگر اساتذہ بھی تشریف لاتے رہے اور دینیات اور فنون کے کئی اسباق ہم لوگوں نے دوسرے مدرسین [حضرت علامہ قاضی عبدالسبحان ہزاروی قدس سرہٗ۔ حضرت مولانا محمد اکرام صاحب مدظلہٗ۔ مولانا حضرت امیر۔ مولانا نور محمد۔ مولانا مفتی امین الدین رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مولانا ظہیر احمد صاحب] سے بھی پڑھے۔

درسِ نظامی کے علاوہ میں نے ذاتی مطالعے سے فاضل اردو، فاضل فارسی، اور فاضل عربی کے امتحانات بھی پاس کئے۔ بعد میں لاہور آکر ایم اے اردو اور ایم اے عربی کیا۔ لاہور کی زندگی کا آغاز جامعہ نعیمیہ میں تدریس سے ہوا جہاں فاضل عربی کی کلاس میرے سپرد ہوئی۔ اس سال کے نمایاں طلبہ میں مولانا محمد سعید نقشبندی اور مولانا سعادت علی قادری تھے۔ بعد میں جامع گنج بخش [مسجد داتا دربار رحمۃ اللہ علیہ] میں دو سال پڑھایا۔ مولانا صوفی اللہ دتا صاحب اور مولانا قاری حافظ نذیر احمد (سیالکوٹ) اس دور کے اچھے طلبہ میں تھے۔

بعد میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں فہرست مخطوطات کے کام پر متعین ہوا۔ اس کام کا ایک حصہ الخزائن (نادر عربی مخطوطات) کے نام سے یونیورسٹی میں شائع ہو گیا ہے۔ اب میں یونیورسٹی اورینٹل کالج میں عربی لیکچرر کے طور پر منتقل ہو گیا ہوں۔

الخزائن کے علاوہ میرے متعدد مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی میں شامل ہیں اور بعض دیگر تالیفات کے نام یہ ہیں۔

(تالیفات)۔ ۱۔ زندگی کی راہیں قرآن میں ۲۔ تحقیق قربانی ۳۔ یادِ شہید ۴۔ شاہِ جیلان

Marfat.com

۵۔ مقالات یوم رضا تین جلدیں ۶۔ آٹھویں کے لئے عربی ریڈر، ٹیکسٹ بک بورڈ، مجموعہ کتب سیرت، حضور پاک اور خلفائے راشدین۔ بچوں کے لئے ۳ تحفہ۔ قاضی عبدالنبی کوکب لاہور یکم محرم ۱۳۹۸ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۷ء "[1]

قاضی صاحب بہت عالی دماغ عقلمند اور ذی شعور تھے۔ انہیں کی معرفت مجھے حضرت نوشہ صاحب رح کا اردو اور پنجابی کلام تقریباً ساڑھے چھ ہزار اشعار، پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے ملے۔ ان کے پاس ہر وقت مصنفوں۔ مورخوں اور ادیبوں کا حلقہ موجود رہتا۔ میں جب کبھی ان کو دیکھتا تو فوراً مجھے یہ آیت کریمہ ذہن میں آجاتی ماھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم۔ اگرچہ بعیت ان کی خاندان نقشبندیہ میں تھی مگر میرے ساتھ بھی کافی عقیدت رکھتے تھے۔ ایک بار مجھے اپنے دولت خانہ پر بھی لے گئے بڑی خدمت و مدارات کی۔ اور اپنے لئے دعائے خیر کرائی۔ انہوں نے جب کتاب المخزائن کی تقریب کی تو حلقہ اہل فضل و کمال کو بلایا مجھ کو بھی دعوت دی۔ میرا مقالہ جو پڑھا گیا انہوں نے بہت پسند کیا۔ اور چند خواص احباب میں میرا تو کو بھی لیا۔

میری کتاب گنج شریف اردو کا انہوں نے بہت اچھا پیش لفظ لکھا۔ میں جب کبھی لاہور جاتا تو ضرور قاضی صاحب سے ملاقات کیا کرتا جن میں سے تین ملاقاتیں ذیل کی تاریخوں میں ہوئیں۔ ۱۔ ۲۸ شوال ۱۳۸۸ھ ۵ ۔ ۲۔ ۳ محرم ۱۳۹۰ھ ۵ ۔ ۳۔ ۲۴ محرم ۱۳۹۱ھ ۵ وفات۔ نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ قاضی کوکب صاحب اپنے حالات کا مسودہ لکھ کر دینے کے بعد اڑتیس ۳۸ روز زندہ رہے۔ یونیورسٹی سے گھر جا رہے تھے کہ اچانک ایک ویگن نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا جس سے شدید زخمی ہو گئے۔ اور میو ہسپتال جا کر دم توڑ دیا۔ یہ عظیم سانحہ دیر دار ۹ صفر ۱۳۹۸ھ ۱۹ جنوری ۱۹۷۸ء کو پیش آیا۔ قاضی صاحب شہادت پا گئے۔ انا للہ۔

---

[1] مسودہ قاضی کوکب صاحب ۵ روزنامچہ شرافت ۱۵ مئی ۶۲ ۵ ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء ۵ ایضاً ۱۹۷۱ء شرافت

Marfat.com

۲۱۷۔ **عبدالواحد**۔ مولوی عبدالواحد اہلحدیث۔ گوجرانوالہ۔ ۲۹ صفر ۱۳۵۸ھ کو رندن چک ضلع گوجرانوالہ میں ملاقات ہوئی۔[1]

۲۱۸۔ **عطاء اللہ**۔ ڈاکٹر عطاء اللہ پروفیسر طبیہ کالج لاہور۔ ۷ محرم ۱۳۹۰ھ کو سانده کلاں لاہور میں۔ بخانہ فرزندم سید سعید الظفر نوشاہی میری ملاقات کے واسطے آئے۔[2]

۲۱۹۔ **عطاء اللہ**۔ مولوی سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ ناگرپاں۔ گجرات صاحب صلم و تفضل تھے۔ تقریر بڑی شستہ کرتے۔ جو لوگ سنتے مسحور ہو جاتے حدیث شریف وان من البیان لسحرًا کے مصداق تھے۔ مجلس احرار کے رکن تھے مرزائیت کی بیخ کنی کرتے۔ میں نے ۲۱ شعبان ۱۳۵۵ھ ۷ نومبر ۱۹۳۶ء کو موضع ڈنگہ ضلع گجرات میں ایک جلسہ پر ان کو دیکھا تھا۔ انہوں نے دوران وعظ میں کہا تھا کہ میں چکی پیس کر روٹیاں پکانے والی ماں کا بیٹا ہوں۔ نیز بتایا تھا کہ میں نے شہر اجودھیا میں حضرت شیث علیہ السلام کا مزار دیکھا ہے[3] ان کی بیعت حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی رح سے تھی۔ مگر جب وہ بیعت سے متاثر ہوئے تو ان کی بیعت سے منحرف ہو گئے ۸ ربیع اول ۱۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ ملتان میں سپرد خاک ہوئے۔

۲۲۰۔ **عطاء الٰہی**۔ میاں عطاء الٰہی امام مسجد دھب چیمہ۔ ضلع گوجرانوالہ ۱۳۴۱ھ میں جب میں فن کتابت عادلگڑھ سے سیکھنے کے لئے وہاں گیا۔ تو میری رہائش دھب میں بخانہ میاں احمد یار ولد محمد بخش بن میاں علی محمد نجار رہی۔ روزانہ میاں عطاء الٰہی کی ملاقات مسجد میں ہوتی رہتی تھی۔ کتاب لطیف غزنوی تصنیف شیخ حبیب اللہ العباسی کا ایک خطی نسخہ ان کے پاس دیکھا تھا۔ یہ نسخہ چھتیس[36] ابواب

---

[1] روزنامچہ شرافت ۷ ص ۵۲ ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء ۳ سفینہ شرافت ۴۲ شرافت

تک تھا۔ آخری چار باب اس میں نہیں تھے۔ میانصاحب کی وفات کے بعد میں نے ایکبار ان کے بیٹے برکت علی سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ وہ نسخہ ہم سے مفقود ہو چکا ہے۔

۲۲۱۔ **عطاء الٰہی**۔ مولوی عطاء الٰہی ولد مولوی ابراہیم قریشی۔ امام مسجد ابوالفتح والی ضلع گوجرانوالہ۔ صاحبِ علم تھے۔ سہروردی سلسلہ میں شاہ بشیر احمد سوہدروی کے مرید تھے۔ میرے جدامجد حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی رح کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور اُن کے حالات کے راویوں میں سے تھے۔ اور میرے والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی رح کے مجلس نشین تھے۔ کئی بار میری ملاقات کے واسطے بھی آئے۔ کتاب اسرار قادر تصنیف مولوی محمد جان بن عبدالغفور قادری فاضلی کا ایک خطی نسخہ جو ان کے والد مولوی ابراہیم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا ان کے پاس تھا۔ میں نے اِن سے عاریۃً لے کر ۱۳۴۷ھ میں نقل کیا تھا۔

ایکمرتبہ مجھے زکام تھا۔ انہوں نے یہ طبی مقولہ بولا۔ علاج الزکام۔ قلۃ الطعام وکثرۃ الکلام۔ [زکام کا علاج ہے۔ کھانا تھوڑا اور باتیں زیادہ کرنا]

آخری چند سال ابوالفتح والی سے نقل مکانی کر کے قصبہ سوہدرہ کے متصل رچھاڑا میں رہے سوہدرہ میں انتقال کیا۔ اولاد نرینہ نہیں تھی۔

۲۲۲۔ **عطاء محمد**۔ مولوی عطاء محمد۔ ساکن الشر ضلع سیالکوٹ۔ یہ مولوی محمد مسعود کے بھائی تھے پیر سید شاہ نقشبندی چھورہ والے کے مرید تھے۔ کئی مرتبہ ان سے ملاقات ہوئی۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ کو بھڑی شاہ رحمان کے عرس پر بھی ملے۔[1] میری کتاب تعریف التواریخ کی پہلی جلد موسوم بہ تاریخ الاقطاب دیکھ کر بہت خوش اور متاثر ہوئے۔ سننے میں آیا ہے کہ کوٹھے سے گر کر وفات پائی۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۸۔ ص ۳۶۱۔ شرافت۔

Marfat.com

۲۲۳۔ **علم الدین**۔ پروفیسر علم الدین سالک۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل۔ سابق صدر شعبہ فارسی و وائس پرنسپل اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور۔ میں (شرافت) ایک مرتبہ ان کے ہاں گیا ملاقات کی۔ اور نوشاہی سلسلہ کی کتابوں کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ انہوں نے ۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء کو میں وفات پائی۔

۲۲۴۔ **علم الدین**۔ حافظ علم الدین قادری۔ رسول نگر ضلع گوجرانوالہ یہ مولوی غلام رسول قادری رسولنگری کے مرید و خلیفہ تھے۔ اسقدر جذب تھے کہ چالیس سال تک زمین پر بستر کر کے سوئے اور اپنے پیر خانہ کی طرف پشت نہیں کی ۱۳۵۷ھ میں سائیں حیاتیانوالہ سلیمانی رسولنگری فوت ہوئے تو ان کا جنازہ انہیں نے پڑھایا تھا۔ اُسوقت میں نے حافظ صاحب کی زیارت کی۔ سو سال سے زیادہ عمر کے تھے۔

۲۲۵۔ **علی اکبر**۔ ڈاکٹر سید علی اکبر جعفری ایرانی، مدیر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی۔ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں بمقام کرمان (ایران) پیدا ہوئے۔ تحصیل علوم برصغیر پاک و ہند میں کی۔ ان کا خصوصی میدان زبان شناسی۔ تاریخ۔ ایران و پاکستان شناسی۔ اور تقابل مذاہب ہے۔ فارسی ان کی مادری زبان ہے۔ اس کے علاوہ یہ عربی۔ بلوچی۔ گجراتی۔ سندھی۔ اردو۔ پنجابی۔ پشتو اور سرائیکی بھی روانی سے بولتے ہیں۔ ایران کی قدیم زبانیں اوستا اور پہلوی بھی سنسکرت کی طرح شستہ بولتے ہیں۔

۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء میں راولپنڈی میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان قائم ہوا تو یہ اس کے مدیر بنائے گئے۔ اور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۷ء تک اسی عہدے پر کام کرتے رہے اس دوران میں میری ان سے چند ملاقاتیں ہوئیں۔ اور مکاتبہ بھی ہوتا رہا۔

Marfat.com

یہ سلسلہ نوشاہیہ کی کتاب ثواقب المناقب تصنیف علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہی مرکز کی طرف سے چھاپنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مجھ سے تعلیقات لکھوائیں۔ میں نے ان کے ایما پر لکھ کر اس کا نام عواقب المعاقب رکھا۔ مگر ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں ان کا تبادلہ ایران میں ہو گیا۔ اب یہ واپس چلے گئے ہیں۔ اس کی طباعت وہیں رک گئی۔

تصانیف۔ ڈاکٹر جعفری صاحب کی مولفہ و مرتبہ مطبوعہ کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ دو تقویم از یک سال و در یک شہر ۲۔ تحقیقات فارسی در پاکستان ۳۔ ہفت ہات ۴۔ شش جہت از منشی روپ نرائن۔ غیر مطبوعہ ۵۔ آثار تاریخی پاکستان ۴ جلد ۶۔ سندیاں در ایران۔

۲۲۶۔ **علی**۔ مولوی علی الحائری شیعی لاہوری مجتہد پنجاب۔ میں نے دو مرتبہ لاہور میں ان کی تقریر سنی ایک مرتبہ میلاد حضرت علی المرتضیٰ رض کی تقریب پر۔ دوسری مرتبہ حضرت امام حسین رض کے چہلم کی تقریب پر۔ انہوں نے کرسی پر بیٹھ کر بڑا مسجع و مقفیٰ عربی خطبہ پڑھا۔ جب اشہد ان محمداً۔ اور اشہد ان علیاً پر پہنچے تو یہ دونو نام تعظیماً اٹھ کر پڑھے۔

۲۲۷۔ **علی محمد**۔ حضرت میاں علی محمد خاں چشتی نظامی بسی شریف والے والد کا نام محمد عمر خاں تھا۔ ۱۲۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا دین محمد بسی نو والے مولانا حکیم عبداللہ جگرانوی اور مولانا مرید احمد خاں سے تحصیل علوم کی۔ چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے اکابر مشایخ سے تھے۔ ۱۳۳۲ھ میں میاں محمد خاں کے وصال پر بسی شریف ریاست پٹیالہ میں سجادہ نشین ہوئے۔ [1] میں نے ۱۳۵۵ھ میں پاک پتن شریف کے عرس پر ان کی زیارت کی تھی۔ [2] تشکیل پاکستان کے وقت یہیں چلے آئے اور مستقل رہائش پاک پتن شریف میں اختیار کر لی۔ دور دور سے لوگ حاضر ہو کر مستفیض ہوتے تھے۔ ہمارے

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۸۱ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۳۔ ص ۳۴۔ شرافت

Marfat.com

محترم کرمفرما جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ان کے بھی مریدان اخلاصمند میں ہیں۔
میانصاحب کی وفات منگلوار ۱۵ محرم ۱۳۹۵ھ کو ہوئی [1] حلقہ درگاہ حضرت
گنج شکر۔ پاک پتن شریف میں دفن ہوئے ہیں نے ان کی وفات پر چند اشعار کا
قطعہ تاریخ لکھا تھا جو میری کتاب اعجاز التواریخ میں درج ہے۔
تصانیف ۱۔ راہِ فردا ۲۔ تفسیر سورۂ ن عرف میلاد نامہ ۔
۳۔ مکتوب در مسئلہ وحدت الوجود ۔

۲۲۸۔ **عمر**۔ حکیم میاں عمر الدین چشتی نظامی امام مسجد ونوٹیانوالی
چک ۳۹۔ ضلع شیخوپورہ۔ حضرت سید حیدر شاہ ولد جمعہ شاہ بخاری چشتی
نظامی جلالپوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ سلسلہ پیری مریدی بہت تھا۔ طب میں خاص
مہارت تھی۔ جب کبھی میرے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی
اور میرے والد صاحب اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی ان کے
گاؤں ونوٹیانوالی میں تشریف لے جاتے تو حکیم صاحب ضرور مجلس میں حاضر
ہوا کرتے۔ انہیں ایام میں میں نے بھی ان کو دیکھا ہے ان کا اکلوتا بیٹا میاں
شیخ احمد اور اس کے دو لڑکے محمد حسین اور کامل دین ان کی زندگی میں فوت
ہو گئے لہٰذا حکیم صاحب ۲۵ صفر ۱۳۵۲ھ کو لاولد فوت ہوئے۔

۲۲۹۔ **عمر**۔ سید عمر شاہ۔ ساکن لیدھر۔ متصل پھالیہ۔ گجرات
صاحب علم تھے۔ میں نے ایک مرتبہ پھالیہ میں ان کو دیکھا۔ انبیائے کرام کی شان پر
گفتگو کر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ دوسری صفات تو علاوہ پیغمبروں کے
عوام مسلمہ بھی دوسرے لوگوں سے الگ اور افضل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم سے
ثابت ہے۔

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۸۵۔ شرافت

Marfat.com

حس باصرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار الٰہی ہوا لقد رای من آیت ربہ الکبریٰ (۵۳/۱۸)

حس سامعہ۔ حضرت سلیمان ع نے چیونٹی کی آواز سنی۔ فتبسم ضاحکا من قولھا (۲۷/۱۹)

حس شامہ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں یوسف کی خوشبو سونگھ لی۔ انی لاجد ریح یوسف (۱۲/۹۴)

حس لامسہ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی انگلیوں میں لوہا نرم ہوگیا۔ والنا لہ الحدید (۳۴/۱۰)

حس ذائقہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسری عورتوں کا دودھ نہ پیا۔ اور اپنی والدہ کا دودھ پہچان لیا۔ وحرمنا علیہ المراضع من قبل (۲۸/۱۲)

پیر عمر شاہ آخر عمر میں شیعہ ہو گئے۔

۲۳۰۔ عمر۔ مناظر اسلام۔ مولانا محمد عمر نقشبندی۔ اچھرہ۔ لاہور۔ والد کا نام مولوی محمد امین ولد حاجی عبد المالک قریشی تھا۔ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں موضع شیرو کا ہنا نزد قصور میں پیدا ہوئے۔ نامور اساتذہ سے صرف۔ نحو۔ اصول۔ منطق اور معقولات کی کتابیں پڑھیں۔ صحاح ستہ کا مطالعہ کیا۔ مدرسہ رحمانیہ دہلی میں حدیث کی تحصیل کی۔ مولوی عبد اللہ روپڑی اہلحدیث سے سند حاصل کی اس کے بعد مولانا احمد علی میرٹھی سے دوبارہ حدیث کا درس لیا[1] ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء سے مستقل طور پر لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ بیعت طریقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح سے تھی اپنے عہد میں بہت بڑے مناظر تھے۔ وہابیوں۔ دیوبندیوں۔ شیعوں۔ مرزائیوں سے بہت مناظرے کئے اور ان پر فتح حاصل کرتے رہے۔ مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش میں سولہ ۱۶ سال تک خطابت کے فرائض انجام دیئے۔[2]

میں نے (شرافت نے) ان کو قصبہ گکھڑ چیمہ میں ایک جلسہ پر دیکھا تھا اور تقریر سنی۔ ہر ایک مسئلہ کی دلیل قرآن کریم سے دیتے تھے۔ دوران وعظ میں کہا کہ شیطان اولیاء اللہ کے مزارات پر نہیں آتا اور مسجدوں میں آجاتا ہے دلیل یہ دی کہ شیطان نے خود کہا ہے کہ

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۴۹۸ [2] ماہنامہ عرفات لاہور نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء ص ۳ شرافت

Marfat.com

لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین [میں سب لوگوں کو گمراہ کروں گا مگر اے خدا تیرے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکوں گا] اور حق تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ان عبادی لیس لک علیہم سلطان [میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہ ہو سکے گا] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان اولیاء اللہ کے پاس نہیں آسکتا اور نہیں آتا۔ اور حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ نماز میں صفیں بنانے میں آپس میں وقفہ نہ رکھا کرو اگر وقفہ ہو تو بیچ میں شیطان کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیطان مسجدوں میں مولویوں کے پاس چلا جاتا ہے۔

مولانا محمد عمر کی وفات ۹ ذیقعد ۱۳۹۱ھ کو ہوئی[1] میں نے ان کا قطعہ تاریخ وفات لکھا جو تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۴۹۹ پر تحریر ہے۔ نیز اعجاز التواریخ میں بھی درج ہے۔

تصنیفات۔ ۱۔ مقیاس اسلام ۲۔ مقیاس توحید ۳۔ مقیاس نبوت ۴۔ مقیاس خلافت ۵۔ مقیاس حنفیت ۶۔ مقیاس وہابیت ۷۔ مقیاس نور ۸۔ مقیاس حیات۔ ۹۔ مقیاس میلاد ۱۰۔ مقیاس صلوٰۃ ۱۱۔ مقیاس مناظرہ۔ اور ایک ماہنامہ المقیاس نام بھی جاری کیا تھا۔

۲۳۱۔ عمر۔ صاحبزادہ پیر محمد عمر نقشبندی۔ بیربل۔ ضلع سرگودھا۔ خواجہ غلام مرتضیٰ بیربلوی خلیفہ مولانا غلام محی الدین قصوری کے پوتے۔ اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ میں نے ۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ کو شرقپور میں میاں صاحب کے عرس پر ان کو دیکھا تھا۔ انہوں نے ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ ۲۶ اگست ۱۹۶۷ء کو وفات پائی۔ میں نے یہ تاریخ نکالی وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۱۹ ۶۷ کتاب انقلاب الحقیقۃ ان کی تصنیف ہے۔

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۳۸۳۔ حاشیہ شرافت

Marfat.com

۲۳۲۔ عنایت اللہ۔ مولوی حافظ عنایت اللہ اثری۔ صدر انجمن اہل حدیث گجرات۔ ان کے آباد اجداد خیاطت پیشہ تھے۔ یہ مولوی عمر الدین وزیر آبادی کے شاگرد ہیں۔ وہ حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی کے شاگرد تھے۔ حافظ صاحب معجزات انبیاء کے منکر ہیں۔ تاویلات کر کے ان کا کوئی اور مطلب بیان کرتے ہیں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کے منکر ہیں۔ اس مسئلہ پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ میری ان کے ساتھ اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ بالخصوص جدید کتابخانہ گجرات میں ملتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان سے ۲۴ رجب ۱۳۷۹ھ کو ملاقات ہوئی [1] ایک مرتبہ ۲ رجب ۱۳۹۰ھ کو بھی ملے [2] ایک مرتبہ میری کتاب شریف التواریخ دیکھی تو بڑے خوش ہوئے۔ صوفیائے کرام کے حالات دیکھ کر کہا کہ اسلام کو بڑا پھل لگا ہے جس فن میں دیکھیں کوئی شمار نہیں مفسرین۔ محدثین۔ فقہا صوفیا۔ شعرا۔ ادبا وغیرہ۔ پھر کہا کہ قرآن مجید کے پڑھنے اور سمجھنے میں مولویوں اور صوفیوں میں یہ فرق ہے۔ کہ مولوی لوگ دریا سے تیر کر پار کنارے لگ جاتے ہیں اور جان سلامت لے جاتے ہیں۔ لیکن صوفیائے کرام دریا میں غوطہ لگا کر کچھ جواہرات بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔

حافظ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے شریف التواریخ کی پہلی جلد کتنے عرصہ میں تالیف کی ہے میں نے کہا دس سال کے عرصہ میں۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ کو علم تھا کہ میں نے دس سال زندہ رہنا ہے اتنا طویل کام شروع کر دوں۔ میں نے کہا ہاں۔ ہم اولیاء اللہ کے ہم مشرب ہیں۔ جن کو خدا نے علم لدنی دیا ہوتا ہے حافظ صاحب سن کر ہنس پڑے۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۳۔ ص ۴ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

ایکمرتبہ میں حافظ صاحب کی مسجد میں گیا چار مولوی اہلحدیث اِن کے پاس بیٹھے تھے۔ اِنہوں نے مجھ کو کہا کہ میں آپ کے نواح ٹھٹھہ عالیہ میں گیا تھا۔ مجھے خیال ہوا کہ آپ کے پاس ساہنی پال میں آؤں۔ پھر خیال آیا کہ شائد آپ سفر میں ہوں۔ اس لئے واپس چلا آیا۔ میں نے پوچھا آپ کن ایام میں وہاں گئے تھے۔ (یہاں تک تو بات سوا اتفاقی تھی۔ آگے حافظ صاحب نے (از راہ خوشطبعی بات کو اعتقادی رنگ دے دیا) کہا کہ آپ تو پیر ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا کہ پیروں کو تو علم ہوتا ہے۔ پھر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ کبھی پوچھنا پڑ ہی جاتا ہے کہ وما تلک بیمینک یموسیٰ (تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ)۔ حافظ صاحب یہ جواب سن کر خوب ہنسے دوسرے مولویوں نے پوچھا کہ آپ کیوں ہنسے ہیں؟ کہا کہ پیر صاحب نے یہ نہیں کہا کہ ہم کو علم نہیں تھا۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ باوجود علم ہونے کے بھی پوچھا جا سکتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے علام الغیوب ہوتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ حافظ صاحب ۱۳۹۸ھ میں موجود تھے۔ (متوفی ۲۷ اگست ۱۹۸۰ء)

تصنیفات۔ حافظ صاحب کثیر التصانیف ہیں۔ دو سو ۲۰۰ سے زائد کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں۔ ذیل انجملہ بعض کے یہ نام ہیں۔

۱۔ تفسیر آیات للسائلین۔ قرآنی آیات سے تفسیر پہلی منزل کی ہے ۲۔ تسفیر الغبس فی تفسیر سورۃ عبس ۳۔ ارسال الصحیفہ الی من یرید ان ینظر فی سوانح الامام ابی حنیفہ یہ امام اعظم کے رد میں ہے ۴۔ عیون الرزم فی میلاد عیسیٰ ابن مریم۔ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے ۵۔ محیط اعظم ۶۔ الاثم المستولد من احتفال المولد میلاد نبوی کے عدم جواز میں ۷۔ کشف الحجاب فضائیل فی اہل الصدق والصواب ۸۔ البیان المستطاب فیما فی التشہد من الدعاء والخطاب ۹۔ عدوان المفتی فی رمیہ مسلما بکفر فالیہ یرجع ما بہ یفتی ۱۰۔ [illegible]

Marfat.com

۱۱۔ احسن البیان فی ما فی صلوٰۃ القرآن ۱۲۔ احقاق الحق بامحاق المفتلق ۱۳۔ تحقیق الحق بتمحیق المختلق ۱۴۔ کیل الموفی لمن یکتال علیہ معنی التوفی ۱۵۔ صحیفۃ المتقبی الی خلیفۃ المتنبی ۱۶۔ احکام القطبیہ لاحکام الخطبیہ ۱۷۔ الاہتداء بآی السلام فی الاقتداء بآی الامام ۔ اعنی انذار المؤمنین اکفار المسلمین ۱۸۔ لواء الاسلام لمکارم الاسلام ۔ غیر منقوط عبارت میں ہے ۱۹۔ نعم الوکیل ۔ کتاب العنایہ الی جناب العنایہ ۲۰ قطع الوتین من تبشیر الدین ۲۱۔ نادان و دانشمند ۲۲۔ خذوا عنا ۔ اربعین حدیثا فیمن لیس منا ۔ ۲۳۔ نظم القلادۃ من اربعین حدیثا فیمن خرج من ذنوبہ مثل یوم الولادۃ ۲۴۔ قلادۃ النحر من ثلاثین حدیثا فیمن غفرت لہ ذنوبہ ولو کانت مثل زبد البحر ۲۵۔ اوساق الاثمار من عشرین حدیثا فیمن سقطت ذنوبہ کما تسقط اوراق الاشجار ۲۶۔ جمع البراہین لرفع الصوت بآمین ۲۷۔ اکمال الزینہ لناظر الزینہ ۔ ۲۸۔ القضایا النقایا فی العطایا البقایا ۲۹۔ القول المختار فی ما ورد فی النبی المختار عرف ۔ ذب الاذیۃ من وجوہ الاجمہ ۔ ۳۰۔ البیان المختار فیما فی انباء الرسل الاخیار ۳۱۔ زینۃ الصلوٰۃ برفع الیدین فی اثناء الصلوٰۃ ۳۲۔ القول المحمود فی صلوٰۃ ابن مسعود ۳۳۔ التحقیق المکمل فی ترجمۃ مختصر المؤمل ۔ ۳۴۔ حصول تیسیر البیان علی اصول تفسیر القرآن ۳۵۔ ایقاظ النیام بقراءۃ الفاتحۃ خلف الامام ۳۶۔ الاتعاظ بما فی الایقاظ ۳۷۔ تحفہ نظامت ۳۸۔ قرع الاذنین بشرع الاذانین ۳۸۔ خوان التذنوب من اربعین حدیثا لمن غفر لہ ما تقدم من الذنوب ۳۹۔ جمع الحسنات فی اربع عشرات ۴۰۔ الاجر الدائم للصائم والقائم ۔ ۴۱۔ الخیر الجاری للسامع والقاری ۴۲۔ نماز نبوی ۴۳۔ تحفہ قادیان ۔ ۴۴۔ اخلاق محمدی اور آئینہ مرزا ۴۵۔ میزان ابجد اور آئینہ مرزا ۴۶۔ الدلیل الجلی علی اثبات الوحی الخفی ۔

ان میں سے اکثر کتابیں حضرت شرافت کے کتب خانہ میں موجود ہیں ۔ عارف

Marfat.com

۲۳۳۔ عنایت اللہ۔ مولانا محمد عنایت اللہ ولد مولوی محمد عبداللہ کوٹ وارث۔ متصل گکھڑ چیمہ۔ ضلع گوجرانوالہ۔ متولد ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ یہ بڑے فاضل اور خوشنویس ہیں۔ خط نسخ و نستعلیق میں کامل مہارت رکھتے ہیں۔ دیوبندی مکتبہ فکر سے متعلق ہیں۔ غیر شرع فقیروں پر عتاب کرتے ہیں۔ ۱۳۴۱ھ/۱۳۴۲ میں جب میں کتابت سیکھنے کے لئے عادل گڑھ رہا تھا تو ان دنوں میں مولانا سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ انہوں نے میرے رسالہ لطائف علمیہ کا پیش لفظ لکھا تھا۔ جو میرے استاد مکرم مولانا محمد حسین مالک مبارک کمپنی وسن پورہ لاہور نے چھپوا کر شائع کیا تھا۔ مولانا ۱۳۹۸ھ میں موجود ہیں۔

۲۳۴۔ عین الحق۔ مسٹر عین الحق فرید کوٹی ہاؤس ۲۴/۲۳ گنج مغلپورہ لاہور ان سے میری پہلی ملاقات ۷ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ [۲۱ مارچ ۱۹۷۵ء] کو لاہور۔ شالامار ٹاؤن میں بخانہ فرزندم سید سعید الظفر نوشاہی ہوئی۔ ان دنوں وہ پاکستان کی علاقائی زبانوں پر کام کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں میری کتب سے پنجابی شعرا کے احوال و آثار دیکھے۔ میری کتاب شریف التواریخ بھی ملاحظہ کی جس پر یوں اظہار رائے کیا۔

"مجھے حضرت سید شریف احمد صاحب شرافت نوشاہی کی گرانقدر اور ضخیم تصنیف شریف التواریخ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس کے مطالعہ سے صاحب تصنیف کے تبحر علمی اور اپنے موضوع سے دلی لگن کا ثبوت ملتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ تاریخ سلسلہ نوشاہیہ کے بارے میں ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اس تصنیف میں حق تصنیف ادا کر دیا ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ تاریخ ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے لیکن آپ نے کسی جگہ بغیر حوالہ کے بات نہیں کی۔ اور اس چلا چلی اور بھاگم بھاگ زمانے میں یہ غنیمت ہے۔ یہ پاکستانی ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہے ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔" (آئینہ ایام روزنامچہ عارف ۲۱ مارچ ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

غ

۲۳۵۔ غلام احمد۔ حافظ غلام احمد۔ سوہاوہ متصل منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات۔ میں نے ایک مرتبہ ان کو دیکھا ہے۔ ۱۵ شعبان ۱۳۶۸ھ کو وفات پائی

۲۳۶۔ غلام احمد۔ میاں غلام احمد ولد میاں غلام فرید قوم وٹو امام مسجد پانڈو کے تو ضلع گوجرانوالہ۔ یہ خوش آواز اور شاعر تھے میرے جد امجد حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی رح اور میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی رح کی مجلسوں سے فیض پایا تھا۔ کچھ عرصہ کوٹ پیرا میں رہے۔ پھر چک ۱۸ متصل وہاڑی ضلع ملتان میں چلے گئے۔ چند سال گزرے ہیں وہیں انتقال کیا۔ میرے بھی محب والا قدر تھے بہت مرتبہ آپس میں ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کو پانڈو کی میں بھی ملے تھے[۲] پنجابی کے بہترین شاعر تھے۔ ۱۔ قصہ وہڑکی ۲۔ قصہ کانگ ۳۔ قصہ دکھیاں ۴۔ کافی ہائے حضرت نوشہ صاحب رح ان کی تصانیف ہیں۔

۲۳۷۔ غلام احمد۔ مولوی غلام احمد ساکن سوہیہ۔ مدرس اسلامیہ سکول ڈنگہ ضلع گجرات۔ میری ملاقات ان سے ۲۹ صفر ۱۳۷۲ھ کو ہوئی[۳] بسمات سردار بی بی زوجہ جلال شیخ کا ساکن سوہیہ بیان کرتی ہے کہ میں نے اپنے استاد مولوی غلام احمد سے پوچھا کہ میں بیعت ہونا چاہتی ہوں۔ کس سے بیعت کروں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میری نظر میں اس کے قابل صرف سید شرافت نوشاہی ہیں۔ چنانچہ میں ان کے کہنے پر ان کی بیعت ہوئی

۲۳۸۔ غلام احمد۔ خان غلام احمد خان پٹھان۔ نے پاسک بافی گجرات میں عوامی لیگ کے جلسہ پر ۹ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو تقریر کی اور میں نے سنی[۴]

---

[۱] گنجینہ شرافت ص ۱۰۲ [۲] روزنامچہ شرافت نمبر ۲ ص ۲۹ [۳] ایضاً نمبر ۱ ص ۶۵ [۴] ایضاً ص ۱۰۱

Marfat.com

۲۳۹۔ **غلام احمد**۔ مولوی غلام احمد اختر۔ اوچ گیلانی۔ ریاست بہاولپور ۱۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم دینی پڑھے۔ خواجہ غلام فرید چشتی نظامی چاچڑاں والے کے مرید ہوئے۔ جب مولانا رکن الدین نے خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات بنام مقابیس المجالس المعروف اشارات فریدی جمع کئے۔ تو مولوی غلام احمد اختر بھی ان کے ممد و معاون تھے۔ اس کتاب میں کئی جگہ ان کا نام آتا ہے۔ مقام فنافی الشیخ تک پہنچے ہوئے تھے۔ کہ ان کا مزاج پلٹ گیا۔ اور خواجہ صاحب کو چھوڑ کر قادیانی مرزائی مذہب اختیار کر لیا۔ میں جب اوچ شریف میں وارد ہوا تو مجھے دربار گیلانی میں حضرت سید مبارک حقانی رح کے مزار کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ کئی دن میں تلاش میں رہے۔ مولویوں خلیفوں معمروں۔ بہیروں سے پوچھا مگر کسی کو معلوم نہیں تھا۔ آخر کسی کے بتانے پر میں ۹ مرزی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو مولوی صاحب کے مکان پر گیا۔ بڑی محبت اور اخلاق سے پیش آئے۔ میں نے مزار مبارک کا پتہ پوچھا تو انہوں نے الماری سے ایک کتاب موسوم بنام تاریخی "نتائج الاخبار" ۱۲۹۹ھ فارسی قلمی تصنیف مولانا خلیفہ محمد ادریس بن حافظ محمد مسعود اوچی رح نکالی۔ اس میں مزارات محل شریف گیلانیہ کا نقشہ بنا ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ مخدوم سید محمد غوث الحسنی رح کے مزار مبارک سے شرقی جانب ان کے بڑے فرزند سید عبد القادر ثانی کی قبر ہے۔ اور اس سے دو قبریں مشرقی چھوڑ کر تیسری قبر حضرت سید مبارک حقانی رح کی ہے۔ اس کے علاوہ مولوی صاحب نے تاریخ اوچ لکھی تھی جو خوشخط قلمی موجود تھی۔ اس میں سے میں نے مخادیم گیلانیہ کے حالات نقل کر لئے۔ اگرچہ ان کے نابینا بیٹے غلام رسول نے کہا کہ آپ قلمی کتاب سے کیوں استفادہ کرنے دیتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے فراخدلی سے مجھے مستفید ہونے کا موقع دیا۔ [1]

---

[1] حدائق الانوار ص ۴۴۳ شرافت۔

Marfat.com

اس کے علاوہ میں نے مولویصاحب کا کتب خانہ ملاحظہ کیا جس میں صافی شرح اصول کافی دیکھی جو علامہ خلیل قزوینی شیعی کی تصنیف ہے اس میں لکھا تھا کہ امام علی نقی رح کا ایک بیٹا جعفر نامی تھا جو اپنے بھائی امام حسن عسکری رح کی امامت کا منکر تھا۔ لہذا شیعہ لوگ اس کو جعفر کذاب لکھتے ہیں۔ مولویصاحب نے بتایا کہ بخاری اور بھاکری سادات اسی جعفر کذاب کی اولاد ہیں۔

مولویصاحب نے کہا کہ حضرت مخدوم سید محمد غوث الحسنی کے بیٹوں میں سے جو سید مبارک حقانی رح تھے، وہ خالص فقیر تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کو اُن کے معاصرین امام العصر کہا کرتے تھے۔

مولوی غلام احمد اختر نے ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں وفات پائی۔ [1]

۲۴۰۔ غلام اللہ۔ میاں غلام اللہ نقشبندی۔ شرقپور شریف۔ شیخوپورہ۔ والد صاحب کا نام میاں عزیز الدین تھا۔ ۱۳۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک پاس کیا علم طب میں حکیم حاذق ہوئے۔ کچھ عرصہ میونسپل کمیٹی میں بطور سیکرٹری ملازمت کی [2] اپنے بڑے بھائی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح کے مرید تھے۔ ان کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ میں نے (شرافت نے) ایک مرتبہ ان کو عرس شریف کے موقعہ پر شرقپور میں دیکھا تھا۔ بلند قامت، سیاہ ریش تھے۔ بدھوار ۷ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ کو وفات پائی [3] ان کے دو لڑکے میاں غلام احمد اور میاں جمیل احمد موجود ہیں۔

۲۴۱۔ غلام جیلانی۔ مخدوم غلام جیلانی۔ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ اکثر مرتبہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر لاہور میں ان سے ملاقات ہوتی رہتی ہے ایک ملاقات ۳ محرم ۱۳۹۰ھ کو ہوئی۔ [4] علماء و فضلاء پر اکثر نکتہ چینی کرنا ان کا شیوہ ہے

---

[1] سہ ماہی العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۷۱ء ص ۳۱ [2] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۲۹۶

[3] ایضاً ص ۲۹۸ [4] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

۲۴۲۔ **غلام حسن**۔ حاجی میاں غلام حسن چشتی نظامی۔ پکہ ڈلہ شیخوپورہ ۸ محرم ۱۳۵۹ھ کو دایانوالی چک ۲۷ میں آکر مجھ کو ملے۔[1] ان کے بیٹے محمد اقبال منظور احمد اور بشیر احمد میرے مریدوں سے ہیں۔ میاں غلام حسن جمعرات ۱۴ شعبان ۱۳۸۲ھ کو فوت ہوئے

۲۴۳۔ **غلام حسین**۔ میاں غلام حسین شاعر۔ کیدیانوالہ۔ گوجرانوالہ یہ کیدیانوالہ کے علما خاندان سے تھے۔ پنجابی کے بہترین شاعر تھے۔ ہفت روزہ اخبار المنیر پہلے جھنگ سے جاری رکھا۔ پھر لاہور میں جاری کیا۔ کچھ عرصہ ۱۳۴۳ھ میں میں نے بھی اس کی کتابت کی۔ ان کا لڑکا نوجوان غلام رسول نام ان ایام میں فوت ہو گیا، تو اس کے صدمہ میں اخبار نکالنا ترک کر دیا۔ اور خود بھی چند سال بعد فوت ہو گئے۔ ان کا قد دراز رنگ چٹا گورا۔ داڑھی سفید مقرض۔ مسندی لگاتے تھے۔

تصانیف۔ ۱۔ مسلمان میم ۲۔ قصہ مسن دیل ۳۔ میانیاں گلیاں

۲۴۴۔ **غلام حسین**۔ مولانا غلام حسین ولد مولوی ابراہیم نقشبندی سیتھل۔ ضلع گجرات۔ سلسلہ طریقت ان کا بلڈ شریف والے خاندان سے ملتا تھا۔ متعدد مرتبہ ان کی زیارت ہوئی۔ گاہ بگاہ ہمارے ہاں سامن پال میں بھی تشریف لایا کرتے ان کا کتب خانہ میں نے ملاحظہ کیا۔ مولانا صاحب کشف تھے۔ کہتے تھے کہ حضرت نوشہ گنج بخش رح کے مزار پر ایک نورانی بچہ ہر وقت برہنہ رہتی ہے اور مثل گنبد کے مجھ کو نظر آتی ہے۔ اور کہتے تھے کہ حضرت نوشہ صاحب کی اولاد سے اگر کسی شخص کو میں دیکھوں تو پہچان لیتا ہوں۔ میں نے پوچھا کیسے؟ کہا کہ ان کے سروں پر ایک فٹ بلند مجھے نوشاہ عالیجاہ کا نور مشہود ہوتا ہے۔ ۱۳۵۰ھ میں وفات پائی۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۸۔ ص ۴۵۔ [2] گنجینہ شرافت (بیاض) ص ۵۳ شرافت

Marfat.com

۲۴۵۔ غلام حیدر۔ سائیں غلام حیدر ولد دیوان علی مجاور دربار بابا مستان شاہ مداری۔ سودھرہ۔ گوجرانوالہ۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو سودھرہ میں ملاقات ہوئی۔ [1]

۲۴۶۔ غلام دستگیر۔ مولانا پیر غلام دستگیر نامی قریشی لاہوری والد صاحب کا نام پیر حامد شاہ م ۱۳۱۲ھ تھا جو رتہ پیراں ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔ اور شیخ عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی لاہوری م ۹۱۰ھ کی اولاد سے تھے۔ پیر نامی ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ صاحب علم و فضل تھے۔ اپنی سکونت لاہور۔ اندرون اکبری دروازہ۔ چوک نواب صاحب۔ محلہ چلہ بیبیاں میں رکھی تھی۔ ان کے مکان کے ایک حصہ میں سید احمد نوخفتہ ترمذی کا مزار تھا۔ پیر صاحب بڑے مورخ، محقق اور تاریخگو تھے بیری (شرافت کی) کئی مرتبہ ان سے ملاقات ہوئی۔ ۱۵ شوال ۱۳۷۵ھ کو میں ان کے دولتخانہ پر گیا۔ انہوں نے میری کتاب شریف التواریخ پر بہترین تقریظ لکھی۔ اور قطعہ تاریخ تصنیف بھی لکھا۔ اور مجھ سے اپنی کتاب بزرگان لاہور کے لئے نوشاہی اولیائے لاہور کے حالات لئے۔ [2] میرے رسالہ کشف الحقائق کی بھی تقریظ لکھی۔

پیر نامی ۷ رجب ۱۳۸۱ھ میں فوت ہوئے اور اپنے آباواجداد کے پاس موضع رتہ پیراں میں دفن ہوئے۔ [3] ان کا قطعہ تاریخ وفات میں نے لکھا جو اعجاز التواریخ میں درج ہے اور تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۳۱۴ میں شایع ہو چکا ہے۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۹۔ ص ۱۲۱ [2] یہ کتاب بزرگان لاہور پیر نامی کی وفات کے بعد پیر معصوم نوری کتب خانہ والے نے چھپوائی۔ انہوں نے میرا مسودہ نوشاہی بزرگوں والا کتاب سے خارج کر کے ضائع کر دیا۔ [3] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۲۔ ص ۵ [4] خزینۃ العلوم ص ۲۴۹۔ شرافت

Marfat.com

تصنیفات ۔ پیر نامی صاحب کی تصانیف ڈیڑھ سو کے قریب ہیں ۔ چند نام یہ ہیں
۱۔ تاریخ مدینہ ۔ ۲۔ تاریخ جلیلہ ۳۔ تاریخ نجدیہ یعنی حقیقتِ وہابیہ
۴۔ نسب نامہ رسول انام و صحابہ کرام ۵۔ صدیق اور فاروق مستشرقین کی نظر میں
۶۔ رسالہ شیر و شکر ۷۔ بزرگانِ لاہور ۸۔ تعلیم الاخلاق ۹۔ اسلامی قانونِ
وراثت ۔ اکثر بزرگوں کی مختصر سوانحعمریاں لکھی ہیں۔

۲۴۷۔ غلام دین ۔ مولانا غلام دین خطیب جامع مسجد شیڈ لاہور۔
یہ موضع چکوڑا مضافات کنجاہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ کنجاہ کے ہائی سکول
میں تعلیم پائی ۔ مولانا عبداللہ سلیمانی کنجاہی رح سے تلمذ کیا۔ پھر دارالعلوم حزب
الاحناف لاہور میں تعلیم حاصل کی ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء میں سند فضیلت پائی۔ علامہ
ابوالبرکات سید احمد لاہوری سے بھی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ انجن شیڈ لاہور
میں مسجد تعمیر کرائی اور خطابت کرتے رہے۔ میں نے (شرافت نے) ایک جلسہ پر ان کو
دیکھا تھا اور تقریر سنی تھی۔ واعظ خوش بیان اور سراپا اخلاص و استقلال تھے۔
۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں وفات پائی۔ اُسی مسجد میں دفن ہوئے۔ مزار پر چھوٹا سا گنبد بنایا گیا ہے
میں نے ان کی وفات کا قطعہ تاریخ لکھا جو کتاب اعجاز التواریخ میں درج اور ماہنامہ
ضیائے حرم لاہور رمضان ۱۳۹۰ھ / نومبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا ہے۔

۲۴۸۔ غلام رسول ۔ استاذ الکل مولانا غلام رسول مدرس دارالعلوم انہے
تحصیل پھالیہ ضلع گجرات ۔ قوم زمیندار رانجھا سے تھے۔ علوم معقول و منقول میں
فارغ التحصیل ۔ دارالعلوم دیوبند سے سند یافتہ تھے۔ اپنے گاؤں موضع انہے میں
درس جاری کیا۔ ممالک و امصار بعیدہ سے طلبا آکر علم حاصل کرتے تھے پنجاب
ہندوستان ۔ چھچھ ۔ ہزارہ ۔ خراسان ۔ قندھار ۔ افغانستان اور کشمیر کے طلبا
آکر پڑھتے تھے۔ اسی مرتبہ قطبی پڑھائی۔ ان کو اپنے وقت میں استاذ الکل

Marfat.com

کہا جاتا تھا۔ میں نے ۱۳۴۸ھ میں ان کو ڈھوک کاسب ضلع گجرات میں ایک تبلیغی جلسہ پر دیکھا تھا۔ بالکل سادہ لباس اور جاٹوں جیسی صورت تھی۔ انہوں نے ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم کا ترجمہ و تفسیر اپنے وعظ میں بیان کی۔ زلزلہ کا ترجمہ اپنے علاقہ بار کی زبان میں "بھنجب" کیا۔ قاضی محمد اکرم قطبی بلتانی اور حاجی حافظ الہ داد ڈسپنسری وغیرہ علماء جب تقریر پر کھڑے ہوتے تو مولانا غلام رسول سے خائف ہوتے اور برملا کہتے کہ ہم کو ایسی برگزیدہ فاضل ہستی کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں پڑتی۔

مولانا غلام رسول کی وفات ۱۳۵۲ھ میں ہوئی۔ [1]

۲۴۹۔ **غلام رسول**۔ مولانا غلام رسول بہاولپوری خطیب جامع مسجد گیلانیہ اچ متبرکہ گیلانی۔ ریاست بہاولپور۔ یہ مولانا محلہ نوابان شہر بہاولپور کے باشندہ تھے کچھ عرصہ اچ شریف میں رہے۔ مسجد گیلانیہ کی خطابت کرتے۔ مخدوم سید شمس الدین ثانی گیلانی سجادہ نشین دربار غوثیہ قادریہ کے اتالیق تھے۔ میری پہلی ملاقات ان سے ۵ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ کو اچ میں ہوئی۔ [2] ۱۲ محرم سنہ مذکور کو میں نے ان کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی۔ ان کی پوری تقریر میں نے تحریر کر لی جو میری کتاب حدائق الانوار قلمی کے صفحہ ۲۷۷ سے صفحہ ۳۰۲ تک درج ہے۔ ان کے پاس میں نے کتاب اکمال الکلام فی مآثر الکرام الملقب اصح التواریخ دیکھی تھی جو سید آل رسول محمد میاں قادری برکاتی قاسمی سجادہ نشین مارہرہ کی تصنیف تھی۔ مولانا غلام رسول کی بیعت طریقت حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے تھی۔

۲۵۰۔ **غلام رسول**۔ مولوی غلام رسول مخدوم چشتی نظامی امام مسجد چھنی لک مضافات ساہن پال شریف۔ والد کا نام میاں تاج الدین بن میاں شرف الدین بن میاں نور محمد تھا۔ جو مخدوم عثمان، لنگر مخدوم والے کی اولاد سے تھے۔ ان کے باپ دادا موضع علاؤ الدین کے چٹھہ کلاں ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ مولوی صاحب ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں وہیں پیدا ہوئے

---

[1] عیون التواریخ [2] حدائق الانوار ص ۲۰۹ شرافت۔

Marfat.com

ابتدائی تعلیم کریام دنام حق مولوی غلام احمد خطیب جامع مسجد شیخاں علی پور چٹھہ۔ گوجرانوالہ رہیں۔ بعد ازاں دلاور چیمہ سے پند نامہ شیخ عطار پڑھا۔ پھر لاہور، محلہ صادھواں میں پیر عبدالغفار شاہ کشمیری سے قرآن کریم معہ ترجمہ کے پڑھا۔ پھر موضع چھنی لک میں مسجد کے امام مقرر ہوئے اور تاحال اسی خدمتِ مسجد کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں حضرت سید پیر مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی رح کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تین مرتبہ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری رح کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ تونسوی رح کی خدمت اقدس میں آتے رہتے تھے۔ میرے (شرافت کے) ساتھ بھی بہت محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ ہمارے ختموں، عرسوں پر بھی شامل ہوتے رہتے ہیں۔ آگے پیچھے بھی آکر ملتے رہتے ہیں۔ عملیات میں بھی خاص دسترس رکھتے ہیں۔ نقش مثلث۔ مربع۔ مخمس۔ مسدس۔ مسبع۔ مثمن پُر کرنے کے کئی طریقے ان کو یاد ہیں۔ مولوی صاحب متدین۔ نیک شعار۔ خوب اخلاق والے ہیں۔ ان کا کتب خانہ بھی میں نے ملاحظہ کیا ہے۔ اس میں دو کتابیں نایاب تھیں: جواہر الاولیا خطی از سید باقر بن عثمان بخاری ۲۰۔ بیاض عملیات میاں دوا تونگر سہروردی۔ جواہر الاولیا، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی والوں نے ان سے خرید کر بڑی آب و تاب سے شائع کر دی ہے۔ راجہ غلام سرور پی۔ ایچ۔ ڈی نے اس کو مرتب کیا ہے اور اس پر محققانہ مقدمہ لکھا ہے۔ مولوی غلام رسول ۱۳۹۸ھ میں موجود ہیں ان کے بیٹے محمد علی کاتب اور محمد شفیق مودودی جماعت کے ہم مشرب ہیں۔

۲۵۱۔ **غلام عباس**۔ مولوی غلام عباس خطیب جامعہ حنفیہ نور پور جایلاں ضلع گوجرانوالہ۔ یہ مولوی محمد اسمٰعیل اہلحدیث گوجرانوالیہ کے شاگرد ہیں کتب صحاح ستہ انہیں سے پڑھی ہیں لیکن مسلک حنفی کے پابند ہیں۔ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ کو میری مجلس میں آئے۔ [ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء]

Marfat.com

۲۵۲۔ غلام غوث۔ سائیں غلام غوث چشتی۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ میں ان کی ملاقات اوچ متبرکہ میں ہوئی۔ [1]

۲۵۳۔ غلام فرید۔ مسٹر غلام فرید اخگر اوچی۔ اس کی ملاقات بتاریخ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو اوچ شریف میں ہوئی [2]۔ اردو زبان کا شاعر ہے اس نے ایک قصیدہ مدحیہ بنام سید غلام زین العابدین شاہ مدار المہام دربار قادریہ اوچ شریف اردو زبان میں لکھا جو میری کتاب حدائق الانوار میں درج ہے۔

۲۵۴۔ غلام فرید۔ میاں غلام فرید وٹو امام مسجد۔ پانڈو کے نو۔ گوجرانوالہ بڑے خوش مزاج، خوش آواز۔ اور نعت خواں تھے۔ یہ شعر نعتیہ ان کی زبان سے مجھے یاد ہے۔

از دُرج بُرج یثرب بر بام کن طلوع
حتّٰی نَرٰیکَ عَیْنًا کَالشَّمْسِ فِی الضُّحٰی

اور ایصال ثواب والے ختم شریف میں یہ شعر بھی پڑھا کرتے۔

بروح مطہر نبی کریم
قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ نَسِیْمٌ وَسِیْمٌ

چارپایاں بُننے اور گانٹھنے کے فن میں ماہر تھے۔

۱۳۴۶ھ میں میری (شرافت کی) شادی ہوئی۔ اور میری برات پانڈو کے میں گئی۔ میرا نکاح سیدہ فضل بیگم بنت سید جلال شاہ بن سید محمد علی شاہ نوشاہی کے ساتھ میاں غلام فرید نے ہی پڑھا تھا۔ انہوں نے ۱۳۴۸ھ میں وفات پائی [3]

۲۵۵۔ غلام قادر۔ مولوی غلام قادر امام مسجد گوجرپور متصل گجرات تین ماہ میں بچے کو قرآن مجید ختم کرا دیتے تھے۔ ۱۵ صفر ۱۳۷۲ھ کو ان سے ملاقات ہوئی [4] ان کا آبائی وطن کالوسا ہی تھا۔

---

[1] حدائق الانوار ص۷۲ [2] ایضاً ص۱۳۵ [3] عیون التواریخ [4] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص۲ شرافت

Marfat.com

۲۵۶۔ غلام قادر۔ میاں غلام قادر نقشبندی امام مسجد سادو چک مضافات نوشہرہ درکاں ضلع گوجرانوالہ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ کو کربلا[1]

۲۵۷۔ غلام قادر۔ علامہ مرزا غلام قادر لاہوری۔

ان کے والد کا نام میاں احمد دین ولد حسن محمد تھا۔ میرانی والہ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد لاہور چلے آئے۔ مرزا صاحب ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک شیرانوالہ گیٹ کی سکول میں پڑھا۔ ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں اورینٹل کالج میں منشی فاضل کیا۔ فارسی ادب میں ڈاکٹر سید عبداللہ۔ مولانا نورالحق علوی اور مولانا یٰسین فیض باغ والے سے استفادہ کیا۔ انہیں سے منطق کی کتابیں پڑھیں۔ فلسفہ کا گہرا مطالعہ کیا۔ فلسفہ وحدۃ الوجود سے خاص دلچسپی ہوئی شیخ ابن العربی کی ساری کتابیں پڑھیں حکمت اشراقی کا بدقت نظر مطالعہ کیا۔[2] مرزا صاحب کے ساتھ لاہور میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں ان انجملہ ایک ملاقات ۲ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ کو ہوئی۔[3] وحدۃ الوجود کے متعلق عالمانہ گفتگو کرتے ہیں۔ اس مشرب میں موجودہ وقت میں منفرد ہیں۔ کتابوں کے بڑے شوقین ہیں دس ہزار کے قریب کتابیں جمع کی ہیں۔

۲۵۸۔ غلام محمد۔ سائیں غلام محمد نقشبندی۔ پھتے کے۔ گوجرانوالہ یہ مرید میاں محمد شاہ کوکارا کے۔ وہ مرید سائیں عبدالوہاب کے۔ وہ مرید شیخ عمادالدین المعروف سائیں حماد مجذوب چنیوٹی کے۔

سائیں غلام محمد کو میں نے دیکھا ہے۔ متبسم بزرگ نورانی صورت۔ صائم الدہر قائم اللیل تھے۔ دائمی روزہ رکھتے تربیت اصفیین کے ساتھ اظہار

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۳۹۰۔ [3] حاشیہ ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

کرتے جو سخت کڑوا ہوتا ہے تاکہ نفس کو لذت نہ آئے۔ ہمارے گاؤں کے قریب موضع چھنی لک میں آیا کرتے تھے۔ مریدین ان کو پالکی میں اٹھا کر لایا کرتے ساتھ چند درویش ہوتے۔ سب کے لباس عمدہ ہوتے اور ساتھ اونٹ ہوتے وہ بھی سجائے ہوئے ہوتے تھے۔ ان کا ایک درویش سائیں بہاول نام شیرپور ضلع گوجرانوالہ میں رہتا تھا۔ سائیں غلام محمد کا نام بیاض خزینۃ العلوم ص۱۸۹ میں درج ہے۔

۲۵۹۔ غلام محی الدین۔ سید غلام محی الدین شاہ۔ برادر زادہ مدار المہام دربار قادری اوچ شریف۔ ریاست بہاولپور۔ ۱۱ر محرم ۱۳۵۳ھ کو میرے لئے کھیر لایا[1]

۲۶۰۔ غلام مرشد۔ مولانا غلام مرشد۔ خطیب شاہی مسجد لاہور۔ یہ بڑے علامہ فہامہ تھے ۱۲ر ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کو ان کو جو کالیاں ضلع گجرات میں میں نے ایک جلسہ پر دیکھا اور تقریر سنی تھی۔[2]

۲۶۱۔ غلام نبی۔ مسٹر غلام نبی ایم۔ اے۔ ایم۔ ایل۔ اے نے پاسک باغ گجرات میں عوامی لیگ کے جلسہ پر ۹ر ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو تقریر کی اور حکومت حاضرہ کے عمائدین کے نقائص بیان کئے میں نے وہ تقریر سنی[3]

۲۶۲۔ غلام نبی۔ مولوی غلام نبی امام مسجد نور پور چاہلاں۔ گوجرانوالہ خوش آواز ہے سیف الملوک بڑی بہترین طرز پر پڑھتا ہے۔ نعت خوانی بھی کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت نوشاہ عالیجاہ رح کے عرس پر بھی حاضری دی ہے۔ ایک مرتبہ ۲۹ر رمضان ۱۳۹۰ھ کو موضع خالق پور میں مجھ کو آکر ملا۔[4]

۲۶۳۔ غوث۔ مولوی محمد غوث قریشی امام مسجد قصابان۔ گجرات ۱۳۴۸ھ میں میں نے فتویٰ حلت ذبح فوق العقدہ ان پر تصویب کرائی۔

---

[1] حدائق الانوار ص۲۶۷ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۲ ص۱۹ [3] ایضاً نمبر ۱۰ ص۱۰۱ [4] دائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

ف

۲۶۴ - فاروق - مولانا سید محمد فاروق قادری - ڈبل ایم اے - سجادہ نشین شاہ آباد گڑھی اختیار خاں - سندھ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ - ۱۱ محرم ۱۳۹۰ھ کو حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب ۵۵ ریلوے روڈ پر ان کی ملاقات ہوئی - [1]

۲۶۵ - فاضل - میاں محمد فاضل ولد میاں جلال دین اُدیسی - ساکن بھالہ ضلع گجرات - ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ کو بھالیہ میں ان کی ملاقات ہوئی - [2]

۲۶۶ - فاضل - مولوی محمد فاضل - جڑانوالہ - ضلع لائل پور - ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ کو مردانہ ضلع شیخوپورہ میں عرس پر ان کی تقریر سُنی [3]

۲۶۷ - فتح الاکرام - سیٹھ فتح الاکرام بی - اے - گجراتی ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ کو ملاقات کے لئے حاجن ہال آیا - [4]

۲۶۸ - فتح الدین - مولانا فتح الدین اذبر انصاری حنفی قادری خوشابی والد بزرگوار کا نام حکیم غلام محمد تھا - سلسلہ نسب حضرت اُسید بن حضیر انصاری صحابی رضؓ سے ملتا ہے - ابتدائی تعلیم خوشاب میں حاصل کی - پہلے منتہی فاضل کا امتحان دیا - کچھ عرصہ جڑانوالی مسجد لاہور میں پڑھتے رہے - پھر حیدرآباد دکن جاکر مولانا انوار الحق سے علوم معقول و منقول حاصل کئے - پھر یونیورسٹی جامعہ ازہر قاہرہ مصر میں چلے گئے - وہاں سے فارغ التحصیل ہوکر لوٹے - قادریہ سلسلہ میں سید ابراہیم بغدادی سے بیعت کی - اور شیخ الدلائل مدنی شیخ ممتاز احمد المعروف عارف اللہ شاہ سے دلائل الخیرات کی اجازت لی - امیر عثمان علی خاں والی دکن کے ابتدائی دور میں شاہی طبیب اور قاضی القضاۃ مقرر ہوئے -

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] ایضاً [3] ایضاً روزنامچہ شرافت نمبر ۳۸۸۰ -

شرافت

Marfat.com

میں (شرافت) مع چند احباب کے ۱۳۵۰ھ میں خوشاب شریف گیا۔
حضرت مخدوم شاہ معروف چشتی قادری اور دیگر اولیائے خوشاب کی زیارت
مزارات سے مشرف ہوا۔ اُن دنوں مولانا فتح الدین اذہر حیات تھے
اور حافظ خان محمد مرحوم کی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض ادا کرتے
تھے۔ میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔ نحیف اور صاحب عین و برکت بزرگ
تھے۔ ہر شخص کو خوش اخلاقی سے ملتے۔ اگر کسی کو مخاطب کرتے تو فرماتے
"خیر تھیوی" یعنی تجھے خیر ہو۔ مجھے شجرہ ولایت الشہداء عطا فرمایا تھا
مولانا کی وفات ۱۶ شوال ۱۳۵۶ھ میں ہوئی۔[1] خوشاب میں مسجد حافظ
خان محمد کے شمالی طرف دفن ہوئے۔ میں نے ۱۳۹۵ھ میں قبر کی زیارت کی ہے۔
آس پاس چار دیواری ہے۔ سرہانے کی طرف سنگ مرمر کا کتبہ لگا ہوا ہے۔
تصنیفات۔ مولانا کثیر التصانیف تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی یادگار ہیں۔
۱۔ تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن ۱۳۲۲ھ ۲۔ مقدمہ تفسیر روح الایمان
۱۳۲۴ھ ۳۔ شرح ترکیب دیباچہ گلستان سعدی مع حواشی مفیدہ ۱۳۲۶ھ
۴۔ الوقعۃ الاسلامیہ محرم ۱۳۵۱ھ ۵۔ کتاب العطایا ۶۔ خزینۃ المیراث۔
۷۔ نقشہ انوار الفرائض ۸۔ صفوۃ المصادر العربیہ المعروف شرف اذہر یہ خطی
۹۔ کتاب الصرف المعروف شرف کبیر خطی ۱۰۔ ترجمہ و حاشیہ دلائل الخیرات۔
۱۱۔ رسالہ مفتاح الدلائل ۱۲۔ قرار الانوار و مرادات الاسرار (عملیات میں)
۱۳۔ شجرہ ولایت الشہداء۔

۲۶۹۔ فتح محمد۔ مولوی فتح محمد۔ ۲۶ رمضان ۱۳۹۰ھ کو سٹیڈیم باغ
گوجرانوالہ میں میں نے ان کی تقریر سنی۔[2]

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۳۷۲ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

۲۷۰۔ فدا حسین۔ ممتاز الشعرا ابو الطاہر فدا حسین فدا۔ مدیر اعلیٰ ماہنامہ مہر و ماہ لاہور۔ ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے علامہ تاج الدین احمد تاج لاہوری کے تلمیذ خاص اور جانشین ہیں۔ فن تاریخ گوئی کے بھی ماہر ہیں۔ میرے (شرافت کے) والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی کی وفات کا قطعہ تاریخ لکھا جو رسالہ ذکرِ نوشاہی مطبوعہ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۵ء میں چھپا ہے میری اکثر دفعہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ان سے ملاقات ہوتی رہتی ہے میری مرتبہ کتاب گنج شریف پنجابی کے مقدمہ کی تصحیح میں میری معاونت کی ہے۔ ۱۳۹۸ھ میں موجود ہیں۔

تصنیفات۔ ۱۔ آفتابِ تاج ۲۔ آفتابِ تصوف ۳۔ افکارِ پریشان (مجموعہ کلام) ۴۔ جہادِ سخن وغیرہ

۲۷۱۔ فرزند علی۔ سید فرزند علی شاہ۔ والد سید ہاشم شاہ۔ قادری رسول نگر۔ ضلع گوجرانوالہ۔ میں نے کئی بار ان کو دیکھا ہے۔ دراز قد۔ لائق فائق تھے۔ ۱۳۹۱ھ میں وفات پائی۔

۲۷۲۔ فضل احمد۔ میاں فضل احمد نقشبندی امام مسجد سید والی ضلع گوجرانوالہ۔ نعت خواں بھی تھے۔ ۲۸ شعبان ۱۳۸۶ھ کو میری مجلس میں آئے[1]

۲۷۳۔ فضل الدین۔ مولانا حافظ فضل الدین قاری۔ رائکے۔ گجرات انہوں نے حفظ قرآن کا درس جاری کیا تھا۔ سینکڑوں کو قرآن مجید حفظ کرایا بڑے بارعب خوبرو اور لحیم شحیم تھے۔ میں جب رائکے جاتا تو میری مجلس میں آیا کرتے ۱۳۶۹ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے علم قرأت میں کتاب مصباح التجوید تصنیف کی جو اس فن میں عمدہ کتاب ہے۔ ان کے بعد چھپی ہے۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۱۔ ص ۱۰ [2] عیون التواریخ شرافت۔

Marfat.com

۲۷۴۔ **فضل الرحمٰن**۔ مولانا فضل الرحمٰن قادری بن شیخ ضیاء الدین مدنی یہ ۱۳۹۲ھ میں مدینہ طیبہ سے لاہور تشریف لائے۔ حکیم محمد موسےٰ امرتسری نے مجلس رضا کی طرف سے ان کی چائے نوشی کا انتظام نوری مسجد متصل ریلوے سٹیشن لاہور میں کیا تھا۔ حافظ جماعت علی شاہ نقشبندی علی پوری کے نواسہ پیر حیدر شاہ۔ اور دیگر کئی اکابر بطور خادم ان کے ہمراہ تھے۔ کئی لوگ ان کی زیارت و ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ میں بھی پہنچا۔ حکیم صاحب نے ان سے میرا تعارف کرایا۔ تو مصافحہ کے وقت مولانا نے میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ یہ مولانا شاہ احمد نورانی کے خسر ہیں

۲۷۵۔ **فضل الٰہی**۔ میاں فضل الٰہی ولد میاں غلام احمد جنجوعہ امام مسجد دھنویہ حوردہ۔ متصل حافظ آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔ ساہن پال شریف اکثر آیا جایا کرتے تھے۔ میں نے کئی مرتبہ ان کو دیکھا ہے ۱۳۶۹ھ میں فوت ہوئے[1] ان کا بیٹا میاں اکبر علی بعمر اسی سال اس وقت موجود ہے۔

۲۷۶۔ **فضل حسین**۔ پیر فضل حسین ولد پیر سندھی شاہ بن پیر چنن شاہ بھاکری نقشبندی۔ ساکن آلو مہار۔ ضلع سیالکوٹ۔ بڑے خلیق و حلیم نیک اوصاف تھے۔ بھڑی شاہ رحمان کے عرس پر اکثر آیا کرتے اور مسجد درگاہ رحمانیہ میں قیام کرتے۔ چونکہ ہمارے بزرگوں کا ڈیرہ بھی مسجد میں ہوا کرتا تھا اس لئے کئی مرتبہ ان کی ملاقات ہوئی۔

۲۷۷۔ **فضل حسین**۔ مولوی فضل حسین قریشی نقشبندی امام مسجد چک ۴۵ تحصیل بھالیہ ضلع گجرات۔ پیر سیدن شاہ چھورہ والے کے مرید تھے۔ خوب صورت۔ خوش طبع تھے۔ پیشہ خیاطت کرتے۔ میرے جد بزرگوار اور میرے والد صاحب کے بڑے محب تھے۔ اور ان کو قطب زمان سمجھتے تھے۔ میری مجلس میں بھی آیا کرتے تھے۔

---

[1] عیون التواریخ۔ شرافت۔

Marfat.com

۲۷۸۔ **فضل حق**۔ قاضی فضل حق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔

ان کے آبا و اجداد حاجی والہ ضلع گجرات کے تھے۔ انہوں نے کتاب ثواقب المناقب تصنیف علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہی رح بوساطت ماسٹر میراں بخش دوبرجی والہ ہم سے منگوائی جو میرے چھوٹے بھائی مولانا سید بشیر احمد بشارت نوشاہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔ نہایت خوشخط تھی۔ اُس سے فائدہ اٹھایا لیکن کتاب واپس نہ کی۔ میں خود بھی اُن کے پاس کتاب لینے کے واسطے گیا۔ اُسوقت بیمار تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ بستر کے گرد برف کے بلاک لگائے تھے۔ اور چھت والا بجلی کا پنکھا چل رہا تھا۔ مگر اُنہوں نے کتاب واپس نہ کی اور دنیا سے چلے گئے۔ اب وہ کتاب ان کے لڑکے بذل حق کے پاس موجود ہے۔ مگر اس کو بھی کتاب واپس دینے کی توفیق عطا نہیں ہوئی۔

قاضی فضل حق نے ایک رسالہ چٹھیاں دی وار پنجابی مرتب کر کے شائع کیا تھا۔

۲۷۹۔ **فضل شاہ**۔ مولانا سید ابوالبرکات پیر فضل شاہ ولد سید مظفر شاہ بن سید حیدر شاہ چشتی نظامی۔ ساکن جلالپور کیکناں۔ ضلع جہلم۔

۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ھ کو پیدا ہوئے [1] اپنے دادا صاحب کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ایک تحریک بنام حزب اللہ چلائی۔ خود امیر حزب اللہ کہلاتے تھے۔ میری کئی بار ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک ملاقات ۱۴ر ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ کو بمقام دبھولہ مضافات ساہنپال شریف ہوئی۔ وہ سارا واقعہ بنام رسالہ فیض چشتیہ فارسی میں لکھ دیا ہے۔

پیر فضل شاہ کی وفات ۱۷ر شعبان ۱۳۸۶ھ میں ہوئی۔

۲۸۰۔ **فضل شاہ**۔ سید فضل شاہ خوارزمی معین الدین پور والے۔ محلہ طارق آباد۔ لائل پور۔ ۳ر ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو میری ملاقات کو آنے میں اُسوقت طارق آباد میں گیا ہوا تھا۔ [2]

---

[1] خزینۃ العلوم ص ۲۴۴ [2] ثبات الایقان ص ۷ شرافت

Marfat.com

۲۸۱۔ فضل کریم۔ مولوی حاجی فضل کریم ولد میاں الہ دین حفظانہ رسول نگری م یکم ذیقعد ۱۳۳۵ھ۔ حال ساکن واہ۔ ضلع راولپنڈی۔

حضرت نوشہ صاحب رح کی صاحبزادی حضرت سیدہ سائرہ خاتون رح زوجہ حضرت حافظ معموری ہیلانی رح کی اولاد سے ہیں۔ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو میرے پاس ساہن پال شریف میں آئے۔ تفسیر ابن جریر تفسیر ابن کثیر تاریخ الخلفا کا مطالعہ رکھتے ہیں۔ [1] ۱۳۹۸ھ میں موجود ہیں۔

حاجی صاحب کے سات بیٹے ہیں۔ ۱۔ مولوی عبدالرحمٰن بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ۔ ۲۔ زید۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ ۳۔ سعید۔ ایف۔ اے۔ سی۔ ٹی ۴۔ ہارون۔ ۵۔ لقمان ۶۔ طارق ۷۔ ایوب

۲۸۲۔ فقیر اللہ۔ مولوی فقیر اللہ سند یافتہ دیوبند امام و خطیب جامع مسجد درگاہ حضرت شیر شاہ جلال بخاری۔ اوچ بخاری۔ ریاست بہاولپور۔ میری ان سے ملاقات ۹ محرم ۱۳۵۳ھ کو وہیں ہوئی۔ مثنوی مولانا روم کا درس دیتے تھے۔ [2] اس سے کچھ عرصہ بعد مسجد درگاہ گیلانی کے خطیب مقرر ہوئے جب میں ۱۳۸۹ھ ۲۸ شوال میں دوبارہ اوچ متبرکہ گیا۔ اس وقت پھر ملاقات ہوئی۔ گیلانی کتب خانہ اور زیارات متبرکہ انہیں کی وساطت سے کیں اور تبرکات اوچ دیکھے۔

۲۸۳۔ فقیر اللہ۔ حاجی فقیر اللہ خطیب جامع مسجد اسٹیشن علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ۔ میاں ابراہیم اویسی کے مرید و خلیفہ تھے۔ سات بار حج سے مشرف ہوئے میں نے متعدد مرتبہ ان کو دیکھا ہے جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ فقیرانہ لباس رکھتے ۱۳۷۹ھ میں انتقال کیا۔ [3] ان کے مریدوں سے حاجی عبداللہ پانڈوکی والا اور صوفی اسمٰعیل رہا ڈوالہ میرے احباب سے ہیں

---

[1] روزنامچہ شرافت ص ۸ ص ۳۳۲ [2] حدائق الانوار ص ۲۴۱ [3] عیون التواریخ شرافت

Marfat.com

۲۸۴۔ فقیر شاہ۔ سید فقیر شاہ مشہدی۔ ساکن راولپنڈی۔ ۲۸ صفر ۱۳۵۹ھ کو ڈھوک شہبانی ضلع گجرات میں مجھ کو ملے۔[1]

۲۸۵۔ فقیر محمد۔ مسٹر فقیر محمد انجم رحمانی۔ ساکن جبی شاہ رحمان۔ گوجرانوالہ والد صاحب کا نام اللہ دتا تھا جو کھیتی باڑی کرتے تھے۔ انجم رحمانی صاحب ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۵ھ [یکم جون ۱۹۴۶ء] میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی پرائمری سکول میں پائی اس زمانے میں استاد فرید احمد تھے جو کہ شاعر بھی تھے۔ اکثر طرح مصرع دیا کرتے اور تک بندی کرنے کا حکم دیتے۔ اس لئے ان کے مزاج میں شاعرانہ اثر ہو گیا۔

ڈی سی ہائی سکول احمد نگر ضلع گوجرانوالہ میں ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء میں میٹرک کیا۔ یہاں پر استاد کلب علی خاں رامپوری سے اردو، فارسی پڑھی جس کی بنا پر زبان دانی اور شاعری میں مزید شغف پیدا ہوا۔

۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء۔ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ سے ایف اے کیا۔ یہاں پر انور بیگ اعوان فارسی کے اور نثار احمد قریشی انگریزی کے اساتذہ تھے۔ ان کی تعلیم سے ادبی دلچسپیوں کا خاص اثر ہوا۔

۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا۔

۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے فارسی کیا۔

۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء۔ ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے ایجوکیشن کیا ادارہ میں مختلف سرگرمیوں میں شرکت کی۔ اور مجلہ تعلیم و تحقیق کی ادارت کی۔ "اردو کی ترویج میں پنجاب کے نظام تعلیم کا حصہ" کے موضوع پر پی۔ ایچ۔ ڈی مقالہ زیر تصنیف برائے پنجاب یونیورسٹی۔ ادارہ کے لسانیات کے پروفیسر انور سلیم دل کی رہنمائی اور سرپرستی سے تحقیقی ذوق کی نشو و نما ہوئی۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۹۔ ص ۸۔ شرافت۔

Marfat.com

فرصت تعلیم کے بعد ایک سال محکمہ اوقاف میں بطور استاد کام کیا۔ ۱۰ شوال ۱۳۹۱ھ [۲۹ نومبر ۱۹۷۱ء] سے ۷ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ [۳ دسمبر ۱۹۷۲ء] تک گورنمنٹ مڈل سکول جبڑو۔ ضلع لاہور میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کیا۔

۸ رجب ۱۳۹۲ھ [۸ اگست ۱۹۷۲ء] سے لاہور عجائب گھر میں بطور ریسرچ کام شروع کیا۔ اور اسی عہدے پر ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ [۳۱ مئی ۱۹۷۷ء] تک کام کیا۔ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ [یکم جون ۱۹۷۷ء] سے لاہور عجائب گھر میں بطور کیپر ڈیپارٹمنٹ آف مسلم پیریڈ ترقی ہوئی۔

لاہور عجائب گھر میں تحریک پاکستان اور پاکستانی ڈاک ٹکٹوں کو ترتیب دیا۔ جو اپنی نوعیت کی پہلی اور منفرد کوشش ہے۔

جناب نجم رحمانی صاحب میرے (شرافت کے) خوامخواہ احباب میں سے ہیں۔ میں جب لاہور جاؤں تو ان کی ملاقات کے لئے ضرور عجائب گھر جاتا ہوں۔ اور ان کے پاس سے کئی نوادر علمی کتابیں دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ بڑے ذہین۔ فطین۔ خوش اخلاق۔ باوقار نوجوان ہیں علمی کاموں میں مصروف و منہمک رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و علم میں برکت کرے۔

تصنیفات۔ جناب نجم رحمانی صاحب کثیر التصانیف ہیں۔ ان کے مقالات و رسائل کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ افکار نجم (شعری مجموعہ) ۲۔ اسلام اور رونے قرآن (مقالہ) ۳۔ مادری زبان اور اس کی تدریس (مقالہ) ۴۔ اردو اور مقامی زبانیں (مقالہ) ۵۔ ہمارا نظام تعلیم کیا ہونا چاہیے (مقالہ) ۶۔ ہمارے نظام تعلیم میں سب سے بڑی خرابی ۷۔ ثانوی مدارس میں معاشرتی علوم کا نصاب ۸۔ اسلام کا نظریہ تعلیم ۹۔ ہمارا نظام تعلیم اور اس کی خرابیاں ۱۰۔ دیباچہ گلشن مشرق [تصنیف ڈاکٹر محمد شجاع ناموس] ۱۱۔ تعلیمی مصارف

Marfat.com

کی منصوبہ بندی ۱۲۔ چین میں ابتدائی نظامِ تعلیم ۱۳۔ تعلیم کا رواجِ عام ۱۴۔ مدارس کی تنظیمِ نو ۱۵۔ اردو زبان و ادب ۱۶۔ یادگارِ تاج ۱۷۔ لاہور میوزیم تاریخ کے آئینے میں ۱۸۔ جنتی شاہ رحمان ۱۹۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح ۲۰۔ قائدِ اعظم کی کہانی تصاویر کی زبانی ۲۱۔ پاکستان کا پہلا پرچم (انگریزی) ۲۲۔ تحریکِ آزادی میں خواتین اور طلبا کا حصہ ۲۳۔ اخلاق سے عاری مغربی سیاست کے نتائج و اثرات۔ ۲۴۔ ڈاکٹر سید عبداللہ سے ایک ملاقات ۲۵۔ پروفیسر حمید خاں سے ایک ملاقات ۲۶۔ پروفیسر علی حیدر کاظمی سے ایک ملاقات ۲۷۔ ڈاکٹر محمد شجاع ناموس سے ایک ملاقات ۲۸۔ دیباچہ اور انتساب "مثنوی سچے صاحبِ دربار" از ڈاکٹر محمد شجاع ناموس ۲۹۔ معاون مصنف ارمغان درویش (سوانح مادھولال حسین) ۳۰۔ خطاطی کا ارتقاء ۳۱۔ ادارت "مجلہ تعلیم و تحقیق" پنجاب یونیورسٹی لاہور ۳۲۔ مختلف تعلیمی انجمنوں میں مختلف ذمہ داریاں اور وفود میں نمائندگی۔

— مسودات۔

۱۔ بچے اور بطالوہ ادب ۲۔ پاکستان کی تعمیر نو میں اساتذہ کا کردار ۳۔ اخلاقی تعلیم ۴۔ اسلام کا نظریہ تعلیم ۵۔ تعلیم اور سیاست ۶۔ اسلامی اور مغربی جمہوری نظریہ سیاست کا تقابلی جائزہ ۷۔ نظریاتی تعلیم ۸۔ زبان کی ابتدا ۹۔ کشمیری شاعری ۱۰۔ جدوجہدِ آزادی کے دو سو سال ۱۱۔ شاہدرہ اور اس کے احوال و آثار۔ ۱۲۔ سفر نامہ (لاہور تا منٹھن کوٹ) ۱۳۔ لاہور عجائب گھر میں کتبات۔ ۱۴۔ ہمارے قومی ترانے کی زبان۔

— انٹرویو

۱۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم ۲۔ صادق کاشمیری مرحوم ۳۔ شفیق کوثی مرحوم ۴۔ احسان دانش ۵۔ احمد ندیم قاسمی ۶۔ حفیظ جالندھری ۷۔ اشفاق احمد ۸۔ تلقین شاہ وغیرہ

Marfat.com

۲۸۶۔ **فیض احمد**۔ میاں فیض احمد مخدوم بن ابراہیم۔ امام مسجد اگردیہ متصل ساجن ڈال شریف ضلع گجرات۔ میرے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی رح کے احباب میں سے تھے۔ میرے والد ماجد اعلےٰ حضرت نوشاہی رح کے بھی محب تھے۔ میں نے بیشمار دفعہ ان کو دیکھا ہے۔ جن میں سے ایک ملاقات ۲ر ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کو ہوئی [1] میانصاحب نیک طبع شریف النفس تھے۔ عمامہ سیاہ رنگ رکھتے تھے۔ ۱۳۶۲ھ میں وفات پائی [2]

۲۸۷۔ **فیض الحسن**۔ ڈاکٹر سید فیض الحسن۔ دھدو لبسرا۔ سیالکوٹ۔ ۵ر ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو نوشہرہ شریف کے عرس پر ان کی ملاقات ہوئی [3]

۲۸۸۔ **فیض الحسن**۔ پیر فیض الحسن نقشبندی آلومہاری۔ ساکن گوجرانوالہ والد کا نام پیر محمد حسین م ۱۳۵۳ھ ابن پیر دستگیر شاہ بن سید چنن شاہ بھاکری پیر چنن شاہ خواجہ نامدار نقشبندی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور ان کے دادا پیر دستگیر شاہ کا اصلی نام محمد امین تھا ان کے ایک مرید نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بنام تفسیر محمدی امینی پنجابی لکھی ہے۔ ان کے والد پیر محمد حسین آنریری مجسٹریٹ تھے۔

پیر فیض الحسن ۱۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے [4] بی۔ اے تک تعلیم پائی۔ خوش پوش وضعدار دی وجاہت ہیں۔ تقریر بڑی تیز زبان سے کرتے ہیں۔ میری ان سے کئی بار ملاقات ہوئی ہے۔ ایکدفعہ ۱۲ر ربیع الاول ۱۳۶۲ھ کو مصبہ کنجاہ ضلع گجرات میں ان کی تقریر سنی۔ [5] دوسری مرتبہ یکم ربیع الآخر ۱۳۶۲ھ کو موضع بیروالہ ضلع شیخوپورہ میں [6] ۱۳۹۸ھ میں موجود ہیں۔ (متوفی ۲۱ جمادی الاول ۱۴۰۱ھ/ ۲۳ فروری ۱۹۸۱ء۔ عارف)۔

۲۸۹۔ **فیض محمد**۔ مولوی فیض محمد خلیفہ اوچی۔ ۱۰ر محرم ۱۳۵۲ھ کو حضرت مخدوم جہانیاں کے حلقہ درگاہ میں بمقام اوچ شریف ملاقات ہوئی ان کو اپنا شجرہ نسب لکھ کر دیا۔ [7]

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۲۔ ص ۲ [2] عیون التواریخ [3] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۸۲۔
[4] تذکرہ علما اہل سنت وجماعت لاہور ص ۳۵۸ حاشیہ [5] روزنامچہ شرافت نمبر ۹ ص ۶ [6] ایضاً ص ۱۲
[7] حدائق الانوار ص ۲۵۰۔ شرافت۔

Marfat.com

ق

۲۹۰۔ قدوسی۔ مولوی قدوسی کباڑیہ۔ انارکلی۔ لاہور میں پورانی کتابوں کی دکان رکھتا ہے۔ میں نے اس سے کئی کتابیں خریدی ہیں۔ ایک شجرہ سادات خطی مکتوبہ ۱۳۰۴ھ بقیمت ۱۳۳ روپیہ خریدا۔ نیز کتاب قصر عارفاں۔ تحقیقات چشتی نیا ایڈیشن۔ تاریخ اولیائے قصور اس سے خرید کی ہیں۔

۲۹۱۔ قطب الدین۔ مولوی قطب الدین الہ آبادی مدرس دارالعلوم قادریہ اوچ متبرکہ گیلانی۔ ریاست بہاولپور۔ جن دنوں میں اوچ شریف میں دربار غوثیہ پر چلہ نشین رہا۔ مولوی صاحب کی روزانہ ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ فقہ۔ حدیث کا درس دیتے تھے۔ ایک ملاقات ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو ہوئی۔ [1]

۲۹۲۔ قطب الدین۔ مولانا غلام قطب الدین برہمچاری ۱۳۴۲ھ ۱۰ ربیع الثانی میں اہل سنت و جماعت کے ایک جلسہ پر وزیر آباد میں ان کو دیکھا تھا۔ متعصب حنفی تھے۔ اہل حدیث کا ترجمہ کرتے تھے۔ "یاتونی لوگ" ہندوؤں کے چاروں وید انہوں نے پڑھے ہوئے تھے۔ اور برہمچاری کی سند پائی تھی۔

۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء میں وفات پائی۔ [2]

۲۹۳۔ قمر الدین۔ مولانا قمر الدین کاتب وزیر آبادی۔ اچھے خوشنویس تھے۔ واعظ خوش بیان اور رقیق القلب تھے۔ گریہ زاری ان پر غالب تھی۔ جس زمانہ میں میں عادلگڑھ میں مولانا محمد حسین مبارک رقم سے کتابت سیکھتا تھا یہ اکثر بسبب رشتہ داری کے وہاں آتے جاتے رہتے تھے لہذا مجھے کئی مرتبہ ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ داڑھی کو مہندی لگاتے تھے۔ ۱۳۴۸ھ میں فتویٰ حلت ذبح فوق العقدہ پر انہوں نے بھی تصدیق کی تھی۔ عمویصاحب سید غلام احمد کاتب نوشاہی

---

[1] حدائق الانوار ص ۱۰۹ [2] تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور ص ۴۰۶ حاشیہ شرافت

Marfat.com

فن کتابت میں۔ اور مولوی شمس الدین تاجر کتب نادرہ زیر مسلم مسجد لاہور علم دین میں
ان کے شاگرد ان رشید سے تھے۔ مولانا فخر الدین نے ۱۳۹۰ھ میں وفات پائی

ک

۲۹۴۔ کامل۔ کامل صاحب لاہوری۔ ہندوستانی تھے۔ اکثر مرتبہ ان کی
ملاقات حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ہوا کرتی۔ ایک ملاقات ۳ محرم ۱۳۹۰ھ
کو ہوئی۔ [1] ۱۳۹۵ھ میں وفات پائی۔

۲۹۵۔ کانشی رام۔ ڈاکٹر کانشی رام ولد بیلی رام بھاٹیہ ساہوکار
ساکن رن مل ضلع گجرات۔ اس کے آباؤ اجداد لکھوپتی تھے۔ اور علاقہ میں ساہوکار
کرتے تھے۔ اس نے حکیم برکت علی مرزائی سے طب پڑھی۔ اور اپنا مطب کھولا۔ اسکی
ہمسائگی راں سے کٹی ہوئی تھی۔ کھوپڑی پر چلتا تھا سارے ہاں بیماروں پر اکثر آتا
اس کے ہاتھ سے بحکم الٰہی شفا ہوتی تھی۔ اس نے قرآن مجید پڑھا ہوا تھا۔ اور
خوش آوازی سے تلاوت کیا کرتا تھا۔ بیاض نور دین قادیانی اور مجربات نوشاہی
وغیرہ طبی کتابیں اکثر اس کے معمول میں تھیں۔ تشکیل پاکستان کے وقت ہندوستان
چلا گیا۔ اس کا ایک لڑکا دیوان چند نامی تھا۔ یہ دونوں باپ بیٹا ہمارے
ساتھ بہت عقیدت رکھتے تھے۔

۲۹۶۔ کرم الٰہی۔ میاں کرم الٰہی امام مسجد گھتے والا ضلع گوجرانوالہ ۱۳۵۹ھ
میں نے کئی بار ان کو دیکھا ہے۔

۲۹۷۔ کرم الٰہی۔ سائیں کرم الٰہی مجذوب المعروف بابا کانوانوالہ۔ محمدہ
گجرات۔ قوم ارائیں سے تھے۔ سید امام شاہ مجذوب قادری چنڈالوی کے مرید تھے

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] عیون التواریخ شرافت

Marfat.com

اُن کی نگاہ سے مجذوب ہو گئے۔ سر۔ داڑھی۔ مونچھوں اور بغلوں کے بال درانتی
صرف ایک چھوٹی سی تہبندی کمر میں باندھتے۔ کانوں کا ایک گچھا ہاتھ میں رکھتے
اس کو شمار کرتے رہتے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ ارباب حاجات کا ہجوم ہوتا
اِن کے پاس رہتا۔ صاحب جلالیت تھے۔ گالیاں دیتے اور مارتے بھی تھے۔
میں نے (شرافت نے) ایک مرتبہ ان کی زیارت کی ہے۔ مولوی حافظ عبداللہ ڈوگوی
اور مولوی فضل حسین نقشبندی چک ۵۵ والے ان کی کرامات بیان کرتے تھے۔ بابا
صاحب کے پاس کوؤں کا ہجوم رہتا تھا۔ اس لئے ان کو بابا کانوانوالہ کہتے تھے
بابا صاحب نے ۲۲ صفر ۱۳۴۹ھ کو وفات پائی[1]۔ محمدہ گجرات میں دفن ہوئے
قبر پر عالی شان گنبد بنا ہے۔

۲۹۸۔ کرم شاہ۔ مولانا پیر کرم شاہ ولد پیر محمد شاہ قریشی بھیرہ۔
ضلع سرگودھا۔ حضرت مخدوم شیخ بہاوالدین زکریا ملتانی کی اولاد سے ہیں۔
۲۱ رمضان ۱۳۳۶ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد قاسم بالاکوٹی
سے حاصل کی۔ فلسفہ منطق کی فنی کتابیں مولانا محمد دین۔ ساکن ہرو۔
ضلع کیمبل پور سے پڑھیں۔ ادب۔ فقہ۔ ریاضی کا مطالعہ مولانا غلام محمد
ساکن پیلاں۔ ضلع میانوالی سے کیا۔ سند حدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے
صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین سے حاصل کی۔ ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء میں بی۔ اے
کیا۔ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء میں جامع ازہر مصر میں داخلہ لیا۔ تین سال کے بعد ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء
اس عقیدۃ المثال یونیورسٹی سے درجہ خاص میں سند حاصل کر کے واپس آئے۔
خواجہ ضیاء الدین چشتی نظامی سیالوی سے بیعت کر کے خلافت پائی۔ میری کئی بار
حکیم محمد موسیٰ کے مطب پرلاہور میں ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ بعمر ملنسار۔

---

[1] عیون التواریخ۔ افکار شرافت ص ۵۷۹۔ شرافت

Marfat.com

خوش اخلاق۔ روشن چہرہ۔ عالم باعمل ہیں۔ اس وقت علمائے اہل سنت میں امتیازی شان رکھتے ہیں۔

تصانیف۔ ۱۔ تفسیر ضیاء القرآن ۲۔ سنت خیر الانام ۳۔ ماہنامہ ضیاء حرم لاہور سے جاری کیا ہے۔ اس کا قطعہ تاریخ اجرا میں نے فارسی میں لکھا تھا۔ جو دوسرے نمبر میں چھپ گیا۔ اور میری کتاب اعجاز التواریخ میں بھی درج ہے۔

۲۹۹۔ **کفایت حسین**۔ مولوی حافظ کفایت حسین شیعی۔ ۱۱ر صفر ۱۳۷۲ھ کو کمپنی باغ گجرات میں ایک جلسہ پر یہ صدر تھے۔ علماء کی تقریروں کے بعد انہوں نے بڑی عمدہ تقریر کی۔ جس میں کہا کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ نورانی نہیں۔ سراپا عقل ہیں۔ علم ہیں۔ حلم ہیں۔ رحمت ہیں۔ ان کی تقریر کا خلاصہ میں نے اپنے روزنامچہ نمبر دہم میں درج کر لیا تھا جو صفحہ ۹ سے صفحہ ۱۶ تک تحریر ہے۔

گ

۳۰۰۔ **گنڈا سنگھ**۔ سردار گنڈا سنگھ دوکاندار۔ ابوالفتح والی۔ گوجرانوالہ علم شاستر کا واقف تھا۔ کتاب سر مکنون جو شاہ فقیر اللہ برقندازی کی تصنیف ہے اور ہندی بھاشا۔ سرائکی زبان میں ہے۔ اس کے کئی مشکل الفاظ میں نے (شرلفت نے) اس سے حل کئے۔ مثلاً اچپا جاپ۔ (اونچا ذکر) مکت (نجات) پرابت (حاصل) مصرع "باہر سو اور بھیتر ہنگ" (جب سانس باہر جاوے تو سو اور جب اندر جاوے تو ہنگ کا ذکر کرے) جیسے اہل اسلام صوفیوں میں پاس انفاس کا ذکر کرتے ہیں۔ جب باہر سانس جاوے تو اللہ۔ جب اندر جاوے تو ھُو کا ذکر کرتے ہیں۔ بابا گنڈا سنگھ انگریزوں کی حکومت کے آخری سالوں میں فوت ہو گیا۔ اس کا ایک بیٹا بلوست سنگھ نامی تھا۔ غالباً سال وفات ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء تھا۔

Marfat.com

ل

۳۰۱ - **لال شاہ** - سید لال شاہ بخاری - دھل متصل پھالیہ - ضلع گجرات
شیعہ مسلک کے پیرو ہیں - نیک اطوار - دیانت دار ہیں - میں جب کبھی ان کے
گاؤں میں جاؤں تو ضرور محبت سے آتے ہیں - اور مجلس میں بیٹھتے ہیں -
ایک ملاقات ۷ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ کو ہوئی [1]

۳۰۲ - **لال شاہ** - سید لال شاہ اولاد میراں عارف شاہ کاظمی -
دھوک شیخانی - ضلع گجرات - جب میں ان کے گاؤں میں جاتا فرداً فرداً میری
ملاقات کو آتے - اور مجلس میں بیٹھتے - اور مسائل سنا کرتے - ایک ملاقات ۴ صفر
۱۳۷۲ھ کو ہوئی - [2] کئی سال سے وفات پا چکے ہیں - ان کے بیٹے
حبیب شاہ - غلام علی شاہ - محمد شاہ - نجیب شاہ - اکبر شاہ موجود ہیں

۳۰۳ - **لطیف** - میاں عبداللطیف - مجدد - گوجرانوالہ ۲۴ ربیع الثانی
۱۳۷۲ھ کو موضع لمبی میں آکر میرے ساتھ ملاقات کی [3]

۳۰۴ - **لطیف** - حکیم عبداللطیف عارف - محلہ قاسم پورہ - گجرات -
میں نے ایک مرتبہ ان سے ملاقات کی - پنجابی کے اچھے شاعر تھے - حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے حالات میں کتاب مکمل و لاانتظم کی -

۳۰۵ - **لطیف** - مولوی محمد لطیف - ماسٹر سکول پھالیہ - ضلع گجرات -
۱۳۴۵ھ میں میری ان سے ملاقات ہوئی - کتاب شاہ نامہ عرف شاہنجی نامہ
یا رنجیت سنگھ نامہ فارسی تصنیف میاں احمد یار مراوی کا ایک قلمی نسخہ ان کے
پاس دیکھا - نہایت خوشخط تھا - کچھ اقتباسات میں نے اس میں سے لئے -
مولوی صاحب وفات پا چکے ہیں -

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۵ - ص ۸۳ [2] ایضاً نمبر ۱۰ ص ۵۲ [3] ایضاً ص ۱۸۶ شرافت

Marfat.com

۳۰۶۔ لکھن شاہ ۔ سید لکھن شاہ خوارزمی ۔ سگھوال ۔ ضلع گجرات۔
یہ صاحب علم نیک اخلاق ۔ متواضع تھے ۔ تصنیف و تالیف میں معروف رہتے تھے ایک کتاب تاریخ سادات خوارزمیہ بڑی عمدہ لکھی ہے ۔ جو ابھی تک چھپی نہیں۔ یہ شاہ صاحب باوجود معمر ہونے کے تیرہ میل پیدل سفر کر کے میری (شرافت کی) ملاقات کے واسطے ساہن پال شریف تشریف لائے ۔ چند سال گزرے وفات پا چکے ہیں۔

۳۰۷۔ محبوب عالم ۔ قاضی محبوب عالم ۔ ساکن محمدہ ۔ متصل گجرات۔
یہ رئیس اعظم الکاشفین قاضی سلطان محمود اعوان شریف والہ کے حقیقی برادر زادہ اور سجادہ نشین ہیں ۔ ان کی ملکیت میں ایک بڑا کتب خانہ ہے جس نے بھی ملاحظہ کیا ہے اس سے مولوی محمد اشرف ہاردتی منیجری کی سیحرانی اشرفی کا صحیح نسخہ ۔ اور ایک سیحرانی بیسرا نجھاد ستیاب ہوئی ۔ میں نے اپنی کتاب شریف التواریخ کی پہلی جلد موسوم بہ تاریخ الاقطاب اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ان کو دکھائی ۔ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور کہا کہ اس کا خط خوش دیکھ کر تسر الناظرین کا منظر آنکھوں کے سامنے آگیا ہے ۔ اور کہا کہ ہمارے بڑے قاضی سلطان محمود رح فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نوشہ گنج بخش مجسم عشق تھے "
قاضی محبوب عالم ۱۳۹۸ھ میں موجود ہیں ۔

۳۰۸۔ محمد ۔ محدث اعظم شمس الافاضل ابوالمحامد سید محمد محدث اشرفی کچھوچھوی ۔ والد کا نام مولانا نذر اشرف تھا ۔ ۱۲۱۱ھ میں جائس ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے ۔ درس نظامی مولانا عبدالباری فرنگی محلی سے مکمل کیا ۔ پھر مولانا مفتی لطف اللہ ۔ مولانا شاہ مطیع الرسول عبدالمقتدر بدایونی صدر صدر حدیث کی تکمیل کی ۔ بیعت طریقت شاہ احمد اشرف کچھوچھوی سے تھی ۔ پانچہزار غیر مسلم ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے ۔ چار مرتبہ حج اور زیارات سے مشرف ہوئے ۔

Marfat.com

۱۳۶۵ھ میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس کے صدر عمومی مقرر ہوئے۔[1] میں نے (شرافت نے) ملتان میں ایک جلسہ پر ان کو دیکھا تھا اور تقریر سنی تھی۔ انہوں نے ۱۷ رجب ۱۳۸۲ھ میں بمقام لکھنؤ وفات پائی۔[2] کچھوچھہ شریف میں قبر ہے۔ ان کا مجموعہ کلام نظم بنام فرش پر عرش شائع ہوا ہے۔

۳۰۹۔ محمد۔ حافظ محمد۔ گوجر۔ جھنڈیالی متصل بالا موسیٰ۔ گجرات۔ بڑے شریف الطبع حلیم مزاج تھے۔ میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی رح کے محب خاص تھے۔ ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے۔ حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے تھے۔ میں نے کئی مرتبہ ان کو دیکھا ہے۔ ۱۳۷۵ھ میں وفات پائی۔[3]

۳۱۰۔ محمد۔ شیخ محمد مکی۔ نائب معلم حجاج۔ یہ ۱۲ رجمادی الاولےٰ ۱۳۷۲ھ کو لوڑ بکی۔ ضلع گوجرانوالہ میں مجھ کو ملے۔[4]

۳۱۱۔ **محمد احمد**۔ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد الوری قادری لاہوری والد کا نام سید دیدار علی شاہ تھا۔ ان کے اساتذہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا نعیم الدین مرادآبادی کے نام خاص قابل ذکر ہیں۔ کئی سال تک جامع مسجد آگرہ اور بمبئی میں خطابت کی۔ پھر لاہور مسجد وزیر خاں میں خطیب رہے میں نے (شرافت نے) ان کو لاہور میں دیکھا تھا ان کے پیچھے جمعہ پڑھا اور تقریر سنی تھی۔ یہ مرکزی تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کے صدر بھی رہے۔[5]

ان کی وفات جمعہ ۲ رشعبان ۱۳۸۰ھ کو ہوئی۔[6]

تصنیفات۔ ۱۔ تفسیر الحسنات ۲۔ ترجمہ اردو کشف المحجوب ۳۔ مکمل اردو شرح قصیدہ البردہ ۴۔ اوراق غم ۵۔ دیوان حافظ اردو ۶۔ صبح نور ۷۔ مزار ائیت پر مبصرہ

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۳۳۶ حاشیہ [2] ایضاً ص ۳۵۶ [3] میزان التواریخ۔ [4] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۔ ص ۲۰۹ [5] ماہنامہ عرفات لاہور ستمبر اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۱۲ [6] تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۳۵

Marfat.com

۳۱۲۔ محمد بخش۔ میاں محمد بخش چشتی لاہوری۔ ۱۳ محرم ۱۳۹۰ھ کو لاہور میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ملاقات ہوئی۔ [1]

۳۱۳۔ محمد بخش۔ مولانا محمد بخش مسلم بی اے۔ خطیب جامع مسلم مسجد۔ بیرون لوہاری دروازہ۔ لاہور۔

علامہ اقبال احمد فاروقی نے ان کے متعلق لکھا ہے۔ "آپ مرنجاں مرنج علمائے کرام کی یادگار ہیں۔ اپنی خوش بیانی اور قادر الکلامی کی وجہ سے برصغیر میں معروف ہیں۔ مسلم مسجد لاہور آپ کی خطابت کا ثمرہ ہے۔ خوش آواز ہیں اور حاضرین کو اچھا تاثر دیتے ہیں۔ آپ کی بے پناہ سیاسی اور دینی خدمات کی وجہ سے موجودہ حکومت نے اسلامک کونسل کا رکن منتخب کیا ہے۔" [2]

میں نے (شرافت نے) کئی مرتبہ جمعہ کی نمازیں ان کے پیچھے پڑھیں گورنمنٹ برطانیہ کے زمانہ میں ہر جمعہ میں متعدد ہندو لوگ ان کے ہاتھ پر اسلام لایا کرتے تھے۔ اب بھی کئی عیسائی مسلمان ہوتے ہیں۔ ان کو انگریزی عبارتوں کے کئی جملے زبانی یاد ہیں۔ جب یہ اسلام کی حقانیت میں انگریزوں کے حوالے بیان کرتے ہیں تو انگریزی دان طبقہ بہت متاثر ہوتا ہے۔ ایک جمعہ ۱۱ رمضان ۱۳۵۵ھ کو ان کے پیچھے پڑھا۔ [3] ۱۳۹۸ھ میں موجود ہیں۔

۳۱۴۔ محمد دین۔ مولوی محمد دین۔ بھمبر۔ ضلع میرپور۔ قصبہ کنجاہ کے جلسہ پر ۱۳ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ کو ان کی تقریر سنی تھی۔ خوش آواز ہیں [4]

۳۱۵۔ محمد دین۔ میاں محمد دین امام مسجد ٹھٹھہ کدھی والہ متصل ساہن پال۔ ۱۲ ذیقعد ۱۳۴۸ھ کو جو کالیاں کے جلسہ پر ان کی تقریر سنی [5]

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۳۷۴ حاشیہ
[3] روزنامچہ شرافت نمبر ۴ ص ۱۴ [4] ایضاً نمبر ۹ ص ۸ [5] ایضاً نمبر ۲ ص ۱۹ شرافت

Marfat.com

۳۱۶ - محمد دین - مولوی محمد دین الموسوم بہ محمد عنایت خطیب جامع مسجد انوار مدینہ محلہ شفقت آباد - منڈی بہاوالدین - گجرات - یہ پیر فضل شاہ ولد مظفر شاہ چشتی نظامی جلالپوری کے مرید ہیں - کچھ عرصہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ کی مسجد کے بھی خطیب رہے - ایک مرتبہ ہمارے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت نوشاہی رح کے عرس پر آئے اور تقریر کی - کئی مرتبہ ان سے ملاقات ہوئی - ایکبار ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ کو [1] ایک بار ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ کو ملے - [2]

۳۱۷ - محمد دین - مولوی حاجی محمد دین قادری سروری - گڑھی شاہ دولہ گجرات صاحب علم درویش تھے - ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء میں میں (شرافت) مسئلہ حلت ذبح فوق العقدہ کا استفتا لے کر ان کے پاس گیا - انہوں نے اس کی حلت پر تصدیق کر دی تھی - انہوں نے چند رسائل لکھے تھے - ۱ - تمباکو نوشی کی حرمت میں ۲ - ایک رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ کا ظاہری مرشد کوئی نہیں تھا - اُنہوں نے بلاواسطہ حضرت غوث الثقلین رض سے روحانی فیض پایا - دلیل یہ دی کہ اگر اُن کا کوئی ظاہری مرشد ہوتا تو اُن کی تصانیف چالیس سے زیادہ کتابیں ہیں - کسی میں اپنے پیر کا نام درج کرتے یا اُس کی تعریف کرتے - حالانکہ کسی کتاب میں کوئی ذکر نہیں کیا - ۳ - ایک رسالہ پنجابی منظوم اپنے معاصر درویش سائیں کرم الٰہی مجذوب گجراتی عرف کانوانوالہ کے رد میں لکھا جس کا ایک شعر مجھے یاد ہے - ؎

اِکتاں مُچھاں نونہ وَدھائے نی اوہ خلقت ولی بنائے نی

حاجی محمد دین نے اپنی زندگی میں پانچ مسجدیں تعمیر کرائی تھیں - جن میں سے ایک گجرات میں اور ایک شورکوٹ جنکشن کے ریلوے سٹیشن پر موجود ہے -

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] ایضاً ۱۹۷۱ء شرافت

Marfat.com

۳۱۸ - محمد دین ۔ مورخ لاہور ۔ میاں محمد دین کلیم بی اے ۔ گڑھی شاہو لاہور

ان کے والد کا نام میاں شہاب الدین قادری (م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) تھا ۔ ابن میاں رحمت اللہ [م ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۵ء] بن میاں عمر بخش [م ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء] بن خواجہ احمد [م ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء] سلسلہ نسب قاضی شمس الدین تک پہنچتا ہے ۔

میاں صاحب ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ [اگست ۱۹۱۷ء] کو بمقام دیپل پور ضلع گورداسپور پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ سے حاصل کی ۔ پھر دینی کتب پڑھنے کا شوق پیدا ہوا ۔ بریلی سے بذریعہ وی پی دس بارہ کتابیں اور رسالے منگوائے ۔ پھر ذوق و شوق بڑھا ۔ تو سیر و سیاحت کے لئے ۔ کلکتہ ۔ پٹنہ ۔ بانکی پور ۔ گیا ۔ پھلواری شریف آسنسول ۔ بنورہ ۔ کھگول ۔ سون ۔ آگرہ ۔ دہلی ۔ لکھنؤ ۔ کراچی ۔ ملتان اور راولپنڈی گئے ۔ اور برصغیر پاک و ہند کی مشہور لائبریریوں اور نامور علما و فضلا اور صوفیا سے استفادہ کیا ۔ ملازمت لاہور کے دوران مدینۃ الاولیا لاہور سے اتنا عشق ہوا کہ اس شہر کا گوشہ گوشہ چھان مارا ۔ اور کافی قدیم آثار کو ڈھونڈ نکالا

تعلیمی ریکارڈ اس طرح پر ہے ۔

۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء ۔ میں میٹرک کیا ۔

۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء ۔ ایل ۔ ایس ۔ جی ۔ ڈی ۔ پنجاب

۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء ۔ ادیب فاضل ۔

۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء ۔ ایف ۔ اے ۔

۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء ۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی ۔ اے ۔

۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء ۔ حکومت پاکستان کی طرف سے مردم شماری پاکستان میں چارج سپرنٹنڈنٹ ۔

۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء ۔ اے گریڈ کوالیفائڈ اکونٹنٹ گورنمنٹ آف پنجاب

Marfat.com

اکومنس افیسر لاہور میونسپل کارپوریشن۔ ریکارڈ اپ ٹو ڈیٹنگ
افیسر وائرونگ لاہور۔ ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور۔

۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء میں سید مقبول محی الدین گیلانی اولاد شاہ سکندر کیتھلی حال مقیم ڈیرہ غازیخاں سے قادری سلسلہ میں بیعت کی۔

۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء اگست میں نہایت اعزاز سے ریٹائر ہوئے۔

کلیم صاحب میرے (شرافت کے) ساتھ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ لاہور اکثر ان کے ساتھ علمی مجلسیں ہوتی رہتی ہیں میں نے ان کی کئی کتابوں کے پیش لفظ اور کئی کتابوں کے قطعات تاریخ لکھے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ازانجملہ ۳ ذیقعد ۱۳۸۸ھ ۵ ۶ محرم ۱۳۹۰ھ ۱۲ محرم ۱۳۹۰ھ ۳ شعبان ۱۳۹۰ھ کو بھی ملاقاتیں ہوئیں ۲

تصنیفات۔ کلیم صاحب کثیر التصانیف ہیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے لاہور کے متعلق لکھا ہے۔ تقریباً ایک سو کے قریب مطبوعہ کتب و مقالہ جات ہیں۔ پچاس کے قریب مسودات تیار ہیں جو سب کے سب اسی شہر سے متعلق ہیں۔ لاہور پر آج تک کوئی مصنف اس قدر کتب نہیں لکھ سکا کچھ اسما، یہاں لکھے جاتے ہیں۔

۔ مطبوعہ کتب

۱۔ لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں ۲۔ لاہور کے اولیائے چشت ۳۔ لاہور کے اولیائے سہروردیہ ۴۔ سوانح حیات حضرت پیر مکی ۵۔ سوانح حیات حضرت عبداللہ شاہ قادری مزنگوی ۶۔ سوانح حیات حضرت جان محمد حضوری قادری لاہوری ۷۔ سوانح حیات حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری ۸۔ سوانح حیات سید میر محمود شاہ لاہوری ۹۔ سوانح حیات شیخ محمد سلطان نقشبندی کاشمیری لاہوری ۱۰۔ سوانح حیات شیخ جان محمد

۱ روزنامچہ شرافت نمبر ۱۵۔ ص ۲۷ ۲ ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

قادری بابک دال لاہوری ۱۱۔ سوانح حیات شیخ محمد عظیم قادری بیگم کوٹ لاہوری
۱۳۔ سلسلہ عالیہ قادریہ اور لاہور حصہ و تذکرہ مشائخ قادریہ ۱۳۔ مدینۃ الاولیا لاہور
۱۴۔ لاہور کی تاریخی مساجد جن کا اب نام و نشان تک باقی نہیں ہے ۱۵۔ قدیم لاہور۔
۱۶۔ لاہور میں موسم بہار کی رنگینیاں ۱۷۔ رئیس البلاد لاہور میں آنحضرتؐ سے
منسوب تبرکات ۱۸۔ لاہور میں عید میلاد النبی کی تقریبات و جلوس ۱۹۔ لاہور میں عرس
غوث الاعظم کی تقریبات و جلوس ۲۰۔ شیخ ابو اسحاق قادری مزنگ لاہوری۔
۲۱۔ حضرت بی بی پاکدامناں کی تاریخی حیثیت ۲۲۔ لاہور کے قرآنی نوادرات۔
۲۳۔ مدینۃ الاولیا لاہور اور حضرت مجدد الف ثانی سرہندی ۲۴۔ شیخ عبدالحق محدث
دہلوی کا لاہور سے روحانی تعلق ۲۵۔ مرکز علوم اسلامیہ لاہور اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی
۲۶۔ سوانح حیات حضرت داتا گنج بخش لاہوری ۲۷۔ غزنوی عہد کے لاہوری صوفیا
و علما ۲۸۔ سوانح حیات حضرت گھوڑے شاہ بخاری لاہوری ۲۹۔ شہزادہ دارا شکوہ
قادری کا لاہور سے عشق ۳۰۔ لاہور کے قدیم دینی مدارس ۳۱۔ لاہور میں امام
اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا فیضان۔

— مطبوعہ

۳۲۔ دعوت عمل ۳۳۔ ایثار ۳۴۔ اسلام اور عورت ۳۵۔ تاریخی واقعات ۳۶۔ صلح اعظم
۳۷۔ سپہ سالار بدر و حنین ۳۸۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر اغیار
کی کتابوں میں ۳۹۔ لاہور عہد اکبر میں ۴۰۔ شالامار باغ لاہور ۴۱۔ لاہور کا حرم الحرام۔
۴۲۔ لاہور کے میلے ۴۳۔ لاہور کے قدیم حمام ۴۴۔ لاہور کا پہلا مبلغ اسلام۔
۴۵۔ لاہور کے قدیم و جدید تاجران کتب ۴۶۔ لاہور کے امام باڑے ۴۷۔ حضرت بہاء الدین
زکریا ملتانی سہروردی ۴۸۔ میاں محمد شاہ چشتی ہوشیارپوری ۴۹۔ میاں وڈا سہروردی
لاہوری ۵۰۔ آغا جمیل حسین قادری لاہوری ۵۱۔ مولانا غلام قادر بھیروی لاہوری

Marfat.com

۵۲۔ جامع مرکزی دارالعلوم نعمانیہ لاہور ۵۳۔ شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی لاہوری
۵۴۔ میاں احمد دین سہروردی لاہوری ۵۵۔ لاہور کے جیولرز ۵۶۔ لاہور میں مدفون
ایک مجاہد بادشاہ ۵۷۔ مولانا تاج الدین لاہوری ۵۸۔ غازی علم الدین لاہوری
۵۹۔ لاہور میں اہل سنت کی درسگاہیں۔ ۶۰۔ لاہور میں اہل بیت کے تبرکات
۶۱۔ لاہور کی تاریخی مساجد ۶۲۔ لاہور میں شاہجہانی دور کی مساجد ۶۳۔ زندہ دلانِ
لاہور اور یوم ولادت ۶۴۔ محمد عربی۔ رسول کریم کی آمد و عظمت کا اعتراف۔
۶۵۔ شیخ عبدالحق محبوب لاہوری ۶۶۔ باغبانپورہ کی قدیم و جدید مساجد ۶۷۔ لاہور کی
ایک میناری مساجد ۶۸۔ برصغیر میں خانوادہ فاروقی کی خدمات جلیلہ ۶۹۔ لاہور کی
بادشاہی مسجد ۷۰۔ پرفضل گجراتی کے لاہور میں شب و روز ۷۱۔ تعلیمات حضرت
شاہ محمد غوث قادری لاہوری ۷۲۔ مسجد شہید گنج لاہور ۷۳۔ لاہور میں مسجد نبوی کے نمونے
۷۴۔ باغبانپورہ لاہور کے قدیم آثار ۷۵۔ عمدہ ناظمانِ لاہور کی یادگاریں۔
۷۶۔ لاہور کے متنازعہ فیہ آثار ۷۷۔ لاہور کے چشتی اہل نسبت ۷۸۔ لاہور میں
مدفون اولیائے نقشبند ۷۹۔ شہنشاہ جہانگیر اور لاہور ۸۰۔ لاہور میں نقاشی کی کہانی
۸۱۔ دہلی دروازہ سے ریلوے سٹیشن تک ۸۲۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت امام
اعظم کی اولاد امجاد ۸۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تعلیمات کے لاہور پر اثرات
۸۴۔ کشف المحجوب کے قدیم و جدید نسخہ جات ۸۵۔ لاہور میں مدفون بزرگانِ سہروردی
۸۶۔ لاہور میں کاشی کاری۔ چینی کاری کا ارتقا اور زوال ۸۷۔ بزرگان لاہور کی تضحیکات
۸۸۔ لاہور کی عید کا تاریخی پس منظر ۸۹۔ نئی انارکلی لاہور ۹۰۔ لاہور کے شیعہ عالم
۹۱۔ قطب الارشاد لاہور ۹۲۔ شاہی قلعہ لاہور و مسلمانوں کی عظمت رفتہ کا نشان
۹۳۔ ارشادات رسول ۹۴۔ عید میلاد النبی کس طرح منائی جاتی ہے (علمائے لاہور
ایک اسٹڈی) ۹۵۔ آزادی ہند ۱۸۵۷ء میں لاہور کا کردار ۹۶۔ علامہ اقبال سے

Marfat.com

معززین لاہور کے روابط ۹۷۔ حضرت امیر ملت اور لاہور ۹۸۔ حضرت خواجہ اجمیری کا لاہور سے تعلق ۹۹۔ علمائے قصور کی لاہور میں علمی خدمات ۱۰۰۔ پاکستان میں حضرت صدیق اکبر کی اولاد امجاد ۱۰۱۔ خواجہ غریب نواز غیر مسلم مفکرین کی تقریریں ۱۰۲۔ تحریک پاکستان میں علمائے لاہور کا حصہ ۱۰۳۔ لاہور کے صوفیائے نقشبند ۱۰۴۔ انوارِ نقشبندیہ ۱۰۵۔ حضرت بدھن شاہ نقشبندی مجددی کلانوری۔[1]

۳۱۹۔ **محمد عالم**۔ مولوی محمد عالم امام مسجد جوکالیاں۔ ضلع گجرات ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کو جوکالیاں میں ایک جلسہ پر ان کو دیکھا۔ وہاں منتظم بھی تھے۔[2]

۳۲۰۔ **محمد عالم**۔ حکیم محمد عالم حفظانہ۔ رسول نگر۔ ضلع گوجرانوالہ م ۱۳۴۸ھ[3] میں نے کئی بار ان کو دیکھا ہے۔

۳۲۱۔ **محمد عالم**۔ مولانا محمد عالم۔ جھگیاں شہاب الدین۔ لاہور۔ والدین نے نام محمد عالم رکھا۔ مگر پیر غلام دستگیر نامی نے تاریخی نام مختار حق رکھا، جس سے ۱۳۴۹ھ سالِ ولادت ظاہر ہوتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا حاجی محمد حسین ولد کرم الٰہی سے حاصل کی۔ پھر میٹرک پاس کیا۔ فاضل فارسی کیا۔ کتابوں کے بڑے شوقین ہیں۔ تقریباً چار ہزار کتابیں ان کے کتب خانہ میں جمع ہیں۔ میں نے دو تین مرتبہ یہ کتب خانہ ملاحظہ کیا۔ نادر علمی کتابیں محفوظ کی ہیں۔ میں جب کبھی لاہور جاتا ہوں تو ان سے ملاقات کرتا ہوں۔ میرے روزنامچوں میں بھی کئی ایک ملاقاتوں کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً ۳ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ[4] ۸ محرم

---

[1] کلیم صاحب کے حالات اور تصانیف کی فہرست ماہنامہ اوقات لاہور نومبر۔ دسمبر ۱۹۷۵ء ص ۳۵ سے لکھے گئے ہیں۔ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۲۔ ص ۱۵

[3] عیون التواریخ [4] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۵۔ ص ۲۷۔ شرافت

Marfat.com

۱۳۹۰ھ - ۱۲ر شوال ۱۳۹۰ھ سے مولانا مختار حق صاحب - ذہین - فطین - خوش اخلاق - علم دوست ہیں - سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر کے یہ خصوصی معاون تھے۔ اردو تراجم پر پُر مغز اور مفصل مقالہ لکھا۔ نقوش کے سیرت نمبر کے لئے ایک اتھارٹیکس تیار کیا۔ جس میں سیرۃ النبی پر اردو ادب میں جتنا کام ہوا ہے۔ اس پر معلومات جمع کردی ہیں۔

ان کا مختصر تذکرہ شریف التواریخ کی تیسری جلد کے آٹھویں حصہ موسوم بہ شواہد الافکار میں مولانا نور الدین رسولنگری کے ذکر میں بھی تحریر ہو چکا ہے۔

۳۲۲ - **محمد علی** - میاں محمد علی قادری قلندری - ماتگٹ - گجرات۔ یہ پیر عنایت ولد پیر پھل ڈھیری والہ کا مرید ہے۔ پنجابی میں شعر کہتا ہے۔ قصہ مرزا صاحباں تنظیم کیا ہے۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ کو چک جانو کلاں میں مجھے ملا۔ [۲]

۳۲۳ - **محمد یار** - مولانا محمد یار بہاولپوری - عبد النبی المختار خواجہ مولانا محمد یار - گڑھی اختیار خاں - ضلع رحیم یار خاں - ریاست بہاولپور ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولانا عبد الکریم تھا۔ قرآن مجید اور فارسی کی کتابیں جلالپور کے درس میں پڑھیں۔ بعض کتابیں مولانا محمد حیات اور مولانا تاج محمود سے پڑھیں۔ دورہ حدیث ۱۳۱۹ھ میں کر کے سند فضیلت حاصل کی۔ چشتی نظامی سلسلہ میں خواجہ غلام فرید چاچڑاں والہ سے بیعت کی۔ ۱۳۳۳ھ میں حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔ [۳] ان کا عارفانہ کلام دیوان فریدی کے نام سے چھپا ہے۔ بلبل اور محمد تخلص کرتے تھے۔ مشرب وحدۃ الوجود تھا۔

---

[۱] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [۲] ایضاً [۳] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۱۲ بحوالہ البواقیت المہریہ ص ۱۲۷ - مصنفہ مولانا غلام علی - شرافت

Marfat.com

واعظ خوش بیان تھے۔ ایکمرتبہ ۱۳۵۵ھ میں نے اِن کو پاک پتن میں حضرت بابا فرید شکر گنج رح کے عرس پر مسجد درگاہ فریدیہ میں وعظ کرتے دیکھا اور سنا کہہ رہے تھے کہ مخالفین کہتے ہیں کہ پیروں کا ذکر قرآن میں نہیں اور ہم کہتے ہیں کہ پیروں کا ذکر تو درکنار۔ پیروں کے کتوں کا بھی ذکر قرآن میں آیا ہے وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید۔ اصحاب کہف نبی نہیں تھے پیر ہی تھے۔

دوسری مرتبہ میں نے ان کا وعظ مسجد داتا گنج بخش لاہور میں ۱۱ر صفر ۱۳۵۶ھ کو عرس کے موقعہ پر سنا۔[1]

مولانا محمد یار کی وفات ۱۴ر رجب ۱۳۶۷ھ لاہور میں ہوئی۔ ان کا تابوت گڑھی اختیار خاں میں لے جاکر دفن کیا گیا۔[2]

۳۲۴۔ محمود۔ محمود احمد۔ میوہ منڈی۔ لاہور۔ ۱۵ر ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو رحمان پورہ۔ لاہور میں یہ ملنے کے واسطے آیا۔[3]

۳۲۵۔ محمود۔ محمد محمود مغل۔ ریافن سٹریٹ دل محمد روڈ لاہور۔ ۱۶ر ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کو ہماری دعوت کی اور اپنے گھر بلایا۔[4]

۳۲۶۔ مراتب علی۔ سید مراتب علی شاہ ولد سید نواب علی شاہ گیلانی ساکن اکبر پور سیداں۔ ضلع شیخوپورہ یہ مولانا محمد اعظم نوشاہی پر فنداری میرد والی کے شاگرد تھے۔ اُنہوں نے اِن کا سجع بنایا ع فدائے محمد مراتب علی۔

پنجابی کے اچھے شاعر تھے ۲۳ر ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ کو ہم معہ قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی اکبر پور میں اِن کے ہاں گئے۔ ان کا کچھ کلام ان کی زبان سے سنا۔ اور کچھ اشعار لکھے۔[5]

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۵۔ ص ۱۳۔ [2] تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۳۵۷ حاشیہ۔ [3] ثبات الایقان ص ۲۲۔ [4] ایضاً ص ۲۳۔ [5] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

بابو محمد یوسف مردانوی کے متعلق

میاں یوسف مر چکا کدھرے گلی نہ ڈالی وی چور نوں چا قطب کیتا پیر میر دوالی وی

حقہ کے متعلق

حقہ بچیاں نوں نقصان دیندا فائدہ سندھ ہر چند ہے بڈھیاں نوں

کوڑا کٹ تماکو نسوار نے صاف کرے دماغ دیاں سڈیاں نوں

ایدھی قدر بربادی دے جٹ جاننڑ بچھو بھیڑاں دے کوٹ دیاں چوہیاں نوں

ہلاں منگر مراتبا پین حقے توپی لگدی اے سڈھے دیاں گھڈیاں نوں

سید مراتب علی شاہ نے ۱۳۹۵ھ میں وفات پائی۔

۳۲۷۔ مرتضٰے۔ مولوی حافظ غلام مرتضٰے۔ دھریکاں۔ گجرات

والد صاحب کا نام مولانا شیخ احمد ولد مولوی حسن محمد قوم سیرا تھا۔ تعلیم

تکابری مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی [م ۱۳۰۶ھ] سے پائی

قرآن مجید حفظ کیا۔ میں نے (شرافت نے) کئی بار ان کو دیکھا ہے۔ سادہ مزاج

تھے۔ ایک مرتبہ علی پور چٹھہ کے ریلوے اسٹیشن پر اتفاقاً ان کی ملاقات ہوئی

میں اپنے والد ماجد اعلےٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی رح کے ہمراہ

تھا۔ اُنہوں نے پوچھا حافظ صاحب! آج کل کے کئی مولوی نداء یا رسول اللہ

کو شرک کہتے ہیں۔ حافظ صاحب نے کہا کہ یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے۔ کیا شرک

کہنے کو اور چیزیں تھوڑی ہیں۔ حافظ صاحب نے ہفتہ کی رات ۱۱ رجب

۱۳۷۱ھ کو وفات پائی۔[1]

۳۲۸۔ مسعود۔ مولوی مسعود احمد نائب۔ دتو چوہڑ۔ متصل منڈی بہاء الدین

والد صاحب کا نام مولوی محمد الدین چشتی نظامی ہے۔ جو دتو چوہڑ کے امام مسجد ہیں۔

---

[1] خزینۃ العلوم بیاض ص ۲۳۳۔ شرافت

Marfat.com

یہاں تائب صاحب کے ۱ سے حالات لکھے جاتے ہیں۔

" میں ۱۹۵۹ء [۱۳۷۹ھ] بروز بدھ اس اقلیم غم میں مولوی محمد الدین چشتی نظامی صاحب کے گھر وارد ہوا۔ چار سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ اور ساتھ ہی پرائمری سکول دتو چوہڑ میں داخل ہوا۔ قرآن مجید اور دیگر ابتدائی تعلیم والد صاحب سے حاصل کی۔ بعد ازاں اپنے نواحی گاؤں کھیوہ میں داخل ہوا تین سال تک وہاں تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ اور بعد میں گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول منڈی بہاؤالدین میں داخل ہوا۔ دو سال تک وہاں پڑھتا رہا۔ ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء کو سرگودھا بورڈ سے میٹرک کی سند حاصل کی۔ چونکہ طبعی میلان اسلامی تعلیم کی طرف تھا۔ اس لئے سکول چھوڑتے ہی استاذ العلماء حضرت مولانا غلام مصطفٰے صاحب سجادہ نشین آہلہ شریف سے علوم اسلامی کا استفادہ کیا۔ پندنامہ کریما۔ گلستانِ سعدی۔ نور الایضاح تک آپ سے کتابیں پڑھیں۔ بعد میں ملازمت کے خیال سے مسلم کمرشل کالج منڈی بہاؤالدین میں تین ماہ تک ٹائپ سیکھتا رہا۔ مگر یہ کام بھی طبیعت کے خلاف تھا۔ اور بزرگوں کی بھی رائے یہ تھی کہ راہِ علم شریعت پر گامزن رہوں۔ اس لئے ۲۳ مئی کو دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ عشق مصطفٰے کا جذبہ بھی دل میں بفضل خدا بدرجہ اتم موجود ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی مدحِ خدا۔ سرورِ کائنات محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت کہہ لیتا ہوں ایک ابتدائی کلام اور سادہ سی نعت ذیل میں درج ہے۔

چار سُو جب نورِ احمد کا اُجالا ہو گیا — کفر کی تاریک راتوں کو نکالا ہو گیا
براق بھی جبریل بھی رفرف بھی پیچھے رہ گئے — زیرِ پائے مصطفٰے تھا عرش اعلےٰ ہو گیا
عاصیو گھبراؤ نہ بالکل عذابِ نار سے — حشر میں شافع ہمارا کملی والا ہو گیا

Marfat.com

مرحبا ! تشریف لائے جس مہینے میں نبی سب مہینوں سے ہے اس کا شان بالا ہو گیا

ہوں کہاں میں اور کہاں نعت محمد مصطفےٰ
یہ بھی اک اعجاز نائب شاہ والا ہو گیا

خادم کمین مسعود احمد نائب[1]

مولوی نائب صاحب اکثر ہمارے ہاں آتے رہتے ہیں۔ بڑے ذہین۔ نیک اطوار خوش اخلاق ہیں۔ ہمارے مہمان خواص سے ہیں۔ طلب علم میں معروف ہیں۔ خط اچھا ہے۔ ہمارے ساتھ خط و کتابت رکھتے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۲۹۔ مسعود۔ مولانا سید مسعود حسن شہاب دہلوی بہاولپوری۔

— اُن کے اپنے قلم سے —

"

۱۔ میرا مکمل نام سید مسعود حسن شہاب ہے۔

۲۔ والد گرامی کا نام سید منظور حسن رضوی مرحوم ہے۔

۳۔ میری ولادت دہلی میں ہوئی اور سن ولادت ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء

[۲۸ صفر ۱۳۴۱ھ]

۴۔ تعلیم بی۔ اے تک۔ پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے پاس کیا تھا۔

۵۔ عمر کا ابتدائی حصہ بہاول پور میں گزرا تھا۔ یہاں میری ننہال کے بزرگ گذشتہ ستر برس سے بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ میں ۱۹۳۵ء (۱۳۵۴ھ) میں مڈل کا امتحان دے کر دہلی واپس چلا گیا تھا پھر ۱۹۴۷ء (۱۳۶۶ھ) مہاجر ہو کر بہاولپور آیا۔ اور اب تک یہیں مقیم ہوں۔

[تعلیم کے سلسلہ میں کچھ عرصہ ریاست پٹیالہ میں بھی رہا ہوں وہاں میرے پھوپھا مولوی فضل متین صاحب جج تھے۔ ان کا تعلق مولانا فضل حق

---

[1] مکتوب مسعود احمد نائب۔ شرافت۔

Marfat.com

خیرآبادی کے خاندان سے تھا۔ میرے پھوپھی زاد بھائی جناب فضل حمید محکمہ تعلقاتِ عامہ مغربی پاکستان میں ڈپٹی ڈائریکٹر تھے]

۶۔ میں نے ۱۹۴۰ء/۱۳۵۹ھ میں دہلی سے الہام جاری کیا تھا جو ماہنامے اور ہفت روزے کی شکل میں ایک ہی نام سے شائع ہوتا تھا ستمبر ۱۹۴۷ء [ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ] کا آخری پرچہ دہلی سے نکلا تھا۔ اس کے بعد اسی الہام کی تجدید اشاعت بہاولپور سے کی۔ اور بحمداللہ ابتک جاری ہے۔

۷۔ طریقت میں مجھے اپنے والد گرامی سے بیعت کا شرف حاصل ہے جو سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں منسلک تھے۔ ان کے مرشد بہار شریف کے حضرت شاہ کریم رضا تھے جن کا مزار دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی درگاہ کے پاس ہے۔

۸۔ مجھے زمانہ طالب علمی میں کرکٹ اور ہاکی کا شوق رہا ہے۔ لیکن جب سے الہام کا اجراء ہوا ہے میرا مشغلہ لکھنے پڑھنے کے علاوہ کچھ اور نہیں رہا۔ ۱۹۳۸-۳۹ء/۱۳۵۷-۵۸ھ سے میں نے باقاعدہ لکھنے کا آغاز کیا اور میرے مضامین نظم و نثر مختلف رسائل و جرائد میں چھپنے لگے۔

۹۔ میں نے کچھ عرصہ سرکاری ملازمت بھی کی ہے۔ ون یونٹ کے ابتدائی دور میں انفرمیشن افسر مقرر ہوا تھا۔ فیلڈ مارشل ایوب خاں کے انقلاب کے بعد ملازمت سے مستعفی ہوگیا۔ اس کے علاوہ حکومت کے ایک سرکاری رسالہ لوکل گورنمنٹ ریویو کا بھی تقریباً ایک سال ایڈیٹر رہا۔ یہ رسالہ لاہور سے نکلتا تھا اور اس کے دو حصے تھے۔ ایک انگریزی میں۔ دوسرا اردو میں۔ پی۔ پی۔ آئی (نیوز ایجنسی) سے بھی تعلق رہا ہے۔ نیز کوہستان لاہور اور پاک جمہوریت کی نمائندگی بھی کی ہے۔

۱۰۔ ان ادبی و علمی اور صحافتی مشاغل کے علاوہ سیاسیات میں بھی میں نے بھرپور حصہ لیا ہے۔ قیامِ پاکستان سے قبل مسلم لیگ سے وابستہ تھا۔ بہاولپور میں آیا

Marfat.com

تو یہاں بھی مسلم لیگ کی تشکیل اور قیام میں حصہ لیا۔ میں آل پاکستان مسلم لیگ کا کونسلر اور پاکستان مسلم لیگ بہاولپور کی ورکنگ کمیٹی کا رکن تھا۔

سابق ریاست بہاولپور میں پہلی بار انتخابات کا سلسلہ شروع ہوا تو میں بلدیہ بہاول پور کا سینئر وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔ پھر ایوبی دور میں یونین کمیٹی کا چیئرمین اور ڈسٹرکٹ کونسل اور ڈویژنل کونسل کا رکن رہا۔

اب گزشتہ چار سال سے عملی سیاست سے قطعی لاتعلق ہوں اور زیادہ وقت تصنیف و تالیف میں صرف کرتا ہوں۔

۱۱۔ بہاول پور اردو اکیڈمی کا جنرل سیکرٹری ہوں۔ یہ ایک علمی اور ادبی اور تحقیقی ادارہ ہے۔ ڈویژنل کمشنر اس کے صدر ہوتے ہیں۔ اس ادارے کی طرف سے میری نگرانی میں ڈیڑھ درجن کے قریب تحقیقی اور علمی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اکیڈمی کی طرف سے میری ادارت میں ایک سہ ماہی رسالہ "الزبیر" بھی شائع ہوتا ہے۔

۱۲۔ میری تین کتابیں ۱۔ خطِ پاک اچ ۲۔ خواجہ غلام فرید (سوانح اور شاعری) ۳۔ اولیائے بہاول پور۔ اکیڈمی کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ ایک مجموعہ کلام نقوشِ شہاب مکتبہ السلام کی طرف سے ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ ایک طویل نظم جو تقریباً پانسو اشعار پر مشتمل ہے جنگ نامہ کے نام سے ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء کی جنگ کے موضوع پر کلاسیک لاہور کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ نعتوں، منقبتوں اور مرثیوں پر ایک مجموعہ موجِ نور کے نام سے مکتبہ السلام کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ فاتحۂ اعظم میرے زیرِ ترتیب ہے۔

شہاب[1] ۱۸۰ نومبر ۱۹۷۶ء / ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ

---

[1] مکتوب مسعود حسن شہاب شرافت

Marfat.com

میں (شرافت) ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں بہاولپور گیا، اور ان سے ملاقات کی، اور ان کی وساطت سے سنٹرل لائبریری سے کتاب مراۃ الغفور یہ خطی تصنیف لطیف میاں امام بخش بن خواجہ نور اللہ لاہوری کا نسخہ لے کر فوٹو سٹیٹ کرایا۔

۳۳۰۔ **مسعود**۔ مولانا محمد مسعود حنفی۔ الٹر۔ چونڈہ سیالکوٹ جید عالم اور واعظ تھے۔ میں نے ۱۳۴۱ھ میں ایک جلسہ پر جو ضلع گکھڑ۔ ضلع گوجرانوالہ میں ان کا وعظ سنا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات بیان کئے تھے۔ ان کی وفات ۱۴ رمضان ۱۳۵۹ھ کو ہوئی [1]

ان کے علاقہ میں مشہور ہے کہ یہ نوہار تھے۔ مگر ان کا ثر کا بنام صاحبزادہ افتخار احمد اب سید کہلاتا ہے۔ اور لائل پور۔ محلہ منصور آباد میں جمعہ کراتا ہے تقریر اس کی عمدہ اور دل پسند ہوتی ہے۔ لوگ شوق سے سنتے ہیں۔ اپنی سیادت کو پختہ منوانے کے لئے تشیع کی طرف کچھ میلان رکھتا ہے۔ مثلاً ایک کتاب اس نے خاک کربلا لکھی ہے۔ دوسری کتاب کفر یزید۔ حالانکہ آجتک کسی نے یزید کو کافر نہیں لکھا۔ فاسق فاجر لکھتے ہیں۔ مگر مولوی افتخار احمد نے شیعوں کو خوش کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھا ہے۔ اور اپنی سیادت کو پختہ کرنے کے لئے یہ کام کیا ہے۔

ایک سید نے اس سے پوچھا کہ اپنا شجرہ نسب دکھاؤ۔ تو بجائے اس کے کہ شجرہ دکھاتا کہدیا کہ تم نے ہم کو رشتہ دینا ہے کہ شجرہ پوچھتے ہو؟

۳۳۱۔ **مسعودہ**۔ حاجن مسعودہ بیگم۔ زوجہ محمد موسیٰ خاں ارائیں لاہور ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں ساتویں حج کو ہمارے ساتھ شمس جہاز میں حرمین الشریفین گئی۔ دونوں سے عقیدت رکھنے والی ہے۔ ۲۵ رشوال ۱۳۹۵ھ جہاز میں ہمارے ساتھ ملاقات کی [2] صالحہ عورت ہے۔ لاہور میں بھی ہمارے مکان پر کئی مرتبہ ملنے کے واسطے آئی۔

---

[1] بیاض گنجینہ شرافت ص۵۲۵ [2] سفرنامہ حج ص۸۲ شرافت

Marfat.com

۳۳۲۔ **مشاہد رضا**۔ ڈاکٹر مشاہد رضا گجراتی ۔ ۱۵ رمضان ۱۳۹۱ھ کو حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر مقام لاہور ملاقات ہوئی [1]

۳۳۳۔ **مشتاق احمد**۔ ماسٹر مشتاق احمد قریشی ہاشمی نوشہروی۔ گجرات میرے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی کی وفات کا قطعہ تاریخ بنایا جو ذکر نوشاہی میں چھپ چکا ہے۔ ماسٹر صاحب کا ذکر تذکرہ شعرائے پنجاب میں بھی درج ہے۔ ماسٹر صاحب کو خاندان نوشاہی سے خاص محبت ہے۔ کئی مرتبہ سامن بال شریف میں آئے ہیں۔ اکثر مرتبہ ملاقات ہوئی ہے۔ ایک ملاقات ۲۰ رجب ۱۳۹۰ھ کو ہوئی۔ [2]

۳۳۴۔ **مشرف شاہ**۔ حاجی سید مشرف شاہ۔ اکبر پورہ نزد درگاہ اخون بنجو صاحب۔ ضلع پشاور۔ ۱۳۹۵ھ میں حج کے موقع پر ملاقات ہوئی مکہ مکرمہ میں شارع مسفلہ پر ہمارے ساتھ ایک ہی کمرہ میں رہے۔

۳۳۵۔ **مطیع اللہ**۔ سید محمد مطیع اللہ ولد سید محمد حسین بن فتح علی خان خوارزمی اولادِ میراں شعیب رح جو میراں سید شریف خوارزمی مگھووالی کے بھائی تھے۔ میراں شریف رح۔ حضرت نوشہ گنج بخش رح کے معاصر تھے۔ سید مطیع اللہ چشتی خاندان میں مرولیا نوالہ۔ حضرات کے مرید ہیں۔ ۱۳۰۶ھ میں موضع چکریاں علاقہ مگھووال ضلع گجرات میں ان کی ملاقات ہوئی [3]

۳۳۶۔ **مظفر حسین**۔ حکیم میاں مظفر حسین ولد میاں فقیر علی فاروقی ساکن اجنکے ضلع گوجرانوالہ طبیب کامل تھے۔ بہت عرصہ ہمارے خاندان کے معالج رہے۔ ہمارے سلسلہ کے عقیدتمندوں سے تھے۔ بموجب طریقت حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری رح سے تھی۔ ان کے چھ مکاتیب ان کے گھر میں موجود ہیں

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء [2] ایضاً ۱۹۷۰ء [3] گنجینہ شرافت ص ۲۵۱ شرافت

Marfat.com

میری متعدد مرتبہ ان سے ملاقات ہوئی۔ جن میں سے ایک ملاقات ۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ کو ہوئی [1] انہوں نے اپنے مورث اعلیٰ مولوی حکیم محمد اشرف فاروقی کا بیاض معہ بیاض میاں قل احمد فاروقی مجھ کو عطا کیا تھا۔

میاں مظفر حسین نے ۱۴ر شوال ۱۳۶۲ھ کو وفات پائی۔ موضع اجتکے کے گورستان میں مدفون ہوئے۔

۳۳۷۔ معوان حسین۔ مولانا سید معوان حسین رام پوری ۱۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شاہ ارشاد حسین تھا۔ انجمن اسلامیہ لاہور نے ان کو شاہی مسجد لاہور کا خطیب مقرر کیا۔ کئی سال تک انہوں نے خطابت کے فرائض انجام دئے۔ خلافت مولانا شاہ عنایت اللہ خاں سے حاصل کی تھی۔ خطابت شاہی مسجد کے ایام میں میں نے (سید شرافت نے) مولانا کی زیارت کی۔ اور ان کے اقتدا میں جمعہ کی نماز پڑھی ۱۰ر ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ کو وزیر آباد میں بھی دیکھا۔

۳۳۸۔ مغیث الدین۔ کرنل فقیر سید مغیث الدین بخاری۔ اندرون بھاٹی دروازہ۔ فقیر خانہ۔ لاہور۔ میں (شرافت) دو مرتبہ ان کے ہاں گیا بڑی محبت سے پیش آئے۔ میں نے ان کا کتب خانہ دیکھا۔ اس میں سے کئی نوادرات ملے۔ رسالہ تشریف الفقرا قلمی وہیں سے ملا۔ جو ان کے مورث اعلیٰ فقیر سید غلام محی الدین بخاری نوشاہی برقندازی کی تصنیف سے ہے۔

ایک ملاقات ۲۴ر محرم ۱۳۹۱ھ کو ہوئی [2] فقیر صاحب امیر آدمی۔ مودب عابد۔ خوش اخلاق۔ رقیق القلب۔ شب بیدار۔ فراخ مشرب تھے کئی اسماء الٰہی۔ کلمہ طیبہ۔ درود شریف کا وظیفہ کیا کرتے۔ دو سو رکعت نوافل رات کو پڑھا کرتے۔ کچھ وظائف کی اجازت مجھ سے بھی لی۔ ۔۔۔ھ میں وفات پائی۔

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۶ ص ۱۱ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء شرافت

Marfat.com

۳۳۹۔ مقبول الرسول۔ مولانا خواجہ مقبول الرسول نقشبندی۔ للہ شریف ضلع جہلم۔ والد کا نام خواجہ عبدالرسول تھا ابن مولوی دوست محمد بن مولوی غلام نبی للہی رح۔ سنہ ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دونوں پاؤں لنگ تھے۔ یعنی اندر کو مڑے ہوئے تھے۔ جسم بھارا تھا بہت کم گو تھے۔ میں نے ایک مرتبہ ان کو چک وساوا میں دیکھا تھا۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ کو وفات پائی[1]

۳۴۰۔ ممتاز بیگم۔ ڈاکٹر ممتاز بیگم چوہدری پروفیسر میری کوئن کالج سنت نگر لاہور۔ دانشکدۂ ادبیات وعلوم انسانی۔ دانشگاہ تہران۔ ایران کی تعلیم یافتہ ہیں۔ ۱۳۴۶/۱۳۴۷ ہجری شمسی میں ڈاکٹر حسین خطیبی کی زیر نگرانی فارسی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے مقالہ "کتاب ہائے تصوف بزبان فارسی در پاکستان وہند" لکھا جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

جلد اول ۵۱۹ صفحات — جلد دوم ۵۱۶ صفحات

جلد سوم ۵۱۱ صفحات — جلد چہارم ۳۷۶ صفحات

یہ مقالہ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد میں محفوظ ہے۔

اس مقالہ میں سلسلہ نوشاہیہ کی جو کتب تصوف مذکور ہیں۔ ان کے کوائف میں نے فراہم کئے تھے۔ اس کے لئے محترمہ موصوف تہران سے میرے ساتھ مکاتبہ کرتی رہی ہیں۔

۷ محرم ۱۳۹۰ھ۔ ۹ شعبان ۱۳۹۰ھ کو میری ملاقات کے لئے بخانہ فرزندم سید سعید الظفر نوشاہی۔ سانده کلاں۔ لاہور میں آئیں۔[2] کتاب ارزش میراث صوفیہ مجھے تحفہ میں دی۔ شریف مزاج۔ عقلمند۔ حمیدہ صفات ہیں۔

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۳۳ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

۳۴۱ - منشا - مولانا محمد منشا تابش قصوری الحاج

— تابش صاحب کے اپنے قلم سے حالات —

"نام - محمد منشا ابن حیاں الدین - تخلص تابش - نسبت قصوری مولد و مسکن - ھری ھر - تحصیل قصور [اب ضلع قصور]

خاندان - ارائیں -

تعلیم و تربیت - قرآن کریم گھر پڑھا -

میٹرک - ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء - ہائی سکول گنڈا سنگھ والا - تحصیل قصور - ضلع لاہور

دینی تعلیم کیلئے - ۱۳۷۸ھ سے ۱۳۸۵ھ تک دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال میں قیام رہا - ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء میں سند فراغت حاصل کی - مولانا ضیاء القادری علیہ الرحمۃ نے ایک طویل تعلیم میں تاریخ فراغت نکالی ؎

منشائے محمد کو منشائے خدا سمجھا تاریخ ضیا کہتے ابرار شریعت آ

۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد فسر الدین صاحب سیالوی دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی -

۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء میں حج کعبہ و حاضری حضور پر نور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصیب ہوئی - مسجد نبوی میں بخاری شریف کا دوبارہ درس لیا اور سند حاصل ہوئی -

اساتذہ کرام - ۱ - حضرت فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی قادری مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال ۲ - حضرت العلام مولانا ابوالضیا محمد باقر صاحب ضیاء النوری صدر المدرسین دارالعلوم حنفیہ ۳ - حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ ابوالفضل محمد نصر اللہ صاحب نوری نائب مہتمم دارالعلوم حنفیہ ۴ - حضرت شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین احمد قادری خلیفہ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی سے مدینہ طیبہ میں حاضری کے وقت دلائل الخیرات شریف کی اجازت حاصل کی -

Marfat.com

- گیارہ سال سے فردوس ٹینر یز میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں
- پاک وہند کے تمام مستند رسائل وجرائد میں مضامین لکھے جن میں درج ذیل رسائل خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

پاکستان۔ ۱۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور شریف۔ ۲۔ ماہنامہ ترجمانِ اہلِ سنت کراچی ۳۔ ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور [امام اعظم نمبر] ۴۔ ماہنامہ سلطان العارفین گکھڑ ۵۔ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ ۶۔ ماہنامہ الجامعہ۔ جامع محمدی جھنگ ۷۔ ہفت روزہ السلام بہاولپور ۸۔ ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور ۹۔ نورالحبیب بصیر پور ۱۰۔ الفرید ساہیوال

انڈیا۔ ۱۔ ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف ۲۔ ماہنامہ جمالِ حق کانپور ۳۔ ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف ۴۔ ہفت روزہ استقامت کانپور ۵ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

ترتیب وتصانیف۔ مطبوعات۔

۱۔ اغثنی یارسول اللہ ۲۔ محمد نور ۳۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا تاریخی جائزہ ۴۔ گلزارِ رحمانی ۵۔ انوارالصیام ۶۔ راہِ عمل ۷۔ گنج شکر۔ ۸۔ میلاد النبی کا انقلاب آفرین پیام ۹۔ نذرانہ عقیدت بحضور فقیہ اعظم ۱۰۔ تذکرۃ الصدیق۔ ۱۱۔ مطالب القرآن کے عنوان سے قرآنی آیات پر مبنی مختلف موضوع پر ایک مبسوط فہرست ترتیب دی جو مولانا شاہ احمد رضا خاں کے ترجمہ قرآن کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان از مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی (علیہما الرحمۃ) کے ساتھ چاند کمپنی نے بڑے اہتمام سے شائع کی۔ اس ترجمہ کی تصحیح کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔

- غیر مطبوعہ

۱۔ دشمنانِ رسول کا انجام کا انجام ۲۔ تنویر مصطفیٰ [حمد ونعت ومناقب پر منظوم کلام] ۳۔ داستانِ اولیا ۴۔ امام اعظم کے ارشد تلامذہ ۵۔ تذکرہ محدث اعظم پاکستان۔

Marfat.com

۶۔ شاہانِ صحابہ کرام کا انجام ۷۔ شاخ در شاخ ۸۔ گلہائے رنگا رنگ۔
۹۔ ضیائے ملت تذکرہ علماء اہل سنت ۱۰۔ الفاتحہ ۱۱۔ التامین ۱۲۔ الاختلافات
۱۳۔ بیس تراویح۔

— سیاسی طور پر جمعیت العلماء پاکستان سے منسلک ہوں۔

— مکتبہ قادریہ کا قیام۔ اور مندرجہ ذیل سنی کتب۔ کی اشاعت میں حصہ لیا۔
۱۔ باغی ہندوستان ۲۔ تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان ۳۔ النیرۃ الوضیہ
۴۔ زلزلہ ۵۔ کربلا کا مسافر ۶۔ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت بریلوی ۷۔ سیف الجبار
۸۔ ورفعنا لک ذکرک ۹۔ تذکرۃ المحدثین ۱۰۔ غایۃ التحقیق۔ اور
فاضل بریلوی کے اکثر رسائل۔

— ان انجمنوں کی خدمت کا شرف پایا۔
۱۔ انجمن حزب الرحمٰن شعبہ تبلیغ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور۔ نائب ناظم
جبکہ علامہ محمد شریف نوری قصوری علیہ الرحمۃ ناظم اعلیٰ تھے۔
۲۔ انجمن رضائے حبیب منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ۔ ناظم نشر و اشاعت
۳۔ مرکزی مجلس رضا کے ایک رکن اور مجلس کی اکثر کتابوں کی پروف ریڈنگ
میں حصہ لیا۔
۴۔ جامعہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور میں شعبہ تصنیف و تالیف کا ناظم ہوا
اہل قلم سے مراسم۔ ۱۔ حضرت الحاج جامع شریعت و طریقت مولانا سید شریف احمد
شرافت نوشاہی دامت برکاتہم العالیہ
۲۔ حضرت الحاج مولانا حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری مدظلہ صدر مرکزی مجلس رضا لاہور
۳۔ پروفیسر محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج مٹھی (سندھ)
۴۔ پروفیسر محمد ایوب قادری پروفیسر اردو کالج کراچی۔

Marfat.com

۵۔ علامہ اقبال احمد فاروقی۔ ایم۔ اے۔ لاہور

۶۔ علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم جامعہ نظامیہ لاہور

۷۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری لاہوری

۸۔ جناب راجہ رشید محمود صاحب ایم اے۔ لاہور

۹۔ علامہ نسیم صاحب بستوی

۱۰۔ مولانا بدرالدین احمد قادری

۱۱۔ مولانا محمد احمد مصباحی (انڈیا)

۱۲۔ مولانا محمد معراج الاسلام۔ بی۔ اے۔ ،، [1]

مولانا تابش صاحب۔ جید عالم لائق فائق محقق ہیں۔ میرے (شرافت کے) ساتھ بڑا خلوص و محبت رکھتے ہیں۔ جب کبھی مرید کی جاؤں تو ملاقات کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اور کتابوں و رسائل کے تحفے دیتے رہتے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

۳۴۲۔ **منظور**۔ پیر منظور شاہ۔ کولووالہ۔ ضلع گوجرانوالہ۔

قادریہ فاضلیہ سلسلہ میں منڈیر ضلع سیالکوٹ والے پیروں کے مرید ہیں۔ میں سفر میں تھا۔ میری ملاقات کے واسطے ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ میں بمقام غیبی ضلع گوجرانوالہ آئے۔ [2]

۳۴۳۔ **منظور عالم**۔ مولوی منظور عالم خطیب جامع مسجد ولوٹیانوالی چک ۳۹ ضلع شیخوپورہ۔ میاں بخت یار کے نواسہ ہیں۔ میرے جد امجد حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ نوشاہی رح نے ان کو دعا دی تھی کہ یہ عالم ہو جائیں گے چنانچہ یہ فضیلت علم سے مشرف ہوئے۔ خوش آواز ہیں۔ وعظ ان کا دل پسند ہوتا ہے۔ میں جب کبھی ان کے گاؤں میں جاؤں تو ملاقات کو آتے ہیں۔ ایک ملاقات ۲۸ محرم ۱۳۹۰ھ کو ہوئی [3]

---

[1] مسودہ تابش قصوری [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰ ص ۱۸۹ [3] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت

Marfat.com

۳۴۴۔ موسیٰ۔ ممتاز الاطبا۔ الحاج مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری زاد مجدہٗ
مقیم شاد باغ لاہور۔ مطب ۵۵۔ ریلوے روڈ۔ لاہور۔ بالمقابل دواخانہ
حکیم اجمل خاں۔ و ہمدرد دواخانہ۔ و امرت دھارا بلڈنگ۔

اندراج حالات حکیم صاحب کے اپنے قلم سے

"محمد موسیٰ، میں ۲۷ اگست ۱۹۲۷ء [۲۸ صفر ۱۳۴۶ھ] کو امرتسر
میں پیدا ہوا۔ والد ماجد کا اسم گرامی فخر الاطبا حکیم فقیر محمد چشتی نظامی
امرتسری [متوفی ۱۳۷۱ھ۔ مدفون بجوار حضرت شیخ میاں میر قادری لاہور]
قرآن مجید ناظرہ استاذ القراء قاری کریم بخش مرحوم سے پڑھا۔ فارسی کی
کتابیں کریما۔ پند نامہ۔ گلستاں۔ بوستاں۔ سکندر نامہ۔ زلیخا (جامی)
احسن القواعد۔ اخلاق محسنی۔ بدائع منظوم۔ مالا بد منہ۔ اور عربی صرف
کا رسالہ قانونچہ کھیوالی مفتی عبدالرحمٰن ہزاروی مدرس مدرسہ نعمانیہ امرتسر
سے پڑھیں۔ پھر حضرت مولانا محمد عالم آسی سے استفادہ کیا۔ طب کی
سب کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ اور مثنوی شریف [مولانا روم] کے پہلے
دو دفتر بھی والد ماجد سے پڑھے۔ طب کی عملی تربیت بھی انہی سے حاصل کی
محمد شفیع پاندہ سے لنڈے پڑھے۔ اس لئے کہ ہندوؤں سے حساب کتاب
کرنے میں سہولت ہو۔ تقسیم ملک پر ہجرت کر کے لاہور میں مقیم ہو گیا۔

تمام بزرگ اور افراد خاندان مذہباً حنفی اور مشرباً صوفی ہیں۔ والد ماجد
اپنے رشتہ کے چچا مولوی فتح الدین چشتی دعیوی سے فیض یاب ہوئے اور
اُن ہی کے ایما پر حضرت میاں علی محمد خاں چشتی نظامی سجادہ نشین بسی نو
ضلع ہوشیار پور سے بیعت ہوئے۔ پھر خود مولوی فتح الدین صاحب نے
خلافت سے نوازا۔ احقر کی بیعت بھی حضرت میاں علی محمد خاں صاحب چشتی

Marfat.com

ہوشیارپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ حضرت مہر محمد صوفی نقشبندی کے خلیفہ حاجی مسلم الدین صاحب نے سلسلہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۱۳۹۳ھ۔ مدینہ منورہ کی حاضری اور فریضہ حج کی ادائی کا شرف نصیب ہوا۔ مدینہ منورہ میں دو ماہ سترہ دن حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدظلہ العالی مہاجر مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں روزانہ حاضری نصیب ہوتی رہی۔ مدینہ پاک کی حاضری کے دوران حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدظلہ، حضرت شیخ محمد حسین رمزی میمنی اور شیخ الدلائل حضرت شیخ محمد ہاشم شقرون سے دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ شریف کی اجازتیں حاصل کیں۔ حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدظلہ، احقر پر غایت درجہ شفقت فرماتے ہیں۔ اور ہمیشہ دعاؤں میں یاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موصوف نے ۱۳۹۵ھ میں احقر کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ اور دیگر سلاسل کی اجازت تحریر فرما کر بھجوائی۔ یہ حضرت صاحب کا کرم ہے "ورنہ من آنم کہ من دانم"

— تصانیف نہ ہونے کے برابر ہیں۔

۱۔ مولانا غلام محمد ترنم۔ [سوانح مولانا غلام محمد ترنم]

۲۔ ذکر مغفور۔ [سوانح سید مغفور الفاروقی]

۳۔ اذکار جمیل۔ [سوانح سید برکت علی شاہ خلجیانوی]

مضامین بھی متعدد تحریر کئے۔ اور بہت سی کتابوں کے مقدمے اور پیش لفظ تحریر کئے۔ جن میں سے ۱۔ مقدمہ کشف المحجوب مترجمہ مولانا ابو الحسنات

Marfat.com

۲۔ مقدمہ مکتوباتِ امام ربانی مترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی خطیب دربار داتا صاحب
۳۔ پیش لفظ عبادالرحمٰن [تذکرہ مشائخ بھرچونڈی شریف] ۴۔ مقدمہ شرح
قصیدہ غوثیہ از مولانا عبدالمالک کھوڑوی۔ اہل علم نے پسند کئے ہیں۔

۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور قائم کی۔ اب اس ادارے کا معتمد بھی ہوں۔ پیر غلام دستگیر نامی مرحوم و مغفور کے قائم کردہ "دائرۃ الاصلاح" کے اشاعتی کام میں نامی صاحب کا معاون رہا۔ افسوس کہ پیر نامی صاحب کی وفات کے بعد یہ اصلاحی ادارہ جاری نہ رہ سکا" (مسودہ حکیم محمد موسیٰ)

حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری۔ میرے (شرافت کے) خاص کرم فرما۔ اور خواص احباب میں سے ہیں اور ہر لحاظ سے میرے خیر خواہ ہیں۔ میں جب لاہور جاتا ہوں۔ تو روزانہ ان کے مطب پر حاضر ہوا کرتا ہوں۔ ان کا مطب عالموں۔ فاضلوں۔ مورخوں۔ مصنفوں۔ محققوں۔ ادیبوں۔ شاعروں نلاسفروں۔ اور پروفیسروں وغیرہ کا مرکز ہے۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں۔ کراچی۔ حیدرآباد۔ مٹھی۔ بہاولپور۔ ملتان۔ لائل پور۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ راولپنڈی پشاور وغیرہ کے اکابر اہل قلم حضرات حکیم صاحب کے پاس آتے رہتے ہیں۔ اور ان سے مستفید ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ دوسرے ممالک۔ ہندوستان۔ افغانستان ایران اور عرب کے ممالک بھی تشریف فرما ہوتے رہتے ہیں۔ حکیم صاحب کی ذات محسن ملت ہے۔ ہر ایک اہل علم کی بے لوث علمی مدد کرتے ہیں۔ خود بذات گرامی جملہ اہل سنت و جماعت میں مکتبہ فکر کے ہم نوا ہیں۔ مگر ان کے پاس دیوبندی۔ اہلحدیث۔ خارجی۔ شیعہ اور مرزائی مذاہب کے لوگ بھی آتے رہتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ حکیم صاحب طریقتاً چشتی نظامی ہیں۔ اور وظائف چشتیہ کے پورے پورے عامل ہیں مگر صوفیا کے دوسرے سلاسل قادریہ۔ نقشبندیہ۔ فاضلیہ۔ وارثیہ۔ صابریہ۔ سہروردیہ۔ جلالیہ۔

Marfat.com

نقشبندیہ اور مجددیہ کے سالکین بھی ان کے پاس آتے رہتے ہیں۔ ان کا مطب ہر طرح کے اہل فضل و کمال کا مرجع ہے۔ حکیم صاحب کو بزرگان دین سے بڑی عقیدت ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رح کے دربار کی جامع مسجد میں جمعہ ادا کیا کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ساہن پال شریف میں حضرت نوشہ گنج بخش رح کے عرس پر بھی حاضر ہوئے۔ حکیم صاحب فراخ مشرب۔ وسیع النظر۔ کریم الاخلاق۔ سخی جواد ہیں۔ ان کے مطب پر دوپہر کے وقت جتنے اشخاص موجود ہوں۔ سب کو فراخدلی سے کھانا کھلاتے ہیں۔ مجلس رضا کی طرف سے اکثر رسائل و کتابیں چھپواتے ہیں اور اہل علم حضرات میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور غیر ممالک میں بھی بھیجتے ہیں۔ ان کا وسیع کتب خانہ ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں محفوظ ہیں میں نے کئی بار ملاحظہ کیا ہے۔

مجھ کو سینکڑوں کی تعداد میں علمی کتابیں تحفہ میں دی ہیں۔ میری کتابوں اذکار نوشاہیہ۔ انتخاب گنج شریف کے پیش لفظ لکھے۔ اور میری کتابوں سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں اور ان کی اشاعت میں کوشش اور معاونت کرتے ہیں اللہ کریم عزاسمہٗ ان کو دونوں جہان کی برکات و سعادات سے نوازے۔ آمین

۳۴۵۔ مولاداد۔ میاں حکیم مولاداد ولد حکیم غلام محی الدین۔ چک کپا ضلع سیالکوٹ۔ یہ مرید سید حیدر شاہ ویروکی والہ کے۔ وہ مرید بابا روڈیشاہ چیمہ سوڈالہ چیمہ والہ کے۔ نماز روزہ کے پابند تھے۔ طریق ملامتیہ رکھتے تھے۔ شب بیدار خدا یاد تھے۔ چونکہ ان کے والد صاحب نوشاہی تھے۔ اور میرے جدالجد حضرت سید حافظ قل احمد پاکذات نوشاہ ثانی رح کے مرید تھے۔ اس لئے ہمارے والد بزرگوار اعلیحضرت نوشاہی ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ میں بھی ہمراہ ہوتا تھا[1] ۱۳۶۵ھ میں وفات پائی[2]

---

[1] خزینۃ العلوم ص ۱۹۱ [2] عیون التواریخ شرافت

Marfat.com

۳۴۶۔ مہتاب شاہ۔ سید مہتاب شاہ بخاری چشتی صابری۔ ونوشیانوالی چک ۳۹ ضلع شیخوپورہ۔ سائیں دایہ قوم ماچھی کے مرید تھے۔ متبع شریعت صاحب عبادت۔ شب بیدار تھے۔ جب میرے والد صاحب اعلیٰ حضرت نوشاہی ۱۹۲۱ء اس گاؤں میں اپنے مریدوں کے ہاں تشریف لے جاتے تو یہ اُن کی مجلس میں آکر بیٹھا کرتے میں نے کئی مرتبہ ان کو دیکھا ہے۔ ۱۳۷۲ھ میں وفات پائی۔ [1]

۳۴۷۔ میاں خاں۔ مولوی میاں خاں امام مسجد دریا نوالی کھنڈہ۔ ضلع گوجرانوالہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ کو ملاقات کے واسطے آیا۔ [2] ۱۰ شعبان ۱۳۹۳ھ کو فوت ہوا۔

۳۴۸۔ میراں بخش۔ میاں میراں بخش امام مسجد سوہدرہ۔ ضلع گوجرانوالہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو ملاقات کے لئے آیا۔ [3]

۳۴۹۔ میراں بخش۔ مولوی میراں بخش چشتی نظامی امام مسجد لوہاراں۔ گجرات ۱۳۴۸ھ میں گجرات اِن کے پاس گیا۔ اور فتویٰ حلتِ ذبح فوق العقدہ پر تصویب کرائی۔

ن

۳۵۰۔ ناصر۔ ناصر کتابدار۔ مسلم بازار چوک شاہ دولہ۔ گجرات۔ یہ کشمیری قوم سے تھا۔ کتابوں کی دکان رکھی تھی۔ پرانی کتابیں خرید کر لاتا تھا اور آگے بیچتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نااہلوں سے کتابیں لاتا ہوں اور اہلوں کو پہنچاتا ہوں۔ میں نے (شرافت نے) بھی کئی کتابیں اس سے خریدیں ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ کو وفات پائی۔ [4]

---

[1] عیون التواریخ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء۔
[3] روزنامچہ شرافت نمبر ۱۰۔ ص ۱۲۱ [4] افکار شرافت ص شرافت

Marfat.com

۳۵۱۔ **ناظر حسین**۔ سید ناظر حسین بٹواری، سعداللہ پور۔ متصل رام کے چھنہ۔ ضلع گوجرانوالہ۔ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ کو ہم بعہ میاں سلطان احمد حکیم ولد میاں غلام فرید و ڈوار امام مسجد پانڈو کے نو متصل علی پور چھنہ۔ موضع کوٹ پیرا سے چل کر اس کے پاس گئے۔ سادات حسینی کا ایک شجرہ چار سو صفحات کی کتاب اس کے پاس دیکھی۔ [1]

۳۵۲۔ **نبی بخش**۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ۔ سابق وائس چانسلرز۔ صدر شعبہ تالیف سندھو یونیورسٹی حیدرآباد۔ سندھ۔ کئی مرتبہ لاہور میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر ان سے ملاقات ہوئی۔ ازانجملہ ۱۲ محرم ۱۳۹۰ھ اور ۳ شعبان ۱۳۹۰ھ کو ملے۔ [2]

میری ان کے ساتھ مراسلت جاری رہی۔ رسالہ تشریح الفقرا خطی تصنیف فقیر سید غلام محی الدین بخاری نوشاہی برقندازی لاہوری میں نے اپنے ہاتھ سے نقل کر کے ان کو بھیجا۔ اور اس کے حواشی بھی لکھے تھے۔ اس وقت ان کا ارادہ اس کو چھپوانے کا تھا۔ لیکن پھر چھپوایا نہیں۔ نامعلوم کیا وجہ ہوئی۔

۳۵۳۔ **نذیر احمد**۔ صوفی نذیر احمد قادری۔ گجراتی۔ ۵ رجب ۱۳۹۰ھ کو باشر مشتاق احمد صاحب ہاشمی کے گھر ملنے کے واسطے آئے۔ [3]

۳۵۴۔ **نذیر حسین**۔ سید نذیر حسین نقشبندی۔ دولت نگر۔ گجرات ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ کو ڈھل متصل پھالیہ ضلع گجرات ملاقات ہوئی۔ [4]

۳۵۵۔ **نظام الدین**۔ رئیس المناظرین مولانا نظام الدین ملتانی۔ وزیرآبادی۔ ان کی کنیت ابو المنظور تھی۔ اپنے آپ کو خادم شریعت لکھا کرتے قادری سروری سلسلہ میں حضرت امیر سلطان کے مرید تھے۔ مذاہب باطلہ کے ساتھ

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۲ ص ۲۴ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء ص ۵ کہ ایضاً شرافت

Marfat.com

مناظرے کرتے۔ حق کا بول بالا کرتے۔ دوسرے مذاہب والے لوگ ان سے مناظرہ کرنے سے جھجکتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک دیوبندی مولوی صاحب کو کہا کہ حروفِ تہجی کی آپس میں عاطفت بیان کرو۔ یعنی الف کے بعد ب کیوں ہے۔ اس کے بعد ت کیوں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سب حروف کی یہ ترتیب کیوں ہے۔ الف کے بعد ق کیوں نہیں۔ ج کے بعد ط کیوں نہیں۔ مولوی صاحب کوئی جواب نہ دے سکے۔

میں (شرافت) دو مرتبہ ان کی ملاقات سے مشرف ہوا۔

ایک مرتبہ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء میں مسئلہ ذبح فوق العقدہ پوچھنے کے لئے میں وزیر آباد میں ان کے دولتخانہ پر گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ مسئلہ اپنی کتاب سلطان اللقہ المعروف فتاویٰ تلمیذیہ میں لکھا ہے وہ کتاب خرید لو۔ میں نے مبلغ پانچ روپے سے مکمل کتاب دستوں حصے ان سے خرید لئے۔ اس میں لکھا ہے کہ اگر غلطی سے کوئی جانور گھنڈی سے اوپر ذبح ہو جائے تو وہ حلال ہے۔

دوسری مرتبہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۱ء [۲۱ر۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ] کو بمقام جتی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ۔ شیعہ سنی مناظرہ پر ان کو دیکھا۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ اور شیعوں کی طرف سے مرزا احمد علی امرتسری۔ مولانا نظام الدین، مولانا ثناء اللہ کے ممد و معاون تھے۔ کتابوں سے حوالے تلاش کر کے ان کو دیتے تھے۔ مسئلہ اصحاب ثلاثہ کے ایمان کا تھا۔ مولانا ثناء اللہ غالب آ گئے تھے۔

دوسرا مسئلہ ماتم کا تھا۔ اس میں شیعوں کی طرف سے تو وہی مناظر تھے۔ البتہ اہل سنت کی طرف سے مولوی عبدالعزیز ملتانی مناظر تھے۔ شرائط میں یہ تھا کہ قرآن مجید اور صحاح ستہ اہل سنت اور صحاح اربعہ اہل شیعہ کے سوا کوئی حوالہ نہ پیش

Marfat.com

کیا جائے۔ مگر مولوی عبدالعزیز نے نہج البلاغۃ کا حوالہ دے دیا، اس پر شیعوں نے کہا کہ مولوی عبدالعزیز نے شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔ نہج البلاغۃ صحاح میں داخل نہیں۔ اس پر مولوی نظام الدین جوش سے اُٹھے اور کہا کہ دوسرے اماموں کے جو اقوال ہیں اُن کو تم احادیث سمجھتے ہو اور صحاح میں داخل کیا، اور جو ابوالائمہ اور امام الائمہ ہیں یعنی حضرت علی مرتضےٰ رض اُن کی کتاب کو تم صحاح سے خارج سمجھتے ہو۔ یہاں دو باتوں میں سے ایک بات ہم کو تحریر کر دو یا تو کہدو کہ یہ کتاب حضرت علی مرتضےٰ رض کی تصنیف نہیں اور اگر ہے تو پھر اسکو صحاح میں داخل سمجھو۔ اس بات سے شیعہ لاجواب ہو گئے۔ کیونکہ وہ اس کو حضرت علی مرتضےٰ رض کی تصنیف تو سمجھتے ہیں۔ لیکن حدیث کی کتابوں میں شامل نہیں کرتے۔

تصنیفات۔ مولانا نظام الدین کثیر التصانیف تھے۔ یہ کتابیں ان کی ہیں۔

۱۔ سلطان التفاسیر ۱۰ پارے ۲۔ سلطان الفقہ المعروف فتاوائے نظامیہ۔ ۳۔ ظل الغمام فی عدم جواز الفاتحۃ خلف الامام ۴۔ رسالہ عدم جواز رفع یدین و آمین بالجہر ۵۔ انکارِ عشق۔ ڈبل روٹی شرح پکی روٹی ۶۔ اصلاح الطالبین ۷۔ تحفہ دستگیر ۸۔ راہِ عرفان ۹۔ تحقیق مسئلہ ہمہ اوست ۱۰۔ تفسیر نور ۱۱۔ دُرِّ ثمین المعروف فیوضات سلطانی ۱۲۔ رسالہ اثبات ذکر جہر ۱۳۔ شرح قصیدہ غوثیہ ۱۴۔ تحفۃ الناظرین یادگار نظام الدین ۱۵۔ صمصام الامامیہ علی اعناق الرافضیہ ۱۶۔ حقیقت مذہب شیعہ ۴ حصے ۱۷۔ بم کا گولہ بر رافضی ٹولہ ۱۸۔ اباطیل وہابیہ ۱۹۔ جرعۂ غسلین در حلق غیر مقلدین ۲۰۔ سیف النعمان علی اہل الطغیان ۲۱۔ بلاغ المبین ۲۲۔ سیرۃ المقلدین ۲۳۔ مکہ بجواب طمانچہ ۲۴۔ عقائد علمائے دیوبند ۲۵۔ القول الجلی فی رد حسین علی ۲۶۔ قہر یزدانی بر قلعہ قادیانی ۲۷۔ النصح والمآرب فی احکام اللہی والشوارب[1]

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۵۰ شرافت

Marfat.com

۳۵۶ - نوازش علی - پیر نوازش علی چشتی صابری - گڑھی شاہو - لاہور
یہ مرید میاں محمد فاروق کے وہ مرید شاہ محمد حسن رام پوری مصنف تواریخ آئینہ تصوف
میں (شرافت) ایک مرتبہ کتاب مذکور دیکھنے کے واسطے ان کے پاس گیا تھا
دوران گفتگو میں ان کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کے دادا صاحب سید جیون شاہ
نوشاہی فاضل شاہی سلسلہ کے مرید تھے۔

۳۵۷ - نور احمد - مولانا نور احمد خان فریدی - فخر الادب جگووالہ - ملتان
بڑے علامہ - فہامہ - مورخ - محقق اور صفکر اسلام ہیں - میری ملاقات ان سے
جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر لاہور میں ہوئی تھی - تحقیق میں بلند مرتبہ ہیں۔
تصنیفات - ۱ - بہاء الدین زکریا ۲ - صدر الدین عارف ۳ - رکن الدین رکن عالم
۴ - تاریخ ملتان ، معیاری کتابیں ہیں۔

۳۵۸ - نور اللہ - بابو نور اللہ اعوان بھامیاں والہ - محلہ ہنوں کا
چھجہ وارڈ نمبر ۲۰۰ - ملتان شریف - سیشن جج کے دفتر میں کلرک تھے - انکی
ملاقات ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ کو ملتان میں ہوئی - اپنے گھر لے گئے [1]

۳۵۹ - نور حسن - پیر نور حسن شاہ بن سید غلام علی شاہ بن سید
حیات شاہ - کیلیانوالہ - ضلع گوجرانوالہ - ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ
میں پیدا ہوئے - رسولنگر میں پرائمری تک تعلیم پائی - مولوی نور الٰہی سے کتابت سیکھی [2]
پہلے شیعہ عقائد رکھتے تھے حضرت حیاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری کی نگاہ پڑ گئی۔
نائب ہو کر ان کے حلقہ ارادت میں آ گئے اور خلافت پائی - میں نے (شرافت نے)
۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ کو میانہ صاحب کے عرس پر ان کو شرقپور میں دیکھا تھا۔ [3]

---

[1] ثبات الایقان ص ۶۴ [2] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۱
[3] روزنامچہ شرافت نمبر ۵ - ص ۱۶ شرافت

Marfat.com

ان کی وفات ۳ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ میں ہوئی۔ [1] مزار کیسیانوالہ میں ہے۔ گنبد تعمیر ہو چکا ہے۔ ان کے ملفوظات بنام الانسان فی القرآن، اور سوانح حیات بنام انشراح الصدور بتذکرۃ النور چھپ چکے ہیں۔

۳۶۰ - **نور حسین** - میاں نور حسین جنجوعہ۔ ڈھابال متصل چکوال۔ جہلم

یہ مرید میاں غلام فرید سلہو کی والد کے۔ وہ مرید خواجہ ضیاء الدین چشتی نظامی سیالوی کے۔ ان کا سلسلہ پیری مریدی جاری ہے۔ ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ کو موضع کالیوالہ ضلع گوجرانوالہ میں مجھ کو (شرافت کو) ملے۔ سادہ مزاج ہیں۔ میاں غلام کھمان چشتی [مدفون کوٹ مومن] نے جو ڈھولے بنائے ہیں۔ اُن کے سننے کے بہت شوقین ہیں۔ [2]

۳۶۱ - **نور محمد** - مولوی نور محمد امین آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔ زرگر قوم سے تھے۔ خوش آواز تھے۔ نعتیں اور غزلیں پڑھا کرتے۔ ریڈیو پر وارث شاہ کی ہیر پڑھا کرتے۔ ایک مرتبہ ۲۵ ربیع کو بابا گوہر شاہ سلیمانی کے عرس پر موضع رتن مل میں آئے تھے۔ میری ملاقات ان سے ہوئی تھی۔

۳۶۲ - **نور محمد** - مولوی قاضی نور محمد دیوبندی خطیب جامع مسجد ملوہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ۔ کئی بار ان کو دیکھا ہے۔ ایکبار مدن چک میں مولوی تاج محمد امام مسجد کے ہاں آئے ہوئے تھے۔ ۲۹ صفر ۱۳۵۸ھ کو ان سے ملاقات ہوئی۔ مجھ کو کہا کہ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی اور مثنوی مولانا روم پڑھا کرو۔ اور اللہ اللہ کیا کرو۔ [3] ۱۳۷۵ھ میں مقام راولپنڈی وفات پائی۔ اور نعش ملوہ دیدار سنگھ میں لاکر دفن کی گئی۔

---

[1] تسطیر زیارت (بیاض) ص ۳۷۵ [2] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء۔
[3] روزنامچہ شرافت نمبر ۷۔ ص ۵ شرافت

Marfat.com

۳۶۳ - نور محمد - مولوی نور محمد - خطیب جامع مسجد غربی - سُوئیہ - گجرات

یہ مولوی ابراہیم چشتی نظامی سُوئیہ والے کے سجادہ نشین ہیں - ۲۴ شعبان ۱۳۹۰ھ کو سُوئیہ میں ان سے ملاقات ہوئی - [1]

۳۶۴ - نور محمد - بابو نور محمد ناز ولد کرم - ڈوگیانوالی - شیخوپورہ

طالب علمی کے زمانہ سے یہ میرا ہم جلیس نشین رہا - میٹرک پاس کرنے کے بعد - سنٹرل کوآپریٹو بینک تانڈلیانوالہ میں کلرک رہا - وہاں ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ کو میں اس کے پاس گیا [2] اس کے بعد کچھ عرصہ تاجوں کا تجن کے بینک میں رہا - اب کافی عرصہ سے لائل پور کے بینک میں ملازم ہے - اور سکونت محلہ حاجی آباد میں رکھتا ہے - صاحب جلسہ اور علم دوست ہے - کچھ کتب بینی بھی رکھتا ہے - جو میں نے ملاحظہ کیا ہے - میں جب کبھی لائل پور جاؤں - خواہ کسی محلہ میں ڈیرہ رکھوں یہ آکر ملاقات کرتا رہتا ہے - ناظم آباد - منصور آباد - ہرچرن پورہ - محمود پورہ جہاں میں شب باش ہوں - یہ حاضری دیتا رہتا ہے - شریف الطبع - نیک اخلاق ملنسار - متواضع ہے -

۳۶۵ - نور رنگ - حافظ نور رنگ قادری - چک ۱۹۲ - ضلع ملتان

نابینا ہیں ۶ صفر ۱۳۹۱ھ کو میری ملاقات کے لئے آئے - [3]

۳۶۶ - نہالا - بابا نہالا کھتری - ہندو مذہب - علی پور چھتہ - ضلع گوجرانوالہ - پانڈو کے نو میں کریانہ کی دکان کرتا تھا - جب کبھی میرے جدامجد حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی وہاں جاتے تو یہ مجلس میں آکر فیضیاب ہوتا - فقیر طبع تھا - بابا گلاب شاہ مجذوب رسولنگری کا مرید تھا - ہر جمعرات کو دربار پر حاضری دیا کرتا - میں نے (شرافت نے) اپنے بچپن میں کئی بار اسکو دیکھا ہے -

---

[1] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء [2] ثبات الایقان ص ۸۵ [3] ڈائری شرافت ۱۹۷۱ء شرافت

Marfat.com

و

۳۶۷ - **واحد بخش** - مولوی واحد بخش المعروف محب صادق - مرید مخدوم سید شمس الدین سادہ سے گیلانی - ۱۲ محرم ۱۳۵۲ھ کو بیچ منبر کریں ملاقات ہوئی [1]

۳۶۸ - **وحید** - ڈاکٹر وحید قریشی - ایم - اے فارسی - ایم - اے تاریخ پی - ایچ - ڈی فارسی - ڈی - لٹ فارسی اینڈ اردو پنجاب یونیورسٹی - لاہور -

۷ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ [۲۱ مارچ ۱۹۷۵ء] کو لاہور میں بخانہ فرزندم سید سعید الظفر نوشاہی آئے ، اور میری کتاب شریف التواریخ دیکھ کر اپنے تاثرات آئینہ ایام [روزنامچہ عارف نوشاہی - تاریخ مذکورہ] پر یوں قلمبند کئے۔

"شریف التواریخ ایک مفصل دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہے کسی قدر اختصار سے شائع ہو سکے تو تصوف کی تاریخ میں ایک اہم اضافہ ہے"

۳۶۹ - **ولایت شاہ** - سید ولایت شاہ ترمذی امام مسجد داؤد متصل بکیانہ ضلع گجرات - والد کا نام سید حیدر شاہ - خوش آواز ہیں اکثر ملاقات کرتے رہتے ہیں - اشعار پڑھ کر سنایا کرتے ہیں - ایکبار ۱۹ صفر ۱۳۵۲ھ کو جاجو وال میں آکر ملے - [2]

۳۷۰ - **ولایت شاہ** - پیر ولایت شاہ ولد احمد شاہ ترمذی گجراتی - ۱۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے - مدرسہ تعلیم القرآن جنڈ میں قرآن مجید حفظ کیا - درسی کتابیں مولوی غلام حیدر گجراتی سے پڑھیں - مولوی غلام نبی للہی سے کتب نحو میر کا درس لیا - جامعہ نعمانیہ لاہور میں مولانا غلام محمد گھوٹوی سے مشکوٰۃ شریف تک فراغت حاصل کی - ۱۳۳۳ھ میں نقشبندیہ سلسلہ میں سید حافظ جماعت علی شاہ شیرازی علی پوری سے بیعت کر کے خلافت پائی [3] - متعدد مرتبہ میں نے ان کو دیکھا ہے - ایکبار

---

[1] حدائق الانوار ص ۲۵۱ [2] روزنامچہ شرافت نمبر ۱ ص ۲۵ [3] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۵۲۵

Marfat.com

پنڈی کالونی میں ۱۳۴۸ھ میں تبلیغی جلسہ پر ان کو دیکھا تھا۔[1] اور ان کی تقریر سُنی تھی۔ ان کی وفات ۸ جمادی الآخرۃ ۱۳۹۱ھ میں ہوئی۔

۳۷۱۔ ولی محمد۔ میاں ولی محمد امام مسجد چک جانو کلاں ضلع گجرات صاحب علم تھے۔ میرے والد بزرگوار اعلےٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ تونسوی جب کبھی ان کے گاؤں میں جاتے تو یہ ضرور اُن کی مجلس کرتے اور مستفیض ہوتے میں نے کئی بار ان کو دیکھا ہے۔ کتاب بحر الدعاء تصنیف سید محمد بن جعفر مکی خلیفہ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی ہم نسخہ خطی۔ اور کتاب تلخیص الصحاح مطبوعہ ان سے لے کر میں نے دکھائو کیں۔ ۱۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ وفات کے بعد مجھے خواب میں ملے اور مجھ سے کرتہ طلب کیا۔ چنانچہ میں نے کرتہ ان کی طرف سے فی سبیل اللہ دیا۔

ي

۳۷۲۔ یعقوب۔ مولانا محمد یعقوب فراہی افغانستانی۔

—— فراہی صاحب کے اپنے قلم سے ——

"محمد یعقوب ولد الحاج شاہزادہ قوم تورڑائی ساکن فراہ موضع سفرک۔ مربوطات دولت اسلامیہ جمہوریہ افغانستان۔ حال ساکن۔ کوئٹہ بلوچستان۔ پاکستان غربی۔

میں ۲۲-۶-۱۳۲۵ شمسی ہجری کو پیدا ہوا۔ ۱۱-۹-۱۳۳۲ش کو والد صاحب سے سیپارہ عمّ یتساءلون شروع کیا اور آہستہ آہستہ پڑھتا رہا۔ ۱-۱۲-۱۳۳۵ش کو ختم کیا۔ پھر پہلے سیپارہ سے شروع کیا۔ دو سیپارے

---

[1] روزنامچہ شرافت نمبر ۹۔ ص ۱۹ شرافت۔

Marfat.com

اُستاد سے پڑھے۔ باقی قرآن خود ہی پڑھ کر ختم کیا۔ نماز پنجگانہ شروع کی، اللہ کے فضل سے تادمِ تحریر ۱۳۵۲ش ھ امورِ شرعیہ پر کاربند ہوں۔ قرآن ختم کرنے کے بعد پانچ کتابیں کریما۔ نام حق۔ ابدالع۔ پندنامہ فریدالدین عطار اور قاضی طلب پڑھیں۔ اس کے بعد تحفہ نصائح۔ یوسف زلیخا۔ دیوانِ حافظ۔ دیوانِ حسن فارسی پڑھے۔ پھر عربی کتابیں شروع کیں۔ علم فقہ میں شروط الصلوٰۃ۔ قدوری۔ کنز الدقائق۔ مختصر قدوری۔ شرح العیانی۔ شرح الوقایہ۔ ہدایہ اول۔ اور ہدایہ آخر ختم کیں۔ پھر علم صرف شروع کیا۔ علم حاصل کرنے کے لئے گھر سے روانہ ہوا۔ اور سفر اختیار کیا۔ اور مختلف مدارس میں سے علوم۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ حکمت۔ ریاضی۔ حساب۔ ہندسہ۔ طب یونانی میراث (میں سراجی و شرفیہ) مناظرہ۔ عقائد۔ اخلاق۔ اصول فقہ۔ معانی۔ بدیع۔ تفسیر۔ حدیث۔ ترجمہ۔ لغت وغیرہ دیار افغانستان میں پڑھے۔ دوبارہ ۱۳۴۹ش ھ میں دورہ حدیث پشاور میں کیا۔ مدرسہ منظر العلوم راکی تحصیل صوابی ضلع مردان سے فارغ ہونے کے بعد مدرسہ قندھار میں مدرس ہو گیا۔ چند عرصہ علوم نحو۔ فقہ۔ اصول فقہ اور منطق کے طلبا کو پڑھاتا رہا۔ ۱۳۵۱ش ھ میں دنیاوی امور میں مشغول ہوا۔ قلمی کتابوں کی تجارت شروع کی۔ تدریس کو چھوڑ دیا۔ اب گزرے ہوئے احوال پر افسوس کرتا ہوں۔ حسبِ[1] محمد یعقوب ۲۲-۱۱-۱۳۵۲ھ ش

میں نے (شرافت نے) فراہی صاحب کو مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان میں دیکھا۔ وہیں پہلی ملاقات ہوئی۔ بڑے مودب ذی وجاہت خلیق انسان ہیں۔

تصنیفات۔ ۱۔ حاشیہ کافیہ ۲۔ واعظیہ۔ دہریہ اور وہابیہ فرقوں کے رد میں۔ ۳۔ تفسیر۔ ترجمہ قرآن مجید۔ میری کتابت شدہ ایک کتاب تجلی محمدی از سید عبدالحکیم وثیق غزنوی علیہ فضل الباری۔

---

[1] مسودہ مولانا محمد یعقوب فراہی۔ شرافت

Marfat.com

۳۷۳۔ یعقوب۔ مولانا سید یعقوب شاہ خوارزمی خطیب جامع مسجد کیرانوالہ ضلع گنجاب۔ ضلع گجرات۔ ان کے والد ماجد کا نام سید نور الہدیٰ شاہ تھا۔ ان کے آباؤ اجداد کھوکھاں سے کیرانوالہ تشریف لے گئے۔ سب باپ دادے علما و فضلا ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ فاضل جید ہیں۔ کیرانوالہ میں خطیب ہیں۔ اس علاقہ میں ان کا فتویٰ مقبول ہے۔ میں نے (شرافت نے) ایک مرتبہ ان کا کتب خانہ ملاحظہ کیا۔ ہمارے خاندان کی مملوکہ علمی کئی کتابیں ان کے کتب خانہ میں دیکھی گئیں۔ کتاب سلسلۃ الاولیا تصنیف مولانا محمد صالح کنجاہی ۱۳۰۴ھ مکتوبہ مولوی تاج الدین خوشنویس باگریانوالہ محررہ ۱۳۰۵ھ حقلی۔ ان سے عاریۃً لے کر ۱۳۸۳ھ میں نقل کی۔

۳۷۴۔ یعقوب۔ مولوی سید یعقوب شاہ۔ خطیب جامع مسجد بھالیہ۔ گجرات یہ مولانا سید جلال شاہ مشہدی صدر مدرس بھکھی شریف کے حقیقی برادر زادہ ہیں تبلیغی جلسوں کے لئے لوگ ان کو دعوت دیتے ہیں۔ یہ وعظ تقریر کرتے ہیں۔ میں نے دھوک شہبانی میں ان کو دیکھا تھا شیعوں کے خلاف تقریر کی تھی۔ کہا تھا کہ شیعہ لوگ جو امام حسین کا گھوڑا نکالتے ہیں۔ اس کا کوئی ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اس کے برعکس اصحاب کہف کے کتے کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید۔ اگر امام حسین کا گھوڑا باعظمت ہوتا تو اس کا ذکر بھی قرآن میں ہوتا

۳۷۵۔ یوسف۔ مولانا حافظ محمد یوسف سدیدی۔ رئیس التعلم۔ روزنامہ امروز لاہور۔ ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء میں قصبہ بھون تحصیل چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک حفظ کیا۔ فن خطاطی میں منشی محمد شریف بدھیانوی کے شاگرد ہیں۔ عربی رسم الخط کے مختلف طریقے سیکھے۔ دہلی پہنچ کر منشی محمود عالم سے اسباق حاصل کئے تقسیم ملک کے بعد لاہور آکر مولوی عبدالمجید پروین رقم

Marfat.com

اور منشی تاج الدین زریں رقم سے استفادہ کیا۔ [۱]

میری پہلی ملاقات ان سے ۱۲ر محرم ۱۳۹۰ھ کو حکیم محمد موسےٰ کے مطب پر ہوئی [۲] میری کتاب شریف التواریخ کی پہلی جلد دیکھی۔ اور بہت پسند کی اور کہا کہ یہ کاتبوں سے نہ لکھوانا۔ اس کا فوٹو چھپوا دینا۔

دوسری مرتبہ ان کی ملاقات بہاولپور میں ۱۶ر جمادی الآخرہ ۱۳۹۷ھ ۴ر جون ۱۹۷۷ء کو ہوئی، انہوں نے میرے دستخط کے، مختلف تین فوٹو لئے۔

ان کی بیعت مولانا خواجہ سدید الدین چشتی نظامی سیالوی سے ہے۔ اس لئے اپنے نام کے ساتھ "سدیدی" لکھتے ہیں۔ خوش اخلاق۔ متواضع منکسر المزاج ہیں۔ سدیدی صاحب اس وقت سرزمین پاکستان کے مایۂ ناز خطاط اور نامور خوشنویس ہیں خط نسخ۔ نستعلیق۔ کوفی وغیرہ میں استاد کامل ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے کبھی قلم کی قیمت وصول نہیں کی۔ مساجد کے محراب و منبر، یادگار پاکستان کے ایوان، مسجد شہدا کے در و دیوار اور ملکی دستاویزات ان کی تحریرات کے یادگار ہیں۔ سلطان قطب الدین ایبک کے مقبرہ کے دروازہ پر قدیم زمانہ کی رسم الخط کے مطابق آیات تحریر کی ہیں۔ حضرت نوشہ گنج بخش کے مزار شریف کا کتبہ سنگ مرمر پر انہیں کے قلم کا شاہکار ہے [۳] شریف التواریخ اور گنج شریف کا ٹائٹل بھی الہی کا لکھا ہوا ہے عارف۔

میرے ساتھ بہت محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ اللہ کریم عز اسمہٗ ان کو سعادت دارین سے مفتخر فرماوے۔ آمین۔

---

[۱] تذکرہ علمائے اہل سنت جماعت لاہور ص ۱۲۱ م۔ حاشیہ۔

[۲] ڈائری شرافت ۱۹۷۰ء شرافت۔ [۳] اعلیحضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی کے مزار کا کتبہ بھی حافظ صاحب نے لکھا ہے۔

Marfat.com

اسمائے احباب

جن احباب کے حالات نہیں مل سکے ان کے اسمائے گرامی یہاں بترتیب حروف تہجی درج کئے جاتے ہیں۔

الف

۱۔ ابراہیم۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اہل حدیث مفسر قرآن۔

۲۔ احمد جلیل۔ فرزند محمد رفیق حجازی کتبخانہ رہنمائے زندگی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ سلائل پور

۳ احمد شاہ۔ پیر احمد شاہ۔ ساکن کھیلکے۔ گوجرانوالہ

۴ احمد ندیم۔ قاسمی۔ مجلس ترقی ادب۔ کلب روڈ۔ لاہور

۵ ارشد۔ حاجی محمد ارشد قادری۔ کتابخانہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

۶ اسمٰعیل۔ مولوی محمد اسمٰعیل شیخ الحدیث خطیب جامع مسجد اہلحدیث گوجرانوالہ

۷ اسمٰعیل۔ مولوی محمد اسمٰعیل شیعہ مناظر۔ گوجرہ۔ لائل پور

۸ اصغر شاہ۔ پیر اصغر شاہ سجادہ نشین دربار والد خود پیر مہتاب شاہ چشتی صابری
ونوٹیانوالی چک ۳۹۔ ضلع شیخوپورہ

۹ اللہ دتا۔ مولوی اللہ دتا نقشبندی۔ گگا گے والی۔ گوجرانوالہ

۱۰ امیر الدین۔ مولوی امیر الدین واعظ۔

ب

۱۱ برکت علی۔ مولوی برکت علی ولد حکیم عبدالحق چشتی نظامی۔ ہرلانوالی۔ گوجرانوالہ

۱۲ بگا۔ بابا بگا درویش مجاور مسجد چک ۵۹ تحصیل جھالیہ۔ گجرات

۱۳ بھورے شاہ۔ سید تصدق حسین المعروف بھورے شاہ۔ شیعہ۔ ساکن
چک ماڑو کلاں۔ ضلع گجرات

۱۴ بیلی رام۔ بھاٹیہ۔ ساہوکار رن مل۔ ضلع گجرات

Marfat.com

ت

۱۵ تاج محمد۔ مولوی حکیم تاج محمد دیوبندی خطیب جامع مسجد مدن چک غربی۔ گوجرانوالہ

۱۶ تجمل حسین۔ میاں تجمل حسین پروفیسر سائنس کالج گجرات

ح

۱۷ حامد شاہ۔ پیر حامد شاہ بخاری بھوپالوالہ چک موہاں۔ لائل پور

۱۸ حسن دین۔ مولوی حسن دین اہلحدیث سرانوالی متصل وزیرآباد۔ گوجرانوالہ

۱۹ حسین۔ میاں محمد حسین امام مسجد سنگووالی متصل گکھڑ۔ گوجرانوالہ

۲۰ حسین۔ پیر محمد حسین ولد پیر سندھی شاہ نقشبندی۔ آلو مہار۔ سیالکوٹ

۲۱ حفیظ۔ تائب۔ شاعر نعت گو

۲۲ حق نواز۔ صوفی حق نواز واعظ

خ

۲۳ خلیل۔ میاں خلیل الرحمٰن امام مسجد شرقی۔ مکی اصحابانوالی۔ شیخوپورہ

۲۴ خواج محمد۔ میاں خواج محمد ولد میاں کبیر اویسی سجادہ نشین میلوانہ۔ گوجرانوالہ

۲۵ خیردین۔ میاں حکیم خیردین اہلحدیث سرانوالی متصل وزیرآباد۔ گوجرانوالہ

۲۶ خیر محمد۔ مولوی خیر محمد جالندھری دیوبندی مشرب

ذ

۲۷ ذاکر علی۔ پیر ذاکر علی شاہ شیعہ ولد پیر خادم حسین قادری شیرگڑھ۔ لاہور

ر

۲۸ رحمت اللہ۔ مولوی رحمت اللہ ولد احمد دین بن ولی محمد بن نور محمد بن میاں محمد لطیف۔ اولاد شیخ فرید قوم جوئیہ۔ امام مسجد رکن پور۔ ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

۲۹ رسول شاہ۔ سید رسول شاہ بخاری نقشبندی۔ ونوٹیانوالی چک ۳۹۔ شیخوپورہ

۳۰ رشید نیاز۔ سیالکوٹی۔ مولف تاریخ سیالکوٹ

۳۱ رفیق۔ میاں محمد رفیق امام مسجد ونوٹیانوالی چک ۳۹۔ شیخوپورہ

۳۲ رفیق۔ مسٹر محمد رفیق ایم اے۔ ٹھٹہ لنگیاں متصل فیض پور خورد۔ شیخوپورہ

۳۳ رمضان۔ حاجی رمضان ماچھی چک ۴۵۔ تحصیل پھالیہ۔ گجرات متشرع و بزرگ تھا

۳۴ رمضان۔ میاں رمضان علی ولد مرید احمد چشتی نظامی۔ ہرچوکے۔ گوجرانوالہ

۳۵ رنگی مولا۔ ولد سید پیر شاہ خوارزمی۔ ونوٹیانوالی چک ۳۹۔ شیخوپورہ

س

۳۶ سردار۔ مولوی سردار خاں چٹھہ واعظ۔ پنڈوری چٹھہ۔ گوجرانوالہ

۳۷ سردار۔ مولوی سردار علی نقشبندی امام مسجد بھوپالوالہ چک صوبا۔ لائل پور

۳۸ سکندر۔ مفتی سکندر حیات گورنمنٹ کالج وزیرآباد۔ گوجرانوالہ

۳۹ سکندر۔ چوہدری سکندر خاں ولد پیر بخش تارڑ ذیلدار جوکالیاں۔ گجرات

۴۰ سلیم۔ سلیم اسمٰعیل چشتی ایم اے۔ الکتاب گنج بخش روڈ۔ لاہور

۴۱ سوماں۔ مائی سوماں مجذوبہ۔ جامکے چٹھہ۔ گوجرانوالہ

۴۲ سیف الرحمٰن۔ ڈاکٹر سیف الرحمٰن ڈار انجم۔ ڈائریکٹر سنٹرل میوزیم۔ لاہور

ش

۴۳ شریف۔ حکیم محمد شریف۔ امام مسجد و مدرس گورنمنٹ ہائی سکول پنڈی کالو۔ ضلع گجرات

۴۴ شریف۔ میاں محمد شریف اولاد میاں وڈا سہروردی درس والا۔ چک ۳۶۔ شیخوپورہ

۴۵ شمس الدین۔ قاضی شمس الدین دیوبندی۔ لائل پور۔

۴۶ شیر محمد۔ مولوی حاجی شیر محمد بھٹی اہلحدیث مدن چک غربی۔ گوجرانوالہ

Marfat.com

ص

۴۷ صادق - مولوی محمد صادق قصوری - حسن خاں والا بھاٹہ - ضلع لاہور

۴۸ صادق - مولوی محمد صادق مخدوم مودودی مشرب - رسولپور - گجرات

۴۹ صائم - چشتی - رضا آباد - لائل پور - نعت خوان و نعت گو

۵۰ صدیق - مولوی محمد صدیق مخدوم امام مسجد گاجر گولہ - گوجرانوالہ

ط

۵۱ طفیل - میاں محمد طفیل ولد میاں احمد دین سجادہ نشین دربار شیخ جلال جمال دریاہ - کیلیانوالہ - گوجرانوالہ -

۵۲ طیب - مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند - ضلع سہارنپور

ع

۵۳ عابد - مولانا عابد نظامی - لاہور

۵۴ عباس - سید غلام عباس تقوی - گلی معصوم شاہ - ڈسکہ - سیالکوٹ

۵۵ عباس - پیر عباس شاہ ولد امیر شاہ - بھابڑہ - ضلع سرگودہا

۵۶ عبدالاحد - صوفی عبدالاحد نائب مدرس گورنمنٹ پرائمری سکول کوٹ سارنگ - تحصیل تلہ گنگ - ضلع کیمبلپور

۵۷ عبدالحکیم - قاضی عبدالحکیم کاتب دیوبندی - جنڈیالہ دھابوالہ - گوجرانوالہ

۵۸ عبدالرحیم - مولوی عبدالرحیم کاتب ولد مولوی غلام حسین - عادل گڑھ - گوجرانوالہ

۵۹ عبدالرحیم - حکیم عبدالرحیم جمیل - گڑھی شاہ دولہ - گجرات

۶۰ عبدالعزیز - مولوی عبدالعزیز مبرد مس کاتب، امام مسجد غربی عادل گڑھ - گوجرانوالہ

۶۱ عبدالقادر - مولوی عبدالقادر ولد مولوی عبداللہ خوشنویس کوٹ دارث - گوجرانوالہ

۶۲ عبدالکریم - مولوی عبدالکریم اہلحدیث امام مسجد سرانوالی - متصل وزیرآباد - گوجرانوالہ

Marfat.com

۶۳ عبداللہ۔ سائیں عبداللہ خاں مجذوب ۔ دنگہ۔ ضلع گجرات

۶۴ عبدالمجید۔ مولوی عبدالمجید کاتب ۔عادل گڑھ۔ متصل گکھڑ۔ ضلع گوجرانوالہ

۶۵ عثمان علی۔ مولوی عثمان علی چشتی نظامی۔ ہرچوکے ۔ گوجرانوالہ

۶۶ عزیز علی۔ حکیم سید عزیز علی شاہ۔ دیوبندی۔ کھبے کے ۔گوجرانوالہ

۶۷ عطاء الرحمٰن۔ سید عطاء الرحمٰن قادری۔ قادری منزل۔ حسنین سٹریٹ ۹
نزد نوتاریاں۔ نیا شالامار باغ ۔ ملتان روڈ ۔ لاہور

۶۸ علی محمد۔ میاں علی محمد مجذوب جانو چک والہ ۔ گرالہ۔ گجرات

۶۹ عنایت اللہ۔ مولوی سید عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبندی۔ گجرات

غ

۷۰ غلام احمد۔ مولوی غلام احمد بھالپ امام مسجد بھڑی شاہ رحمان۔ گوجرانوالہ

۷۱ غلام احمد۔ مولوی غلام احمد مخدوم ۔ امام مسجد چک چٹھہ ۔ گوجرانوالہ

۷۲ غلام خاں۔ مولوی غلام خاں دیوبندی ۔ راولپنڈی

۷۳ غلام قادر۔ مولوی حکیم غلام قادر چشتی نظامی۔ ڈھوک مراد ۔ گجرات

۷۴ غلام محمد۔ میاں غلام محمد راں۔ امام مسجد چک جانو کلاں ۔ گجرات

۷۵ غلام محمد۔ مولوی غلام محمد سہروردی خطیب جامع مسجد شوبھا سنگھ۔ گوجرانوالہ

ف

۷۶ فاضل ۔ مولوی محمد فاضل دیوبندی خطیب جامع مسجد ٹھٹھہ فقراللہ۔ گوجرانوالہ

۷۷ فاضل ۔ مولوی محمد فاضل دیوبندی خطیب جامع مسجد ٹھیکریاں۔ گجرات۔

۷۸ فاضل۔ مولوی محمد فاضل کاتب۔ حسن کٹھو بٹر۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ

۷۹ فتح دین۔ مولوی فتح دین اہلحدیث۔ مرانوالی۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ

۸۰ فضلاں۔ مائی فضلاں نانگی مجذوبہ۔ گجرات۔

Marfat.com

۸۱ فضل محمد۔ مولوی فضل محمد ولد اللہ دتا بن علی محمد بن غلام محی الدین قادری جالندھری (صاحب دیوان قادری)

۸۲ فیضان علی۔ مولوی حکیم فیضان علی ولد مولوی حکیم عبدالحق چشتی نظامی۔ امام مسجد ہرلانوالی۔ ضلع گوجرانوالہ

۸۳ فیض رسول۔ میاں فیض رسول ولد میاں غلام احمد جنجوہا۔ دھنویہ خورد۔ گوجرانوالہ

ق

۸۴ قاسم علی۔ مولوی قاسم علی ولد مولوی خواجہ عمر الدین طالب چشتی نظامی گڑھ شنکری۔ ہرچوکے۔ ضلع گوجرانوالہ

۸۵ قاضی احمد۔ مولوی قاضی احمد قادری امام مسجد معروف آباد۔ وزیر آباد۔ گوجرانوالہ

۸۶ قطب الدین۔ مولانا قطب الدین واعظ۔ جھنگ

ک

۸۷ کسرامی کسرائے منہاس نمبر ۲۶۱۹۔ ای۔ اندرون موچی دروازہ۔ لاہور

۸۸ کرم الٰہی۔ مولوی کرم الٰہی امام مسجد۔ ہنویہ متصل ڈنگہ۔ ضلع گجرات

۸۹ کرم الٰہی۔ مولوی کرم الٰہی قاری۔ امام مسجد گوجرہ۔ پھالیہ۔ گجرات

م

۹۰ محبوب شاہ۔ پیر محبوب شاہ قریشی۔ پنڈی کالو۔ گجرات

۹۱ محبوب عالم۔ مولوی محبوب عالم اہلحدیث مدرس سکول کالووالی۔ گوجرانوالہ

۹۲ محمد انور۔ مولوی محمد انور دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور پریزیڈنٹ پریس کے مالک ہیں اور پازیٹو کا کام کرتے ہیں شریف التواریخ کے پازیٹو انہی کی محنت کا نتیجہ ہیں انکے ساتھ انکے بیٹے محمد اعجاز اور محمد عبدالسلام بھی کام کرتے ہیں

۹۳ محمد علی۔ میاں محمد علی نقشبندی امام مسجد پیر کوٹ متصل گکھڑ۔ گوجرانوالہ

۹۴ محمود شاہ۔ مولوی محمود شاہ ولد پیر ولایت شاہ ترمذی۔ گجرات

Marfat.com

۹۵ مشتاق۔ قاری محمد مشتاق چشتی صابری۔ گورنمنٹ ہائی سکول برائے گونگے وبہرے۔ چوبرجی۔ لاہور

۹۶ ملک شاہ۔ پیر ملک شاہ دیسانوالہ۔ رسولنگر۔ گوجرانوالہ

۹۷ مہدی۔ ملک مہدی زمان خاں۔ ڈپٹی کمشنر۔ شیخوپورہ

۹۸ مہردین۔ حافظ مہردین خطیب جامع مسجد غربی مکی اصحابانوالی۔ شیخوپورہ

۹۹ مہماں۔ سائیں مہماں مجذوب وزیرآبادی۔ اپنے رخساروں پر طمانچے مارتا تھا۔

ن

۱۰۰ نعمت اللہ۔ مولوی ابومعاویہ نعمت اللہ قادری اہلحدیث۔ کراچی

۱۰۱ نورالہدیٰ۔ مولانا سید نورالہدیٰ شاہ خوارزمی۔ کیرانوالہ شہبانہ متصل کنجاہ۔ ضلع گجرات

۱۰۲ نورالٰہی۔ مولوی نورالٰہی کاتب اہلحدیث۔ کیلیانوالہ۔ گوجرانوالہ

۱۰۳ نورشاہ۔ مولانا سید نورشاہ بخاری بھوپالوالہ چک بانگا۔ لائل پور

۱۰۴ نورمحمد۔ مولوی سید نورمحمد قادری چک ۱۵ شمالی۔ ملک وال۔ گجرات

و

۱۰۵ ولایت علی۔ ماسٹر ولایت علی ولد حاجی نیک محمد قوم جویہ میاں رحیماں۔ ضلع گوجرانوالہ

ی

۱۰۶ یحییٰ خاں۔ مسٹر یحییٰ خاں جالندھری۔ کوٹھی نمبر ۵ بیگم روڈ۔ لاہور۔

Marfat.com

کتابیات

مآخذ و مراجع کتاب طوالع الاظفار حصہ دوازدہم ۱۲ از کتاب تذکرۃ النوشاہیہ کہ جلد سوم ۳ است از کتاب شریف التواریخ بترتیب حروف تہجی

مخطوطات

الف

۱ آئینہ ایام (روزنامچہ) سید رضاء اللہ شاہ عارف نوشاہی

۲ اعجاز التواریخ سید شرافت نوشاہی

۳ افکار شرافت (بیاض) "

۴ اقرار نامہ میاں مراد بخش ولد میاں جیوا رحمانی نوشاہی بھڑیوالہ مکتوبہ ۱۱۹۱ھ

ب

۵ برکات المحبوب سید شرافت نوشاہی

۶ بیاض شائق مولانا محمد سلام اللہ شائق چک عمر والہ م ۱۳۶۵ھ

۷ بیاض شائق مولانا غلام قادر شائق فاروقی نوشاہی رسولنگری م ۱۳۰۰ھ

۸ بیاض عبدالکریم مولوی عبدالکریم قریشی قلعہ داری م ۱۳۷۷ھ

۹ بیاض قادری مولانا سید غلام قادر نوشاہی ساہنپالوی م ۱۳۰۶ھ

۱۰ بیاض قل احمد مولانا قل احمد فاروقی م ۱۲۵۱ھ

۱۱ بیعنامہ بڈھا و سید خاں مقدمان بھڑی دھوتھڑ مکتوبہ ۹ شوال سنہ

ت

۱۲ تاریخ الاقطاب سید شرافت نوشاہی

Marfat.com

۱۳ تاریخ روش کتاب سازی و کتاب نویسی ۔ مولوی احمد حسین احمد قلعہ داری ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

۱۴ تاریخ سادات المعروف نسبنامہ سادات ۔ سید مراد علی شاہ ولد سید حسین شاہ بخاری ساکن گنسیانوالہ ۔ ضلع گوجرانوالہ ۔ ملوکہ شرافت

۱۵ تحریر شرافت (بیاض) سید شرافت نوشاہی

۱۶ تسطیر بشارت (بیاض) سید بشیر احمد بشارت نوشاہی م ۱۳۸۱ھ

۱۷ تملیکنامہ سلمہ بنت عبد النبی زوجہ میاں سعد اللہ ساکن بھڑی دہوتڑ مکتوبہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۵۳ھ

ث

۱۸ ثبات الایقان سفرنامہ ملتان سید شرافت نوشاہی

ح

۱۹ حدائق الانوار فی زیارۃ السادات الابرار (سفرنامہ اوچ تبرکہ) سید شرافت نوشاہی

۲۰ حدیقۃ الانساب سید شرافت نوشاہی

خ

۲۱ خزینۃ العلوم (بیاض) سید شرافت نوشاہی

د

۲۲ درۃ البیضا (بیاض) سید شرافت نوشاہی

۲۳ دستخط ۔ بر رسالہ احمد بیگ لاہوری از قلم میاں عبد الکریم پشاوری مکتوبہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۹۴ھ

۲۴ دستخط ۔ بر قصیدہ غوثیہ از قلم میاں ارشد علی ولد میاں قطب الدین قریشی خانپوری مکتوبہ ۱۶ اسوج

۲۵ دستخط بر مجموعہ کتاب بوٹا فقیر از قلم میاں اللہ دتا ولد غلام محمد اوجلہ خورد مکتوبہ ۴ ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ

۲۶ دستخط بر ہدایۃ النحو از قلم سید ہاشم شاہ ہمدانی خیرپوری مکتوبہ ۹ جمادی الثانی ۱۱۸۹ھ

Marfat.com

د

۲۷ ڈائری شرافت نمبر ۱۹۷۰ء - سید شرافت نوشاہی

۲۸ ڈائری شرافت نمبر ۱۹۷۱ء "

ر

۲۹ روزنامچہ شرافت سید شرافت نوشاہی
عدد ۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۵-

ز

۳۰ زین الحلم شرح عین العلم ملا علی قاری حنفی

س

۳۱ سجادہ نشین سید شرافت نوشاہی

۳۲ سفرنامہ حج ۱۳۹۵ھ "

۳۳ سفینہ شرافت (بیاض) "

ع

۳۴ عیون التواریخ سید غلام مصطفیٰ نوشاہی م ۱۳۸۴ھ

ف

۳۵ فوائد شرافت (بیاض) سید شرافت نوشاہی

۳۶ فیض محمد شاہی (بیاض) جلد ۳-۹-۱۰ سید غلام مصطفیٰ نوشاہی

ک

۳۷ کنز المعرفت المعروف ملفوظات نوشاہی - مرتبہ سید شرافت نوشاہی

گ

۳۸ گنجینہ شرافت (بیاض) سید شرافت نوشاہی

Marfat.com

م

۳۹	مجمع الاسرار تصنیف ۱۲۲۹ھ	سید بہادر شاہ حسینی بھاکری۔ جھنگ بہاؤالدین
۴۰	مسودہ	آقائی محمد حسین تسبیحی ایرانی
۴۱	مسودہ	قاضی عبدالنبی کوکب گجراتی مکتوبہ ۱ محرم ۱۳۹۸ھ
۴۲	مسودہ	مولانا طفیل محمد گوہر ملصیانی صادق آبادی
۴۳	مسودہ	مولانا محمد اقبال مجددی پروفیسر شاہ حسین کالج لاہور
۴۴	مسودہ	حکیم محمد موسیٰ امرتسری
۴۵	مسودہ	مولانا محمد منشا تابش قصوری
۴۶	مسودہ	مولانا محمد یعقوب فراہی افغانستانی
۴۷	مقامات برخورداریہ	سید شرافت نوشاہی
۴۸	مکتوب	قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی مکتوبہ ۱۹ محرم ۱۳۹۳ھ
۴۹	مکتوب	مولوی مسعود احمد تائب چشتی
۵۰	مکتوب	مولانا تحسین نوشاہی
۵۱	مکتوب	بابا ثابت شاہ مکتوبہ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۲۶۶ھ
۵۲	مکتوب	چوہڑمل
۵۳	مکتوب	مولوی سلام اللہ شائق
۵۴	مکتوب	سید شرافت نوشاہی
۵۵	مکتوب	سید مسعود حسن شہاب دہلوی مدیر الہام بہاولپور
۵۶	مکتوب	مولوی حکیم محمد ظریف خوشابی
۵۷	مکتوب	سید علاؤالدین قادری حیدرآبادی مکتوبہ ۲ شوال ۱۲۳۶ھ
۵۸	مکتوب	ملا کالے شاہ نوشاہی مکتوبہ قبل از ۱۱۳۷ھ

Marfat.com

۵۹ مکتوب — میاں مراد بخش رحمانی بھڑوالہ

۶۰ مکتوبات — آقای محمد حسین تسبیحی ترانی۔ ایران

ن

۶۱ نشتر عشق

ھ

۶۲ ہدیہ احباب صوفنامہ خوشاب — سید شرافت نوشاہی

مطبوعات

الف

۶۳ ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ایم۔ اے۔ ڈی لٹ
لیکچرار پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور۔
شائع کردہ انجمن ترقی اردو ہند دہلی سنہ ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء

۶۴ اردو انسائیکلوپیڈیا نیا ایڈیشن مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور سنہ ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء

۶۵ از خوانسار تا خراسان آقای محمد حسین تسبیحی ترانی

۶۶ اکابر تحریک پاکستان محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور سنہ ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء

۶۷ الودود

۶۸ انوار مرتضوی

۶۹ اویسیائے نقشبندیہ المعروف شیر ربانی۔ میاں محمد امین ترقیوری مطبوعہ اشرف
پریس ایبک روڈ لاہور پیشکردہ پیکو لمیٹڈ لاہور

ب

۷۰ باغ اولیائے ہند — مولوی محمد دین اہلحدیث نوشاہی دیندار کلاں۔ گوجرانوالہ

Marfat.com

۷۱ بے مثل بشر — مولانا محمد اعظم نوشاہی پرقندازی میرووالی م سنہ ۰

ت

۷۲ تاریخ پاکستان از روئے نسخہ ہائے خطی — آقائی محمد حسین تسبیحی تہرانی

۷۳ تاریخ سیالکوٹ

۷۴ تاریخ لاہور — رائے کنہیا لال لاہوری

۷۵ تاریخ مخزن پنجاب — مفتی غلام سرور لاہوری م سنہ ۱۳۰۷ھ

۷۶ تحفۃ الامیر — شاہ ولی اللہ دہلوی

۷۷ تحقیقات چشتی — مولوی نور احمد چشتی لاہوری م سنہ ۱۳۸۴ھ

۷۸ تذکرہ اکابر اہل سنت — مولانا عبد الحکیم شرف قادری مطبوعہ لاہور سنہ ۱۳۹۶ھ

۷۹ تذکرہ حفاظ پشاور — مولوی سید امیر شاہ قادری یکہ توت۔ پشاور

۸۰ تذکرہ شعرائے پنجاب — خواجہ عبد الرشید کراچوی

۸۱ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ج ۱۔ مولوی سید امیر شاہ قادری پشاوری۔ مطبوعہ اتحاد پریس بل روڈ لاہور۔ شائع کردہ عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار۔ پشاور

۸۲ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور۔ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے مطبوعہ لاہور سنہ ۱۳۹۵ھ

۸۳ تذکرہ علمائے ہند — مولوی رحمان علی۔ ترجمہ پروفیسر محمد ایوب قادری کراچی مطبوعہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی سنہ ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء

۸۴ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ — مولانا نور بخش توکلی ایم۔ اے پروفیسر و بانی مدرسہ توکلیہ مطبوعہ اصلاحی برقی پریس لدھیانہ تصنیف سنہ ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء

۸۵ تقریظ۔ بر رسالہ طریق السالکین۔ سید ابو محمد برکت علی شاہ بجواڑی

Marfat.com

۸۶ تیمور شاہ دُرانی ج ۱ مورخ عزیز الدین وکیلی فوفلزائی خطاط ہفت نشر کردہ
تاریخ تمولنہ (انجمن تاریخ) نمبر (۸۷) طبع دوم ۱۳۴۶ھ

چ

۸۷ چار باغ پنجاب منشی گنیش داس بڈہرہ قانونگوئے گجرات

ح

۸۸ حیات سالک قاضی عبد النبی کوکب گجراتی

د

۸۹ درویشز (انگریزی) براؤن

ذ

۹۰ ذکر خیر المعروف صحیفہ نور مولوی محبوب عالم نقشبندی سیدوی
۹۱ ذکر کرام مولوی حفیظ الرحمٰن حفیظ بہاولپوری مطبوعہ ۱۳۵۷ھ
۹۲ ذکر نوشاہی سید شرافت نوشاہی

س

۹۳ سفرنامہ امین چند ۱۶ ستمبر ۱۸۵۰ء (۹ ذیقعد ۱۲۶۶ھ)
۹۴ سلیم التواریخ صوفی اکبر علی جالندہری تالیف ۱۳۳۳ھ
۹۵ سوانحعمری سید چراغ شاہ سبزواری - میاں دولا بخش ولد خدا بخش لاہوری
مطبوعہ فیض عام پریس لاہور

ش

۹۶ شریف الصلوات علی سید الکائنات سید شرافت نوشاہی

ط

۹۷ طبی دنیا المعروف بیسویں صدی کے نامور اطبائے پاکستان - حکیم بدر الدین ہاشمی

Marfat.com

منشی فاضل شائع کردہ طبی ترقیاتی ادارہ منٹگمری

ظ

۹۸ ظفر نامہ رنجیت سنگھ — دیوان امرناتھ مطبوعہ ہندی لاہور

ع

۹۹ عبرت نامہ دفتر اول — مفتی علی الدین بن خیرالدین لاہوری

۱۰۰ عملیات شرافت — سید شرافت نوشاہی

ف

۱۰۱ فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی ج ۲ - آقائی محمد حسین تسبیحی تہرانی

۱۰۲ فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ج ۱
آقائی محمد حسین تسبیحی تہرانی - از انتشارات مرکز تحقیقات
فارسی ایران و پاکستان - راولپنڈی - پاکستان

ک

۱۰۳ کتابخانہ ہائے پاکستان ج ۱ - آقائی محمد حسین تسبیحی تہرانی

۱۰۴ کرسی نامہ عرب — منشی مولوی حکیم خدا بخش تالیف ۲۵ مارچ ۱۹۰۱ء
(۴ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ) حکیم محمد بخش ایل - ایم - ایس
ایم - ڈی طبیب حاذق نے اپنے انٹروڈاکٹری نوٹ کے
ساتھ ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء میں چھپوایا - اور باہتمام ظفر عالم مالک
مطبع گجرات - پرنٹنگ پریس گجرات میں چھپا -

گ

۱۰۵ گورداسپور گزیٹیر — ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء

Marfat.com

ہ

۱۰۶ ماموریت ادبی — آقائی محمد حسین تسبیحی تہرانی

۱۰۷ مراۃ العاشقین — سید محمد سعید زنجانی بھرتھوی

۱۰۸ مصباح السالکین — پیر بخش خان ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ پشاور

ن

۱۰۹ نزہتہ الخواطر ۸ — علامہ شریف عبدالحی حسنی لکھنوی

ھ

۱۱۰ ہم اور ہمارے اسلاف — ڈاکٹر سید عبدالرحمن ہمدانی خیرپوری۔ مطبوعہ جولائی ۱۹۶۹ء [جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ] طابع پاکستان ٹائمز پریس۔ لاہور

ی

۱۱۱ یادگار چشتی — مولوی نور احمد چشتی لاہوری مطبوعہ لاہور۔ کراچی ۱۹۵۸ء ۱۳۷۴ھ

۱۱۲ الیواقیت المہریہ عربی فی شرح الفوائد الہندیہ — مولوی غلام مہر علی حنفی مینن آبادی

رسائل و جرائد

۱۱۳ آغاز لاہور (روزنامہ) ۱۴ر محرم ۱۳۶۷ھ۔ مضمون پر غلام دستگیر نامی

۱۱۴ امروز لاہور (روزنامہ) ۲۳ر مئی ۱۹۶۰ء [۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ]

۱۱۵ ضیاء حرم لاہور (ماہنامہ)

۱۱۶ عرفات لاہور (ماہنامہ) ستمبر اکتوبر ۱۹۷۵ء و نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء

۱۱۷ العلم کراچی (سہ ماہی) جولائی تا ستمبر ۱۹۷۱ء مضمون پروفیسر ایوب قادری

۱۱۸ فردا تہران (روزنامہ) شمارہ ۱۴۴۹۔ ۲۸ر فروردین ۱۳۵۳ھ ہوش

۱۱۹ قومی زبان کراچی (ماہنامہ) جولائی ۱۹۷۵ء

Marfat.com

۱۲۰ مشرق لاہور (روزنامہ) ۲ر جنوری ۱۹۶۹ء [۱۲ر شوال ۱۳۸۸ھ]

۱۲۱ نقوش لاہور (ماہنامہ) لاہور نمبر

۱۲۲ وحید تہران (ماہنامہ) شمارہ ۱-۲-۳-۴ ۱۳۵۴ خ

خاتمہ

الحمد للہ کہ شریف التواریخ کی تیسری جلد موسوم تذکرۃ النوشاہیہ کا بارہواں حصہ بنام طوالع الاظفار آج اتوار کے دن ۲ر ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ ۱۲ر مارچ ۱۹۷۸ء - ۲۹ر پھاگن سمت ۲۰۳۴ ب کو عصر کے وقت ختم ہوا اور ترپن ۵۳ سال کے بعد یہ پوری کتاب اختتام کو پہنچی۔ اس میں میری کوئی خوبی نہیں اُس کارساز مطلق کی تائید غیبی اور اولیائے کرام کی امداد روحانی میرے شامل حال رہی۔ اور یہ عظیم الشان کارنامہ جو میری بساط سے باہر تھا۔ ۱۳۴۵ھ سے شروع ہو کر ۱۳۹۸ھ کو پورا ہوا۔ فللہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ۔

ترقیمہ

تمام شد کتاب طوالع الاظفار حصہ دوازدہم از تذکرۃ النوشاہیہ کہ جلد ثالث است از کتاب شریف التواریخ بدست مولف کتاب ہذا فقیر سید ابو الظفر شریف احمد شرافت نوشاہی برخورداری صابنسپالوی عافاہ اللہ تعالیٰ۔ در خانہ فرزند اصغر صاحبزادہ سید سعید الظفر نوشاہی مد عمرہ مکان نمبر یکم و کوچہ مری ششم محلہ شالامار ٹاؤن لاہور بتاریخ مذکورۃ الصدر رقم نمودہ شد وصلی اللہ تعالیٰ علی رسول خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

خدایا بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامان آل رسول

Marfat.com

تعلیقات

متعلقہ سکندر شاہ بن رحیم شاہ بھمکے صفحہ ۳۴

تاریخ مرقد حضرت سکندر شاہ از زبان درفشان
حضرت مولانا حافظ محمد مطیع اللہ سموالی

سکندر شاہ مولانا عنان تافت — سوئے دار البقا از قہر فانی
غلام محی دین گنبد بنا کرد — شریکش بود چون شاہ زمانی
سیوم باغ علی چارم محمد — ز ما قبلش بود ہم عاقل عنانی
گلاب شاہ نام پنجمین است — شنو اے بلبل شاخ سبحانی
ز من سال بنائے گنبد او — چو پرسی اے گل باغ جوانی
بگویم با تو اے مطلوب جانم — ز تاریخ خانہ دیبا مدانی

۱۲۹۰
۱۲۹۴

تاریخ مرقد مذکور من زبان گوہر فشان اعنی جدی و استادی محمد ہاشم

غلام باغ محی الدین چون — چو گل گنبد مزار پر ضیا کرد
بگفتم با سر ہجری جو سالش — مزار شاہ سکندر با صفا کرد

۱۲۹۱

بصنعت تدریج ۱۲۸۶

Marfat.com

جناب قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی صاحب ساکن مریدکے

حضرت شرافت رسوم کے بہت تربیتی اور مخلص مریدین میں سے ہیں اور حضرت شرافت کیلئے علمی مہمات اور سرگرمیوں میں وہ اپنی بے لوث خدمات پیش کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں حضرت شرافت سے انکی اخلاص مندی تو بہت پرانی ہے لیکن باقاعدہ بیعت وہ بعد میں ہوئے (شریف التواریخ جلد سوم حصہ یازدہم کی تالیف کے بعد۔ جس میں مریدانِ حضرت شرافت کا ذکر ہے) اسلئے شریف التواریخ میں اہتمام کے ساتھ انکا ذکر نہ ہو سکا اب انہوں نے اپنے جو حالات فراہم کئے ہیں وہ انہی کے الفاظ میں تکملہ کے طور پر شامل کئے جا رہے ہیں۔ ع ف

شجرہ نسب ۔ محمد اسلم سلیم نوشاہی ولد میاں اللہ رکھا بن نبی بخش بن شرف دین بن فیض کریم بن ذوالفقار بن ادریس بن محمد علی بن محمد حسن بن نواب محمد رحمت اللہ جو اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں بجوارہ کا حاکم تھا اور کھوکھر راجپوتوں سے تعلق رکھتا تھا۔

ولادت ۔ ۷ راگست ۱۹۳۷ء کو موضع بریار نو تحصیل شاہدرہ (فیروزوالہ) ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے والدین نے محمد اسلم اور قبلہ باباجی مولانا محمد اعظم نوشاہی میر والی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہسوار نام تجویز فرمایا

تعلیم ۔ ابتدائی دینی تعلیمات اپنے والدِ ماجد سے حاصل کیں اور قرآن پاک اپنے بڑے بھائی حاجی فقیر محمد نوشاہی مدظلہ سے پڑھا اسکے بعد زینت القراء قاری غلام رسول صاحب سے تجوید اور قراءت کے ساتھ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور سے قرآن مجید کا دور مکمل کیا ۱۹۵۷ء میں میٹرک اسلامیہ ہائی سکول جدید ضلع سیالکوٹ سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا اور ۱۹۶۰ء میں بطور اکونٹس کلرک ریلوے ہیڈ کوارٹر جی۔ پی۔ الیف سیکشن میں تقرری ہوئی جو اب تک جاری ہے ملازمت کے چار پانچ سال بعد خندی مریدکے میں اپنا ذاتی مکان تعمیر کر لیا جو نوشاہی نسبت سے نوشاہی منزل نوشاہی کریٹ نوشہ بازار بیرون خندی مریدکے میں ہے

طلبِ مرشد ۔ ہمارے سارے خاندان کو حضرت قبلہ مولانا قبلہ باباجی محمد اعظم نوشاہی میر والی سے گہری عقیدت تھی اور سب انہی کے دامنِ ارادت سے وابستہ تھے مجھے بھی ان سے بے پناہ محبت تھی مگر وہ میری اوائل عمری میں ہی اس جہانِ فانی کو خیرباد کہہ گئے مجھے آپ کے تعلق سے نوشاہی تعلیمات

Marfat.com

سے گہری دلچسپی پیدا ہو گئی تھی اور میں اسکے بعد زیادہ تر اپنے گاؤں میں حضرت حاجی حسین بخش نوشاہی کے پاس حاضری دیا کرتا تھا آپ قبلہ بابا جی میرووالی رحمۃ تعالیٰ علیہ کے خلیفۂ اعظم تھے میں نے آپ سے قرآن مجید باترجمہ پڑھنا شروع کیا اور پہلے پارہ کی تکمیل آپ سے کی میرا دل آپکی طرف بہت راغب تھا آپ نے مجھے یاجی و یاقیوم بطورِ وظیفہ پڑھنے کی اجازت دی انہی دنوں قریباً ۱۹۶۶ء میں مجھے بحکیم نذیر حسین صاحب مردانوی نوشاہی کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے موجودہ سجادہ نشین سید شریف احمد شرافت نوشاہی جو بڑے خدا رسیدہ صوفی منش اور علم دوست بزرگ ہیں چند دن میں سنبھال شریف سے مرید کے میں حاجی مستری محمد اسماعیل کے گھر تشریف لانے والے ہیں مجھے آپ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا لہٰذا جب آپ مرید کے آئے تو میں نے آپ سے ملاقات کی اور اگلے روز آپکو اپنے گھر لے آیا چند ملاقاتوں میں آپکی نوازشات میرے حال پر بلکہ میرے سارے خاندان پر خصوصیت اختیار کر گئیں اور نوشاہیت جسکی عظمت کا میں پہلے ہی معترف تھا اب جنون کی حد تک میرے رونگٹے رونگٹے پر اثر انداز ہو گئی اور میں نے اپنے تمام احباب دوستوں اور بزرگوں سے آپکا تعارف کرایا اور میں ہی حضرت زار نوشاہی صاحب سے آپکی ملاقات کا سبب بنا اور یہی وہ ملاقات تھی جو حضرت شرافت کی معرکۃ الآرا تصنیف شریف التواریخ کے منظرِ عام پر آنے کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور اسی ملاقات کے نتیجہ میں حضرت نوشاہ عالی جاہ کا منثور و منظوم کلام "مواعظِ نوشہ پیر" اور "گنج شریف" بھی شائع ہوا انہی ایام میں ایک دفعہ میرے ایما پر آپ ہمارے گاؤں موضع بریار نو تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ میں حضرت قبلہ حاجی حسین بخش نوشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کو تشریف لے گئے حاجی صاحب قبلہ ان دنوں صاحبِ فراش تھے دونو بزرگوں کی بہت اچھے حالات میں ملاقات ہوئی قبلہ حاجی صاحب مرحوم کو حضرت نوشاہ عالی جاہ کے اس فرزند عالی مرتبت کو دیکھ کر وجد ہو گیا بعد میں حضرت شرافت صاحب نے بتایا کہ حاجی صاحب قبلہ مقام تسلیم و رضا پر حضرت ایوب صابر علیہ السلام کے مقام صبر کے پرتو میں ہیں اسکے بعد میں گاؤں میں حضرت بابا جی قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کرتا رہا لیکن ۱۹۷۰ء میں آپکا وصال مبارک ہو گیا اور میرے دل میں یہ تشنگی رہی کہ میں نے آپکی باقاعدہ بیعت نہیں کی لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ حضرت شرافت صاحب کی ملاقات بلا وجہ نہ تھی اور اسمیں یہ رمز ضرور موجود تھی چنانچہ جس وقت مجھے خوش قسمتی سے حج اور زیارت کی اجازت ملی تو میں نے آپ

Marfat.com

سے بیعت کیلئے عرض کی آپ نے بڑی خوشی اور محبت سے مجھے سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں منسلک کر
اور میرے بیٹے عبداللہ منصور اور بیٹی سعدیہ کو بھی داخل سلسلہ فرمالیا

وظائف - آپ نے مجھے درج ذیل وظائف عطا فرمائے

۱- درود شریف ہزارہ - ۲- کلمہ طیب ذکر نفی اثبات ایک سو مرتبہ - لا الٰہ الا اللہ دو سو مرتبہ
الا اللہ - چار سو مرتبہ - اللہ آٹھ سو مرتبہ - ھُوْ سولہ سو مرتبہ - ۳- یا حی و یا قیوم ہر نماز
کے بعد ایک سو مرتبہ - ۴- سبوحٌ قدوسٌ ربُّنا و رب الملٰئکۃ والروح روزانہ بعد نماز فجر ایکسو گیارہ مرتبہ
۵- یا حی و یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام ۶- مریدی لاتخف واشٍ فانی - غرومٌ قاتل عند القتال چالیس بار بعد نماز عشاء
حضرت شرافت صاحب قبلہ سے بیعت کے بعد تعلقات کا سلسلہ بہت ہی قریب ہو گیا اور آپ نے زیادہ سے زیادہ
وقت مجھے دینا شروع کیا مگر اب آپکا بڑھاپا بہت تیزی سے آرہا تھا آخر ایک دن رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ میں مجھے
سہنیال شریف سے ۱۳ تاریخ کا لکھا ہوا نوازش نامہ ملا جسمیں آپ نے اپنی بیماری کا تذکرہ فرمایا میں نے اس
خط کی فوٹو نیچے چسپاں کر دی ہے کیونکہ یہ شائد آپکا آخری خط ہے - خط ملنے پر میں ساہنیال شریف روانہ
ہو گیا ۲۱ تاریخ کو وہاں پہنچا طبیعت بہت ہی کمزور تھی میں آپکی خدمت کیلئے وہیں ٹھہر گیا لیکن اگلے روز ۲۲ رمضان
المبارک ۱۴۰۳ھ بعد نماز ظہر آپ ہمیں الوداع کہکر جنت الفردوس کی طرف اپنے ہمیشگی کے گھر میں تشریف
فرما ہو گئے - میں نے آپکی تکفین و تدفین میں پورا حصہ لیا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے میں وہاں موجود تھا آپکے تین جنازے پڑھے
گئے میں ان سب میں موجود تھا میں اللہ تعالیٰ کے احسان کے سامنے سربسجود ہوں کہ اس نے اپنے فضل اور محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
کی نگاہ کرم کے طفیل مجھے ایسا رہنما عطا فرمایا جنکا نام سنکر آج بھی اہل دل اور اہل علم و دانش کے سر ادب سے جھک جاتے ہیں

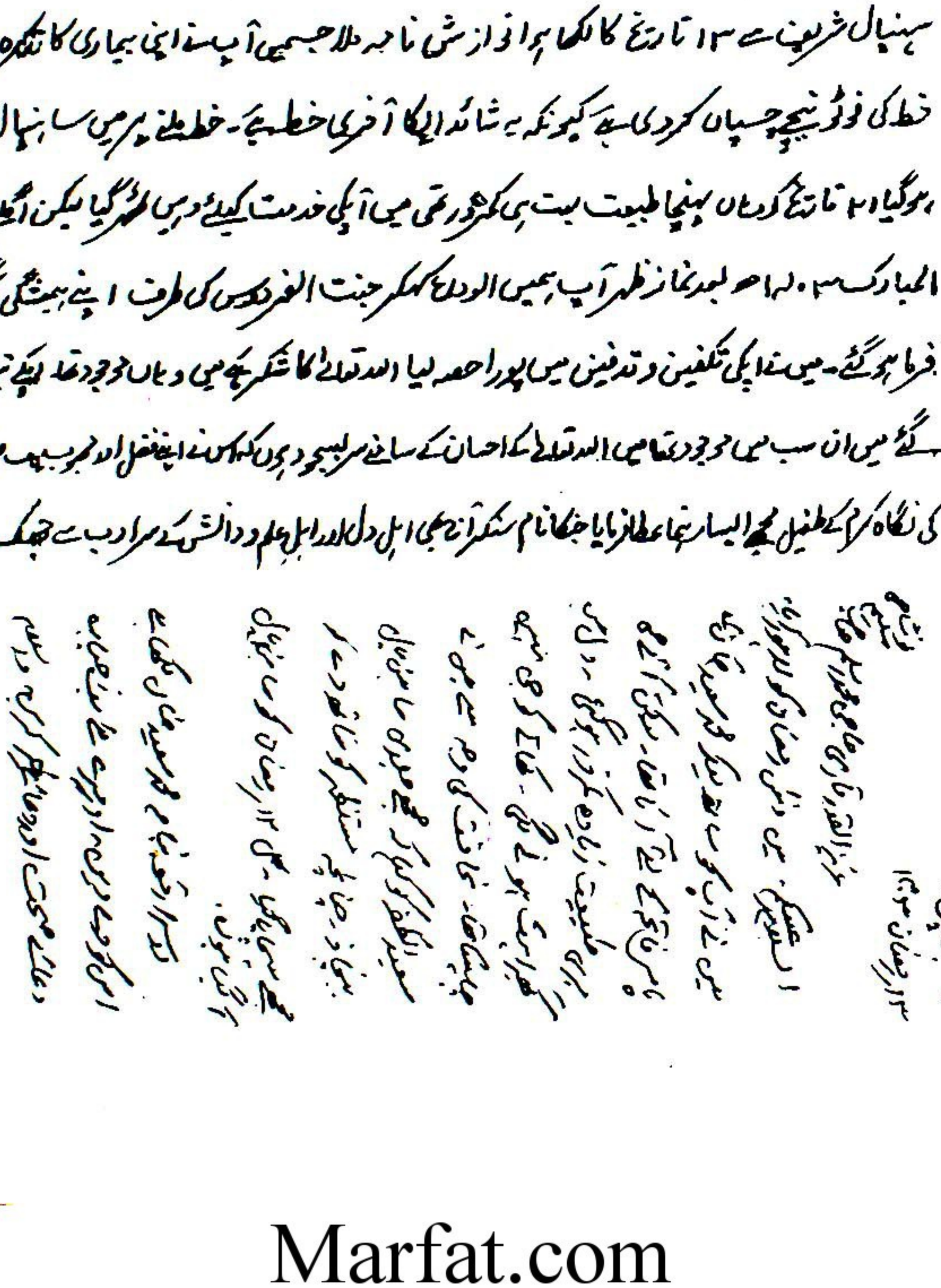

Marfat.com

محمد سعید بی۔ اے

چوہدری محمد سعید ولد چوہدری سردار محمد ۱۶ اپریل ۱۹۶۰ء کو چک نمبر ۲۹۱ ج۔ ب گمٹالہ تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ارائیں خاندان کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے پرائمری تک تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی اسکے بعد گورنمنٹ ہائی سکول جانی والا سے میٹرک کیا اور گورنمنٹ کالج گوجرہ سے ایف ایس۔ سی کرنے کے بعد ریلوے اکاؤنٹس آفس لاہور میں ملازمت اختیار کر لی اور دوران ملازمت بی۔ اے کیا انکا اپنا بیان ہے کہ ملازمت کے دوران ہی میری ملاقات دفتر کے ایک ساتھی قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی صاحب سے ہوئی جو بہت ہی ملنسار خوش اخلاق اور مرقع شرافت ہیں یہ ملاقات بہت جلد گہری دوستی میں تبدیل ہو گئی ایک دن قاری صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے مرشد حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی صاحب سے ملنے حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کی دوکان ۵۵ ریلوے روڈ پر جا رہے ہیں میں بھی انکے ساتھ ہو لیا ہم جب وہاں پہنچے تو حکیم صاحب سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور (حکیم صاحب کے) ایک طرف حضرت صاحب جلوہ افروز تھے ہم آپ سے مصافحہ کر کے آپکے سامنے بیٹھ گئے آپ نے بڑے تپاک سے خیریت پوچھی اور ہمیں ساتھ لیکر راجگڑھ نوشاہی منزل مولوی محمد لطیف زار نوشاہی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے وہاں پر بعد از نماز شام ختم شریف غوثیہ کی محفل پاک کا انعقاد ہونا تھا اس محفل پاک میں آپ کو ملنے وہاں کے معززین آئے آپ سب سے خندہ پیشانی سے ملے پروفیسر ڈاکٹر محمد رمضان مرزا اور مقبول انور داؤدی نوشاہی صاحب رات گئے تک آپ سے مختلف مسائل پر گفتگو کرتے رہے اور آپ قرآن و حدیث سے انکے مسائل کو حل کرتے رہے میں یہ سب کچھ دیکھتا رہا اور آپ کے متعلق رائے قائم کرتا رہا صبح کی نماز کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں حضرت صاحب کا مرید ہو جاؤنگا میں نے اس بات سے قاری صاحب کو مطلع کیا انہوں نے حضرت قبلہ سے عرض کی آپ نے مجھے سوچنے کو کہا میں نے عرض کی کہ میں نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے اور پھر میں نوشاہی منزل راجگڑھ میں حضرت زار نوشاہی صاحب کے گھر پر ۲۲ اپریل ۱۹۸۱ کو حضرت قبلہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی صاحب کے مبارک ہاتھ پر سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں داخل ہو گیا آپ نے مجھے کلمہ شریف اور درود ہزارہ شریف پڑھنے اور نماز باقاعدہ ادا کرنے کی تلقین کی چین حیات آپکی مجھ پر خاص توجہ رہی آپکی رحلت پاک کے وقت میں ساہنپال شریف میں موجود تھا اور میں نے آپکی تکفین اور تدفین میں پورا حصہ لیا رب کریم ہمیں آپکی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

شجرہ فقرائے پیر سید ملک علی شاہ سجادہ نشین پیر فقیر اللہ شاہ بادشاہ بدوملی شریف

پیر فقیر اللہ شاہ بادشاہ کا ذکر شریف التواریخ کی جلد سوم حصہ ششم صحائف الاسرار میں نمبر ۴۸ صفحہ ۱۳۶ پر آچکا ہے ایک سجادہ نشین اور بڑے بیٹے پیر ملک علی شاہ صاحب کا ذکر حصہ ہفتم مناہج الآثار میں نمبر ۱۰۶ صفحہ ۳۶۹ پر موجود ہے حضرت سید ملک علی شاہ صاحب کے ایک خلیفہ باوا صاحب نور الدین المعروف سائیں کوڈے شاہ کا فقر تکیہ اجاگر شاہ چاہ میراں لاہور میں بہت تھا بعد وفات انہیں قبرستان میانی صاحب میں دفن کیا گیا انکے ایک پوتا مرید صوفی محمد رفیق نوشاہی نے مجھے بتایا کہ ہم سائیں کوڈے شاہ کو ایصال ثواب کیلئے ہر گیارھویں شریف پر ایک دیگ دال روٹی اور ہر بڑی گیارھویں پر ۶ دیگ پلاؤ زردہ اور دال روٹی تقسیم کرتے ہیں سائیں کوڈے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک بہت معروف خلیفہ صوفی محمد شفیع المعروف جی باوا جی بہت مشہور بزرگ تھے آپ ۱۸۶۴ء میں خیر دین چوہان راجپوت نمبردار موضع گڑھ رنبہ نزد پانی پت (انڈیا) کے ہاں پیدا ہوئے میٹرک کرنے کے بعد لاہور آکر اسلامیہ کالج سے ایف اے کرنے کے بعد بی۔ اے میں داخلہ لیا لیکن اسی دوران مرشد ارشد حضرت سائیں کوڈے شاہ صاحب سے ملاقات ہو گئی اور آپ نے ایسی تاثیر دکھائی کہ ظاہری تعلیم کو ترک کر کے سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں ایکی بیعت کر لی اور ایکے ذریعہ روحانی مدارج طے کرنے لگے سکونت لاہور محلہ راجگڑھ میں اختیار کی مگر وقت زیادہ سیر و سیاحت میں گذارنے لگے اسکے بعد ۱۹۵۴ء میں بنگلہ دلو والہ چک نمبر ۳۳۹ ضلع ساہیوال میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور وہاں ایکا سلسلۂ ارادت بہت پھیلا اور مریدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی وفات شریف ایکی ۱۴ نومبر ۱۹۷۶ کو ہوئی اس دن مگھر کی پہلی تاریخ اس تاریخ کو ایکے مرید ایکو ایصال ثواب کیلئے ختم شریف کرتے ہیں اور عرس ایکا ۵، ۶، ۷ ہاڑ کو ہوتا ہے ان ایام میں ایکی زندگی میں بھی عرس ہوتا تھا شائد یہ ایکے پیران سلسلہ میں کسی کا یوم وصال ہوگا آپ زندگی بھر مجرد رہے ایکے روضہ پر اب محمد ابراہیم ولد فضل دین خادم درگاہ ہے باقی خواص مریدین کے نام یہ ہیں ۱۔ جلال دین ولد شیر محمد ۲۔ امداد علی ۳ محمد یوسف ولد احمد دین ۴۔ محمد شریف ولد سردار محمد یہ سب بنگلہ دلو والا کے ہیں ۵ سید اقبال محمد ولد نبی احمد کشمور سندھ ۶ محمد اکرم لودھراں ملتان ۷ محمد ارشد ولد نیاز محمد فقیر والی بہاولنگر ۸۔ احمد نواز ولد غلام حیدر پروفیسر پولی ٹیکنیکل بہاولپور ۹ صوفی محمد یونس دل محمد روڈ لاہور ۱۰۔ محمد رفیق ولد حاجی محمد دین نواں کوٹ لاہور ۱۱ غلام نبی ولد محمد شفیع نواں کوٹ لاہور ۱۲ محمود احمد ولد عمر حیات فرنگ لاہور ۱۳ صوفی محمد نذیر [illegible]

Marfat.com